جدید تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن

آئمہ کرام، خطباء اور مقررین کے لئے بیانات جمعہ پر مشتمل مستند مواد

اصلاحی خطبات و مسائل

جلد ہفتم

34) حفاظت قرآن نصوص اور حیران کن واقعات کے تناظر میں

35) ادب کی اہمیت وفضیلت اور اسلافِ امت کے پر تاثیر اقوال و واقعات

36) حیاء وپاک دامنی کی اہمیت وفضیلت اور اسلاف امت کے عفت وعصمت کے پر تاثیر واقعات

37) عفو ودر گزر اور نرمی کی اہمیت وفضیلت اور اسلافِ امت کے پُر تاثیر واقعات

38) تکبر کی مذمت وقباحت اور متکبرین کے بھیانک انجام کے عبرتناک واقعات

تالیف
مولانا محمد نعمان صاحب
استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

مکتبۃ المتین

اصلاحی خطبات ورسائل

جلد ہفتم

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ حدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

ناشر

مکتبۃ المتین کراچی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	اصلاحی خطبات ورسائل جلد ہفتم
مؤلف	مولانا محمد نعمان صاحب زید مجدہ
ضخامت	صفحات494
تعداد	500
طبع اول	۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ/ 28اگست، 2024ء
ناشر	مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

اسٹاکسٹ

مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

0311-2645500　　0332-2557675

ادارۃ المعارف کراچی (احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا۔ کراچی)

021-35123161,021-35032020,0300-2831960

مولانا محمد ظہور صاحب (جامعہ سراج الاسلام، پارہوتی، مردان)

0334-8414660,0313-1991422

آن لائن حاصل کرنے کے لیے رابطہ نمبر

0316-2554257　　0309-2216519

فہرست

۳۵......ادب کی اہمیت وفضیلت اور اسلافِ امت کے پرتاثیر اقوال وواقعات

قرآن کریم کی روشنی میں ادب کی اہمیت وترغیب

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ادب کی اہمیت وترغیب

ادب کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے تیس (۳۰) اقوال

۳۶......حیاء وپاک دامنی کی اہمیت وفضیلت اور اسلافِ امت کے عفت وعصمت کے پرتاثیر واقعات

قرآنِ کریم کی روشنی میں حیاء وپاک دامنی کی اہمیت وفضیلت

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حیاء وپاک دامنی کی اہمیت وفضیلت

اکابر علماء کی تحمل مزاجی اور عفوودرگزر کے پرتاثیر واقعات

۳۸......تکبر کی مذمت وقباحت اور متکبرین کے بھیانک انجام کے عبرتناک واقعات

تکبر کی تین قسمیں

قرآن کریم کی روشنی میں تکبر کی مذمت وقباحت

احادیث مبارکہ کی روشنی میں تکبر کی مذمت وقباحت

تکبر کی مذمت سے متعلق حضرات انبیاء علیہم السلام کے اقوال

تکبر کی بیس (۲۰) علامات

تکبر کے بھیانک اور ہولناک انجام کے عبرتناک واقعات

۳۴.....حفاظت قرآن نصوص اور حیران کن واقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾(الحجر:۹)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ.إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾

(القيامة:۱۶،۱۷)

فَإِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ سَبَبٌ طَرَفُهُ بِيَدِ اللّٰهِ،وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ،فَتَمَسَّكُوا بِهِ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوا،وَلَنْ تَهْلِكُوا بَعْدَهُ أَبَدًا.❶

إِنَّكُمْ لَنْ تَرْجِعُوا إِلَى اللّٰهِ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ خَرَجَ مِنْهُ يَعْنِي الْقُرْآنَ.❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور حدیث کا تذکرہ کیا ان میں حفاظتِ قرآن کا ذکر ہے، قرآنِ

❶صحيح ابن حبان : كتاب العلم، ج ۱ ص ۳۲۹،رقم الحديث: ۱۲۲

❷المستدرك على الصحيحين: كتاب التفسير، ج۲ ص ۴۷۹،رقم الحديث: ۳۶۵۱/ قَالَ الْحَاكِمُ:هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.وَوَافَقَهُ الذَّهَبِي

کریم آسمانی کتابوں میں سب سے بلند اور ممتاز اس سبب سے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کسی تحریف اور تبدیلی سے محفوظ رکھنے کا خود ذمہ لیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا ہوتا تو اس میں بھی تحریف اور تبدیلی کا وہی حال ہوتا جو سابقہ آسمانی کتابوں کا ہوا، کیونکہ سابقہ آسمانی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ رب العزت نے انہی لوگوں کو سونپی تھی جن کی طرف اللہ نے وہ کتابیں اتاریں تھیں۔ بس اللہ نے اپنا یہ وعدہ سچ کر دکھایا اور کتاب اللہ کی حفاظت کا حیرت انگیز انتظام کیا، اس طور پر کہ اس کے الفاظ بھی محفوظ، اس کے معانی بھی محفوظ، اس کا رسم الخط بھی محفوظ، اس کی عملی صورت بھی محفوظ، اس کی زبان بھی محفوظ، اس کا ماحول بھی محفوظ، جس عظیم ہستی پر اس کا نزول ہوا اس کی سیرت بھی محفوظ، اور اس کے اولین مخاطبین کی زندگیاں بھی محفوظ۔

قرآن کریم کو اس عظیم خوبی کے ذریعے دوسری آسمانی کتابوں سے بلند اور ممتاز کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ آسمانی کتابوں میں سے آخری کتاب ہے اور آسمانی کتابوں کے سلسلے کو ختم کرنے والی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے لیے ایسے اسباب تیار کیے جو اس کے علاوہ کسی اور کتاب میں موجود نہیں۔

وحی کا ابتداء وانتہاء

وحی کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا، بنی اسرائیل کے سب آخری نبی حضرت عیسی علیہ السلام ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے چلے جانے کے تقریباً ۵۷۰ سال بعد یعنی ۵۷۱ عیسوی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی، پیدائش کے چالیس سال بعد یعنی ۶۱۱ عیسوی کو آپ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدائش کے چالیس سال بعد نبوت دی گئی، سب سے پہلے وحی میں آپ پر غارِ حرا میں سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں:

﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ. الَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾ (العلق: ۱ تا ۵)

ترجمہ: پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے، پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اب وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا، چالیس سال کی عمر سے لے کر تریسٹھ سال کی عمر تک یعنی تئیس سال تک وحی کا سلسلہ رہا، اس کے بعد آپ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ تئیس سال کے عرصے میں تدریجاً قرآن کریم نازل ہوا۔

تدریجاً قرآن مجید کے نزول کی حکمتیں

۱......مشرکین کی ایذاء رسانیوں کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی کرنا۔

۲......تدریجاً نزول وحی کے ذریعے آپ کے دل کو قوی بنانا۔

۳......احکام سماویہ کی مشروعیت آہستہ آہستہ ہونا۔

۴......مسلمانوں کیلئے قرآن مجید کے حفظ کو آسان کرنا۔

۵......حوادث اور واقعات کی مناسبت سے وحی نازل کرنا تاکہ اوقع فی النفس ہو۔

۶......قرآن مجید میں ناسخ آیات بھی ہیں اور منسوخ بھی، مشرکین کے اعتراضات اور صحابہ کے سوالات کے جوابات بھی ہیں، اس لئے موقع کی مناسبت سے وحی کا نزول ہوتا رہا۔[1]

---

[1] الإتقان في علوم القرآن: النوع السادس عشر، ج ۱ ص ۱۵۱ تا ۱۵۵

قرآنِ کریم کی روشنی میں حفاظتِ قرآن

قرآنِ مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾(الحجر: ۹)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ اگر چہ قرآن کریم سے پہلے بھی آسمانی کتابیں بھیجی گئی تھیں، لیکن چونکہ وہ خاص خاص قوموں اور خاص خاص زمانوں کے لیے آئی تھیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو قیامت تک محفوظ رکھنے کی کوئی ضمانت نہیں دی تھی، بلکہ ان کی حفاظت کا کام انہی لوگوں کو سونپ دیا گیا تھا جو ان کے مخاطب تھے، جیسا کہ سورۃ مائدہ آیت ۴۴ میں فرمایا گیا ہے، لیکن قرآن کریم چونکہ آخری آسمانی کتاب ہے جو قیامت تک کے لیے نافذ العمل رہے گی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے، چنانچہ اس میں قیامت تک کوئی ردو بدل نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اس طرح فرمائی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں اسے اس طرح محفوظ کر دیا ہے کہ اگر بالفرض کوئی دشمن قرآن کریم کے سارے نسخے (معاذ اللہ) ختم کر دے تب بھی چھوٹے چھوٹے بچے اسے دوبارہ کسی معمولی تبدیلی کے بغیر لکھوا سکتے ہیں جو بذاتِ خود قرآن کریم کا زندہ معجزہ ہے۔ [1]

اس آیت کے تحت امام خازن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

﴿وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾ الضمير فى له يرجع إلى الذكر يعنى وإنا للذكر

[1] آسان ترجمہ قرآن: ص ۵۶۳

الـذى أنـزلـناه على محمد لحافظون يعنى من الزيادة فيه،والنقص منه والتـغييـر والتبـديـل والتـحـريف،فـالـقـرآن العظيم محفوظ من هذه الأشيـاء كلها لا يقدر أحد من جميع الخلق من الجن والإنس أن يزيد فيـه،أو يـنقص منه حرفا واحدا أو كلمة واحدة،وهذا مختص بالقرآن الـعـظيـم بـخـلاف سـائـر الـكـتـب الـمـنزلة فإنه قد دخل على بعضها التـحريف،والتبديل والزيادة والنقصان ولما تولى اللّٰه عز وجل حفظ هذا الكتاب بقي مصونا على الأبد محروسا من الزيادة والنقصان. ❶

ترجمہ: آیت (وَإِنَّا لَهُ لَحافِظُونَ) میں ’’له‘‘ کی ضمیر’’الذکر‘‘ کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی وہ ذکر (قرآن) جو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہم اسکے محافظ ہیں اس بات سے کہ اس میں کوئی زیادتی یا کمی یا کوئی تغیر وتبدیلی ہو یا تحریف ہو، پس قرآن عظیم ان سب اشیاء سے محفوظ ہے، مخلوق میں سے جنات وانسان کسی کو قدرت نہیں کہ اس میں کوئی زیادتی کرے یا کسی حرف یا کسی کلمہ کی کمی کرے، یہ صرف قرآن عظیم کیساتھ خاص ہے بخلاف دیگر نازل کردہ کتابوں کے اسمیں بعض میں تحریف، تبدیلی، زیادتی اور کمی داخل ہو چکی ہے، جب اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا تو یہ ہمیشہ زیادتی اور کمی سے محفوظ رہے گا۔

قرآن مجید کو جمع کرنا اللہ کے ذمے ہیں

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿لَاتُـحَـرِّکْ بِـهٖ لِسَـانَکَ لِتَـعْـجَـلَ بِـهٖ.إِنَّ عَـلَيْنَا جَمْعَـهٗ وَقُرْآنَـهٗ﴾

(القيامة: ١٦، ١٧)

---

❶ تفسير خازن:سورة الحجر تحت هذه الآية، ج٣ص ٤٩

ترجمہ: (اے پیغمبر) تم اس قرآن کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو ہلایا نہ کرو، یقین رکھو کہ اس کو یاد کرانا اور پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے۔

جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کریم نازل ہوتا تو آپ اس کے الفاظ ساتھ ساتھ دہراتے جاتے تھے، تاکہ آپ انہیں بھول نہ جائیں۔ ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا جارہا ہے کہ آپ زبان مبارک سے الفاظ کو دہرانے کی مشقت نہ اٹھائیں، کیونکہ ہم نے ذمہ داری لے لی ہے کہ ہم انہیں آپ کو یاد بھی کرائیں گے، اور ان کی تشریح بھی آپ کے قلب مبارک میں واضح کردیں گے۔ ❶

باطل قرآنِ مجید کی طرف نہیں آسکتا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ. لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ (حٰمٓ السجدة: ۴۲)

ترجمہ: بیشک (ان لوگوں نے بہت برا کیا ہے) جنہوں نے نصیحت کی اس کتاب کا انکار کیا جبکہ وہ ان کے پاس آچکی تھی، حالانکہ وہ بڑی عزت والی کتاب ہے۔ جس تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ اس ذات کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، تمام تعریفیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔

آیت کی تشریح وتفسیر

حضرت قتادہ اور سدی رحمہما اللہ نے فرمایا کہ باطل سے مراد شیطان ہے اور ''مِنْ بَيْنِ

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۲۴۸

یَدَیْہِ وَلَامِنْ خَلْفِہٖ" یعنی نہ سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے، اس سے مراد تمام جوانب ہیں۔ مطلب یہ کہ شیطان کا کوئی تصرف وتدبیر اس کتاب میں نہیں چلتی کہ وہ اس کتاب میں کمی وبیشی یا کوئی تحریف کر سکے۔

تفسیر مظہری میں اس کو نقل کر کے فرمایا کہ شیطان اس جگہ عام ہے شیطان الجن ہو یا آدمی شیطان، کسی کی تحریف وتبدیل قرآن میں نہیں چلتی، جیسے بعض روافض نے قرآن میں دس پاروں کا، بعض نے خاص خاص آیات کا اضافہ کرنا چاہا مگر کسی کی بات نہ چلی۔ ❶

امام ابوحیان رحمہ اللہ نے "البحر المحیط" میں فرمایا کہ لفظِ باطل اپنے الفاظ کے اعتبار سے شیطان کے ساتھ مخصوص نہیں، ہر باطل ومبطل شیطان کی طرف سے ہو یا کسی دوسرے کی طرف سے قرآن میں وہ نہیں چل سکتا، پھر بحوالہ طبری آیت کا یہ مفہوم بتلایا کہ کسی اہلِ باطل کی مجال نہیں کہ سامنے آکر اس کتاب میں کوئی تغیر وتبدل کرے اور نہ اس کی مجال ہے کہ پیچھے سے چھپ کر اس کے معانی میں تحریف اور الحاد کرے۔ ❷

طبری کی تفسیر اس مقام سے بہت زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ قرآن میں الحاد وتحریف کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اول یہ کہ کوئی اہل باطل کھلے طور پر قرآن میں کوئی کمی وبیشی کرنا چاہے اس کو تو "مِنْ بَیْنَ یَدَیْہِ" سے تعبیر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص بظاہر دعویٰ ایمان کا کرے، مگر چھپ کر تاویلاتِ باطلہ کے ذریعہ قرآن کے معنی میں تحریف کرے، اس کو "مِنْ خَلْفِہٖ" کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب اللہ کے نزدیک ایسی عزیز وکریم ہے کہ نہ اس کے الفاظ میں کوئی کمی وبیشی اور تحریف و تبدیل پر کسی کو قدرت ہے اور نہ معانی میں تحریف کر کے قرآن کے احکام بدل دینے

❶ تفسیر المظھری: تحت ھذہ الآیۃ، ج۸ ص ۳۰۰، ۳۰۱

❷ البحر المحیط: تحت ھذہ الآیۃ، ج۹ ص ۳۶۰/تفسیر الطبری: تحت ھذہ الآیۃ، ج۲۱ ص ۴۸۰

کی مجال ہے، جب کبھی کسی بد بخت نے اس کا ارادہ کیا وہ ہمیشہ رسواء ہوا۔ قرآن اس کی ناپاک تدبیر سے پاک صاف رہا۔ الفاظ میں تحریف وتبدیل کی راہ نہ ہونا تو ہر شخص دیکھتا سمجھتا ہے کہ تقریباً چودہ سو سال سے ساری دنیا میں پڑھا جاتا ہے، لاکھوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے، ایک زیر زبر کی غلطی کسی سے ہو جائے تو بوڑھوں سے لے کر بچوں تک، عالموں سے لے کر جاہلوں تک لاکھوں مسلمان اس کی غلطی پکڑنے والے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ''مِنْ خَلْفِهٖ'' کے الفاظ سے اس طرف اشارہ کر دیا کہ قرآن کی حفاظت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے ''اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ'' وہ صرف الفاظ کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اس کے معانی کی حفاظت کا بھی اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے، اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بلاواسطہ شاگردوں یعنی صحابہ کرام کے ذریعہ معانی قرآن اور احکام قرآن کو بھی ایسا محفوظ کر دیا ہے کہ کوئی ملحد بے دین اس میں تاویلاتِ باطلہ کے ذریعہ تحریف کا ارادہ کرے تو ہر جگہ ہر زمانے میں ہزاروں علماء اس کی تردید کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ خائب وخاسر ہوتا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ آیت ''اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ'' میں ضمیر ''لَهٗ'' قرآن کی طرف راجع ہے اور قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ نظم ومعنی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ ❶

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حفاظت قرآن

قرآن ایسی کتاب ہے جو سینوں میں محفوظ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیثِ قدسی بیان کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

---

❶ معارف القرآن: ج ۷ ص ۷۵۲، ۷۵۳

وَأَنْزَلْتُ عَلَيْکَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ،تَقْرَؤُهُ نَائِمًاوَيَقْظَانَ. ❶

ترجمہ: اے میرے پیغمبر! میں نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی جس کو پانی دھونہیں سکتا، اورتم اس کتاب کوسونے اور بیداری کی حالت میں بھی پڑھو گے۔

امام نووی رحمہ اللہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

أَمَاقَوْلَهُ تَعَالَى لَايَغْسِلُهُ الْمَاءُ فَمَعْنَاهُ مَحْفُوْظٌ فِي الصُّدُوْرِ لَايَتَطَرَّقُ إِلَيْهِ الذَّهَابُ بَلْ يَبْقَى عَلَى مَرِّ الْأَزْمَانِ.وَاَمَاقَوْلُهُ تَعَالَى تَقْرَأُهُ نَائِماًوَيَقْظَانُ، فَقَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَاهُ يَكُوْنُ مَحْفُوْظًالَکَ فِيْ حَالَتَيِ النَّوْمِ وَالْيَقْظَة. ❷

ترجمہ: رہا اللہ کا قول کہ پانی اسکودھونہیں سکتا، اس کا معنی ہے کہ سینوں میں محفوظ ہے، زمانوں کے گزرنے سے باقی رہے گاختم نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالی کا یہ فرمان کہ تم اس کوسونے اور بیداری کی حالت میں پڑھو گے، علماء نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ یہ کتاب بیداری اور نیند دونوں حالت میں محفوظ رہے گی۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أی کتابا محفوظا فی القلوب لا یضمحل بغسل القراطیس،أو کتابا مستمرا متداولا بین الناس ما دامت السموات والأرض،لا ینسخ ولا ینسی بالکلیة. ❸

---

❶صحیح مسلم: کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها،بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِی یُعْرَفُ بِهَا فِی الدُّنْیَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ،رقم الحدیث: ۲۸۶۵

❷شرح صحیح مسلم: کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها،بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِی یُعْرَفُ بِهَا فِی الدُّنْیَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ،ج۱۷ ص۱۹۸

❸شرح الطیبی: کتاب الرقاق،باب الإنذار والتحذیر، ج۱۱ ص۳۳۹۶،رقم الحدیث: ۵۳۷۱

ترجمہ: یعنی دلوں میں محفوظ ہے، کاغذات کو دھونے سے خراب نہیں ہوتا، یا ایسی کتاب ہے جو لوگوں کے درمیان ہمیشہ باقی رہنے والی ہے جب تک آسمان وزمین قائم ہے، قرآن نہ بالکل مٹ جائے گا اور نہ بالکلیہ سب اس کو بھول جائیں گے۔

قرآن مجید کا ماہر قیامت کے دن فرشتوں کیساتھ ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ، وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ. ❶

ترجمہ: اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور قرآن کا ماہر ہو تو (قیامت کے دن) بزرگ، نیکوکار فرشتوں کیساتھ ہوگا، اور اس کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس پر اسطرح مشکل ہو تو اسکے لئے دوہرا اجر ہے۔

قرآن کریم اللہ کی رسی ہے اسکو مضبوطی سے پکڑو

حضرت ابوشریح الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا: خوشخبری ہو، خوشخبری ہو، کیا تم لوگ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہم نے کہا: جی ہاں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ سَبَبٌ طَرَفُهُ بِيَدِ اللَّهِ، وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ، فَتَمَسَّكُوا بِهِ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوا، وَلَنْ تَهْلِكُوا بَعْدَهُ أَبَدًا. ❷

---

❶ صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن، باب: يوم ينفخ في الصور فتاتون أفواجا، رقم الحديث: ۴۹۳۷

❷ صحيح ابن حبان: كتاب العلم، ج ۱ ص ۳۲۹، رقم الحديث: ۱۲۲

ترجمہ: بے شک یہ قرآن ایک رسی ہے جسکا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے، تم اسکو مضبوطی کیساتھ تھام لو، پھر تم ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے اور اسکے بعد کبھی ہلاک نہیں ہوں گے۔

قرآن مجید سے محبوب کوئی چیز نہیں

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّكُمْ لَنْ تَرْجِعُوا إِلَى اللَّهِ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ خَرَجَ مِنْهُ يَعْنِي الْقُرْآنَ. (1)

ترجمہ: بے شک تم قرآن مجید سے محبوب کوئی شئی لے کر اللہ تعالی کی طرف نہیں لوٹو گے۔

قرآنی آیات سے اور احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید اب بھی اور قیامت تک محفوظ رہنے والی کتاب ہے، کوئی بھی اسمیں کمی وزیادتی نہیں کرسکتا، اللہ تعالی نے قرآن مجید کے حفاظت کے حیرت انگیز انتظامات فرمائے ہیں۔

حفاظتِ قرآن مجید کے طریقے

ابتدائے نزول سے قرآن مجید کی حفاظت جس طرح لکھ کر ہوئی ہے، اس سے کہیں زیادہ حفظ کے ذریعہ ہوئی ہے، سینہ بہ سینہ حفظ کی خصوصیت صرف اسی آخری کتاب الٰہی کو نصیب ہوئی، تورات، انجیل، زبور اور دوسری آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی حفاظت صرف سفینہ میں ہوئی، اس لیے وہ تغیر وتبدل اور دوسرے حوادث کا شکار ہو گئیں، قرآن مجید کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب

---

(1) المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، ح۲ص ۴۷۹ برقم الحدیث: ۳۶۵۱/ قَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

فرماتے ہوئے، ارشاد فرمایا:

وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ، تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ. ❶

ترجمہ: اے میرے پیغمبر! میں نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی جس کو پانی دھو نہیں سکتا، اور تم اس کتاب کو سونے اور بیداری کی حالت میں بھی پڑھو گے۔

غرض یہ کہ قرآن کی حفاظت شروع شروع میں سب سے زیادہ حافظہ کے ذریعہ ہوئی اور حفاظت کا سب سے اہم ذریعہ یہی ہے، اسی وجہ سے آج تک یہ مقدس کتاب اپنی اصل حالت پر باقی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے خداداد بے نظیر حافظے کو جاہلیت کے اشعار، انسابِ عرب، حتیٰ کے اونٹوں اور گھوڑوں کی نسلوں کے حفظ سے ہٹا کر، آیاتِ الٰہی کے حفظ پر لگا دیا، عرب کے ضرب المثل حافظے نے چند ہی دنوں میں ہزاروں حفاظِ آیاتِ الٰہی کو معرضِ شہود میں لا کھڑا کر دیا، حفاظ کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف جنگِ یمامہ میں شہید ہونے والے حافظوں کی تعداد سات سو تھی، بخاری شریف کے حاشیہ میں ہے:

وكان عدة من القراء سبع مائة.

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام جب قرآن مجید پڑھ کر سناتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی دہرانے لگتے تھے، تا کہ خوب پختہ ہو جائے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ. إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾

(القيامة: ١٦، ١٧)

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ، رقم الحديث: ٢٨٦٥

ترجمہ: آپ قرآن مجید کو جلدی جلدی یاد کر لینے کی غرض سے، اپنی زبان کو حرکت نہ دیجیے، (اس لیے کہ) قرآن مجید کو جمع کرنے اور اس کو پڑھوانے کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے۔

کتابت کا اہتمام

زبانی یاد کرنے اور کرانے کے ساتھ ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات کی حفاظت کے لیے کتابت (لکھانے) کا بھی خوب اہتمام فرمایا، نزول کے ساتھ ہی بلاتاخیر آیات قلم بند کرادیتے تھے:

فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُولُ: ضَعُوا هَؤُلَاءِ الآيَاتِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا. ❶

ترجمہ: چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی، تو (بلاتاخیر) جو لکھنا جانتے تھے ان میں سے کسی کو بلاتے اور رارشاد فرماتے کہ اس آیت کو اس سورت میں لکھو جس میں فلاں فلاں آیتیں ہیں۔

اور مجمع الزوائد میں یہاں تک ہے:

كَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُمْلِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل قرآن مجید لکھواتے تھے۔

مسند احمد کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَمَرَنِي. ❸

---

❶ سنن الترمذی: أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، رقم الحديث: ٣٠٨٦

❷ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتابِ التفسير، باب كيف نزل القرآن، ج٧ ص١٥٧، رقم الحديث: ١١٦١٩

❸ مسند أحمد: مسند الشاميين، ج٢٩ ص ٤٤١، رقم الحديث: ١٧٩١٨

یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر مجھے (فلاں آیت کو فلاں جگہ رکھنے کا) حکم دیا۔

غرض یہ کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم آیات لکھانے کا بھی خوب اہتمام فرماتے تھے اور لکھانے کے بعد سن بھی لیتے تھے، اگر فروگذاشت ہوتی تو اس کی اصلاح فرمادیتے تھے: "فَإِنْ كَانَ فِيهِ سَقْطٌ أَقَامَهُ" پھر یہ لکھی ہوئی آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس محفوظ فرمالیتے تھے۔ ❶

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر لکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے، اس طرح بہت سے صحابہ کرام کے پاس سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھائی ہوئی آیات موجود تھیں، بعض کے پاس پورا پورا قرآن مجید لکھا ہوا تھا۔

سامانِ کتابت

نزولِ قرآن مجید کے زمانہ میں ایجادات و مصنوعات کی کمی ضرور تھی، جس طرح آج کاغذ، قلم اور دوات کی بے شمار قسمیں دریافت ہیں، اس زمانہ میں اتنی ہرگز نہ تھیں، لیکن ایسا بھی نہیں کہ اس وقت کاغذ اور کتابیں دریافت نہ تھیں، یمن، روم اور فارس میں کتب خانے بھی تھے، یہود و نصاریٰ کے پاس کتابوں کا ذخیرہ موجود تھا، اس زمانے میں کاغذ وغیرہ کی صنعتیں بھی تھیں، لیکن بڑے پیمانے پر نہ ہونے کی وجہ سے کاغذ وغیرہ ہر جگہ دست یاب نہ تھے، اس لیے لکھنے کے لیے جو چیز بھی قابل اور پائیدار سمجھ میں آتی اس پر لکھ لیا جاتا تھا۔

قرآن مجید کی کتابت کے لیے بھی اس وقت کی ایسی پائیدار چیزیں استعمال کی گئیں،

❶ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: کتاب العلم، باب عرض الکتاب بعد إملائه، ج ۱ ص ۱۵۲، رقم الحدیث: ۶۸۴

جن میں حوادث وآفات کے مقابلے کی صلاحیت نسبتاً زیادہ تھی، تاکہ مدتِ دراز تک محفوظ رکھا جاسکے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق کتابتِ قرآن میں درج ذیل چیزیں استعمال کی گئیں:

(الف) زیادہ تر پتھروں کی چوڑی اور پتلی سلوں (لِخاف) کو استعمال کیا گیا، اسے ہم سلیٹ کہہ سکتے ہیں۔

(ب) اونٹوں کے مونڈھوں کی چوڑی گول ہڈیوں (کتف) پر بھی لکھا گیا، مونڈھوں کی ہڈیوں کو نہایت اچھی طرح گول تراش کر تیار کیا جاتا تھا۔

(ج) چمڑوں کے کافی باریک پارچوں (رقاع) پر بھی قرآن مجید لکھا جاتا تھا، یہ ٹکڑے نہایت باریک ہوتے تھے اور لکھنے کے لیے ہی تیار کیے جاتے تھے اور اس کی بڑی افراط تھی۔

(د) بانس کے ٹکڑوں پر بھی آیات لکھی جاتی تھیں۔

(ھ) درخت کے چوڑے اور صاف پتے بھی کتابت کے لیے استعمال ہوتے تھے۔

(و) کھجور کی شاخوں کی چوڑی جڑوں (عسیب) اور کھجور کے جڑے ہوئے پتوں کو کھول کر ان کی اندرونی جانب بھی آیات کی کتابت ہوتی تھی۔

(ز) محدثین نے کاغذ پر بھی کتابت قرآن کا ذکر کیا ہے۔ [1]

سورتوں اور آیتوں کی ترتیب

پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن مجید میں سورتوں اور آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور انہوں

[1] فتح الباری: کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ج ۹ ص ۱۴، ۱۵

نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پورا قرآن مجید مرتب طور پر لکھوایا، آج بھی اسی ترتیب سے قرآن مجید لکھا اور پڑھا جارہا ہے اور قیامت تک اسی طرح رہے گا۔

حسب ضرورت کبھی ایک آیت کبھی چند آیتیں اور کبھی پوری سورت کی شکل میں آیات نازل ہوتی رہیں اور ساتھ ہی یہ بھی حکم ہوتا کہ اس کو فلاں سورہ کے فلاں مقام پر رکھ دیجیے، چنانچہ کاتبین وحی کو بلا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اس کو فلاں مقام پر لکھو!

عہد نبوی میں قرآن مجید کے نسخے

جیسا کہ اوپر گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزولِ وحی کے ساتھ ہی آیات لکھوالیا کرتے تھے اور لکھانے کے ساتھ سن بھی لیتے تھے، پھر اسے اپنے پاس محفوظ فرمالیتے تھے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پورا قرآن مجید لکھی ہوئی شکل میں بھی موجود تھا، لیکن ایک جلد میں مجلد نہ تھا، مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا۔

صحابہ کرام میں جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے، وہ خدمتِ نبوی میں پہنچ کر آیات لکھ لیتے تھے، جب کسی سورت میں آیت کا اضافہ ہوتا تو معلوم کر کے مرتب فرمالیتے تھے، اس طرح بہت سے صحابہ کرام کے پاس سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدقہ نسخہ قرآن موجود تھا، بعض کے پاس پورا قرآن بھی تھا اور بعض کے پاس چند سورتیں اور چند آیتیں تھیں، لکھنے لکھانے کا سلسلہ بالکل ابتداء سے کثرت سے جاری تھا، اس کی شہادت درج ذیل روایتوں سے ملتی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے والی روایت میں ہے کہ ان کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہما ان سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، وہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھ رہے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت غضب ناک حالت میں ان کے پاس پہنچے تو ان کے سامنے ایک صحیفہ تھا، جس کو

انہوں نے چھپادیا تھا، اس میں سورہ طہٰ کی آیات لکھی ہوئی تھیں۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصاحف (لکھا ہوا قرآن مجید) لے کر دشمنوں کی زمین میں جانے سے منع فرمادیا تھا۔ ❷

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مشورہ سے جب قرآن مجید کے اجماعی نسخہ کی کتابت کا وقت آیا تو اس وقت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پابند کیا گیا تھا کہ جو کوئی بھی لکھی ہوئی آیت لے کر آئے، اس سے دو گواہوں کی گواہی اس بات پر لی جائے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی ہے، چنانچہ اس پر عمل ہوا۔ ❸

مذکورہ بالا تینوں روایتوں اور ان کے علاوہ بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی میں بہت سے صحابہ کرام کے پاس آیات لکھی ہوئی تھیں، بلکہ بعض کے پاس پورا قرآن مجید بھی لکھی ہوئی شکل میں موجود تھا۔ ❹

کتابت وحی

جب قرآن مجید کا نزول ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی کو بلاتے اور وہ احکامات لکھواتے۔

کاتبین وحی کی تعداد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کاتبانِ وحی میں معروف صحابہ درج ذیل تھے:

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمربن الخطاب بن نفيل، ج ۴۴ ص ۳۴

❷ صحيح البخاری: كتاب الجهادو السير، باب السفر بالمصاحف إلى أرض العدو، رقم الحديث: ۲۹۹۰

❸ الإتقان في علوم القرآن: النوع الثامن عشر: في جمعه وترتيبه، ج ۱ ص ۲۰۶

❹ ماہنامہ الفاروق: مضمون از مولانا اشتیاق احمد صاحب، ماہ صفر ۱۴۳۳ھ مع تغییر وزیادۃ

(۱) حضرت ابو بکر (۲) حضرت عمر (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی (۵) حضرت معاویہ (۶) حضرت ابان بن سعید (۷) حضرت خالد بن ولید (۸) حضرت ابی بن کعب (۹) حضرت زید بن ثابت (۱۰) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہم۔

ان تمام صحابہ میں زیادہ کتابت وحی کے فرائض حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سر انجام دیتے تھے۔❶

جمع قرآن دورِ نبوت اور خلافتِ صدیق میں

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چمڑوں پر، ہڈیوں پر وحی کو لکھا کرتے تھے گویا کہ جس کو جو چیز میسر ہوتی وحی کو اس پر لکھ دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کتابت وحی کا یہی طریقہ جاری تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، انہوں نے اپنی خلافت میں بڑے اہم واقعات اور سخت مشکلات کا سامنا کیا، ان میں سے ایک جنگ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوئی جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا، دوسری اسود عنسی کے ساتھ، اس نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا، ایک جنگ منکرین زکوۃ کے ساتھ ہوئی، اور ایک جنگ مرتدین کے ساتھ ہوئی۔

ان میں جو جنگ مسیلمہ کذاب اور مسلمانوں کے درمیان رونما ہوئی، اس جنگ کو جنگِ یمامہ کہا جاتا ہے اور یمامہ کا معرکہ ایک خونریز معرکہ تھا، اس میں تقریبا سات سو قراء صحابہ شہید ہو گئے، اس معاملہ نے مسلمانوں کو خوف زدہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بہت گراں گزرا، تو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا مشورہ دیا، اس اندیشہ سے کہ کہیں حفاظ کی موت کی وجہ سے قرآن ضائع نہ

❶مناهل العرفان فی علوم القرآن: المبحث الثامن، ج ۱ ص ۲۴۶

ہو جائے ،شروع شروع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تردد ہوا، پھر انہوں نے مصلحت کے واضح ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کو لینا مناسب خیال کیا، اور اس عظیم کام کے لئے اللہ تعالی نے ان کے سینے کو کھول دیا، چنانچہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا، ان سے قرآن کو ایک مصحف میں جمع کرنے کا مطالبہ کیا، شروع شروع میں ان کو بھی تردد رہا، پھر اللہ تعالی نے ان کے سینے کو اس عظیم کام کے لئے کھول دیا، جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کو کھول دیا۔ اس واقعہ کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اِن الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یمامہ کی خونریزی کے زمانہ میں مجھ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ القَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت سے قرآن پڑھنے والے شہید ہو گئے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سے مقامات میں قاریوں کا قتل ہو گا تو بہت سا قرآن جاتا رہے گا، اس لئے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کیونکر وہ کام کرو گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

کہا: اللہ کی قسم! یہ بہتر ہے اور عمر مجھ سے بار بار اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میں نے بھی اس میں وہی مناسب خیال کیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم ایک جوان آدمی ہو ہم تم کو متہم بھی نہیں کر سکتے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھتے تھے، اس لئے قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو، اللہ کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو اٹھانے کی تکلیف دیتے تو قرآن کے جمع کرنے سے جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا زیادہ وزنی نہ ہوتا، میں نے کہا کہ آپ لوگ کس طرح وہ کام کریں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ خیر ہے اور بار بار اصرار کر کے مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لئے کھول دیا جس کے لئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے سینے کھولے تھے۔ چنانچہ میں نے قرآن کو کھجور کے پٹھوں اور پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں (حافظہ) سے تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سورت توبہ کی آخری آیت میں نے حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائی جو مجھے کسی کے پاس نہیں ملی اور وہ آیت یہ تھی:

﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸)

ترجمہ: (لوگو) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مومنوں کے لیے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

چنانچہ یہ صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زندگی میں پھر حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ ❶

جمع قرآن کے سلسلے میں حضرت زید بن ثابت کا لائحہ عمل

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے سلسلے میں انتہائی درست، مضبوط اور معقول منصوبہ تیار کیا، ایسا منصوبہ جس میں پختگی اور غایت درجہ احتیاط تھی، جو اس قرآن کی شایانِ شان ہے، چنانچہ انہوں نے صرف دلوں میں محفوظ یا کتابوں میں لکھے ہوئے پر اعتماد نہیں کیا اور نہ ہی کانوں سے سنے ہوئے پر اعتماد کیا، بلکہ انہوں نے اپنے نفس کو اس بات کا بھی پابند بنا کر تحقیق شروع کی کہ وہ جمع قرآن میں صرف ان دو مرجع پر اعتماد کریں گے:

۱......اس پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا۔

۲......اس پر جو لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔

چنانچہ دونوں باتوں یعنی حفظ و کتابت کا ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری تھا، اس قرآن کے معاملے میں ان کے حرص و احتیاط کا یہ حال تھا کہ کسی لکھے ہوئے کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے تھے جب تک دو گواہ اس بات پر قائم نہ ہوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا ہے۔

اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جسے امام ابن ابی داود رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور فرمانے لگے:

مَنْ كَانَ تَلَقَّى مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ

---

❶ صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم الحديث: ۴۹۸٦

فَلْيَأْتِنَا بِهِ، وَكَانُوا كَتَبُوا ذَلِكَ فِي الصُّحُفِ وَالْأَلْوَاحِ وَالْعُسُبِ، وَكَانَ لَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا حَتَّى يَشْهَدَ شَهِيدَانِ. ❶

ترجمہ: جس نے قرآن میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس کو چاہیے کہ وہ پیش کرے، وہ لوگ اس وقت صحیفوں، تختیوں اور کھجور کے چھالوں پر لکھا کرتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی سے کوئی آیت اس وقت تک قبول نہیں فرماتے تھے جب تک کہ وہ اس پر دو گواہ قائم نہ کرے۔

مصحف ابوبکر کی خصوصیات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن کریم جو ایک مصحف میں جمع کیا گیا وہ چند خصوصیات کی بنیاد پر ممتاز تھا، جن میں چند اہم درج ذیل ہیں:

(۱) مکمل تحقیق اور کامل اطمینان کے بعد لکھا گیا۔

(۲) مصحف میں صرف ان چیزوں کو ریکارڈ کیا گیا جن کا منسوخ نہ ہونا ثابت ہو چکا تھا۔

(۳) اس میں جو قرآنی آیات لکھی گئیں وہ امت کے اجتماع اور تواتر سے لکھی گئیں۔

(۴) اس مصحف میں ان سات قراءتوں کو جمع کیا گیا جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

یہ ہیں وہ خصوصیات جنہوں نے لوگوں کو ایسا بنایا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کو جمع فرما کر ضائع ہونے سے بچایا اور یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الْمَصَاحِفِ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ. ❷

❶ المصاحف لابن أبي داود: ص ٦٢

❷ المصاحف لابن أبي داود: ص ٤٩

ترجمہ: لوگوں میں مصاحف کے سلسلے میں زیادہ اجر وثواب پانے والے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، وہ کتاب اللہ کو سب سے پہلے جمع کرنے والے ہیں۔

حضرت عثمان کے دور میں جمع قرآن اور اس کا سبب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید کو جمع کرنے کا جو سبب تھا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع قرآن کے سبب کے علاوہ تھا، اور وہ سب یہ تھا کہ اسلام کا دائرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں وسیع ہوا اور مسلمان مختلف شہروں میں پھیل گئے، اسلامی شہروں میں ہر اس صحابی کی قراءت مشہور ہوگئی جس میں وہ صحابی ان کو قرآن مجید سکھاتا تھا، تو اہلِ شام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت میں، اہلِ کوفہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں، بعض حضرات حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی قراءت میں قرآن مجید پڑھتے تھے، ان وجوہِ قراءت اور حروفِ اداء کے سلسلے میں ان میں اختلاف رونما ہوا، قریب تھا کہ ان کے درمیان جھگڑا اور مخالفت ہو جاتی اور اختلافِ قراءت کی وجہ سے بعض بعض کی تکفیر کرتے، یہ بات جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے تقریر فرمائی کہ تم میرے قریب میں اختلاف کرتے ہو تو جو لوگ مجھ سے دور شہروں میں ہیں وہ تو زیادہ اختلاف کرنے والے ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، وہ ارمینیہ اور آذربیجان کی فتح میں اہلِ شام اور اہلِ عراق کے ساتھ جنگ کر رہے تھے، تو ان لوگوں کی قراءت میں اختلاف نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو خوف زدہ کیا، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین!

یہود ونصاری کی طرح کتاب میں اختلاف سے پہلے امت کوسنبھالئے ،توان اسباب کی بناء پرحضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ صحیفہ ان کے پاس بھیج دیں تا کہ وہ ان کو دوسرے مصاحف پر لکھ کرا سے واپس کریں گے،تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفہ ان کے پاس بھیج دیا،تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت ،حضرت عبیداللہ بن زبیر،حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو لکھنے کا حکم دیا،تو انہوں نے مصاحف میں ان کولکھ دیا،حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قریش کے تین آدمیوں کو کہا:

إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ. [1]

ترجمہ: جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کا کسی آیت کے بارے میں اختلاف ہوتو اس کولسانِ قریش میں لکھنا،اس لئے کہ قرآن انہی کی لغت میں اترا ہے۔

توانہوں نے ایسا ہی کیا حتی کہ ان حضرات نے پانچ نسخے مصحف کے لکھ ڈالے،اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے صحیفہ کو واپس کر دیا،ان پانچ نسخوں میں سے ایک اپنے پاس رکھا اور ایک عراق،ایک شام،ایک کوفہ اور ایک بصرہ میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے علاوہ جومصحف میں ہے ان کوختم کردو۔

اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو''جامع القرآن'' کہا جاتا ہے،اس کا مطلب ہے جامع الناس علی القراءۃ الواحدۃ یعنی لوگوں کوایک قراءت پرجمع کرنے والے۔

جمع قرآن فی عہد ابی بکراور فی عہد عثمان میں فرق

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع قرآن آیتوں کی ترتیب سے مصحف

[1] صحیح البخاری: کتاب فضائل القرآن ،باب جمع القرآن ،رقم الحدیث:۴۹۸۷

میں لکھنے اور جمع کرنے سے عبارت تھا، جس کو پتھروں، چمڑوں اوراوراق میں جمع کیا گیا تھا اور اس جمع کا سبب حفاظ کی شہادت تھی، جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع قرآن مختلف نسخوں کو منسوخ کرنے سے عبارت تھی، جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع کیا گیا تھا، تاکہ اسلامی حکومت کے مختلف اطراف میں بھیجے جاسکیں اور اس کا سبب قراء کرام کا قرآن کی قراءت میں اختلاف تھا۔[1]

اس طرح اللہ تعالی نے قرآن کو محفوظ کیا، ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب اپنی کتاب محاضرات حدیث میں تحریر فرماتے ہیں کتاب الٰہی کے تحفظ کے لیے اللہ رب العزت نے نو چیزوں کو تحفظ دیا، یہ نو چیزیں وہ ہیں جو قرآن پاک کے تحفظ کی خاطر محفوظ کی گئی ہیں۔

قرآنِ کریم کی حفاظت کی خاطر نو چیزوں کی حفاظت

قرآن کی حفاظت کی خاطر نو چیزیں محفوظ کی گئیں:

(ا) قرآن کریم کا متن یعنی اس کے بعینہ وہ الفاظ جو اللہ رب العزت نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے یا وحی کے کسی اور طریق سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی، تو آپ فوراً کاتبین وحی میں سے کسی سے کتابت کروا لیتے، پھر صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے بھی اُسے سنتے، اور جو تحریر کیا ہوا ہوتا اُسے بھی محفوظ کر لیتے، اس طرح ۲۳ سال تک قرآن نزول کے وقت ہی لکھا جاتا رہا، صحابہ نے اسے حفظ بھی یاد کیا، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حفظ کی بڑی فضیلتیں بیان کی۔ ایک روایت کے مطابق صحابہ میں سب سے پہلے حفظِ قرآن مکمل کرنے والے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

[1] مناهل العرفان فی علوم القرآن: ص ۲۶۲

دورِنبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دورِ ابی بکر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اور دیگر صحابہ کے مشورے سے اس کی تدوین عمل میں آئی، یعنی اس کو یکجا کرلیا گیا اور دورِ عثمانی میں اس کی تنسیخ عمل میں آئی، یعنی اس کے مختلف نسخے بنا کر کوفہ، بصرہ، شام، مکہ وغیرہ جہاں جہاں مسلمان آباد تھے بھیج دیے گئے، یہ تو تحریری صورت میں حفاظت کا انتظام ہوا۔ اس کے علاوہ اس کو لفظ بلفظ یاد کرنے کا التزام کیا گیا وہ الگ ہے، اس طرح قرآن سینہ وسفینہ دونوں میں مکمل لفظاً محفوظ ہوگیا، اور یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ آج بھی جاری ہے، قیامت تک جاری رہے گا، ان شاءاللہ۔

(۲) جہاں اللہ رب العزت نے اس کے متن کی حفاظت کی وہیں اس کے معنی ومفہوم اور مراد کی حفاظت کا بھی انتظام کیا، اس لیے کہ صرف الفاظ کا محفوظ ہونا کافی نہیں تھا، کیوں کہ مراد اور معنی اگر محفوظ نہ ہو، تو اس کی تحریف یقینی ہو جاتی ہے، کتب سابقہ کے ساتھ کچھ ایسا ہی ہوا، کیوں کہ اس کے الفاظ اگرچہ کچھ نہ کچھ محفوظ رہے، مگر اس کے معانی ومفہوم تو بالکل محفوظ نہ رہے، اس لیے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے اقوال وافعال واعمال کو محفوظ رکھنے کا کوئی انتظام نہ کیا، جس کے نتیجہ میں الفاظ محفوظہ بھی کارگر ثابت نہ ہوسکے، مثلاً عیسائی مذہب ان کا کہنا ہے کہ ہمیں دو اصولوں کی تعلیم دی گئی، اور ہم اس کے علمبردار ہیں: نمبر ایک عدل وانصاف۔ نمبر دو محبت والفت۔ مگر اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ عدل وانصاف کس کو کہتے ہیں، تو وہ اس کا مفہوم نہیں بیان کرسکتے۔ یہی حال محبت کا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس عدل اور محبت کی پرواہ کیے بغیر لاکھوں نہیں، کروڑوں انسانوں کو عیسائیت کے فروغ کی خاطر قتل کردیا گیا، اور یہ سلسلہ ابھی تک تھما نہیں۔ اسی طرح یہودیت کی اصل بنیاد اس اصول پر ہے کہ تم اپنے پڑوسی کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرو۔ لیکن اگر آپ یہود کی

تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اپنے پڑوسیوں کو جتنا ستایا اتنا دنیا میں کسی نے اپنے پڑوسیوں کو نہیں ستایا ہوگا، اوراب بھی اس کا سلسلہ جاری ہے، جو اسرائیل کی جارحیت سے عیاں ہے، مگر اسلام الحمد للہ سنت نبوی کے پورے اہتمام کے ساتھ محفوظ رہنے کی وجہ سے قرآن کی تعلیمات پر مکمل طور پر محفوظ چلا آرہا ہے۔

اس طرح اللہ نے سنتِ رسول جس کو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہا جاتا ہے، اِس کے ذریعہ معانی ومفاہیم اور مرادِ الٰہی کو محفوظ رکھنے کا انتظام کیا۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی جو تفسیر کی، جسے تفسیر بالمأثور کہا جاتا ہے، جس پر امام سیوطی، امام ابن کثیر وغیرہ، بے شمار علماء نے تفسیریں لکھیں، اور ہر آیت کی تفسیر حدیثِ رسول سے کرکے دکھائی، وہ درحقیت اللہ ہی کی جانب سے ہے، کیوں کہ قرآن نے اعلان کیا ہے:"إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ " یعنی اس قرآن کی تفسیر بھی ہم نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے:"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات اپنے جی سے نہیں کرتے، بلکہ وحی خداوندی ہی ہوتی ہے۔

اس پوری گفتگو سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ تفسیر بالمأثور درحقیقت اللہ ہی کی بتائی ہوئی تفسیر ہے، اور ظاہر ہے اللہ تعالی ہی اپنی مراد کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ لہٰذا حدیث کی حفاظت سے معانی ومراد خداوندی بھی محفوظ ہو گئے، اللہ ہمیں کتاب اللہ اور سنت رسول پر مر مٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۳) قرآن کے الفاظ ومعانی کے ساتھ ساتھ، وہ جس زبان میں نازل ہوا وہ زبان یعنی عربی زبان بھی محفوظ۔ اس کے لیے بھی اللہ نے عجیب انتظام کیا، قرآن نے خود اعلان کیا: بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ (الشعراء:۱۹۵) ہم نے قرآن کو صاف ستھری

عربی زبان میں نازل کیا۔ اگر آپ لسانیات کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا دنیا کی کوئی زبان تین چار سو سال سے زیادہ محفوظ نہ رہ سکی، یا تو وہ ختم ہوگئی یا کسی دوسری زبان میں ضم ہوگئی، یا ایسے تغیر وتبدل کی شکار ہوگئی کہ اس کی پہلی ہیئت باقی نہ رہ سکی، مگر عربی زبان مسلمانوں کی توجہ وعنایت کا ایسا شاہکار ہے جو بیان سے باہر ہے، اولاً خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی تربیت میں عربی زبان کی نوک و پلک کی درستگی کو خوب اہمیت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے بھی اپنی توجہ کو اس پر مبذول کیا، جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالی عنہ نے تو نحو عربی وصرف عربی کی بنیاد ڈال کر اسے خاص توجہ کا مرکز بنایا، اور پھر آپ کے بعد اُمت کا ایک ایسا طبقہ وجود میں آیا جس نے اپنی زندگیاں اسی زبان کی حفاظت وترویج میں وقف کردی، امام ابوالاسود، امام سیبویہ، امام خلیل فراہیدی، امام کسائی، امام فراء، امام مبرد، امام اخفش، امام عاصم، امام تغلب، امام ثعلب، امام یشکر، امام ابن حاجب، امام ابن ہشام، امام ابن عقیل، امام ابن جنی، امام نفطویہ، امام زازویہ، امام خالویہ، امام راہویہ رحمہم اللہ وغیرہ نے اپنی پوری زندگیاں صرف ونحو، علمِ بیان وغیرہ کی حفاظت کے لیے وقف کردیں، جس کی برکت سے آج بھی عربی زبان اسی اصل ہیئت پر باقی ہے، جس ہیئت پر وہ نزول قرآن کے وقت تھی، اور قیامت کے وقوع سے پہلے پہلے تک جب تک اس قرآن کو باقی رکھنے کی اللہ کی مشیت ہوگی، امت کی ایک جماعت اس کارِ خیر میں مشغول رہے گی، ان شاء اللہ۔

(۴) صرف الفاظ و معانی اور قرآنی زبان ہی کی حفاظت پر ہی اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ اس کے الفاظ و معانی کی عملی صورت کی حفاظت کا بھی پورا پورا انتظام کیا گیا، اس طور پر کہ جب قرآن نازل ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مراد وحی کی روشنی میں صحابہ کو سمجھاتے، اور سمجھانے کے بعد اسکو عملاً بطورِ نمونہ کر کے بھی بتلاتے تھے، جسکو آج کی زبان میں تھیوری (Theory) کے ساتھ ساتھ پریکٹیکل (Practical) کا بھی اہتمام کیا جاتا، مثلاً نماز، قرآن نے صرف یہ الفاظ کہے "أَقِيمُوا الصَّلَاةَ" نماز قائم کرو، مگر پورے قرآن میں کہیں اس کی پوری تفصیل بالترتیب نہیں بتائی گئی، ہاں کہیں قیام، کہیں رکوع، کہیں سجود کو متفرق طور پر بیان کیا گیا، جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا طریقہ بالترتیب صحابہ کو بتایا، اور پھر اس کو عملی طور پر کر کے دکھایا اور کہا: "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّيْ" نماز ایسی ہی پڑھو جیسی مجھ کو پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ صحابہ نے ایسا ہی کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ نے بھی بدستور اس پر عمل جاری رکھا، اور تابعین بھی انہیں جیسا کرتے رہے، گویا انہوں نے بھی ہو بہو ایسا ہی کیا، اس کے بعد تبعِ تابعین، اس طرح آج تک نسلاً بعد نسلٍ اور قرناً بعد قرنٍ امت کا اس پر تعامل ہے، اس طرح عملی صورت بھی محفوظ ہوگئی، یہ تو ایک مثال ہے، ورنہ صلوۃ العید، صلوۃ الجنازۃ، زکوۃ، صدقہ، قربانی، تلاوت قرآن وغیرہ سب کی عملی صورت آج تک امت کے ذریعہ اللہ رب العزت نے محفوظ رکھی، اسی لیے جب کوئی قرآن کی تفسیر و تشریح میں من مانی کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اُمت میں اس کو تلقی بالقبول (مقبولیت) حاصل نہیں ہوتی، البتہ کچھ افراد جو مفاد پرست ہوں یا ان کی اسلامی تربیت نہ ہوئی ہو، یا ضروری علم دین سے واقف نہ ہوں، اس کے تابع ہو جاتے ہیں، اور ایسا تو دنیا میں ہوتا ہی ہے، عربی میں محاورہ مشہور ہے "لِكُلِّ سَاقِطَةٍ

لَا قِطَةٌ" ہر گری پڑی چیز کا کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے۔

(۵) میرے عزیزو! قربان جایئے اس رب کائنات پر، جس نے اپنی کتاب کی حفاظت کے لیے ایسے ایسے انتظام کیے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے، اور انسان اس کی کرشمہ سازیوں پر سر دھنتا رہ جاتا ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جس ماحول میں قرآن کا نزول ہوا، جس سیاق وسباق میں آیتیں نازل ہوئی، اس ماحول کو بھی تحفظ اور دوام بخشا گیا، حدیث کے ذخیرے نے وہ پورا ماحول اس کی منظر کشی اور نقشہ کشی ہمارے سامنے رکھ دی، جب طالب حدیث اس کو پڑھتا ہے تو اس کے سامنے چشم تصور میں وہ سارا منظر متشکل ہو کر آ جاتا ہے، جس منظر میں قرآن کریم نازل ہوا، جس پس منظر اور پیش منظر میں، قرآن مقدس کے احکام وہدایات پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے صاحبِ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور موجودگی میں عمل درآمد شروع کیا، جس کو علم حدیث میں حدیثِ مسلسل کہا جاتا ہے، اس کی صورت یہ ہوئی کہ راوی نے حدیث کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، یا دیکھا تو اس وقت جو کیفیت تھی، راوی جس سے روایت بیان کرتا ہے اس کے سامنے وہی انداز واسلوب اختیار کرتا ہے، جس انداز سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو اخذ کیا ہو، اور وہ پوری کیفیت بعینہ کر کے دکھاتا ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئی ہو، مثلاً حدیث مسلسل بالتشبیک، اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو گناہ اور توبہ کے وقت ایمان کی کیفیت کو بیان کیا کہ اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے، اور جب توبہ کرتا ہے تو وہ دوبارہ دل میں داخل ہو جاتا ہے، اور آپ نے اپنی انگلیوں کو پرو کر علیحدہ کیا اور کہا: ایمان گناہ کے وقت اس طرح نکل جاتا ہے، اور جب توبہ کرے

تو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر پرو کر (جس کو تشبیک الا صابع کہتے ہیں) بتایا، پھر اس صحابی نے بھی اس روایت کو بیان کر کے اسی طرح کر کے بتایا، اس طرح یہ سلسلہ آج تک چلا آ رہا ہے بظاہر ایسا کرنے سے کوئی فائدہ سمجھ میں نہیں آ تا، اگر نہ بھی کیا جا تا تو بات سمجھ میں آ جائے گی، مگر اس کا ایک اضافی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ نفسیاتی اور جذباتی طور پر انسان اس ماحول میں چلا جا تا ہے، جس ماحول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو بیان فرما رہے تھے، مسجد نبوی میں یا جس مقام پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان فرما رہے تھے، تو روحانی طور پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں وہاں موجود ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اور حدیث کے اساتذہ اور طلبہ کے ذریعے دیکھتا چلا آ رہا ہوں، بالکل اسی طرح کی کیفیت اسبابِ نزول آیات کے بولتے اور سنتے وقت ہوتی ہے۔

سبب نزول کہتے ہیں حدیث میں وارد اُن واقعات کو جو کسی آیت کے نزول کے وقت پیش آیا ہو، اس سے قرآن فہمی میں بڑی مدد ملتی ہے کیوں کہ جب آیت کا سبب نزول معلوم ہو جائے تو اس پر مرتب احکام کا درجہ بھی معلوم ہو جا تا ہے، اگر چہ یہ ضروری بھی نہیں قرار کیا گیا کہ ہر آیت کا سبب نزول ہو، مستقلاً علماء نے اس پر تصانیف چھوڑیں، مثلاً امام جلال الدین سیوطی، امام واحدی رحمہما اللہ وغیرہ نے۔

(۶) قرآن کریم کی حفاظت کی غرض سے جہاں بہت ساری چیزوں کو تحفظ بخشا گیا، وہیں سیرتِ نبوی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات کو بھی محفوظ کیا، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی مطالبات پر عمل کر کے بتایا تا کہ کل آ کر کوئی ایسا نہ کہے ہم قرآنی مطالبات پر عمل نہیں کر سکتے، یہ تو بڑے شاق اور دشوار گذار

ہیں،تو بطورِ نمونہ کے آپ نے عمل کر کے بتلایا اور عمل بھی ایسا جیسا اس پر عمل کرنے کا حق ہے،اسی لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں جب دریافت کیا گیا تو آپ نے کہا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ کہا: ہاں، تو آپ نے فرمایا: آپ قرآن کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ جہاں کوئی امر نازل ہوا،فوراً عمل کر کے بتایا،اسی لیے قرآن نے اعلان کر دیا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ۲۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، اے مسلمانو! تمہارے لیے نمونہ ہے۔ دنیا میں کسی ہستی کی سیرت و حیات پر اتنا کام نہیں ہوا جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر ہوا، اور ہوتا چلا جارہا ہے، آج بھی اس کی افادیت میں کوئی کمی محسوس نہیں ہو رہی ہے، بل کہ مزید اس کی افادیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

(۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو اللہ رب العزت نے اپنی آخری کتاب قرآن کے نزول کے لیے منتخب کیا اور آپ کے لیے آخری دین، دین اسلام کو تجویز کیا، قرآن کی حقانیت کو باقی رکھنے کے لیے اس کے تقدس وعلو مرتبت کو ثابت کرنے کے لیے صاحب قرآن کی عظمت اور تقدس کو باقی رکھنا بھی امرِ ناگزیر تھا، اللہ رب العزت نے اس کے لیے جو حیرت انگیز اور تعجب خیز انتظام فرمایا، اسی میں سے ایک یہ کہ آپ کے نسب مبارک کو بھی مکمل محفوظ کیا گیا، عرب جو امی، اَن پڑھ تھے، مگر اس کے باوجود اقوام عالم میں ان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ اپنے انساب کے یاد رکھنے کا بڑا اہتمام کرتے تھے، یہی اہتمام بعد میں چل کر ایک فن کی حیثیت اختیار کر گیا، اور اس پر کتابیں بھی لکھی گئیں، مثلاً "الأنساب" امام سمعانی رحمہ اللہ وغیرہ علم الانساب کہتے ہیں اس ریکارڈ کو جس میں یہ محفوظ کیا جائے کہ کون سا قبیلہ کہاں سے

وجود میں آیا، کس قبیلے کے کس آدمی کا باپ کون اس کا دادا کون، اسی طرح اوپر تک اس کی شادی کہاں ہوئی، اس کی اولاد کتنی تھی، عربی قبائل میں کس قبیلے کی کس قبیلے کے ساتھ رشتہ داری تھی وغیرہ۔

اب کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ عربوں کو ان موضوعات سے دلچسپی رہی ہوگی یا انہیں اس طرح کی معلومات کے جمع کرنے کا شوق رہا ہوگا، لیکن بات اتنی کہنے سے نہیں ٹلتی، ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب ایک حیرت انگیز بات کا انکشاف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: جب ہم انساب کی کتابوں کا جائزہ لیتے ہیں، اوران کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایک عجیب وغریب بات سامنے آتی ہے، اتنی عجیب وغریب کہ اس کو محض اتفاق نہیں کہا جا سکتا، وہ عجیب وغریب بات یہ سامنے آتی ہے کہ جتنی معلومات محفوظ ہوئیں، وہ مرکوز ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر، حالانکہ جس وقت انساب کی حفاظت کا کام شروع ہوا، اس وقت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ مگر اللہ کو منظور تھا کہ آپ کا نسب مکمل محفوظ اور منسلک رہے تا کہ آپ کے آباء واجداد کی علوشان، ان کی پاکبازی سے آپ کی خاندانی شرافت اور کرامت کا ثبوت فراہم ہو، اور یوں صاحب قرآن کی شان بھی قرآن کے شایان شان ہونے کا ثبوت مہیا ہو جائے، اور کسی بھی ذی ہوش وخردمند کے لیے آپ کی تکذیب کا سوال باقی نہ رہے، اور آپ کی تصدیق دل و جان سے قبول کرلے، ہاں مگر یہ کہ اس میں حسد وعناد، شر و شرارت ہو، اس طرح قرآن کی حفاظت اس کے وقار اور اس کی حقانیت کے ثبوت کے لیے اللہ رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کو محفوظ کرلیا۔

(۸) قرآن کے نزول کے وقت اس کے اولین مخاطب اور اس کے اولین حاملین حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جو براہِ راست مخاطب تھے، قرآن کی

حفاظت کے لیے اللہ نے ایک انتظام اور بندوبست یہ بھی کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے حالات کو محفوظ کروالیا، ایک اندازے کے مطابق صحابہ کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی، مگر ان میں سے اکثریت آخری دور میں قبولیت اسلام سے شرف یاب ہوئی، اس اولین حاملین، جنہیں قدیم الاسلام یا اولین مؤمنین کہا جاتا ہے، ان کی تعداد کم وبیش پندرہ بیس ہزار رہی ہوگی، اور جن صحابہ نے آپ سے زیادہ کسبِ فیض کیا ان کے حالات کو بھی اللہ نے محفوظ کرلیا، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ان کے حالات کا علم ہو جائے اور انہوں نے ایمانی تقاضوں اور اسلامی مطالبات کو جس حسن وخوبی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا، اس کی معرفت بھی حاصل ہو جائے، تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تو رسول تھے، ان کے ساتھ اللہ کی خاص عنایت ورحمت تھی، انہوں نے اگر عمل کیا یہ ان کی امتیازی شان تھی، مگر جب صحابہ کی زندگیاں بھی اسی نقش قدم پر پائیں، تو معلوم ہوجاتا کہ ایسا نہیں اگر انسان ارادہ کرلے تو مکمل ایمانی تقاضوں کو پورا کرسکتا ہے، جیسا کہ صحابہ نے پورا کیا، اسی لیے قرآن نے کہا: آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ ''ایمان لاؤ صحابہ جیسا ایمان لائے۔ اس میں الناس پر الف لام عہدِ خارجی کا ہے، یعنی حضرات صحابہ جیسا، صحابہ کے حالات میں ایک عجیب پہلو یہ بھی سامنے آیا کہ جو صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا قریب تھے، ان کے حالات اتنے ہی زیادہ تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں، صحابہ کے حالات کی حفاظت کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ صاحب قرآن کے اصحاب واحباب کا جب علم ہوتو اس سے آپ کے محبِ خیر بل کہ سراپا خیر ہونے کا اندازہ ہو، کیوں کہ آدمی اپنے دوستوں سے جانا جاتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کسی کے بارے میں جاننا چاہو تو دیکھو کہ وہ کیسے لوگوں کے ساتھ رہتا ہے۔ تو اس سے معلوم

ہوجائے گا کہ یہ کیسا ہے، انسانی تاریخ میں حضراتِ انبیاء کرام کے بعد اگر کوئی مقدس اور بہترین گروہ ہے تو وہ گروہ صحابہ ہے، لہٰذا قرآن اور صاحب قرآن کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا بھی ضروری تھا کہ قرآن پر اجتماعی عمل کیسے ہو؟ سنت اور قرآن کی اجتماعی تشکیل کس طرح ہوں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں امت نے کیسے جنم لیا؟ اور ان سوالات کے جوابات مکمل نہیں ہوسکتے تھے، مگر صحابہ کے احوال کے جانے بغیر، لہٰذا اللہ تعالی نے انتظام کیا، اور اولین حاملین قرآن اور اولین عاملین میں سے تقریباً پندرہ ہزار نفوس قدسیہ کے حالات نام بہ نام، نسل بہ نسل دستیاب ہیں، اور الحمد للہ امت تب سے لے کر اب تک اور قیامت تک ان کے نقوش وخطوط سے استفادہ کرتی رہے گی، اور قرآن پر عمل کرنے کے لیے اسے معاون سمجھتی رہے گی۔

(۹) اب جب صحابہ جو قرآن کے الفاظ و معانی کے ساتھ ساتھ اس پر انفرادی و اجتماعی طور پر عمل کرنے والے اور دنیا کو یہ بتانے والے ٹھہرے کہ قرآن قابل عمل ہی نہیں، دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کا ضامن ہے، تو ان کے حالات کے جاننے کے لیے ان کے اصحاب جن کو ''تابعین'' کہا جاتا ہے کے حالات کا قلمبند ہونا بھی ضروری تھا، تاکہ صحابہ کے حالات ہم تک یعنی ان کے بعد والوں تک صحیح طور پر پہنچے، تو اس کے لیے، ان تابعین وتبع تابعین کے احوال کا تحفظ بھی ضروری تھا، کرشمہ الٰہی دیکھئے کہ ایسے چھ لاکھ افراد کے بارے میں پورا بایوڈیٹا یعنی مکمل معلومات کو بھی اللہ نے تحفظ بخشا اور وہ بھی سرسری نہیں بلکہ ان کی پوری تفصیلات کے ساتھ کہ یہ کون تھے؟ کس زمانہ میں پیدا ہوئے؟ ان کی شخصیت کس درجہ کی تھی؟ ان کا علم وفضل کس درجہ کا تھا؟ انہوں نے کس کس سے کسبِ فیض کیا؟ ان کا حافظہ کیسا تھا؟ ان میں کیا اچھائیاں تھیں وغیرہ۔ غرضیکہ اس طور پر منقی و مصفی کر کے سامنے رکھ دیا گیا ہے کہ آدمی ان کی شخصیت

سے اطمینان بخش حد تک معلومات حاصل کرلے۔اس کوفن اسماء رجال سے تعبیر کیا گیا۔اورڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ایسافن ہے کہ اس کی مثال دنیا کے کسی مذہبی وغیر مذہبی فن میں نہیں ملتی۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ وہ چیزیں ہیں جس کوقرآن کی حفاظت کی خاطر اللہ رب العزت نے حیرت انگیز انداز میں تحفظ بخشا،اوراپنی کامل قدرت کا مظاہرہ کیا۔❶

قرآن کریم اوروجوہِ اعجاز

علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کواس حال میں مبعوث فرمایا کہ عربوں کے اندراس زمانے میں بڑے بلند پایہ خطیب اورشعراء موجود تھے،اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے، ان کے ذہنوں میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہلِ عرب کومعارضہ قرآن کی دعوت دی، مگر وہ سب عاجز رہے۔جن وجوہ کے ساتھ قرآن کے اعجاز کا وقوع ہوا، ان میں لوگوں کا اختلاف ہےاوران میں کئی اقوال ہیں جن کوتفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، ان میں سے چندوجوہ کا خلاصہ یہ ہے:

۱...... پہلی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم واسلوب کی صورت میں عجیب وغریب ہے جواسالیب عرب کے مطابق نہیں۔قرآن کریم کی وہ ترتیب ونظم جس کا وہ حامل ہےاوراس پرآیات کے مقاطع،کلمات کےفواصل اورعبارت کا اوقاف کا جو نظام ہے،وہ اپنی نظیرآپ ہے۔

۲......دوسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی غیبی خبروں پر مشتمل ہے جواس وقت واقع نہیں ہوئی تھیں اور جب وہ واقع ہوئیں تو ویسی ہی واقع ہوئیں جیسی کہ خبردی گئی تھی۔

❶ ماہنامہ دارالعلوم،شمارہ ۵،جلد۹۲: ،جمادی الاولی ۱۴۲۹ھ بمطابق مئی ۲۰۰۸ء

۳......تیسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرونِ ماضیہ اور شرائع سابقہ کی خبریں اس قبیل سے تھیں، جن کو اہلِ کتاب میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مان سکتا تھا جب تک کہ وہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس کی تحصیل میں صرف نہ کردے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان وجوہ کے ساتھ جن پر نصوص وارد ہیں قرآن کریم میں لے کر آئے، حالاں کہ آپ امی تھے پڑھنا لکھنا کسی سے نہیں سیکھا تھا۔

۴...... چوتھی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ضمیر کی کیفیات اور قلب کے احساسات کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم نے بیان کیا:

﴿إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾(آل عمران: ۱۲۲)

ترجمہ: جب تم میں سے کے دو گروہوں نے یہ سوچا تھا کہ وہ ہمت ہار بیٹھیں۔

اور فرمایا:

﴿وَيَقُولُونَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ﴾(المجادلة: ۸)

ترجمہ: اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ ہمیں سزا کیوں نہیں دے دیتا؟

۵...... پانچویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قوم کو عاجز اور ناچار بتانے کے سلسلے میں بعض قضایا اور اخبار وارد ہوئے، مثلاً قرآن نے بتایا کہ فلاں لوگ ایسا نہ کرسکیں گے اور پھر واقعات کی دنیا میں وہ ایسا نہ کرسکے، جیسا کہ یہود کے بارے میں بتایا گیا:

﴿وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا﴾(البقرة: ۹۵)

یعنی یہود کبھی بھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔

۶......چھٹی وجہ اعجاز یہ ہے کہ عرب کے فصحاء، شعراء اور ماہرین زبان ایڑی چوٹی کا زور اور احتجاج ومتفقہ کوششوں کے باوجود معارضت میں ناکام رہے۔

۷......ساتویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ سماعتِ قرآن کے موقع پر مخالفوں اور منکروں پر خوف ودہشت پیدا ہوجاتی اور تلاوت کی سماعت کے وقت عجیب ہیبت ورعب طاری ہوجاتا جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے دل پر رعب ودہشت طاری ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورہ طور کی تلاوت کررہے تھے، جب اس آیت پر پہنچے:

﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ﴾ (الطور: ۳۶،۳۷)

ترجمہ: کیا یہ لوگ بغیر کسی کے آپ سے آپ پیدا ہوگئے، یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا کیا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے ہیں؟ نہیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔ کیا تمہارے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں، یا وہ داروغہ بنے ہوئے ہیں؟

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کلام الٰہی کو سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید میرا دل پارہ پارہ ہوجائے گا اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جاگزیں ہوئی۔

۸......آٹھویں وجہ اعجاز یہ کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سننے والے کا بلکہ بار بار اس کی تلاوت کے لیے وہ بے قرار ہوتا ہے اور ہر بار اس کی لذت بڑھتی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ بار بار پڑھنے سے قرآن کریم پرانا نہیں ہوتا۔

۹......نویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم رہتی دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب

ہے۔اس میں کبھی کوئی تحریف نہیں کرسکے گا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

۱۰......دسویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم میں تمام علوم ومعارف کو جمع فرمایا ہے جو کسی میں یکجا نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اس کے چند کلمات اور گنتی کے حروف کا احاطہ کرسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کے لیے اصول عطا فرمائے ہیں۔❶

قرآن کریم کی ایک آیت میں سات اسرار ورموز

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾(المائدة: ٦)

ترجمہ:اے ایمان والو!جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے، اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو، اور اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں تک (دھولیا کرو) اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارے جسم کو (غسل کے ذریعے) خوب اچھی طرح پاک کرو۔اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کرکے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے جسمانی ملاپ کیا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم

❶ الخصائص الکبریٰ: ذکر المعجزات والخصائص، ج ۱ ص ۱۹۴، ۱۹۵

کرواور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرلو۔ اللہ تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتا، لیکن یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف کرے، اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت تمام کردے، تا کہ تم شکر گزار بنو۔

شیخ الاسلام ابوبکر بن علی محمد الحدادیمنی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۰ھ) اس آیت کو نقل کرکے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

وَمِنْ أَسْرَارِهَا أَنَّهَا تَشْمَلُ عَلَى سَبْعَةِ فُصُولٍ كُلُّهَا مُثَنًّى طَهَارَتَانِ الْوُضُوءُ وَالْغُسْلُ ،وَمُطَهِّرَانِ الْمَاءُ وَالصَّعِيدُ،وَحُكْمَانِ الْغُسْلُ وَالْمَسْحُ، وَمُوجِبَانِ الْحَدَثُ وَالْجَنَابَةُ ،وَمُبِيحَانِ الْمَرَضُ وَالسَّفَرُ، وَكِنَايَتَانِ الْغَائِطُ وَالْمُلَامَسَةُ ،وَكَرَامَتَانِ تَطْهِيرُ الذُّنُوبِ وَإِتْمَامُ النِّعْمَةِ، وَإِتْمَامُهَا مَوْتُهُ شَهِيدًا. [1]

ترجمہ: اس آیت مبارکہ کے اسرار وحکم میں سے یہ چیز ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں سات فصلیں ہیں اور ہر فصل دو چیزوں پر مشتمل ہے۔

۱......اس میں دو طہارتوں کا ذکر ہے (طہارت صغریٰ) وضو اور (طہارت کبریٰ) غسل۔

۲......دو پاک کرنے والی چیزوں کا تذکرہ ہے، پانی اور مٹی۔

۳......دو حکم مذکور ہیں، دھونے اور مسح کرنے کا۔

۴...... دو طہارت کو واجب کرنے والی چیزوں کا تذکرہ ہے۔ حدث یعنی بے وضو ہونا اور جنابت یعنی بے غسل ہونا۔

۵......دو مباح کرنے والی چیزوں کا ذکر ہے، مرض اور سفر۔

۶......دو الفاظ کنایہ کا ذکر ہے، بول و براز سے فراغت اور صحبت۔

[1] الجوهرة النيرة: كتاب الطهارة، ج ۱ ص ۳

۷......دو کرامتیں مذکور ہیں۔ گناہوں کی تطہیرات اور نعمت کا اتمام، اور اتمام نعمت بندہ کا شہادت کی موت مرنا ہے۔

قرآن کریم کی ایک آیت میں بلاغت کے گیارہ عمدہ نکات

﴿حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾(النمل:۱۸)

ترجمہ: یہاں تک کہ ایک دن جب یہ سب چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا: چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اوران کا لشکر تمہیں پیس ڈالے، اور انہیں پتہ بھی نہ چلے۔

چیونٹی کا یہ کلام بلاغت کی گیارہ قسموں پر مشتمل ہے۔

۱......حرف ''یَا'' سے نداء۔

۲...... لفظ ''اَیٌّ'' کا استعمال۔

۳...... ''ھَاء'' تنبیہ کا ذکر کرنا۔

۴...... چیونٹی کا باقاعدہ نام لے کر یعنی ''یَا أَیُّھَا النَّمْلُ'' کہہ کر خطاب کرنا۔

۵......چیونٹی کا ''اُدْخُلُوا'' کہہ کر حکم دینا۔

۶...... چیونٹی کا ''مَسَاکِنَکُمْ'' کہہ کر باقاعدہ داخل ہونے کی جگہ کی صراحت کرنا۔

۷...... چیونٹی کا دوسری چیونٹیوں کو ''لَا یَحْطِمَنَّکُمْ'' کہہ کر ڈرانا۔

۸......چیونٹی کا پہلے ''سُلَیْمَانُ'' کہہ کر تخصیص کرنا۔

۹......پھر ''وَجُنُودُہُ'' کہہ کر تعمیم کرنا۔

۱۰......چیونٹی کا ''ھُمْ'' سے اشارہ کرنا۔

۱۱......چیونٹی کا حضرت سلیمان اوران کے لشکر کی طرف سے "لَا یَشْعُرُونَ" کہہ کر عذر پیش کرنا۔ ❶

ایک آیت میں دوامر دونہی دوخبراوردوبشارتیں

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾(القصص:۷)

ترجمہ:اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم اس (بچے) کو دودھ پلاؤ، پھر جب تمہیں اس کے بارے میں کوئی خطرہ ہوتو اسے دریا میں ڈال دینا، اور ڈرنا نہیں، اور نہ صدمہ کرنا، یقین رکھو ہم اسے واپس تمہارے پاس پہنچا کر رہیں گے، اور اس کو پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر بنائیں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ احمد الصاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وقد اشتملت هذه الآية على أمرين وهما أرضعيه وألقيه، ونهيين وهما لا تخافي ولا تحزني، وخبرين و بشارتين وهما إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ فهما خبران تضمنا بشارتين.

ترجمہ:اس آیت مبارکہ میں دو امر ہیں۔۱...... أَرْضِعِيهِ ۲......أَلْقِيهِ. دو نہی ہیں ۱...... لَا تَخَافِي ۲...... لَا تَحْزَنِي۔دوخبریں ہیں۔۱...... إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ ۲......جَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ. دو بشارتیں ہیں، یہ بشارتیں انہی دوخبروں کے ضمن میں ہیں۔ ❷

---

❶ حاشية الصاوی علی تفسير الجلالين: ج۴ ص ۲۵۴، ۲۵۵

❷ حاشية الصاوی علی تفسير الجلالين: ج۴ ص ۲۷۹

حفاظت قرآن کے حیرت انگیز واقعات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بچپن میں حفظِ قرآن

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے تفسیر پوچھو میں نے بچپن میں قرآن شریف حفظ کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے دس برس کی عمر میں آخیر کی منقول پڑھ لی تھی۔

فائدہ: اس زمانے کا پڑھنا ایسا نہیں تھا جیسا کہ اس زمانے میں ہم لوگ غیر زبان والوں کا، بلکہ جو کچھ پڑھتے تھے مع تفسیر کے پڑھتے تھے۔ اس واسطے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تفسیر کے بہت بڑے امام ہیں کہ بچپن کا یاد کیا ہوا محفوظ ہوتا ہے، چنانچہ تفسیر کی حدیثیں جتنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل ہیں بہت کم دوسرے حضرات سے اتنی نقل ہوں گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قرآن کے بہترین مفسر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن شریف پڑھاتے تھے وہ کہتے تھے کہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں قرآن کی سیکھتے تھے، اس کے بعد دوسری دس آیتیں اس وقت تک نہیں سیکھتے تھے جب تک پہلی دس آیتوں کے موافق علم اور عمل نہیں ہو جاتا تھا۔ تیرہ سال کی عمر تھی جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ اس عمر میں جو درجہ تفسیر وحدیث میں حاصل کیا وہ کھلی کرامت اور قابل رشک ہے کہ امام تفسیر ہیں اور بڑے بڑے صحابہ تفسیر ان سے دریافت کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی دعا کا ثمرہ تھا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم استنجے کے لیے تشریف لے گئے باہر تشریف لائے تو لوٹا بھرا ہوا رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کس نے رکھا ہے، عرض کیا ابن عباس نے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خدمت

پسند آئی اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالی دین کا فہم اور کتاب اللہ کی سمجھ عطا فرما، اس کے بعد ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نوافل پڑھ رہے تھے یہ بھی نیت باندھ کر پیچھے کھڑے ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے کھینچ کر برابر کھڑا کر لیا کہ ایک مقتدی اگر ہو تو اس کو برابر کھڑا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز میں مشغول ہو گئے یہ ذرا سا پیچھے کو ہٹ گئے۔ حضور نے نماز کے بعد دریافت فرمایا۔ عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کے برابر کس طرح کھڑا ہو سکتا ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم وفہم کے زیادہ ہونے کی دعا دی۔ ❶

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا بچپن میں حفظِ قرآن

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں جو اپنے زمانہ میں بڑے عالم اور بڑے مفتی شمار ہوتے تھے۔ بالخصوص فرائض (یعنی علم میراث) کے ماہر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں فتوی، قضاء وقراءت میں ان کا شمار چوٹی کے لوگوں میں تھا، جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت کم عمر بچے تھے۔ گیارہ برس کی عمر تھی اس وجہ سے باوجود خواہش کے ابتدائی لڑائیوں یعنی بدر وغیرہ میں شرکت کی اجازت نہیں ہوتی۔ ہجرت سے پانچ برس پہلے چھ سال کی عمر میں یتیم بھی ہو گئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو جیسے اور لوگ حاضر خدمت ہو رہے تھے اور حصول برکت کے واسطے بچوں کو بھی ساتھ لا رہے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بھی خدمت میں حاضر کیے گئے۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیام کی خدمت میں جب پیش کیا گیا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبیلہ نجار کا ایک لڑکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف

❶ فضائلِ اعمال: باب یازدہم، ص ۱۷۵، ۱۷۶/ صحیح البخاری: کتاب فضائل القرآن، باب تعلیم الصبیان القرآن، رقم الحدیث: ۵۰۳۵/ فتح الباری: ج ۹ ص ۸۴

آوری سے قبل ہی اس نے سترہ سورتیں قرآن پاک کی حفظ کرلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امتحان کے طور پر مجھے پڑھنے کو ارشاد فرمایا، میں نے سورہ ق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا پڑھنا پسند آیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطوط یہود کے پاس بھیجنا ہوتے تھے وہ یہود ہی لکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود کی جو خط کتابت ہوتی ہے اس پر مجھے اطمینان نہیں کہ گڑبڑ نہ کر دیتے ہوں، تو یہود کی زبان سیکھ لے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پندرہ دن میں ان کی زبان عبرانی میں کامل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سے جو تحریر ان کو جاتی وہ میں ہی لکھتا اور جو تحریر یہود کے پاس سے آتی وہ میں ہی پڑھتا۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بعض لوگوں کو سریانی زبان میں خطوط لکھنا پڑتے ہیں اس لیے مجھ کو سریانی زبان سیکھنے کے لیے ارشاد فرمایا: میں نے سترہ دن میں سریانی زبان سیکھ لی۔ (1)

امام محمد رحمہ اللہ نے سات دن میں قرآنِ کریم حفظ کیا

امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) جب ۱۴ سال کی عمر کو پہنچے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے پاس گئے، انہوں نے امام صاحب سے پوچھا آپ ایسے نابالغ لڑکے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد رات کو احتلام ہو جائے؟ کیا عشاء کی نماز لوٹائے گا؟ امام صاحب نے فرمایا: جی ہاں! امام محمد رحمہ اللہ نے مسجد کے ایک کونے میں جا کر عشاء کی نماز لوٹا دی، امام صاحب نے یہ دیکھ کر فرمایا:

إِنَّ هَذَا الصَّبِيَّ يُفْلِحُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

ترجمہ: اگر اللہ نے چاہا تو یہ بچہ ضرور فلاح پائے گا۔

(1) فضائل اعمال: باب یازدہم، ص ۱۷۸،۱۷۷/فتح الباری: كتاب الأحكام، باب ترجمة الحكام وهل يجوز ترجمان أحد، ج ۱۳ ص ۱۸۶ /الإصابة في تمييز الصحابة: ترجمة: زيد بن ثابت، ج ۲ ص ۴۹۱

اس واقعے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فقہ کی محبت آپ کے دل میں ڈال دی، چنانچہ آپ حصولِ فقہ کے لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس میں پہنچ گئے، امام صاحب نے فرمایا: پہلے قرآن کریم حفظ کرلو، پھر سبق میں آجانا۔

سات دن بعد امام محمد رحمہ اللہ نے واپس آکر عرض کیا: میں نے حفظ قرآن مکمل کرلیا ہے، پھر امام صاحب سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا، امام صاحب نے پوچھا یہ سوال کسی سے سنا ہے یا خود تمہارے ذہن میں پیدا ہوا؟ عرض کیا کسی سے نہیں سنا، بلکہ میرے ذہن میں پیدا ہوا ہے، امام صاحب نے فرمایا: یہ تو بڑے لوگوں کا سوال ہے، آپ پابندی کے ساتھ درس فقہ میں شریک ہوا کریں، اس کے بعد امام محمد رحمہ اللہ چار سال متواتر امام صاحب کے درس میں شریک ہوتے رہے اور مجلس فقہ کے تمام مسائل کے جوابات لکھ کر اسے مرتب کرتے رہے۔ ❶

صرف تین دن میں مکمل حفظِ قرآن

ابوالمنذر ہشام بن محمد بن سائب بن بشر کلبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) اپنے زمانے میں علم انساب میں اعلم الناس تھے اور تاریخ میں خصوصی مہارت رکھتے تھے، علم انساب اور تاریخ میں ان کی بے بہا تصانیف کا ذکر مؤرخین نے کیا ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے ایسا یاد کیا ہے کہ کسی نے نہ کیا ہوگا اور بھولا بھی ایسا کہ کبھی کوئی اسی طرح بھولا نہ ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ میرے چچا ہمیشہ مجھے قرآن مجید یاد نہ کرنے پر ملامت کیا کرتے تھے، ایک دن مجھے بڑی غیرت آئی میں ایک گھر میں بیٹھ گیا اور قسم کھائی کہ جب تک کلامِ باری تعالیٰ حفظ نہ کرلوں اس گھر سے باہر نہ نکلوں گا۔ چنانچہ ”فَحَفِظْتُهُ فِيْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ“ میں نے پورے تین دن میں قرآن کریم کو مکمل حفظ کرلیا۔ بھول جانے کا قصہ یہ

❶ بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني: ص ۵

ہے کہ میں نے آئینہ میں دیکھا کہ داڑھی لمبی ہوگئی ہے تو میں نے اس کو چھوٹی کرنا چاہا، ایک مشت سے زیادہ کو قطع کرنے کے لیے داڑھی مٹھی میں لی اور بجائے نیچے کے اوپر قینچی چلادی، چنانچہ داڑھی صاف ہوکر مکمل ہاتھ میں آگئی۔ ❶

ایک ماہ میں حفظِ قرآن

شیخ عزیز الدین محمد بن شرف الدین بن جماعہ لشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۹ھ) تیس (۳۰) علوم کے ماہر تھے، ان میں بعض ایسے علوم تھے جن کا نام بھی اس زمانے کے علماء وفضلاء نے نہیں سنا تھا، حدیث شریف کبھی بلا وضو نہیں بیان فرماتے تھے، الغرض کمالات اور خوبیوں کے جامع تھے، ”حَفِظَ الْقُرْآنَ فِيْ شَهْرٍ وَاحِدٍ“ انہوں نے قرآن مجید کو ایک ماہ میں حفظ کیا۔ ❷

اسی دنوں میں حفظِ قرآن

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) کا شمار علم حدیث کے صف اول کے مدونین میں ہوتا ہے، حدیث کے اس مشہور امام کو اللہ تعالی نے بلا کا حافظہ عطا کیا تھا۔ اسی غیر معمولی قوتِ حافظہ کا نتیجہ تھا کہ پورا قرآن مجید صرف اسی دن میں حفظ کرلیا تھا: ”أَنَّهُ حَفِظَ الْقُرْآنَ فِيْ ثَمَانِيْنَ لَيْلَةً.“ (امام زہری رحمہ اللہ نے اسی دنوں میں قرآن کریم حفظ کیا۔) ❸

پانچ سال کی عمر میں حفظِ قرآن

علامہ ابن لبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: هشام بن محمدبن السائب الكلبي، ج۱۴ ص۴۵/ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: هشام ابن الكلبي، ج ۶ ص ۸۲

❷ شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: سنة تسع عشرة وثمانمائة، ج۹ ص ۲۰۵

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج ۱ ص ۸۴/ تهذيب الأسماء واللغات ج ۱ ص ۹۱

حفظت القرآن ولی خمس سنین، وأحضرت عند أبی بکر بن المقرئ، ولی أربع سنین، فأرادوا أن یسمعوا لی فیما حضرت قراء ته، فقال بعضهم إنه یصغر عن السماع، فقال لی ابن المقرئ: اقرأسورة الکافرین فقرأتُها، فقال اقرأ سورة التکویر فقرأتها، فقال لی غیره اقرأسورة والمرسلات فقرأتهاولم أغلط فیها، فقال ابن المقرئ: سمعوا له والعهدة عَلیّ. ❶

ترجمہ: میں پانچ سال کی عمر میں پورے قرآن کا حافظ ہو گیا تھا، اور میں نے تمام قرآن صرف ایک برس میں حفظ کرلیا تھا، اور جب مجھے ابوبکر بن مقری رحمہ اللہ کے پاس بغرض تعلیم چارسال کی عمر میں حاضر کیا گیا تو بعض لوگوں نے مجھ سے استاد مذکورہ سے خواندہ حصہ کے سیکھنے کا ارادہ کیا، اس پر بعض حضرات نے کہا کہ ابھی ان کی عمر چھوٹی ہے، تو مجھ سے امام ابن مقری رحمہ اللہ نے بطورِ امتحان فرمایا کہ سورہ کافرون سناؤ۔ میں نے یہ سورت سنادی، پھر فرمایا سورہ تکویر پڑھو، میں نے وہ بھی سنادی، پھر ایک اور شخص نے کہا کہ سورۂ مرسلات سناؤ، میں نے وہ بھی صحیح صحیح سنادی، اس پرامام ابن مقری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے قرآن حاصل کرواور ذمہ داری مجھ پر ہے۔

نوسال کی عمر میں حفظِ قرآن

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے تو سورہ مریم ایک دن میں حفظ کر کے لوگوں کو متحیر کر دیا۔ صرف نو سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا۔ ❷

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: عبداللّٰہ بن محمدبن عبدالرحمن المعروف بابن اللبان، ج۱۰ ص۱۴۳

❷ الجواهر والدرر: الباب الثانی فی صفة مبدأأمرة......الخ، ج۱ ص۱۲۳ / البدرالطالع: ج۱ ص۸۸/لحظ الألحاظ: ج۱ ص۲۱۱

ایک یہودی کا حفاظتِ قرآن کا اقرار اور قبولیتِ اسلام

مامون الرشید کی عادت تھی کہ وہ اپنے دربار میں علمی مسائل پر بحث ومباح اور مذاکرے کرایا کرتے تھے، جس میں ہر اہل علم کو آنے کی اجازت تھی۔

ایسے ہی ایک یہودی آیا جو کہ بہت ہی خوبصورت شکل ولباس وغیرہ کے اعتبار سے بھی مایاناز آدمی معلوم ہوتا تھا، جب گفتگو کی تو وہ بھی فصیح اور بلیغ اور عاقلانہ گفتگو تھی، جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون الرشید نے اسے بلا کر پوچھا کہ تم اسرائیلی ہو؟ اس شخص نے اقرار کیا، مامون الرشید نے (امتحان لینے کے لئے) کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

اس نے جواب دیا کہ میں تو اپنے آباواجداد کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا، یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ پھر ایک سال کے بعد یہی شخص مسلمان ہو کر آیا، مجلس مذاکرہ میں فقہ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر کی، اور عمدہ تحقیقات پیش کیں، مجلس ختم ہونے کے بعد مامون الرشید نے پوچھا: کیا تم وہی شخص ہو جو گزشتہ سال آئے تھے؟ جواب دیا: جی ہاں! وہی ہوں، مامون الرشید نے پوچھا کہ اس وقت تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا، پھر اب مسلمان ہونے کا کیا سبب (بنا) ہے؟

اس شخص نے کہا:

اِنْصَرَفْتُ مِنْ حَضْرَتِکَ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمْتَحِنَ هٰذِهِ الْأَدْيَانَ، وَأَنْتَ (مَعَ مَا) تَرَانِيْ حُسْنَ الْخَطِّ،فَعَمَدْتُ إِلَى التَّوْرَاةِ فَكَتَبْتُ ثَلَاثَ نُسَخٍ فَزِدْتُ فِيهَا وَنَقَصْتُ،وَأَدْخَلْتُهَا الْكَنِيسَةَ فَاشْتُرِيَتْ مِنِّي،وَعَمَدْتُ إِلَى الْإِنْجِيلِ فَكَتَبَ ثَلَاثَ نُسَخٍ فَزِدْتُ فِيهَا وَنَقَصْتُ،وَأَدْخَلْتُهَا الْبِيعَةَ فَاشْتُرِيَتْ مِنِّي،وَعَمَدْتُ إِلَى الْقُرْآنِ فَعَمِلْتُ ثَلَاثَ نُسَخٍ وَزِدْتُ فِيهَا وَنَقَصْتُ،

وَأَدْخَلْتُهَا الْوَرَّاقِينَ فَتَصَفَّحُوهَا، فَلَمَّا أَنْ وَجَدُوا فِيهَا الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ رَمَوْا بِهَا فَلَمْ يَشْتَرُوهَا، فَعَلِمْتُ أَنَّ هَذَا كِتَابٌ مَحْفُوظٌ، فَكَانَ هَذَا سَبَبُ إِسْلَامِيْ.

ترجمہ: جب میں یہاں سے گیا تو میں نے موجودہ تمام مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا، میں ایک خطاط اور خوشنویس آدمی ہوں اور میں کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں، تو اس سے مجھے اچھی قیمت مل جاتی ہے، میں نے امتحان لینے کے لئے تورات کے تین مختلف نسخے لکھے، جس میں میں نے بہت جگہ اپنی طرف سے کمی بیشی کی اور میں یہ نسخے لیکر کنیسہ میں پہنچا، یہودیوں نے بڑی رغبت سے ان نسخوں کو خرید لیا، پھر اسی طرح میں نے انجیل کے تین نسخے کمی بیشی کے ساتھ کتابت کی اور اس کو فروخت کیا تو اس کو بھی میں نصاریٰ کے عبادت خانوں میں لے گیا، وہاں بھی عیسائیوں نے بڑی قدر ومنزلت کے ساتھ مجھ سے وہ نسخے خرید لئے، پھر یہی کام میں نے قرآن مجید کے ساتھ کیا، اس کے بھی تین نسخے عمدہ کتابت کے ساتھ کمی بیشی کی، ان نسخوں کو لیکر جب میں فروخت کرنے کے لئے نکلا تو جس کے پاس لے گیا تو اس نے دیکھا کہ صحیح بھی ہے یا نہیں، جب کمی بیشی نظر آئی تو انہوں نے واپس کر دیا۔ اس واقعہ سے میں نے یہ سبق سیکھ لیا کہ یہ قرآن مجید محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی حفاظت فرمائی ہے، اس لئے میں مسلمان ہو گیا۔

قاضی یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ اس واقعہ کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ اتفاقاً اسی سال مجھے حج کے ادا کرنے کی توفیق ہوئی، وہاں امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو یہ قصہ ان کو سنایا، انہوں نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہونا چاہیے تھا، کیوں کہ اس کی تصدیق قرآن میں موجود ہے، یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ نے پوچھا کہ قرآن کی کون سی

آیت میں ہے؟ تو فرمایا: قرآن نے جہاں تورات انجیل کا ذکر کیا ہے اس میں فرمایا: ”بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ“ یعنی یہود ونصاریٰ کو اللہ نے تورات انجیل کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی تھی، یہی وجہ ہے کہ جب یہود و نصاریٰ نے حفاظت کا فریضہ ادا نہ کیا تو یہ کتابیں مسخ منحرف ہوکر ضائع ہوگئیں، بخلاف قرآن کریم کے کہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ“ یعنی ہم ہی اس کے محافظ ہیں، اسی وجہ سے اس کی حفاظت خدا تعالیٰ نے خود فرمائی تو دشمنوں کی ہزاروں کوششوں کے باوجود بھی اس کے ایک لفظ میں بھی فرق نہ آسکا۔ ❶

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ آج عہد رسالت کو بھی تقریباً چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، تمام دینی اور اسلامی امور میں مسلمانوں کی کوتاہی اور غفلت کے باوجود قرآن کے حفظ کرنے کا سلسلہ تمام دنیا کے مشرق ومغرب ممالک میں اسی طرح قائم ہے، ہر زمانہ میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے بچے جوان بوڑھے لڑکے لڑکیاں موجود ہیں، جن کے سینوں میں پورا قرآن محفوظ ہے، کسی بڑے سے بڑے عالم کی بھی مجال نہیں کہ ایک حرف غلط پڑھ دے اسی وقت بڑے اور بچے اس کی غلطی پکڑ لیں گے۔ ❷

مشہور ادیب ابن مقفع کا قرآنی بلاغت کے سامنے اپنے عجز کا اظہار

ابن مقفع اپنے وقت کا ایک بڑا بلند پایہ ادیب گزرا ہے، اس نے دعویٰ کیا کہ قرآن بے شک فصاحت وبلاغت کی انتہاء پر ہے، لیکن میں اسی طرز کا کلام لکھ سکتا ہوں، اس نے اپنی کافی عمر اسی خیال خام میں ضائع کی اور اپنے خیال میں کچھ اس طرح لکھا

❶ تفسیر القرطبی: سورۃ الحجر آیت نمبر ۹ کے تحت، ج ۱۰ ص ۵، ۶

❷ معارف القرآن: ج ۵ ص ۳۱۵، ۳۱۶

بھی۔ ایک روز اسے ایک مکتب کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا، وہاں ایک لڑکا سورہ ہود کی یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾(ہود: ۴۴)

ترجمہ:اور حکم ہوا کہ:اے زمین !اپنا پانی نگل لے،اور اے آسمان!تھم جا۔چنانچہ پانی اتر گیا اور سارا قصہ چکا دیا گیا۔کشتی جودی پہاڑ پر آ ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ بربادی ہے اس قوم کی جو ظالم ہو۔

ابن مقفع سنتے ہی حیرت زدہ اور مدہوش ہوگیا اور گھر آ کر سب اپنے لکھے ہوئے کو مٹا دیا اور قسم کھا کر کہا:

أَشْهَدُ أَنَّ هَذَا لَايُعَارِضُ أَبَدًاوَمَاهُوَمِنْ كَلَامِ الْبَشَرِ. ❶

ترجمہ:اس کلام کا کوئی معارضہ نہیں کرسکتا اور یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔

علامہ سلیمان الجمل رحمہ اللہ(متوفی ۱۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هذه الآية أبلغ آية في القرآن لاحتوائها على أحد وعشرين نوعا من أنواع البديع والحال أن كلماتها تسعة عشر. ❷

ترجمہ:یہ آیت کریمہ قرآن پاک کی انتہائی بلیغ آیت ہے کیوں کہ یہ فن بدیع کی (۲۱) اقسام پر مشتمل ہے،جبکہ اس آیت کے کل کلمات صرف (۱۹) ہیں۔

ایک غیر مسلم کا حفاظتِ قرآن کا برملا اقرار

ایک مرتبہ ایک انگریز حاکم شہر سہارن پور(انڈیا) کے بچوں کے ایک مدرسہ میں پہنچا،

❶ روح المعانی:سورہ ہود آیت نمبر۴۴ کی تفسیر میں، ج ۱۲ ص ۳۶۴

❷ حاشية الجمل على الجلالين: ج۳ص ۴۳۹

اور بچوں کو تعلیم قرآن اور اس کے حفظ کرنے میں مشغول دیکھا، حاکم نے استاد سے سوال کیا کہ یہ کونسی کتاب ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ قرآن مجید ہے، پھر حاکم نے سوال کیا، کیا اس میں سے کسی نے پورا قرآن حفظ کیا ہے، استاد نے کہا ہاں! اور چند لڑکوں کی طرف اشارہ کیا، اس نے جب سنا تو اسے بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا ان میں سے ایک لڑکے کو بلاؤ، اور قرآن میرے ہاتھ میں دے دو میں امتحان لوں گا، استاد نے کہا آپ خود جس کو چاہیں بلالیں۔ چنانچہ اس نے خود ایک لڑکے کو بلایا، جس کی عمر تیرہ یا چودہ سال کی تھی، اور چند مقامات میں اس کا امتحان لیا۔ اب اسے کامل یقین ہو گیا کہ یہ پورے قرآن کا حافظ ہے تو متعجب اور حیران ہوا اور کہنے لگا میں شہادت دیتا ہوں کہ جس طرح قرآن کے لیے تواتر (اور حفاظت) ثابت ہے، کسی بھی کتاب کو ایسا تواتر میسر نہیں ہے۔ محض ایک بچے کے سینے سے پورے قرآن کا صحتِ الفاظ اور ضبطِ اعراب کے ساتھ لکھا جانا ممکن ہے۔ ❶

قرآن میں ایک نقطے کی بھی تبدیلی نہیں کی گئی

مفسرین کرام نے کتبِ تفاسیر میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام دونوں ایک گاؤں میں پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا، قرآن مجید نے اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''فَابَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا'' ان گاؤں والوں نے ان کی ضیافت سے انکار کر دیا۔ (الکھف: ۷۷)

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ اس گاؤں کا نام ''انطا کیہ'' تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو انطا کیہ کے رہنے والوں نے سوچا کہ ہمارے آبا واجداد تو قیامت تک کے لیے بدنام ہو جائیں گے کیوں کہ ان کے انکار کا قرآن پاک میں ذکر آ گیا ہے۔ اس خیال سے

❶ فضائل حفظ القرآن: ص ۳۱۱

وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سونا لے کر حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! اس آیت میں "بـاء" کی جگہ "تـاء" کردیں، تاکہ آیت اس طرح ہوجائے: "فَاَتَوْا اَنْ يُضَيِّفُوهُمَا" یعنی گاؤں والے ان کی ضیافت کرنے کو آگے بڑھے۔ "اَبَوْ" کی جگہ "اَتَوْا" ہوجائے تو معنی بالکل بدل جاتا ہے۔ "اَبَوْا" کے معنی انہوں نے انکار کردیا اور "اَتَوْا" کے معنی وہ (ضیافت کرنے) آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا کہ یہ اللہ بزرگ و برتر کا کلام ہے اور ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے پاک ہے۔ لہٰذا تمہارے کہنے پر یا کسی اور وجہ سے ایسا کیا جانا ممکن نہیں۔ ایک نقطہ کا تبدیل کرنا بھی کلام الٰہی میں کذب کو داخل کرنے کے مترادف ہے۔ ❶

یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے کہ وہ کسی قسم کی ہر تبدیلی سے پاک ہے اور ہر تحریف سے محفوظ ہے اور صبح قیامت تک یہ اسی طرح محفوظ رہے گا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کی وساطت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمایا تھا۔

ایک مہینے میں حفظِ قرآن

بانی دارالعلوم دیوبند علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) نے جب پہلا حج کیا تو کراچی کے راستہ سے کیا تھا، اس زمانہ میں اسٹیمر نہیں تھی بادبانی جہاز تھے، بادبان باندھ دیا گیا تو کشتی چل رہی ہے، ہوا جب مخالف چلی تو لنگر ڈال دیئے گئے جس سے کشتی کھڑی ہوجاتی تھی، پانچ پانچ چھ چھ مہینہ میں جدہ پہنچتے تھے، تو حضرت بھی

❶ التفسیر الکبیر: سورۃ الکہف آیت نمبر ۷۷ کے تحت، ج ۲۱ ص ۴۸۸/ اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل: ج ۱۲ ص ۵۴۲/ السراج المنیر: ج ۲ ص ۳۹۶/ روح البیان: ج ۵ ص ۲۸۲

بادبانی جہاز میں سوار ہوئے اور رمضان شریف آگیا، گویا شعبان میں چلے تھے کشتی کے اندر رمضان آگیا، اور اتفاق سے کوئی حافظ نہیں، تراویح "اَلَمْ تَرَ کَیْفَ" سے ہوئی، تو حضرت کو بڑی غیرت آئی کہ اڑھائی تین سو آدمی جہاز میں موجود اور تراویح میں قرآن شریف نہ سنایا جائے ایک بھی حافظ نہیں، اسی دن قرآن یاد کرنے بیٹھے، روز ایک سپارہ حفظ کرتے، رات کو تراویح میں سنا دیتے، جہاں رمضان کا مہینہ مکمل ہوا وہیں آپ کا حفظ قرآن بھی مکمل ہوگیا۔ ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا جیل میں حفظِ قرآن

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو انگریزوں نے گرفتار کیا تو جیل میں کوئی اور مشغلہ نہیں تھا، قرآن مجید یاد کرنا شروع کر دیا اور تقریباً دوثلث یاد کیا اور روزانہ اسے تراویح میں پڑھا کرتے تھے، اس وقت حضرت کی عمر تقریباً ستر سال تھی اور اس عمر میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے مگر یہ بھی قرآن کا ایک اعجاز ہے۔ ❷

بچپن میں حفظِ قرآن اور نہایت پختگی

شیخ الوقت حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی ثم مدنی رحمہ اللہ کو بچپن ہی میں قرآن مجید اتنا پختہ یاد ہوگیا تھا کہ کسی بھی سورت یا رکوع کی آیتیں آخر سے اول کی طرف بھی بے تکلف سنا سکتے تھے۔ ماہِ رمضان المبارک میں آپ پانی پت کے مایہ ناز سید القراء ماہر قرآتِ سبعہ حضرت مولانا قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی رحمہ اللہ کے یہاں بھی تراویح میں قرآن پاک سننے کے لیے جایا کرتے تھے اور بعض جگہ لقمہ دیا کرتے۔ بعد اَز فراغت حضرت بڑے قاری صاحب موصوف رحمہ اللہ دریافت فرماتے کہ لقمہ

---

❶ فضائل حفاظ القرآن: حضرت نانوتوی کے حفظ قرآن کا واقعہ: ص ۶۴۸

❷ فضائل حفاظ القرآن: حضرت مدنی کے حفظِ قرآن کا واقعہ، ص ۶۴۸

کس بچے نے دیا تھا؟ تو لوگ آپ کو حضرت رحمہ اللہ کے سامنے پیش کر دیا کرتے تھے۔ آپ دیکھ کر فرماتے اللہ نے اس بچے کو بہت اونچے مقام پر پہنچانا ہے۔ اور اس سے قرآن کریم کی بہت زیادہ خدمت لینی ہے حتی کہ آپ کشاں کشاں بغرض تحصیل قرآتِ سبعہ حضرت بڑے قاری صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ روزانہ بلاناغہ وقتِ مقررہ پر آپ کے یہاں حاضر ہو کر قرآت کی تعلیم حاصل کیا کرتے۔ ❶

موصوف سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بے نظیر حافظہ اور نعمت وعطیہ خداوندی سے قرآن مجید اور اس کی قرآتِ سبعہ اور عشرہ کی خدمت واشاعت کا خوب کام لیا۔ چنانچہ حضرت والا نے بچپن ہی میں حفظ قرآن میں ایسا کمال حاصل کر لیا تھا کہ اگر کوئی صاحب سوال کرتے مثال پورے قرآن مجید میں کل رکوعات کتنے ہیں، کل سورتیں کتنی ہیں، فلاں حرف قرآن مجید میں کتنی جگہ آیا ہے، فلاں متشابہ کتنی جگہ ہے؟ تو آپ فوراً جواب دیتے، جس سے سائل دنگ وحیران رہ جاتا۔ اسی طرح اگر کوئی صاحب آپ سے کسی سورت یا رکوع کو اس کے آخر کی طرف سے سننا چاہتے تو آپ اس طرح سنا دیتے کہ سب سے پہلے رکوع یا سورت کی آخری آیت پڑھتے پھر اس سے اوپر والی پھر اس سے اور پر والی اس طرح رکوع وسورت کی شروع والی آیت تک پڑھتے اور پڑھنے میں لا والی اور بغیر لا والی تمام آیت کی ترتیب کا پورا پورا لحاظ رکھتے۔ غرض جس طرح کسی رکوع یا سورت کو شروع کی طرف سے بلاتکلف پڑھتے تھے اسی طرح آخر کی طرف سے پڑھنے میں بھی آپ کو تکلف پیش نہیں آتا تھا۔ بعد میں آپ کے شیخ حضرت قاری شیر محمد خان صاحب نے اس طرح پڑھنے سے آپ کو منع فرما دیا تھا۔ اور یہ تو قریب زمانہ ہی کا واقعہ ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ پورے قرآن پاک کے تمام رُؤوس آیات

❶ فضائل حفاظ القرآن: کمسن بچوں کے قرآنی واقعات وحالات، ص ۶۳۶، ۶۳۷

(یعنی آیتوں کے ختم والے کلمات) اس طرح سنائے تھے کہ بغیر پوری آیت پڑھے صرف راس آیت پڑھتے تھے اور آپ کو اس میں ذرا بھی رکاوٹ اور جھجک نہ ہوتی تھی، بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپ مسلسل قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ ❶

آٹھ سالہ بچی کا حفظِ قرآن

کارکوری میں جامعہ فاروقیہ کی ایک طالبہ ام عمارہ نے جس کی عمر صرف آٹھ سال تھی، قرآن مجید کو حفظ سنا دینے کا مظاہرہ کیا اور امتحان میں کامیاب رہی۔ سامعین میں کئی صاحبِ ثروت اصحاب تھے ان لوگوں نے اس بچی کو پچاس پچاس روپے انعام دیا اور مدرسہ کی جانب سے بھی اتنی ہی رقم انعام میں دی گئی۔ ❷

کتاب سینے سے لگا کر آگ میں کود جاؤ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے دور میں ایک پادری نے عیسائیت کی تبلیغ کا ایک عجیب انداز اختیار کیا کہ دلی کے ایک چوک میں کھڑے ہو کر لوگوں کے ہجوم میں یہ اعلان کیا کہ اے مسلمانو! تم یہ کہتے ہو کہ ہمارے مذہب کی کتاب قرآن مجید سچی کتاب ہے۔ جبکہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ سچی کتاب تو انجیل ہے جو ہمارے نبی پر نازل ہوئی۔ آؤ آج اس چوک پر بھرے ہجوم میں آگ جلاتے ہیں تم بھی اپنی کتاب اس میں ڈالو اور میں بھی اپنی کتاب اس میں ڈالتا ہوں، جو کتاب سچی ہوگی وہ محفوظ رہے گی اور جو کتاب ناحق ہوگی وہ آگ میں جل جائے گی، لوگ دوڑے دوڑے آئے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں اور سارا ماجرا کہہ سنایا، آپ ان لوگوں کے ساتھ اس ہجوم میں تشریف لائے۔

اللہ والوں کی فراست کا کیا کہنا، آپ نے فرمایا: میں اپنی اس کتاب ہدایت سے محبت

❶ فضائل حفاظ القرآن: کمسن بچوں کے قرآنی واقعات وحالات، ص ۶۳۹، ۶۴۰

❷ قومی آواز لکھنؤ، ۵ جون ۱۹۷۱ء

کرتا ہوں اس وجہ سے اسے آگ میں ڈالنے پر رضامند نہیں ہوں۔لیکن آؤ! ہم یوں کر لیتے ہیں کہ آگ کے اس الاؤ میں تم بھی اپنی کتاب سینے سے لگا کر کود جاؤ اور میں بھی اپنی کتاب اپنے سینے سے چمٹا کر آگ میں کود جاتا ہوں، جو شخص آگ میں زندہ سلامت رہا وہ سچا اور اس کی کتاب بھی سچی۔ یہ سنا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، پریشان اور لاجواب ہو گیا اور پھر شرمندہ ہو کر کہنے لگا: شاہ صاحب! آپ سچے ہیں اور آپ کا قرآن بھی سچا ہے۔ میں نے اس کتاب پر کچھ مسالہ وغیرہ لگایا ہوا تھا تاکہ یہ آگ میں جل نہ سکے اور یوں میں عیسائیت کا پرچار کر سکوں لیکن آپ نے تو میری ساری تدابیر خاک میں ملا دیں۔

میں آپ کی مؤمنانہ فراست کو سلام کرتا ہوں، اور یہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ اس طرح کے ہتھکنڈے اپنا کر لوگوں کے ایمان کے ساتھ نہیں کھیلوں گا۔اور آج سے میں یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ میں اس سچے دین اور اس سچی کتاب پر ایمان لاتا ہوں۔آپ میرے لیے دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دینِ اسلام کا سچا پیروکار بنائے۔ (1)

حفاظتِ قرآن اور بے ادبی کرنے والوں کا عبرتناک انجام

گزشتہ کئی سال قبل ماہِ اگست میں ترکی میں آنے والے زلزلے کے حوالے سے بعض ترکی اخبارات میں شائع ہونے والے واقعات انتہائی عبرتناک ہیں، تفصیلات کے مطابق ترکی بحریہ کے کسی اڈے میں جو ساحلِ سمندر سے بالکل متصل تھا رقص وسرور کی ایک مجلس منعقد ہوئی، جس کے شرکاء تین ہزار کے لگ بھگ تھے۔وہاں ناچنے اور گانے والیوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی اور شراب وکباب کی خوب محفل جمی، اس محفل کیلئے اسرائیل سے خصوصی طور پر یہودی ناچنے اور گانے والی لڑکیاں در

(1) ہر واقعہ بے مثال: ص ۳۷، ۳۸

آمد کی گئیں جو انتہائی بے حیا تھیں، محفل میں (۳۰) سے زائد ترکی جنرل شریک تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس وقت جب کہ انتہائی بے حیائی اور فحش مناظر پر بنی مجلس جاری تھی کہ ایک ترکی جنرل نے ایک کیپٹن کے ذریعہ قرآن کریم کا ایک نسخہ منگوایا اور اس سے پڑھنے کو کہا: جب اس نے پڑھا تو اس سے اس کی تفسیر پوچھی تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مذکورہ جنرل نے قرآن کریم کے اس نسخے کو لے کر پھاڑ کر ناچتے ہوئے یہودی اور ترکی لڑکیوں کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا۔ ساتھ یہ بھی کہا کہ اس قرآن کو نازل کرنے والا کہاں ہے؟ حالانکہ اس میں یہ بھی ہے کہ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس قرآن کو اتارنے والا کہاں ہے؟ جو اس کی حفاظت اور اس کا دفاع کرے؟ اس دوران اس قرآن کریم کو لانے والے کیپٹن پر انتہائی خوف طاری ہوگیا، اچانک وہ تیزی سے بحری اڈے سے باہر آ گیا، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ شخص اس بحری اڈے پر آنے والے عذاب کے ابتدائی لمحات کا چشم دید گواہ بن سکے۔ اس کے بعد انتہائی عبرت آموز واقعات اور مناظر پیش آئے، بتایا جاتا ہے کہ اچانک ایک خوفناک روشنی نظر آئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے اس پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس کے بعد سمندر پھٹ پڑا اور اس میں سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے، ساتھ ہی گولوں کے پھٹنے کی آوازیں بھی آنے لگیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پورے بحری اڈے کو اُٹھا کر سمندر کے بیچ سے اُٹھنے والی خوفناک لہروں کے درمیان پھینک دیا، اس کے بعد دوسرے علاقوں کو بھی زلزلے نے اپنی لپیٹ میں لے لیا، عجیب بات یہ ہے کہ مذکورہ پروگرام میں شریک ترکی، امریکی اور اسرائیلی فوجیوں کی لاشوں کا کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں گئیں، تمام تر وسائل رکھنے کے باوجود اب تک وہ لاشیں سمندر سے باہر نہ آ سکیں، قرآن کریم کی

بے حرمتی کر کے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو للکارا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً انتقام لیا ہے، کوئی ہے نصیحت حاصل کرنیوالا۔ ❶

ایک امی اوران پڑھ بچے کے ذریعے حفاظتِ قرآن کا انوکھا واقعہ

آج سے تقریباً پندرہ سال پہلے (غالباً 1995ء) اخبارات میں ایک سات سالہ عرفان الحق کے متعلق مندرجہ ذیل تعجب خیز اور حیرت انگیز کوائف شہ سرخیوں اور مستقل مضمون کی شکل میں طبع ہوئے، یہ بچہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا میں (۳۵) سال تک درس وتدریس کی خدمات انجام دینے والے جید عالم علامہ صدیق کشمیری کا نواسا ہے، عرفان الحق بالکل امی اوران پڑھ ہے، سات سال کی عمر تک اردو کی الف، ب تک بھی نہیں جانتا، نہ ہی کوئی دوسری زبان، صرف اپنی مادری زبان کشمیری میں گفتگو کرتا ہے، اس عمر تک اس بچہ کو اس کے ماں باپ نے نہ تو گھر میں ہی کوئی تعلیم دی ہے اور نہ ہی کسی مدرسہ یا اسکول میں داخل کرایا ہے، عرفان الحق کی والدہ کا نام طاہرہ اختر ہے، اس کے والد حکیم غلام رسول گوپال پورہ (کشمیر) میں ایک ٹیچر ہیں۔

اس بچہ کے متعلق اس کے والد نے کئی باتیں بتلائیں مثلاً یہ کہ جب اس بچہ کا حمل سات ماہ کا تھا تو اس کی والدہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ان کو ایک سنہرا قلم دے رہے ہیں، اس کے بعد جب بچہ پیدا ہوا تو گھر میں ایک عجیب اور سرور بخش روشنی ہمیں محسوس ہوئی، جب یہ بچہ دس ماہ کا تھا تو ایک شب اس کی ماں نیند سے اچانک بیدار ہوئی اور چاروں جانب دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا، بچہ برابر میں سو رہا تھا، باہر گھر کے دالان میں بچہ کے دادا تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے، مگر وہ بھی حیران تھے کہ قرآن پاک پڑھنے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے، کافی غور وفکر کے بعد جب طاہرہ

❶ عجیب وغریب واقعات: ص۴۴، ۴۵

آخر یہ معلوم کرنے میں ناکام رہیں کہ آواز کہاں سے آرہی ہے تو واپس اپنے بستر پر آئیں مگر اس وقت ان کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں، جب اپنے ہی بچہ کے منہ سے انہوں نے سورہ یسین شریف کی آیات سماعت کیں، اس واقعہ کے گواہ بچے کے دادا بھی ہیں، اس معصوم بچہ کے والد نے بتایا کہ جب اس کی عمر چار سال تھی تو اس نے کئی بار قرآن پاک لکھنے کی ضد کی، ایک بار جب عید کے موقع پر میں اس کے جوتے دلانے کی خاطر بازار لے گیا تو اس نے جوتے لینے سے انکار کر دیا اور ان کے بدلے قلم کاغذ دلانے کے لئے کہا، میں نے اس کی ضد کو دیکھتے ہوئے قلم اور کاغذ لے کر دیا اور جب گھر پہنچے تو عرفان الحق نے باقاعدہ وضو کیا اور قرآن پاک سامنے رکھ کر الم کا پارہ لکھنا شروع کر دیا، ہم نے اس کے اس انہماک کو دیکھ کر اس کی حوصلہ افزائی کی اور اس نے جون ۱۹۹۱ء سے شروع کر کے جون ۱۹۹۲ء میں پورا قرآن مکمل کر لیا، قرآن پاک کے اختتام پر جب اس سے میں نے ختم قرآن کی دعا لکھنے کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ میں یہ دعا لکھتے ہی کھیلنے چلا جاؤں گا، اس نے دعا لکھی مگر دعا کے جملوں پر اعراب اور نقطے لگائے بغیر ہی کھیلنے کے لئے چلا گیا، یہ دعا ابھی تک بغیر نقطوں اور اعراب کے ہے کیونکہ عرفان الحق کی عادت یہ ہے کہ آیت یا سورت پوری کر کے ہی وہ نقطے اور اعراب لگاتا ہے (شاید اس خالی چھوڑنے میں بھی یہ قدرت خداوندی کارفرما ہو کہ دعا قرآن نہیں اور اس بچہ کو صرف قرآن پاک ہی کے لئے معجزہ کا مظہر بنایا گیا۔)

اخبار لکھتا ہے: یہ بچہ قرآن پاک کی کسی بھی سورت یا آیات کو ہو بہو عربی رسم الخط میں مع حرکات وسکنات کے نقل کر دیتا ہے، لوگوں کو یہ سن کر حیرت ہوتی ہے مگر جب ملنے والے اس سے کسی آیت کو لکھ کر دینے کی فرمائش کرتے ہیں تو بچہ لوگوں کی نظروں کے

سامنے قرآن پاک کی مطلوبہ آیات جوں کی توں نقل کر دیتا ہے، عام لوگ تو صرف بچہ کی شکل دیکھ کر ہی متاثر ہو جاتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرنے کو ہی اپنے لئے باعثِ فلاح سمجھتے ہیں، مگر تعلیم و تدریس کے شعبوں سے وابستہ مقتدر حضرات اور فنِ خطاطی کے ماہر لوگ اس کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن پاک کے نسخہ میں باریکیاں تلاش کرتے ہیں اور جب کوئی غلطی باوجود کوشش بسیار کے نہیں ملتی تو اپنے سامنے لکھنے کے لئے درخواست کرتے ہیں اور جو سورت یا آیت بچہ کو لکھنے کے لئے کہتے ہیں وہ بڑے اعتماد سے سامنے لکھ دیتا ہے، آخر کار اس نے اور تازہ نمونہ میں بھی کوئی باریکی نہیں ملتی جس پر گرفت کی جا سکے۔ اس نامہ نگار نے بھی تازہ نمونہ ''سورہ کوثر'' دیکھ کر یہی نتیجہ اخذ کیا کہ یہ خدا کی نوازش ہے اور قرآن پاک کا اعجاز ہے جو اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اس کو جتنا مٹانے کی کوشش کی جائے گی اس کے محفوظ رہنے کی اتنی ہی نت نئی تدبیر عالم وجود میں آتی رہیں گی، کیونکہ قرآن پاک میں خود صاحب قرآن نے فرمایا: '' وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ '' برصغیر ایشیاء کی عظیم ترین درسگاہوں میں سے ایک مدرسہ مظاہر العلوم (وقف) کے ناظم اعلیٰ مفتی مظفر حسین صاحب نے بچہ کو غیر معمولی شخصیت کا حامل قرار دیا ہے، انہیں جب شروع میں اس واقعہ پر یقین نہ آیا تو انہوں نے عرفان الحق سے اپنے سامنے چند آیات لکھوائیں اور فوراً ہی اس کے ہاتھوں کو چوم لیا، مدرسہ مظاہر العلوم (رجسٹرڈ) کے شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب نے کہا کہ میں احادیث کا درس دیتا ہوں مگر ایسی تحریر آج تک میری بھی نہیں ہو سکی، یہ بچہ اُمی اور ان پڑھ ہے مگر تمام رموز و نکات اور آداب کے ساتھ قرآن پاک لکھتا ہے تو ضرور یہ خدا کی جانب سے ایک واضح اشارہ ہے کہ وہ جس سے جو کام چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ (۱)

(۱) فضائل حفاظ القرآن: باب نمبر ۵، کمسن بچوں کے قرآنی واقعات و حالات، ص ۶۳۴، ۶۳۵

قرآن کریم کی تعظیم وادب کے سبب ہندو کی لاش جلنے سے محفوظ رہی

ایک نیک دل ہندو جو شہر لکھنؤ میں رہتا تھا اس ہندو کا بہت بڑا پریس تھا، جس میں وہ کتابیں چھاپا تھا، اور مزے کی بات یہ کہ وہ زیادہ کتابیں ایسی چھاپا تھا جن کا تعلق مسلمانوں اور دین اسلام سے تھا، جب یہ کتابیں چھاپی جاتی تھیں تو وہ ان لوگوں کے لباس اور جسم کو پاک رکھنے کا خاص انتظام کرتا تھا جو اس کے پریس میں کام کرتے تھے، چھپائی وغیرہ کا کام مسلمان کرتے تھے اور ان کے لئے ضروری تھا کہ کام شروع کرنے سے پہلے با قاعدہ وضو کریں۔

اس زمانے میں جس کا ہم حال لکھ رہے ہیں پریس کی مشینیں بالکل سادہ تھیں اور کتابت کا طریقہ بھی بالکل سادہ ہی تھا، پیلے رنگ کے خاص کاغذ پر خاص قسم کی روشنائی سے کتابت کی جاتی تھی اور پھر ان کاغذوں کو پتھر کی سلوں پر جما کر ان کا عکس لے لیا جاتا تھا۔

جب کوئی چیز چھپ جاتی تو پتھر کی سلوں کو دھو کر لفظ مٹا دیئے جاتے تھے اور ان سلوں پر نئے کاغذ جما کر نئی چیزیں چھاپی جاتی تھیں۔ اس سلسلے میں اس نیک دل ہندو نے یہ انتظام کیا تھا کہ پتھر کی جن سلوں پر قرآن مجید اور دوسری دینی کتابیں چھاپی جاتی تھیں جب وہ دھوئی جاتی تھیں تو ان کا پانی زمین پر نہ گرایا جاتا تھا، بلکہ مٹکوں میں بھر لیا جاتا تھا اور پھر اسے دریا میں ڈال دیا جاتا تھا، یہ کام قرآن پاک کے ادب کی وجہ سے کیا جاتا تھا، ان باتوں کے علاوہ اس نے قرآن مجید اور دوسری دینی کتابوں کی چھپائی کی نگرانی کیلئے اونچے درجے کے مسلمان عالم مقرر کئے تھے۔ کسی بڑے عالم کی تصدیق کے بغیر کوئی دینی کتاب نہ چھاپی جاتی تھی۔

کچھ دن پہلے میری ملاقات اس ہندو تاجر کے نواسے سے ہوئی تو انہوں نے بیان کیا

کہ میں نے اپنے نانا جان سے سنا کہ جب اس ہندو کا انتقال ہوا تو اس کے مذہب کے مطابق اس کی چِتا تیار کی گئی جو بچے یہ کہانی پڑھ رہے ہیں انہیں بتاتے چلیں کہ جب کوئی ہندو مر جاتا ہے تو اس کی لاش کو جلایا جاتا ہے اور جلی ہوئی ہڈیوں اور راکھ کو دریا میں بہا دیا جاتا ہے، ان ہڈیوں اور راکھ کو وہ پھول کہتے ہیں، جب اس ہندو تاجر کی چِتا تیار ہوگئی اور اس کی لاش کو اس پر رکھ دیا گیا لیکن جب اس کے بڑے بیٹے نے اس ہندوں کی چتا کو آگ لگائی گئی تو کئی بار کوشش کرنے کے باوجود لکڑیوں نے آگ نہ پکڑی، لاش جلنے سے بالکل محفوظ رہی، یہ ایک نرالا ہی واقعہ تھا جو سب نے دیکھا، لوگ حیران تھے کہ لکڑیاں جلتی کیوں نہیں؟ جب سب اپنی ساری کوشش کر کے تھک گئے تو پنڈتوں نے فیصلہ کیا کہ لاش کو دریائے گومتی میں بہا دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس نیک دل ہندو کی لاش آگ کے عذاب سے بچ گئی۔

اس وقت جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے تو معلوم نہیں کیا سمجھا ہوگا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس ہندو کو یہ برکت قرآن پاک اور دینِ اسلام کی کتابوں کا ادب کرنے کی وجہ سے ملی تھی۔ اس ہندو کا نام منشی نول کشور (ن ول ک ش ور یعنی خوبصورت لڑکا) معلوم نہیں اب اس کا قائم کیا ہوا کتب خانہ موجود ہے یا نہیں۔ ❶

شدید آگ کے باوجود قرآن کریم کا نسخہ محفوظ رہا

لاہور (خصوصی رپورٹر سے) عزیز روڈ کاروار پارک پر گزشتہ روز بجے کے قریب ۴ جھگیوں میں شدید آگ بھڑک اٹھی، جس سے لاکھوں روپے کا سامان جل کر خاکستر ہوگیا۔ آگ اتنی شدید تھی کہ جھگیوں میں پڑا تمام سامان جل کر مکمل طور پر خاکستر ہوگیا مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ قرآن پاک کی رحل، دراز میں پڑے کرنسی نوٹ، پلاٹ

❶ عجیب وغریب واقعات: ص ۱۲۸، ۱۲۹/سید نظر زیدی بشکریہ تعلیم وتربیت

کی رجسٹری، قرآن کی جلد اور حاشیوں تک کاغذ جل گیا لیکن قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں جلا۔ قرآن پاک کے اس نسخے کو حافظ الٰہی بخش مسجد میں رکھا گیا ہے۔ جہاں دیکھنے والوں کا رش ہو گیا اور لوگ خدا کی اس قدرت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جھگیاں غلام محمد وغیرہ کی ملکیت میں تھیں۔ آگ بجھانے کے بعد وقاص چوہدری وغیرہ قرآن پاک کا نسخہ لے کر دفتر جنگ میں آئے۔ ❶

کسی مذہب کے پاس تلاوت کے لئے کوئی محفوظ اور معجز کتاب نہیں

غالباً ۱۹۱۵ء کا واقعہ ہے کہ ہندوستان کے تمام باشندوں کا ایک مشترکہ جلسہ انگریز کے خلاف شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں ہر قوم کے لیڈروں اور افسروں سمیت ایک جم غفیر نے شرکت کی۔ صدرِ جلسہ حضرت شیخ الہند نے جلسہ کا آغاز کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ اس عظیم الشان جلسے کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن کریم سے ہوگا۔ اس اعلان کے بعد ایک قاری صاحب کو تلاوت کیلئے دعوت دی گئی، ابھی قاری صاحب آج تک پہنچے ہی نہیں تھے کہ ہندو اور سکھ سمیت ہر قوم کی طرف سے حضرت شیخ الہند کے پاس پرچیاں پہنچیں جن میں یہ مکتوب تھا کہ یہ ہر قوم کا مشترکہ جلسہ ہے اس لئے جلسے کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کرنا مسلمانوں کو دیگر اقوام پر ترجیح دیتا ہے جو کہ عدل وانصاف کے خلاف ہے۔ ان پرچیوں کو پڑھ کر حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے دوبارہ اعلان فرمایا کہ چونکہ یہ مشترکہ جلسہ ہے، اس لئے تلاوت قرآن کریم کے بعد ہر قوم کی کتاب کی تلاوت بھی ہوگی۔ اس لئے ہر قوم سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے قاری صاحب کو اسٹیج کی طرف روانہ کر دیں تا کہ ہر قاری صاحب اپنی قوم کی کتاب کی تلاوت کر سکے۔

❶ روزنامہ جنگ لاہور: ۳۱ مئی ۱۹۹۳ء

قاری صاحب نے لحن داؤدی میں قرآن کریم کی تلاوت کی اور سامعین کو اندازہ ہوا کہ یہ قرآن واقعتاً اللہ کا کلام ہے اور معجز وغیر مبدل ہے۔ تلاوت قرآن کے بعد ہندو، سکھ، بدھ مت اور دیگر اقوام کی کتب کی تلاوت ہوئی تھی۔ لیکن حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے اعلان کے باوجود کسی بھی قوم نے اپنا کوئی قاری اسٹیج کی طرف نہیں بھیجا کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ قرآن کریم کی مسحور کن تلاوت کے بعد کسی دوسری کتاب کی تلاوت کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ سماعتِ قرآن کے بعد جو لوگ بھی دوسری اقوام کی کتب (جو جعلی ہیں) کی سماعت کریں گے تو انہیں فوراً اندازہ ہو جائے گا کہ اصل آسمانی کتاب تو قرآن کریم ہے۔

جب کسی قوم کا کوئی قاری نہیں آیا تو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے دوبارہ سہ بارہ اعلان فرمایا حتی کہ جواہر لال نہرو کے والد موتی لال نہرو نے حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے کہا کہ حضرت کب تک شرمندہ فرماتے رہیں گے، اب تو بس کریں۔ (1)

قرآن کریم کا استہزاء کرنے والے عیسائی مبلغ کا عبرتناک انجام

سال رواں جنوری میں شمالی نائیجیریا کے صوبہ غونغولی میں واقع موب نامی گاؤں میں ایک نہایت عبرت ناک اور نصیحت آموز واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل نائیجیریا کے مختلف اخبارات ورسائل میں شائع ہوئی اور متعدد ریڈیو سٹیشنوں سے نشر کی گئی۔

تفصیل اس طرح ہے کہ عمر غیمو نامی ایک شخص جو پیدائشی طور پر عیسائی تھا لیکن مسلمانوں کے اخلاق، سیرت وکردار اور حسن معاشرت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا، اس کی حرماں نصیبی کہ زیورِ اسلام سے آراستہ ہونے اور عرصہ دراز تک اسلامی زندگی گزارنے کے بعد پھر مرتد ہو گیا۔ اور مسیحیت کا علم بردار اور پر جوش خطیب ومبلغ بن گیا، اسلام

(1) ہمارے اسلاف: ص ۲۴۶، ۲۴۷

دشمنی، مسلمانوں کے خلاف مہم جوئی اور پروپیگنڈے، قرآن کی تکذیب، اس کی اہانت وتحقیر، انکارواستہزاء، زبان درازی، اورطعن وتشنیع اس کا نصب العین اور زندگی کا اہم مشغلہ بن گیا، چنانچہ ایک روزکسی گرجا گھر میں عیسائیوں کے ایک بڑے مجمع کے سامنے حسب معمول اپنے خطاب کے دوران قرآن کی تکذیب اوراستہزاء کیا۔اس پر نکتہ چینیاں اور اعتراضات کیئے اور اسلام دشمنی کے جذبہ سے سرشار ہوکر کہا کہ اگر قرآن خدا کی نازل کردہ آخری کتاب اور اسلام ایک سچا مذہب ہے تو وہ اس کتاب کے نازل کرنے والے خدا سے التجاء کرتا ہے کہ آج اسے زندہ اور صحیح سلامت گھر واپس نہ ہونے دے، قدرتِ الٰہی کی کرشمہ سازی کہ کلیسا سے نکل کرگھر جاتے ہوئے راستہ کے ایک چھوٹے سے نالے کو پار کرنے کی کوشش کی مگر پار نہ ہوسکا نالہ میں گرکر مرگیا۔رفقاء سفر کواس کی موت پریقین نہ آیا اوراسے متعدد ہسپتال لے گے لیکن وہ مر چکا تھا۔اس عبرت ناک موت سے متاثر ہوکر صوبے کے چار گاؤں مسلمان ہو گئے، دوسرے روزوہ آدمی بھی ہلاک ہوگیا جواس کی جان بچانے کی کوشش کررہا تھا۔

اسی قسم کا ایک اورواقعہ چندسال پہلے اسی صوبہ کے ایک گاؤں میں ایک سفید نام عیسائی مبلغ کے ساتھ پیش آیا، جس نے قرآن کا ایک نسخہ جلا کراس کے ساتھ اہانت آمیزاور گستاخانہ سلوک کیا تھا۔جس کی سزامیں اس کے دونوں ہاتھ جل گئے تھے اوراسکے بعد کافی علاج ومعالجہ ہوالیکن وہ جانبر نہ ہوسکا، قرآن کا اعلان بالکل سچ اور برحق ہے:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ﴾(النمل:۶۹)

ترجمہ: کہو کہ ذرا زمین میں سفر کرکے دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیسا ہوا ہے۔

﴿يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾(البقرة:۹)

ترجمہ: دھوکا دیتے ہیں اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے لیکن انہیں اس بات کا احساس نہیں ہے۔

بارود سے بھرے جلتے ٹرک میں قرآنی نسخے محفوظ رہے

اب ہم ایک ایسا واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے قرآن کی عظمت وشان اور اس کا من جانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران بلوچ رجمنٹ کا ایک ٹرک ڈرائیور اسلحہ و بارود سے بھرا ہوا ایک ٹرک غلطی سے دشمن کے علاقے میں لے گیا، جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے ٹرک کو گولیوں کی بوچھاڑ میں ہی واپس موڑ لیا اور اس کی کوشش تھی کہ کسی نہ کسی طرح وہ ٹرک کو بحفاظت پاک سرزمین پر لے جائے۔ اسی اثناء میں دشمن کا ایک گرنیڈ ٹرک کو لگا جس سے ٹرک کو آگ لگ گئی، اسلحہ و بارود نے تباہی پھیلا دی اور ٹرک بھی جل گیا۔

بعد میں ایک سکھ میجر ہماری فوج کے پاس قرآنِ حکیم کا ایک نسخہ لے کر آیا۔ اس کے بقول ٹرک کے بونٹ میں سے قران مجید کے دو نسخے صحیح سلامت برآمد ہوئے۔ یعنی پورا ٹرک تو جل گیا لیکن خدا کی حکمت سے کتاب اللہ کے نسخے محفوظ و مامون رہے۔ ان میں سے ایک نسخہ بمعہ ترجمہ کے تھا جسے سکھ میجر نے اپنے پاس رکھ لیا تا کہ اس کا مطالعہ کرے اور دوسرا نسخہ پاک فوج کے حوالے کر دیا۔ یہ نسخہ اب بھی بادشاہی مسجد لاہور کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے جسے بلوچ رجمنٹ نے پیش کیا تھا۔ (۱)

لوہے کی چادروں پر لکھ کر قرآن پاک کی حفاظت کی گئی

سمرقند کے ایک معلم مولانا احمد خان صاحب ہمیں لائبریری کے ایک کمرے میں لے گئے جہاں لوہے کی چادروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور ان کے اوپر حفاظت وصفائی کی خاطر

(۱) سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر: میدان جنگ کا قرآنی نسخہ، ج ۳ ص ۸۷

ایک کپڑا ڈال دیا گیا تھا، جب وہ کپڑا ہٹایا گیا تو ہم نے دیکھا کہ واقعی لوہے کی بڑی بڑی چادروں پر قرآن مجید کندہ کیا ہوا تھا، مولانا نے بتایا کہ یہ پورا قرآن مجید ہے اور جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ اس طرح لوہے کی چادروں پر قرآن مجید لکھنے کا کیا مقصد؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس وقت کے مسلمان حکام نے سوچا کہ ایک ایسا نسخہ قرآن مجید کا بنایا جائے جو کہ بوقتِ ضرورت معیار اور سند کے طور پر کام آئے۔ (اور کسی کاغذی نسخہ میں کسی جگہ غلطی کا اندیشہ ہو تو اس کی تصحیح اس سے دیکھ کر کی جا سکے۔) جس طرح برطانیہ وغیرہ میں وقت کا معیار مقرر ہے جسے لوگ گرین وچ ٹائم کہتے ہیں اور ساری دنیا کی گھڑیوں کا وقت ان کے حساب سے رکھا جاتا ہے۔ یہ لوہے کی چادروں پر لکھا ہوا قرآن مجید چونکہ سالہا سال تک محفوظ رہے گا، اس لیے اسے ایک مستند نسخہ کی حیثیت حاصل رہے گی۔ نیز اگر کسی نے بدنیتی سے قرآن پاک میں تحریف کرنے کی کوشش بھی کی تو بھی اس نسخہ کی وجہ سے تحریف نہ ہو سکے گی۔ نیز یہ لوہے کی ایک ایک چادر اتنی بھاری تھی کہ چار آدمی مل کر اسے اٹھاتے تھے اور لوہا بھی ایسا تھا کہ اسے زنگ نہیں لگ سکتا تھا۔ (سبحان اللہ کلام اللہ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کس کس انداز میں کی ہے۔ کتنے لوگوں نے اس کے لیے اپنی صلاحیتوں کو صرف کیا ہے۔) [1]

اللہ رب العزت کی غیبی نصرت ومدد کے ذریعے قرآنی نسخے کی حفاظت

ڈیرہ مراد جمال کے ایک محلے کے جھونپڑی نما گھر میں ایک عورت کھانا پکار ہی تھی کہ تیز آندھی سے چنگاریاں اٹھیں، جن سے گھر میں آگ لگ گئی جو آناً فاناً تین ملحقہ گھروں میں پھیل گئی اور شعلے بلند ہونے لگے۔ اس دوران ایک گھر سے قرآن پاک اڑا اور قبلہ کی طرف پرواز کر گیا۔ چمکتی ہوئی شے کی صورت میں اڑتے قرآن پاک کا یہ معجزہ وہاں

[1] ہر واقعہ بے مثال: ص ۴۳

موجود درجنوں افراد نے دیکھا۔قرآن پاک آسمان پر جاکر غائب ہوگیا۔آتشزدگی سے تینوں گھروں کا سامان جل کر خاکستری ہوگیا۔فائر بریگیڈ نے موقع پر پہنچ کر آگ پر قابو پالیا۔❶

گولیوں کی بارش میں قرآن میری حفاظت کا ذریعہ بنا

پاکستان بننے سے پہلے میرے ایک عزیز دہلی میں رہائش پذیر تھے، آج کل کراچی میں رہتے ہیں۔جب اکتوبر ۱۹۴۷ء میں سارے پنجاب میں فسادات ہورہے تھے اور دہلی شہر بھی ان کی زد میں آچکا تھا، وہ بھی اپنے گھر سے نکل کر پہلے پرانے قلعہ دہلی میں رہے، پھر وہاں سے بڑی مشکل سے ریلوے اسٹیشن پہنچے اور لاہور جانے کے لیے دوسرے فسادزدہ لوگوں کے ساتھ گاڑی میں سوار ہوگئے۔ان کے پاس صرف ایک بیگ تھا جس میں چند کپڑے تھے، اس کے علاوہ ایک چھوٹے سائز کا قرآن مجید تھا جس کو انہوں نے اپنے سینے پر باندھ رکھا تھا۔

گاڑی آہستہ آہستہ چلتی بلکہ رینگتی ہوئی تین دن میں امرتسر پہنچی۔راستے میں کئی جگہ ہندو اور سکھ بلوائیوں نے حملے کئے اور مسلمانوں کے مال و جان کو نقصان پہنچایا، مگر گاڑی کسی نہ کسی طرح آگے بڑھتی رہی لیکن امرتسر کے اسٹیشن پر رات کے وقت پہنچ کر ایسی رکی کہ دن کے نو بج گئے۔ڈرائیور اور گارڈ کا کہیں پتہ نہ تھا آخر ہندو اور سکھ فوج اور مسلح بلوائیوں کے گروہ اسٹیشن پر پہنچ گئے۔جنہوں نے پہلے تو تمام مسلمانوں کو گاڑی سے پلیٹ فارم پر اتارلیا۔پھر رائفلوں مشین گنوں اور برین گنوں سے مسلمانوں پر فائر کھول دیا، کیا قیامت کا سماں تھا۔چاروں طرف مسلح ہندو اور سکھ اور درمیان میں نہتے مسلمان مرد، عورتیں اور بچے جو اپنا کوئی دفاع نہیں کرسکتے تھے سوائے اس کے کہ جس

❶ روزنامہ جنگ لاہور: ۳۱ مئی ۱۹۹۳ء

سے ہوسکا وہ زمین پر لیٹ گیا تا کہ گولیوں کی سیدھی بوچھاڑ سے بچ سکے۔ اس وقت اس کے سوا دفاع کا کوئی طریقہ ممکن ہی نہیں تھا، لیکن میرے وہ عزیز کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے خیال آیا کہ اگر میں بھی لیٹ گیا تو اس سے قرآن مجید کی جو میرے سینے سے بندھا ہوا ہے بے حرمتی ہوگی، اور پھر میں خدا کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا کہ میں نے جان کو کچھ عرصہ تک بچانے کے لیے قرآن مجید کو زمین بوس کر دیا اور جیتے جی قرآن کو سرنگوں ہونے دیا۔ یہ خیال آتے ہی میں نے دل میں پختہ ارادہ کرلیا کہ چاہے میری جان کو کتنا ہی خطرہ کیوں نہ ہو جب تک جان میں جان ہے میں قرآن مجید کو زمین پر نہیں لگنے دوں گا، یہ ارادہ کر کے میں گاڑی کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا دو گھنٹے لگا تار گولیاں چلتی رہیں اور میرے دائیں بائیں اور اوپر سے گزرتی رہیں۔ ریل گاڑی کے اس ڈبے کے شیشے چکنا چور ہو گئے جس کے ساتھ میں کھڑا تھا لیکن نہ تو میرا قدم ڈگمگایا اور نہ مجھے کوئی خراش آئی۔ جب فائرنگ بند ہوئی تو میں نے دیکھا کہ جس جگہ میں ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔ اس کے علاوہ اس ڈبے کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو گولیوں سے چھلنی نہ ہو چکا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی ماہر نشانہ باز نے اپنے معمول کو لکڑی کی دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے اس کے گرد حصار لگا دیا ہو، قرآن مجید کا یہ معجزہ مجھے کبھی نہیں بھول سکتا۔ افسوس آج ہم خدا کی یاد سے غافل ہیں ورنہ خدا تو ہر دم ہمارا محافظ در مددگار ہے۔ ❶

پیدائشی مادرزاد حافظہ بچی

حضرت مولانا ظفر احمد عثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ میرا خود دیکھا ہوا ہے جس زمانہ میں میرا قیام مدرسہ راندیر یہ رنگون میں تھا، تو ہندوستان سے ایک شخص رنگون

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۴۳، ۴۴/ پروفیسر عبدالسلام فاروقی۔ سیالکوٹ

آیا اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہیں تھی، اس نے کہا یہ لڑکی حافظ قرآن ہے اور بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حافظہ ہے، آپ جہاں سے چاہیں ایک آیت اس کے سامنے پڑھ دیں یہ اس سے آگے دس بارہ آیتیں پڑھ دے گی، چنانچہ رنگون میں بہت مقامات پر اس کا امتحان لیا گیا تو جیسا کہا تھا ویسا ہی دیکھا گیا، رنگون کے لوگوں نے اس لڑکی کو بہت سا انعام دیا اس کے باپ کی آمدنی اسی لڑکی کے اس کمال ہی سے تھی، میں نے اس سے کہا اسکو آمدنی کا ذریعہ مت بناؤ مجھے اندیشہ ہے کہ اسطرح یہ لڑکی زیادہ نہ جئے گی، چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا، اگلے سال میں نے سن لیا کہ اس بچی کا انتقال ہوگیا ہے۔ ❶

امریکی یونیورسٹی کی لائبریری میں صرف قرآن جلنے سے محفوظ رہا

میرے سر صدیق اکبر مخدوم صاحب مرحوم (ایم ایس فزکس علیگ) پاکستان میں گونگے بہرے بچوں کی تعلیم کے بانی تھے۔ ان کو تعلیم و تربیت کے سلسلے میں بارہا باہر کے ممالک میں جانا پڑتا تھا۔ انہوں نے کوئی ۲۵ سال پیشتر مجھے ایک ایمان افروز واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے کہ بہت پہلے میں اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں امریکہ کی یونیورسٹی (غالبًا کیلیفورنیا) میں مقیم تھا، وہاں میں نے ایک مرتبہ کئی امریکیوں کو پاکستانی کھانے کی دعوت دی، میں نے کئی پاکستانی ڈشیں اپنے ہاتھ سے تیار کیں۔ یاد رہے ان دنوں بہت کم پاکستانی امریکہ میں رہتے تھے، اور پاکستانی کھانے بہت نایاب تھے۔ امریکی دوستوں نے خوب مزے لے لے کر پاکستانی کھانے کھائے اور دل کھول کر داد دی۔ امریکیوں میں ایک ہیڈ لائبریرین بھی مدعو تھی، وہ اتنی خوش ہوئی کہ اس نے ہمیں درج ذیل واقعہ سنایا۔

❶ فضائل حفاظ القرآن: باب نمبر ۵، ص ۶۳۵، ۶۳۶، بحوالہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد ۳ ص ۴۲۸

اس نے بتایا کہ آپ لوگ اس یونیورسٹی کی لائبریری کی شاندار عمارت دیکھتے ہیں، کوئی ایک صدی پہلے اسی جگہ لائبریری کی بالکل مختلف بلڈنگ تھی، اس بلڈنگ میں خدا جانے کس طرح آگ لگ گئی، آگ نے پوری عمارت کو گھیرے میں لے لیا، آپ کو علم ہے امریکیوں کو بہت زیادہ لائبریریوں سے عشق ہوتا ہے ان دنوں جو ہیڈ لائبرین تھی، اس کا کچھ یہی حال تھا، چنانچہ اس نے لائبریری میں سے زیادہ سے زیادہ کتابیں بچانے کی بھرپور کوشش کی اور جان پر کھیل کر لائبریری میں گھس گئی۔ ایک شوکیس میں سے اس کے ہاتھ صرف ایک کتاب لگی، اندھیرے اور دھوئیں کی لپیٹ میں وہ یہ کتاب کسی نہ کسی طرح باہر لے آئی، باہر آ کر اس نے اور دیگر امریکیوں نے دیکھا کہ وہ کتاب قرآن پاک اللہ کی کتاب تھی، سبحان اللہ! جب نئی عمارت تیار ہوگئی تو باقاعدہ ایک شوکیس میں قرآن مجید کے اس مقدس نسخے کو بڑے احترام کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ شوکیس پر اب بھی یہ تحریر موجود ہے کہ تباہ شدہ لائبریری کی جملہ کتابوں میں سے باقی ماندہ صرف ایک کتاب قرآن پاک! ❶

افریقہ میں ایک غیر مسلم کے ہاں پیدائشی حافظِ قرآن داعی بچہ

حیدر آباد ۳۰/مارچ (سیاست نیوز دکن) اللہ تبارک وتعالیٰ انسانیت کی ہدایت اور انہیں گمراہی سے فلاح و کامرانی کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے وقفے وقفے سے اپنے کرشموں کا ظہور فرماتا رہتا ہے، ان کرشماتِ الٰہی کے ظہور کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بھٹکی ہوئی انسانیت اپنے مالکِ حقیقی کو پہچان لے۔

شانِ خداوندی کا ایک محیر العقول کرشمہ افریقی ملک تنزانیہ میں رونما ہوا، جہاں ایک کمسن لڑکے نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر کچھ اس طرح دکھائے کہ ہزاروں

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۴۶، ۴۷

نہیں بلکہ لاکھوں افراد خدا کے وجود اور اس کی حقانیت کے قائل ہو گئے، تنزانیہ کے چار تا پانچ سالہ کمسن لڑکے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ پیدائشی حافظ قرآن ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ نہ صرف آیات قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں بلکہ مذہبی اُمور سے متعلق کسی بھی مسئلے کا شریعت کی روشنی میں جواب دیتے ہیں، اس کمسن لڑکے کو حاصل اس خداداد صلاحیت کا ان دنوں کئی ممالک میں شہرہ ہے اور اس کی ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز تیزی سے عام ہورہی ہیں، جس میں اس لڑکے کو لاکھوں افراد کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

''شیخ شرف الدین خلیفہ'' کی پیدائش تنزانیہ کے ایک غیر مسلم گھرانے میں ہوئی، ان کی پیدائش کے بعد ہی سے ان میں تبدیلی دیکھی گئی اور ڈیڑھ سال کی عمر سے ہی وہ پابندی سے نماز ادا کرنے لگے، کہا جاتا ہے کہ وہ پیدائشی حافظ قرآن بھی ہیں اور رقت انگیز انداز سے آیات قرآنی تلاوت کرتے ہیں۔

شیخ شرف الدین کے بڑے بھائی اپنے چھوٹے بھائی کی اس خداداد صلاحیت کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

ماں باپ کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے دونوں کو گھر سے نکال دیا، حکومت تک جب یہ خبر پہنچی تو اس نے انہیں تحویل میں لے لیا اور مقامی حکمران ڈاکٹر الحاج کرنل یحییٰ اے جے جینی نے شاہی محل میں ان کا استقبال کیا، اس لڑکے کی خصوصیات دیکھ کر وہ بھی ششدر رہ گئے، اس کے بعد ملک کے مختلف حصوں میں اس کمسن لڑکے کے خطابات کا سلسلہ چل پڑا، جس میں قرآنی آیات کی روشنی میں وہ عوام کو تلقین کرتے ہیں، مذہبی امور کے بارے میں سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔

ایک عیسائی جوڑے نے جب شیخ شرف الدین کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تو اس کمسن

لڑکے نے نہ صرف انہیں کلمہ پڑھایا بلکہ ان کے نام محمد یوسف اور میمونہ رکھے، افریقی ممالک میں اس کمسن لڑکے اور اس کی خداداد صلاحیتوں کے ہر جگہ چرچے ہیں۔ ❶

بحر حال اللہ رب العزت کا کلام محفوظ ہے اور ہمیشہ کیلئے محفوظ رہے گا، آج تک نہ کوئی اِس کا مثل لا سکا اور نہ قیامت تک لا سکے گا، اللہ تعالی نے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے، اور رب العالمین خود ہی اِس کی حفاظت فرما رہے ہیں، چودہ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے، اس کے ایک حرف میں بھی کمی بیشی نہیں ہوئی، رب العالمین نے مختلف طریقوں سے اپنی اِس کتاب کی حفاظت فرمائی ہے جیسا کہ ماقبل میں واقعات کے تناظر میں بات گزر چکی ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں اور ہماری اولاد کو قرآنِ کریم کا حافظ، عالم اور خادم بنائے۔

آمین

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۵۲

۳۵......ادب کی اہمیت وفضیلت اور اسلافِ امت کے پرتاثیر اقوال وواقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ،وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.أمّابعد:فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ.

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ:

﴿وَإِذَا حُیِّیتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوا بِأَحْسَنَ مِنْھَا أَوْ رُدُّوھَاإِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیبًا ﴾(النساء:٨٦)

وَفِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَقَضَی رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُواإِلَّا إِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَانًاإِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ أَحَدُھُمَاأَوْ کِلَاھُمَافَلَا تَقُلْ لَّھُمَاأُفٍّ وَلَا تَنْھَرْھُمَاوَقُلْ لَّھُمَاقَوْلًا کَرِیمًا.وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِی صَغِیرًا﴾(الإسراء:۲۳،۲۴)

وَفِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿یَاأَیُّھَاالَّذِینَ آمَنُوالَا تُقَدِّمُوابَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَاتَّقُوااللّٰہَ إِنَّ اللّٰہَ سَمِیعٌ عَلِیمٌ.یَاأَیُّھَاالَّذِینَ آمَنُوالَا تَرْفَعُواأَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوالَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُکُمْ وَأَنْتُمْ لَا

تَشْعُرُونَ ﴾(الحجرات: ۱، ۲)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾(الواقعة: ۷۹)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا. ❶

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُقِيمُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں دین کا ایک اہم حکم ''ادب'' کا درس دیا گیا ہے، دین میں ادب ایک ضروری امر ہے، عربی مقولہ ہے کہ ''اَلدِّیْنُ کُلُّهٗ اَدَبٌ'' دین سارا کا سارا ادب ہے، جس طرح انسانی جسم میں ریڑھ کی ہڈی کو جو حیثیت حاصل ہے اسی طرح دین میں ادب کو وہی حیثیت حاصل ہے۔ سارے اعمال کو حسن وکمال ادب ہی کے ذریعے ملتا ہے، اِسی ادب کی وجہ سے انسان بڑا مرتبہ حاصل کرتا ہے، اور انسان نیچے گرتا ہے تو بے ادبی کی وجہ سے گرتا ہے، اسلئے قرآن وحدیث میں بھی ادب کی اہمیت وفضیلت اور مختلف آداب بیان کئے گئے ہیں۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ، رقم الحديث: ۱۹۱۹

❷ سنن الترمذی: أبواب الأدب، بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يُجْلَسُ فِيهِ، رقم الحديث: ۲۷۴۹

قرآن کریم کی روشنی میں ادب کی اہمیت وترغیب

بے ادبی والے موہوم الفاظ سے بھی گریز کریں

﴿يَـاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾(البقرة:۱۰۴)

ترجمہ: ایمان والو! (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہوکر) ''رَاعِنَا'' نہ کہا کرو، اور '' اُنْظُرْنَا '' کہہ دیا کرو اور سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

مدینہ میں رہنے والے بعض یہودیوں کی ایک شرارت یہ تھی کہ وہ جب حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملتے تو آپ سے کہتے تھے ''رَاعِنَا'' عربی میں اس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری رعایت فرمایئے، اس لحاظ سے یہ لفظ ٹھیک تھا اور اس میں گستاخی کے کوئی معنی نہیں تھے، لیکن عبرانی زبان میں جو یہودیوں کی مذہبی زبان تھی اس سے ملتا جلتا ایک لفظ بددعا اور گالی کے طور پر استعمال ہوتا تھا، نیز اگر اسی لفظ میں عین کو ذرا کھینچ کر بولا جائے تو وہ ''رَاعِينَا'' بن جاتا ہے، جس کے معنی ہیں ہمارے چرواہے، غرض یہودیوں کی اصل نیت لفظ کو خراب معنی میں استعمال کرنے کی تھی، لیکن چونکہ عربی میں بظاہر اس کا مطلب ٹھیک تھا اس لئے بعض مخلص مسلمانوں نے بھی یہ لفظ بولنا شروع کردیا، یہودی اس بات سے بڑے خوش ہوتے اور اندر اندر مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے، اس لئے اس آیت نے مسلمانوں کو اس شرارت پر متنبہ بھی کردیا، آئندہ اس لفظ کے استعمال پر پابندی بھی لگادی اور یہ سبق بھی دے دیا کہ ایسے الفاظ کا استعمال مناسب نہیں ہے جن میں کسی غلط مفہوم کا احتمال ہو یا ان سے کوئی غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہو، نیز اگلی آیت میں اس سارے عناد کی اصل وجہ بھی بتادی کہ درحقیقت ان کو یہ حسد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کی نعمت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیوں عطا فرمادی

ہے۔ ”رَاعِنَا“ کے بجائے ”اُنْظُرْنَا“ کا لفظ سکھادیا کیونکہ اس کے معنی ہیں: ہم پر (شفقت کی) نظر فرمائیے، اس میں کسی اور معنی کا احتمال نہیں۔ ❶

سلام کا جواب اچھے انداز سے دیا جائے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا﴾ (النساء: ٨٦)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی شخص سلام کرے تو تم اسے اس سے بھی بہتر طریقے پر سلام کرو، یا (کم از کم) انہی الفاظ میں اس کا جواب دے دو۔

یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے تو ادب یہ ہے کہ سلام میں پہل کرے، اور ادب واحترام اور تواضع سے سلام کرے، اور دوسرا شخص سلام کا جواب دے۔

والدین سے گفتگو کے آداب

﴿ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا. رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا﴾ (الإسراء: ۲۳، ۲۴، ۲۵)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو۔ بلکہ ان سے عزت

---

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۴۳۷

کے ساتھ بات کیا کرو۔ اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، اور یہ دعا کرو کہ یا رب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے تمہارے دلوں میں کیا ہے، اگر تم نیک بن جاؤ، تو وہ ان لوگوں کی خطائیں بہت معاف کرتا ہے جو کثرت سے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

بڑھاپے میں والدین کا ادب واحترام اور خدمت

اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے والدین کے بڑھاپے کو ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ اگر ان میں کوئی ایک یا دونوں تیری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف بھی مت کہنا اور اُن سے جھڑک کر بات نہ کرنا۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اُف کا ترجمہ ''ہوں'' سے کیا ہے کہ اگر ان کی کوئی بات ناگوار گزرے تو ان کو جواب میں ''ہوں'' بھی مت کہنا۔

اللہ رب العزت نے بڑھاپے کی حالت کو خاص طور سے اس لیے ذکر فرمایا کہ والدین کی جوانی میں تو اولاد کو نہ ''ہوں'' کہنے کی ہمت ہوتی اور نہ ہی جھڑکنے کی، جوانی میں بدتمیزی اور گستاخی کا اندیشہ کم ہوتا ہے، البتہ بڑھاپے میں والدین جب ضعیف ہوجاتے ہیں اور اولاد کے محتاج ہوتے ہیں تو اس وقت اس کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔ پھر بڑھاپے میں عام طور سے ضعف کی وجہ سے مزاج میں چڑچڑاپن اور جھنجھلاہٹ پیدا ہوتی ہے، بعض دفعہ معمولی باتوں پر اور بسا اوقات درست اور حق بات پر بھی والدین اولاد پر غصہ کرتے ہیں، تو اب یہ اولاد کے امتحان کا وقت ہے کہ وہ اس کو برداشت کر کے حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں، یا ناک بھوں چڑھا کر بات کا جواب دیتے ہیں، اس موقع کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جواب دینا اور جھڑک کر بات کرنا تو دور کی بات ہے، ان کو اُف بھی مت کہنا اور ان کی بات پر معمولی سی ناخوشگواری کا اظہار

بھی مت کرنا۔

والدین کی خدمت واطاعت والدین ہونے کی حیثیت سے کسی زمانے اور کسی عمر کے ساتھ مقید نہیں، ہر حال اور ہر عمر میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک واجب ہے، لیکن واجبات وفرائض کی ادائیگی میں جو حالات عادتاً رکاوٹ بنا کرتے ہیں ان حالات میں قرآن حکیم کا عام اسلوب یہ ہے کہ احکام پر عمل کو آسان کرنے کے لئے مختلف پہلوؤں سے ذہنوں کی تربیت بھی کرتا ہے اور ایسے حالات میں تعمیل احکام کی پابندی کی مزید تاکید بھی ہے۔

والدین کے بڑھاپے کا زمانہ جبکہ وہ اولاد کی خدمت کے محتاج ہو جائیں، ان کی زندگی اولاد کے رحم وکرم پر رہ جائے، اس وقت اگر اولاد کی طرف سے ذرا سی بے رخی بھی محسوس ہو تو وہ ان کے دل کا زخم بن جاتی ہے، دوسری طرف بڑھاپے کے عوارض طبعی طور پر انسان کو چڑچڑا بنا دیتے ہیں، تیسرے بڑھاپے کے آخری دور میں جب عقل وفہم بھی جواب دینے لگتے ہیں تو ان کی خواہشات ومطالبات کچھ ایسے بھی ہو جاتے ہیں جن کا پورا کرنا اولاد کے لئے مشکل ہوتا ہے، قرآن حکیم نے ان حالات میں والدین کی دل جوئی اور راحت رسانی کے احکام دینے کے ساتھ انسان کو اس کا زمانہ طفولیت یاد دلایا کہ کسی وقت تم اپنے والدین کے اس سے زیادہ محتاج تھے، جس قدر آج وہ تمہارے محتاج ہیں، تو جس طرح انہوں نے اپنی راحت وخواہشات کو اس وقت تم پر قربان کیا اور تمہاری بے عقلی کی باتوں کو پیار کے ساتھ برداشت کیا اب جبکہ ان پر محتاجی کا یہ وقت آیا تو عقل وشرافت کا تقاضا ہے کہ ان کے اس سابق احسان کا بدلہ اداء کرو، آیت میں ﴿كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (۱)

(۱) معارف القرآن: ج۵ ص۵۲۶ تا ۵۲۹/ تفسیر القرطبی: تحت هذه الآية، ج۱۰ ص ۲۴۳، ۲۴۴

دوسرے کے گھر میں داخل ہونے کے آداب

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلَى أَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (النور: ۲۷، ۲۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو، اور ان میں بسنے والوں کو سلام نہ کرلو۔ یہی طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے، امید ہے کہ تم خیال رکھوگے۔ اور اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تب بھی ان میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دے دی جائے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ، تو واپس چلے جاؤ۔ یہی تمہارے لیے پاکیزہ ترین طریقہ ہے، اور تم جو عمل بھی کرتے ہو اللہ کو اس کا پورا پورا علم ہے۔

یعنی اگر کسی کے گھر جانے کا ارادہ ہو تو دروازہ کھٹکھٹائے اور تین مرتبہ اجازت لیں، حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ.[1]

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو اس کو لوٹ جانا چاہیے۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الإستئذان، باب التسلیم والإستئذان ثلاثا، رقم الحدیث: ۶۲۴۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس طرح مت بلاؤ جیسے ایک دوسرے کو بلاتے ہو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾(النور: ٦٣)

ترجمہ: (اے لوگو) اپنے درمیان رسول کو بلانے کو ایسا (معمولی) نہ سمجھو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلایا کرتے ہو، اللہ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ایک دوسرے کی آڑ لے کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ لہذا جو لوگ اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ان کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آپڑے، یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ آ پکڑے۔

برابر کے آدمی جب ایک دوسرے کو بلاتے ہیں تو اس کی زیادہ اہمیت نہیں سمجھی جاتی، اگر کوئی اس کے جواب میں نہ جائے تو اتنا برا نہیں سمجھا جاتا، اور اگر چلا بھی جائے تو بغیر اجازت کے واپس آجانے کو بھی گوارا کرلیا جاتا ہے، آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں کسی کام کے لئے بلائیں تو اسے آپس کا بلانا نہ سمجھو، چاہے گئے چاہے نہ گئے، بلکہ اہتمام کرکے جانا ہی ضروری ہے، دوسرے یہ بات بھی معمولی نہ سمجھو کہ جب چاہو بلا اجازت اٹھ کر چلے آؤ، بلکہ جب کہیں جانا ہو تو آپ سے اجازت لے کر جاؤ۔ اسی آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ممکن ہے کہ جب تم حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مخاطب کرو تو اس طرح نہ کرو جیسے ایک دوسرے کو نام لے کر مخاطب کرتے ہو، لہذا یا محمد کہہ کر نہ بلاؤ، بلکہ آپ کو تعظیم کے ساتھ ''یا رسول اللہ'' کہہ کر مخاطب کرو۔ (۱)

---

(۱) آسان ترجمہ قرآن: ص ۷۶۳

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز بلند کرنا حبطِ اعمال کا سبب ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوالَا تُقَدِّمُوابَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوااللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوالَا تَرْفَعُواأَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوالَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾(الحجرات: ۱، ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً سب کچھ سنتا، سب کچھ جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

سورہ حجرات کی یہ ابتدائی آیات ایک خاص موقع پر نازل ہوئی تھیں، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عرب کے قبائل کے بہت سے وفد آتے رہتے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے کسی کو آئندہ کے لئے قبیلے کا امیر مقرر فرما دیتے تھے، ایک مرتبہ قبیلہ تمیم کا ایک وفد آپ کی خدمت میں آیا، ابھی آپ نے ان میں سے کسی کو امیر نہیں بنایا تھا، اور نہ اس سلسلے میں کوئی بات کی تھی، لیکن آپ کی موجودگی میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے یہ مشورہ شروع کر دیا کہ ان میں سے کس کو امیر بنایا جائے، حضرت ابوبکر نے ایک نام لیا اور حضرت عمر نے دوسرا، پھر ان دونوں بزرگوں نے اپنی اپنی رائے کی تائید اس طرح شروع کر دی کہ کچھ بحث کا سا انداز پیدا ہو گیا، اور اس میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، اس پر پہلی تین

آیتیں نازل ہوئیں، پہلی آیت میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جن معاملات کا فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرنا ہو اور آپ نے ان کے بارے میں کوئی مشورہ بھی طلب نہ فرمایا ہو ان معاملات میں آپ سے پہلے ہی کوئی رائے قائم کر لینا اور اس پر اصرار یا بحث کرنا آپ کے ادب کے خلاف ہے، اگرچہ یہ پہلی آیت اس خاص واقعے میں نازل ہوئی تھی لیکن الفاظ عام استعمال فرمائے گئے ہیں تاکہ یہ اصولی ہدایت دی جائے کہ کسی بھی معاملے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھنا مسلمانوں کے لئے درست نہیں ہے، اس میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلنا ہو تو آپ سے آگے نہ بڑھنا چاہیے، نیز آپ نے زندگی کے مختلف شعبوں میں جو حدود مقرر فرمائے ہیں ان سے آگے نکلنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، اس کے بعد دوسری اور تیسری آیتوں میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ آپ کی مجلس میں بیٹھ کر اپنی آواز آپ کی آواز سے بلند نہیں کرنی چاہیے، اور آپ سے کوئی بات کہنی ہو تو وہ بھی بلند آواز سے نہیں کہنی چاہیے، بلکہ آپ کی مجلس میں آواز پست رکھنے کا اہتمام ضروری ہے۔ (1)

کسی کا مزاق نہ اڑائیں اور نہ برے ناموں سے پکاریں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسى أَنْ يَكُونُوا خَيْراً مِنْهُمْ وَلا نِساءٌ مِنْ نِساءٍ عَسى أَنْ يَكُنَّ خَيْراً مِنْهُنَّ وَلا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلا تَنابَزُوا بِالْأَلْقابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (الحجرات: ۱۱)

---

(1) آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۰۸۳

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں، اور نہ دوسری عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں۔ اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ ظالم لوگ ہیں۔

قرآنِ مجید کو باوضو ہاتھ لگائیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (الواقعة: ۷۹)

ترجمہ: اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں۔

راجح تفسیر کے مطابق اس سے مراد فرشتے ہیں، اور کافروں کے اس اشکال کا جواب دیا جارہا ہے کہ ہم یہ کیسے یقین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کسی کمی زیادتی کے بغیر اپنی اصلی صورت میں ہمارے پاس پہنچ رہا ہے اور کسی شیطان وغیرہ نے اس میں کوئی تصرف نہیں کیا؟ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ قرآن کریم لوح محفوظ میں درج ہے اور اسے پاک فرشتوں کے سوا کوئی اور چھو بھی نہیں سکتا، اگرچہ یہاں خوب پاک سے مراد فرشتے ہیں، لیکن اس میں ایک اشارہ اس طرف بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عالم بالا میں پاک فرشتے ہی اسے چھوتے ہیں، اسی طرح دنیا میں بھی انہی لوگوں کو چھونا چاہیے جو پاک حالت میں ہوں، چنانچہ احادیث میں قرآن کریم کو بغیر وضو کے چھونے سے ممانعت آئی ہے۔ [1]

---

[1] آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۱۳۸

قرآن مجید کا ایک ادب یہ ہے کہ تعوذ پڑھ کر تلاوت کی جائے، چنانچہ ارشادِ تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذا قَرَأْتَ الْقُرآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجِيمِ﴾(النحل: ۹۸)

ترجمہ: چنانچہ جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

مجلس میں بیٹھنے اور صدرِ مجلس کے آداب

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجاتٍ وَاللَّهُ بِما تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾(المجادلة: ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں دوسروں کے لیے گنجائش پیدا کرو، تو گنجائش پیدا کردیا کرو، اللہ تمہارے لیے وسعت پیدا کرے گا، اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ، تو اٹھ جاؤ، تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کو درجوں میں بلند کرے گا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی کے ساتھ اس چبوترے پر تشریف فرما تھے جسے ''صفہ'' کہا جاتا ہے۔ آپ کے اردگرد بہت سے صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں کچھ ایسے بزرگ صحابہ آئے جو غزوہ بدر میں شریک تھے، اور ان کا درجہ اونچا سمجھا جاتا تھا، ان کو مجلس میں بیٹھنے کی جگہ نہ ملی تو وہ کھڑے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکائے مجلس سے فرمایا کہ وہ ذرا سمٹ سمٹ کر آنے والوں کے لیے جگہ پیدا کریں، اس کے باوجود ان کے لیے جگہ کافی نہ ہوئی، تو آپ نے بعض شرکائے مجلس سے فرمایا کہ وہ اٹھ جائیں، اور آنے والوں کے

لیے جگہ خالی کردیں۔ اس پر کچھ منافقین نے برا منایا کہ لوگوں کو مجلس سے اٹھایا جارہا ہے۔ عام طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول نہیں تھا، لیکن شاید کچھ منافقین نے آنے والوں کو جگہ دینے میں تردد کیا ہو، اس لیے آپ نے انہیں اٹھادیا ہو۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں ایک تو مجلس کا عام حکم بیان فرمایا گیا کہ آنے والوں کے لیے گنجائش پیدا کرنی چاہیے، اور دوسرے یہ حکم بھی واضح کردیا گیا کہ اگر مجلس کا سربراہ کسی وقت محسوس کرے کہ آنے والوں کے لیے جگہ خالی کرنی چاہیے تو وہ مجلس میں پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو یہ حکم دے سکتا ہے کہ وہ اٹھ کر نئے آنے والوں کو بیٹھنے کی جگہ دیں۔ البتہ کوئی نیا آنے والا خود کسی کو اٹھنے پر مجبور نہیں کرسکتا، جیسا کہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی تعلیم مذکور ہے۔ ❶

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ادب کی اہمیت وترغیب

محبت، دوستی اور شفقت میں سب ایک جسم کی مانند ہیں

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَـرَى الْـمُـؤْمِـنِيـنَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى. ❷

ترجمہ: ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور دوستی وشفقت میں مؤمنوں کو ایک جسم کی طرح دیکھو گے، جسم کے ایک حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہوجاتا ہے۔

---

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۱۵۶

❷ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، رقم الحديث: ٦٠١١

ایک مسلمان کی طرزِ زندگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحَاسَدُوا،وَلَا تَنَاجَشُوا،وَلَا تَبَاغَضُوا،وَلَا تَدَابَرُوا،وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ،وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا،اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ،لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ،وَلَا يَحْقِرُهُ، اَلتَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ،دَمُهُ،وَمَالُهُ،وَعِرْضُهُ. (1)

ترجمہ: تم لوگ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ہی تناجش کرو (تناجش بیع کی ایک قسم ہے) اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو، اور تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے، اور اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ! مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: تقوی یہاں ہے، کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو۔

شفقت اور رحمت سے بدبخت محروم ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،

(1) صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ، رقم الحديث: ۲۵۶۴

آپ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ. ❶

ترجمہ: رحمت صرف بدبخت کے دل سے نکالی جاتی ہے۔

جو بڑوں کی تعظیم وتکریم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا. ❷

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم وشفقت نہ کرے، ہمارے بڑوں کا احترام ملحوظ نہ رکھے۔

جو چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنَّامَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا. ❸

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم وشفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا مقام ومرتبہ نہ پہچانے۔

نام بتا کر اجازت طلب کریں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا (دروازے پر دستک دی) آپ نے فرمایا: کون؟ میں نے کہا: میں۔ روای فرماتے

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة المسلمین، رقم الحدیث: ۱۹۲۳

❷ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الصبیان، رقم الحدیث: ۱۹۱۹

❸ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الصبیان، رقم الحدیث: ۱۹۲۰

ہیں کہ "فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: أَنَاأَنَا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے نکلتے ہوئے فرمایا: میں، میں۔ (گویا کہ آپ نے اسکو ناپسند کیا)۔ ❶

اس حدیث میں یہ ادب سکھلایا گیا کہ جب کسی کے دروازے پر دستک دیں اور وہ پوچھے: کون؟ تو آگے سے ''میں'' نہ کہو بلکہ نام بتاؤ۔

جوتوں اور کپڑوں سے متعلق آداب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ ، أَوْ مَنِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ،فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ،وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ،وَلَا يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَحْتَبِي بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ،وَلَا يَلْتَحِفِ الصَّمَّاءَ. ❷

ترجمہ: جب تم میں سے کسی آدمی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک ہی جوتی پہن کر نہ چلے جب تک کہ اپنی اس جوتی کے تسمہ کو ٹھیک نہ کرالے، اور ایک ہی موزہ پہن کر نہ چلے، اور اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے، اسی طرح کپڑے میں گوٹ نہ مارے (جب کہ اس کپڑے کا کوئی حصہ اس کے ستر کو چھپائے ہوئے نہ ہو) اور نہ کسی کپڑے کو بدن پر اس طرح لپیٹ لے کہ ہاتھ بھی اندر رہیں (اور ہاتھ نکالتے وقت ستر کھل جائے)۔

دو شخص تیسرے کے موجودگی میں سرگوشی نہ کریں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الآداب،بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْمُسْتَأْذِنِ أَنَا إِذَا قِيلَ مَنْ هَذَا،رقم الحديث: ٢١٥٥

❷ صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة،بَابُ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ،رقم الحديث: ٢٠٩٩

إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا، فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ. ❶

ترجمہ: جب تم تین آدمی ہوں تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں، اس لیے کہ یہ بات اِس کو غمگین کرے گی۔

اس حدیث میں یہ ادب بتلایا گیا کہ تین آدمی ہوں تو دو آپس میں سرگوشی نہ کریں، کیونکہ وہ سمجھے گا کہ میرے متعلق بات ہورہی ہے، میری غیبت ہورہی ہے، میرے خلاف منصوبہ بنایا جارہا ہے، تو طرح طرح کی باتیں ذہن میں آئیں گی اور پریشان ہوگا، ہاں اگر تیسرے شخص سے اجازت لے اور وہ اجازت دے تو پھر سرگوشی درست ہے۔

کھڑے ہوکر کھانا پینا بے ادبی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص کھڑے ہوکر پانی پیے۔

راوی قتادہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا: کھانا کھڑے ہوکر کھاسکتے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذَاكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ. ❷

ترجمہ: یہ تو اس سے بھی بدتر اور برا ہے۔

راستوں پر بیٹھتے وقت آداب کا لحاظ رکھیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الآداب، بَابُ تَحْرِيمِ مُنَاجَاةِ الِاثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ رِضَاهُ، رقم الحديث: ۲۱۸۴

❷ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب كراهية الشرب قائما، رقم الحديث: ۲۰۲۴

إِيَّاكُمْ وَالجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ.

ترجمہ: تم راستوں پر بیٹھنے سے گریز کرو۔

لوگوں نے عرض کیا: اگر ہمیں وہاں بامر مجبوری بیٹھنا پڑے تو کن کن باتوں کا لحاظ رکھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ ،فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ.

جب تم وہاں بیٹھنے پر مجبور ہو تو راستے کو اس کا حق عطا کرو۔

لوگوں نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غَضُّ الْبَصَرِ ،وَكَفُّ الْأَذَى،وَرَدُّ السَّلَامِ،وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ،وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ. ❶

ترجمہ: نگاہیں نیچی رکھنا، ایذاء رسانی سے رکنا، سلام کا جواب دینا اور اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا۔

کھانا کھانے کے تین اہم آداب

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت تھا، ایک دفعہ میرا ہاتھ پیالہ میں چاروں طرف گھوم رہا تھا، تو مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَاغُلَامُ! سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ. ❷

ترجمہ: اے لڑکے! اللہ کا نام لے (بسم اللہ پڑھ) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے

❶ صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب، بَابُ أَفْنِيَةِ الدُّورِ وَالجُلُوسِ فِيهَا، وَالجُلُوسِ عَلَى الصُّعُدَاتِ، رقم الحدیث: ۲۴۶۵

❷ صحیح البخاری: کتاب الأطعمة، بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالأَكْلِ بِاليَمِينِ، رقم الحدیث: ۵۳۷۶

سامنے سے کھا۔

میں اس کے بعد اسی طرح ہی کھاتا تھا، (یعنی انہی آداب کی رعایت رکھ کر کھانا کھاتا تھا۔)

دو شخصوں کے درمیان بغیر اجازت نہ بیٹھیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُجْلَسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا. ❶

ترجمہ: دو آدمیوں کے درمیان بغیر اُن کی اجازت کے نہ بیٹھا جائے۔

یعنی اِس حدیث میں یہ ادب بتایا گیا ہے کہ جہاں دو حضرات آپس میں بیٹھے گفتگو کر رہے ہوں تو ان کے درمیان بغیر اجازت کے بیٹھنا بے ادبی ہے، اور دوسروں کے لئے اذیت کا ذریعہ ہے اِس لئے اِس سے اجتناب کیا جائے۔

دوسروں کو اٹھا کر اُن کی جگہ پر مت بیٹھیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُقِيمُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ. ❷

ترجمہ: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مجلس سے اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔

یہ نہایت بے ادبی ہے کہ انسان کسی کو مجلس سے اٹھا کر خود اُس کی جگہ بیٹھے، اِلّا یہ وہ طیب نفس سے خود اُس کے لئے جگہ خالی کرے۔

اساتذہ کے سامنے سنجیدگی اور وقار اختیار کرو

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

---

❶ سنن أبی داود: كتاب الادب، بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا، رقم الحديث: ۴۸۴۴

❷ سنن الترمذی: أبواب الأدب، بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يُجْلَسُ فِيهِ، رقم الحديث: ۲۷۴۹

فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوا لَهُ السَّكِينَةَ وَالْوَقَارَ وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَتَعَلَّمُونَ مِنْهُ.❶

ترجمہ: علم حاصل کرو اور علم کے لئے متانت اور وقار پیدا کرو اور جس سے علم حاصل کرو اس کے سامنے عاجزی اور تواضع اختیار کرو۔

قبلہ کی طرف تھوکنے والے شخص کو آپ نے امامت سے منع کردیا

حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک قوم کی امامت کی اور اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھ رہے تھے، جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا يُصَلِّي لَكُمْ'' آئندہ سے یہ امامت نہ کرائے۔ اس کے بعد اس نے پھر امامت کا ارادہ کیا تو لوگوں نے منع کردیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے مطلع کیا، تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں (میں نے منع کیا ہے) ابوسہلہ کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''إِنَّكَ آذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ'' تو نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔❷

اس حدیث سے قبلہ کا ادب واحترام معلوم ہوا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ادبی کتنا بڑا گناہ ہے کہ آپ نے فرمایا: اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے، اور آپ نے آئندہ اُسے امامت کرانے سے روک دیا۔

---

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في آداب العالم والمتعلم، ج ۱، ص ۵۰۱، رقم الحديث: ۸۰۳

❷ سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد، رقم الحديث: ۴۸۱

بے ادبی کی وجہ سے ہاتھ مفلوج ہوگیا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کُلْ بِیَمِینِکَ قَالَ: لَا أَسْتَطِیعُ، قَالَ: لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْکِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَی فِیهِ. ❶

ترجمہ: اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس آدمی نے (از راہِ تکبر) جواب دیا میں ایسا نہیں کرسکتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''(اللہ کرے) تجھ سے ایسا نہ ہو۔'' راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے چونکہ تکبر کی وجہ سے یہ بات کہی تھی وہ عمر بھر اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔

بہرحال احادیثِ مبارکہ میں ادب کی بڑی ترغیب اور اہمیت دی گئی ہے، اور بے ادبی سے روکا گیا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام سے آداب بھی بیان فرمائے، جیسا کہ ماقبل میں ذکر کیے گئے۔

ادب کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے تیس اقوال

علم سے پہلے ادب سیکھو

۱......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَأَدَّبُوا ثُمَّ تَعَلَّمُوا. ❷

ترجمہ: پہلے ادب سیکھو پھر علم سیکھو۔

میں اپنے استاذ کا غلام ہوں

۲............حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے:

❶صحیح مسلم: کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحکامهما، رقم الحدیث: ۲۰۲۱

❷الغنیة لطالبي طریق الحق: باب في الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر، ج ۱ ص ۱۱۶

أَنَاعَبُدُمَنُ عَلَّمَنِيُ حَرُفًاوَاحِدًا،إِنُ شَاءَ بَاعَ ،وَإِنُ شَاءَ أَعُتَقَ، وَإِنُ شَاءَ اِسُتَرَقَّ. ❶

ترجمہ: جس شخص نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا میں اس کا غلام ہوں، وہ اگر چاہے تو مجھے فروخت کردے یا چاہے تو مجھے آزاد کردے، یا چاہے تو مجھے غلام رکھے۔

اساتذہ اور علماء کی مجالس کے آداب

۳......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ مِنُ حَقِّ الُعَالِمِ عَلَيُكَ أَنُ تُسَلِّمَ عَلَى الُقَوُمِ عَامَّةً،وَتَخُصَّهُ بِالتَّحِيَّةِ،وَأَنُ تَجُلِسَ أَمَامَهُ،وَلَاتُشِيُرُ عِنُدَهُ بِيَدِكَ،وَلَاتَغُمِزَنَّ بِعَيُنِكَ،وَلَاتَغُتَابَنَّ عِنُدَهُ أَحَدًا،وَلَاتَطُلُبَنَّ عِثُرَتَهُ وَإِنُ زَلَّ قُبِلَتُ مَعُذِرَتُهُ، وَلَاتَعُرِضُ مِنُ طُوُلِ صُحُبَتِهِ،وَلَاتَرُفَعُ نَفُسَكَ عَنُ خِدُمَتِهِ، وَإِذَا عَرَضَتُ لَهُ حَاجَةٌ سَبَقَتِ الُقَوُمُ إِلَيُهَا،فَإِنَّمَاهُوَ بِمَنُزِلَةِ النَّخُلَةِ تَنُتَظِرُ مَتَى يَسُقُطُ عَلَيُكَ مِنُهَاشَيُءٌ. ❷

ترجمہ: عالم کا تجھ پر یہ حق ہے کہ ان کی مجلس کے لوگوں پر عمومی سلام اور ان پر خصوصی سلام کیا جائے، ان کے سامنے بیٹھا جائے، ان کے سامنے ہاتھوں سے اشارے ہرگز نہ کرے، نہ ہی آنکھوں سے اشارے ہوں، ان کے سامنے کسی کی غیبت کرنے سے گریز کرے، ان کی غلطی کے درپے نہ ہو، اگر ان سے کبھی غلطی ہو بھی جائے ان کو معذور سمجھے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کا احترام کرے، اگر ان کو کسی کام کی ضرورت ہو تو دوسروں سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کرے، ان کی مجلس اور صحبت کو غنیمت جانے، ان کی مثال ثمر اور درخت کی سی ہے، انتظار میں رہنے سے پھل پھینک دیتا ہے۔

---

❶ تعلیم المتعلم:فصل فی تعظیم العلم وأھلہ،ص ۲۰

❷ مختصر منہاج القاصدین:باب فی آداب المعلم والمتعلم، ص ۲۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وصیت میں استاذ کے ادب کے متعلق تمام ضروری باتیں بتادی ہیں۔

اپنے گھر والوں کوتقوی اورادب سکھاؤ

۴......حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالی کا فرمان: ﴿قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ﴾ (التَّحرِيم: ٦) کا مطلب ہے کہ ”أَوْصُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّه وَأَدِّبُوهُمْ“ اپنے آپ کواوراپنے گھر والوں کو وصیت کرواوران کوادب سکھلاؤ۔❶

امام احمد رحمہ اللہ استاذ کے تذکرے پر سیدھے ہوکر بیٹھ گئے

۵......حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ادب کی وجہ سے اپنے استاذ کا نام نہ لیتے تھے، ان کا ذکران کی کنیت کے ساتھ کرتے تھے۔

ایک مرتبہ امام احمد رحمہ اللہ کسی مرض کی وجہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، اثنائے گفتگو میں حضرت ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ کا ذکر آیا، ان کا نام سنتے ہی امام صاحب رحمہ اللہ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: یہ نازیبا بات ہوگی کہ نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جائے اور ہم ٹیک لگا کر بیٹھے رہیں۔❷

تیس سال ادب کاعلم حاصل کیا

٦......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ صحيح البخاری: كتاب تفسير القرآن ،باب: إن تتوبا إلى اللّه فقدصغت قلوبكما، ج٦ ص١٥٨ / عمدة القاری: كتاب تفسير القرآن،بابٌ قَوْلُهُ: عَسَى رَبُّهُ أَنْ طَلَّقَكُنَّ ......الخ، ج١٩ ص٢٥٣

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: إبراهيم بن طهمان الخراسانی، ج٦ ص١٠٨ /سير أعلام النبلاء :ترجمة: إبراهيم بن طهمان، ج٧ ص٣٨١

طَلَبْتُ الْأَدَب ثَلا ثِيْنَ سَنَةً وَطَلَبْتُ الْعِلْمَ عِشْرِيْنَ سَنَةً. ❶

ترجمہ: میں نے تیس سال ادب کا علم حاصل کیا اور بیس سال علم کی تحصل کی۔

چار حضرات کی تعظیم وتکریم کریں

۷......امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُوَقَّرَ أَرْبَعَةٌ: اَلْعَالِمُ، وَذُو الشَّيْبَةِ، وَالسُّلْطَانُ، وَالْوَالِدُ. ❷

ترجمہ: سنت سے ثابت ہے کہ چار حضرات کی تعظیم کریں، عالم کی، بوڑھے مسلمان، بادشاہ اور والد کی۔

اولاد وتلامذہ کو مستقبل کے فتنوں سے آگاہ کریں

۸......امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے دجال کے فتنے کے متعلق احادیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ عبدالرحمٰن محاربی رحمہ اللہ نے فرمایا:

يَنْبَغِي أَنْ يُدْفَعَ هَذَاالْحَدِيثُ إِلَى الْمُؤَدِّبِ، حَتَّى يُعَلِّمَهُ الصِّبْيَانَ فِي الْكُتَّابِ. ❸

ترجمہ: مناسب یہ ہے کہ اس حدیث کو مربی کو دیا جائے وہ بچوں کو درسگاہ میں اس کے مضامین سکھائے۔

---

❶ ترتیب المدارک: ترجمة: عبداللّٰہ بن المبارک، ج۳ص ۳۹/غاية النهاية فی طبقات القراء: ج ۱ ص ۴۴۶

❷ شعب الإيمان: بر الوالدين، فصل فی عقوق الوالدين وما جاء فيه، ج ۱۰ ص ۲۹۱، رقم الحديث: ۷۵۰۹

❸ سنن ابن ماجه: كتاب الفتن، بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، رقم الحديث: ۴۰۷۷

حسن ادب تین چیزیں ہیں

۹......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے انفع ادب کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

اَلتَّفَقُّهُ فِي الدِّينِ، وَالزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا، وَالْمَعْرِفَةُ بِمَا لِلّٰهِ عَلَيْكَ. ❶

ترجمہ: دین میں تفقہ حاصل کرنا، دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا اور اللہ کے احکامات کی معرفت حاصل کر کے اُن کی ادائیگی کرنا۔

آداب آباء واجداد کی تربیت سے ہوتے ہیں

۱۰......حضرت نمیر بن اوس اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْآدَابُ مِنَ الْآبَاءِ، وَالصَّلَاحُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: ادب آباء واجداد کی طرف سے ہوتے ہیں اور اصلاح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

ہم علم کی بانسبت ادب کے زیادہ محتاج ہیں

۱۱......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَحْنُ إِلَى قَلِيلٍ مِّنَ الْأَدَبِ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَى كَثِيرٍ مِّنَ الْعِلْمِ. ❸

ترجمہ: ہم تھوڑے ادب کی طرف بنسبت زیادہ علم کے زیادہ محتاج ہے۔

عارف کے لئے ادب کی اہمیت

۱۲......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَدَبُ لِلْعَارِفِ كَالتَّوْبَةِ لِلْمُسْتَأْنِفِ. ❹

---

❶ مدارج السالكين: فصل منزلة الأدب، ج۲ ص ۳۵۶

❷ مختصر تاريخ مدينة دمشق: حرف النون، ترجمة: نمير بن أوس أشعری، ج۲۶ ص۱۸۸

❸ مدارج السالكين: فصل منزلة الأدب، ج۲ ص ۳۵۶

❹ مدارج السالكين: فصل انواع الأدب، ج۲ ص ۳۵۷

ترجمہ: عارف کے لیے ادب ایسا ہے جیسا کہ توبہ کرنے والے کے لئے استغفار۔

ادب سے محروم سنتوں سے محروم ہوجاتا ہے

۱۳...... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ تَهَاوَنَ بِالْأَدَبِ عُوقِبَ بِحِرْمَانِ السُّنَنِ،وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَنِ عُوقِبَ بِحِرْمَانِ الْفَرَائِضِ،وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالْفَرَائِضِ عُوقِبَ بِحِرْمَانِ الْمَعْرِفَةِ.❶

ترجمہ: جوادب میں سستی کرے تو اُسے سنتوں سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو سنتوں میں سستی کرے تو اِسے فرضوں سے محرومی کی سزا دی جائے گی، اور جو فرضوں میں سستی کرے تو اُسے معرفت سے محرومی کی سزا دی جائے گی۔

اپنے آپ کو حماقتوں سے بچائیں

۱۴...... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ الْقَوْلَ فِي الْأَدَبِ وَنَحْنُ نَقُولُ:إِنَّهُ مَعْرِفَةُ النَّفْسِ وَرُعُونَاتِهَا،وَتَجَنُّبُ تِلْكَ الرُّعُونَاتِ.❷

ترجمہ: ادب کے بارے میں لوگوں کی باتیں زیادہ ہوگئیں اور ہم کہتے ہیں: ادب یہ ہے کہ اپنے نفس اوراس کی بے وقوفیوں کو پہچاننا اوران حماقتوں سے اپنے آپ کو بچانا۔ پہچاننا، اورحماقتوں سے بچنا ہے۔

حسن ادب حقیقت میں حسن باطن کا سبب ہے

۱۵...... حضرت ابوحفص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حُسْنُ الْأَدَبِ فِي الظَّاهِرِ عُنْوَانُ حُسْنِ الْأَدَبِ فِي الْبَاطِنِ،فَالْأَدَبُ مَعَ

❶ شعب الإيمان: الصلاة، ج۴ ص ۵۵۹، الرقم: ۳۰۱۷

❷ مدارج السالكين: فصل بمنزله الأدب، ج۲ ص ۳۵۷

اللّٰہِ حُسْنُ الصُّحْبَۃِ مَعَہٗ،وَبِإِیقَاعِ الْحَرَکَاتِ الظَّاہِرَۃِ وَالْبَاطِنَۃِ عَلٰی مُقْتَضَی التَّعْظِیمِ وَالْإِجْلَالِ وَالْحَیَاءِ، کَحَالِ مَجَالِسِ الْمُلُوکِ وَمُصَاحِبِہِمْ. ❶

ترجمہ: ظاہر میں حسن ادب باطن میں حسن ادب کا عنوان ہے، پس اللہ کے ساتھ ادب اس کے ساتھ حسن صحبت کا ہونا ہے، اور ظاہر و باطن کی حرکات، تعظیم، جلال اور حیاء کے مقتضی ہو جیسا کہ بادشاہوں کے ساتھیوں اور مجالس کا حال ہے۔

کاش استاذ حیات ہوتے اور میں اُن کی مجلس میں بیٹھتا

۱۶......حضرت امام بخاری رحمہ سے ایک بار کسی نے پوچھا کہ دل میں کوئی خواہش ہے؟ فرمایا:

أَنْ أَقْدَمَ العِرَاقَ ,وَعَلِيُّ بنُ المَدِيْنِيِّ حَيٌّ فَأُجَالِسَهُ. ❷

ترجمہ: میں چاہتا ہوں عراق جاؤں اور میرے استاذ حضرت علی بن مدینی رحمہ اللہ حیات ہوں اور میں جا کر ان کی مجلس میں بیٹھوں۔

استاذ کے ادب وہیبت میں پانی پینے کی جرأت نہیں کرتا

۱۷......امام ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰہِ مَااجْتَرَأْتُ أَنْ أَشْرِبَ الْمَاءَ وَالشَّافِعِيِّ یَنْظُرُ إِلَیَّ ہَیْبَۃً لَہُ. ❸

ترجمہ: اللہ کی قسم! مجھے امام شافعی رحمہ اللہ کے سامنے کبھی پانی پینے کی جرأت نہیں ہوتی تھی جب وہ مجھے دیکھ رہے ہوتے تھے۔

❶مدارج السالکین: فصل بمنزلۃ الأدب، ج۲ ص۳۵۷

❷سیر أعلام النبلاء: ترجمۃ: علی بن عبداللّٰہ بن جعفر، ج۱۱ ص۴۸

❸مناقب الشافعی للبیہقی: ج۲ ص۱۴۴/تاریخ مدینۃ دمشق: ج۱۵ ص۴۰۴

استاذ کے ادب سے زیادہ علم سیکھا

۱۸......حضرت ابن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَانَقَلْنَا مِنْ أَدَبِ مَالِكٍ أَكْثَرُ مِمَّا تَعَلَّمْنَا مِنْ عِلْمِهِ. ❶

ترجمہ: مجھے اپنے استاذ امام مالک رحمہ اللہ کے ادب سے جو کچھ ملا وہ زیادہ ہے اُس سے جو ہم نے اُن کے علم سے سیکھا۔

ادب کے بغیر انسان نامکمل ہے

۱۹......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا خَرَجَ الْمُرِيدُ عَنِ اسْتِعْمَالِ الْأَدَبِ: فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنْ حَيْثُ جَاءَ. ❷

ترجمہ: جب مرید ادب کے استعمال سے نکل جائے تو جہاں چاہے لوٹ جائے۔

ادب کے ہر نوع کا علم حاصل کرو

۲۰......حضرت یحییٰ رحمہ اللہ اپنے بیٹے جعفر کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ:

يَابُنَيَّ خُذْ مِنْ كُلِّ أَدَبٍ طَرَفًافَإِنَّهُ مَنْ جَهِلَ شَيْئًاعَادَاهُ وَأَنَاأَكْرَهُ أَنْ تَكُوْنَ عَدُوًّالشَّيْءِ مِنَ الْأَدَبِ. ❸

ترجمہ: بیٹا ادب کی کوئی قسم بھی حاصل کیے بغیر نہ چھوڑو، کیوں کہ جو شخص کسی شے سے ناواقف ہوتا ہے وہ اس کا دشمن بھی بن سکتا ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں کہ تم کبھی کسی ادبی نوع کے دشمن بنو۔

اسلام کے پانچ قلع ہیں

۲۱......حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: مالك بن أنس بن مالك، ج۸ ص ۱۱۳

❷ مدارج السالكين: فصل بمنزلة الأدب، ج۲ ص ۳۵۸

❸ كتاب الأذكياء: الباب العاشر، ص ۴۲

اسلام کے پانچ قلعے ہیں: یقین، اخلاص، اداءِ فرائض، تکمیل سنن اور حفظِ آداب، جب تک آدمی آداب کی حفاظت ونگرانی کرتا رہتا ہے شیطان اس سے مایوس رہتا ہے اور جب یہ آداب چھوڑنے لگتا ہے تو شیطان سنتیں چھڑوانے کی فکر میں لگ جاتا ہے حتی کہ پھر فرائض، اخلاص اور یقین چھوڑنے تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ ❶

ادب کا حصول علم سے زیادہ اہم ہے

۲۲......حضرت ابو عبداللہ بلخی رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَدَبُ الْعِلْمِ أَكْثَرُمِنَ الْعِلْمِ. ❷

ترجمہ: آداب کا حاصل کرنا علم کے حصول سے زیادہ اہم ہے۔

بے ادبی کی نوعیت کے مطابق ظاہری باطنی سزا ملتی ہے

۲۳......بعض علماء فرماتے ہیں:

اِلْزَمِ الْأَدَبَ ظَاهِرًاوَبَاطِنًا، فَمَا أَسَاءَ أَحَدٌ الْأَدَبَ فِي الظَّاهِرِ إِلَّا عُوقِبَ ظَاهِرًا، وَمَا أَسَاءَ أَحَدٌ الْأَدَبَ بَاطِنًاإِلَّا عُوقِبَ بَاطِنًا. ❸

ترجمہ: ادب کو ظاہراً وباطناً اپنے اوپر لازم کرو، پس کوئی ظاہراً برا ادب نہیں کرتا مگر اس کو ظاہراً سزا دی جاتی ہے، اور کوئی باطناً برا ادب نہیں کرتا مگر اس کو باطناً سزا دی جاتی ہے۔

عمل میں ادب قبولیت کی علامت ہے

۲۴......بعض علماء فرماتے ہیں:

❶ الغنية لطالبي طريق الحق: باب في الأمربالمعروف والنهي عن المنكر، فصل ينبغي لكل مؤمن العمل بهذه الآداب، ج ۱ ص ۱۱۷

❷ الغنية لطالبي طريق الحق: باب في الأمربالمعروف والنهي عن المنكر، ج ۱ ص ۱۱۶

❸ مدارج السالكين: فصل بمنزلة الأدب، ج ۲ ص ۳۶۰

اَلْأَدَبُ فِي الْعَمَلِ عَلَامَةُ قَبُولِ الْعَمَلِ. ❶

ترجمہ: عمل میں ادب عمل کے قبول ہونے کی علامت ہے۔

ادب سے آراستہ ہونا عبادت میں اخلاص کی علامت ہے

۲۵......حضرت سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَهَرَ نَفْسَهُ بِالْأَدَبِ فَهُوَ يَعْبُدُ اللّٰهَ بِالْإِخْلَاصِ. ❷

ترجمہ: جس نے اپنے نفس پر ادب کو غالب کردیا پس وہ اللہ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کرے گا۔

غیر محتاط گفتگو بے ادبی کا سبب ہے

۲۶......امام شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غیر محتاط گفتگو اور بداخلاقی بے ادبی کا نتیجہ ہے۔ ❸

جب قلبی محبت ہو تو ادب لازم ہو جاتا ہے

۲۷......امام ابو عثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَاصَحَّتِ الْمَحَبَّةُ تَأَكَّدَتْ عَلَى الْمُحِبِّ مُلَازَمَةُ الْأَدَبِ. ❹

ترجمہ: جب محبت درست ہو جائے تو محبّ پر ادب لازم ہو جاتا ہے۔

بغیر ادب کے زندگی بے فائدہ ہے

۲۸......امام نوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ مدارج السالكين: فصل بمنزلة الأدب، ج ۲ ص ۳۶۰

❷ مدارج السالكين: بمنزلة أنواع الأدب، ج ۲ ص ۳۵۷

❸ الرسالة القشيرية: باب الأدب، ج ۲ ص ۴۴۸/ مدارج السالكين: فصل بمنزلة الأدب، ج ۲ ص ۳۵۷

❹ مدارج السالكين: فصل بمنزلة الأدب، ج ۲ ص ۳۵۸

مَنْ لَمْ يَتَأَدَّبْ لِلْوَقْتِ فَوَقْتُهُ مَقْتٌ. ❶

ترجمہ: جس کے پاس ادب سیکھنے کے لیے وقت نہیں تو اسکا وقت بے فائدہ ہے۔

ادب سے محرومی بدبختی کی علامت ہے

۲۹......امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَدَبُ الْمَرْءِ: عُنْوَانُ سَعَادَتِهِ وَفَلَاحِهِ، وَقِلَّةُ أَدَبِهِ: عُنْوَانُ شَقَاوَتِهِ وَبَوَارِهِ، فَمَا اسْتُجْلِبَ خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِمِثْلِ الْأَدَبِ، وَلَا اسْتُجْلِبَ حِرْمَانُهُمَا بِمِثْلِ قِلَّةِ الْأَدَبِ. ❷

ترجمہ: انسان کا ادب اُس کی خوشی اور کامیابی کا عنوان ہے، اور اس کے آداب کی کمی اُس کی بدبختی اور اسکے مصائب کا عنوان ہے، ایسے ادب سے نہ دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی ان کی محرومی ایسے ادب کی کمی سے حاصل ہوسکتی ہے۔

ادب کے بغیر تحقیق میں لغزش کا بڑا خطرہ ہے

۳۰......حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علمی تحقیق سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے، بلکہ بزرگانِ سلف کا ادب کرنے سے حق تعالیٰ تحقیق کی شان بھی عطا فرما دیتے ہیں، بزرگانِ سلف کا ادب چھوڑ کر جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔ ❸

---

❶ مدارج السالكين: فصل بمنزلة الأدب، ج۲ ص۳۵۸

❷ مدارج السالكين: فصل بمنزلةالأدب، ج۲ ص۳۶۸

❸ مجالس حکیم الامت: ملفوظات رمضان ۱۳۸۰ھ، ص۸۸

اسلاف امت کے ادب واحترام کے پرتاثیر واقعات

حضرت ابوبکر وعمر کا حضرت عباس رضی اللہ عنہم کا ادب واحترام

امام ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فِيْ وِلَايَتِهِمَا لَا يَلْقَى الْعَبَّاسَ مِنْهُمَا وَاحِدٌ وَهُوَ رَاكِبٌ إِلَّا نَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَقَادَهَا وَمَشَى مَعَ الْعَبَّاسِ حَتَّى يَبْلُغَهُ مَنْزِلَهُ أَوْ مَجْلِسَهُ فَيُفَارِقَهُ. [1]

ترجمہ: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے اپنے زمانہ خلافت میں یہ دستور تھا کہ جب یہ حضرات سواری پر سوار ہو کر کہیں جا رہے ہوتے اور راستہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو جاتی تو یہ حضرات ان کے اکرام میں سواری سے نیچے اتر جاتے اور سواری کی لگام پکڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیدل چلتے رہتے اور انھیں ان کے گھر یا ان کی بیٹھک تک پہنچا کر پھر ان سے جدا ہوتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ادب واحترام نبوی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی، آپ جس قدر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرتے تھے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے، آپ کے سامنے ہمیشہ آہستہ آواز سے گفتگو کرتے تھے، اور بات بات پر یہ جملہ ارشاد فرماتے تھے: ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں''۔ سفر میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے تو آپ کے آرام وراحت کا خوب خیال رکھتے تھے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہوتے تھے تو آپ کو جگاتے نہ تھے، جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نہ جاگ جائیں۔

[1] تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: العباس بن عبد المطلب بن هاشم، ج۲۶، ص ۳۷۴

سفر ہجرت میں ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے تھے تو آپ کے لیے دودھ تلاش کرنے کے لیے نکل گئے، جب واپس آئے تو خود فرماتے ہیں: میں نے آپ کو جگانا نہ پسند سمجھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا، تو آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ (دیکھیں کس قدر ادب واحترام اور محبت ہے کہ دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا اور خوشی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوئی۔)❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام میں بیٹی پر غصہ ہونا

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی گھریلو مسئلے پر گفتگو کر رہی تھیں تو ان کی آواز معمولی سی بلند ہوگئی، اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو اپنی صاحبزادی کو نہایت سخت لہجے میں فرمایا:

أَرَاكِ تَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْسَكَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغْضَبًا.❷

ترجمہ: اے عائشہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز بلند کر رہی ہے (پھر ان کو مارنے کے لیے جیسے ہاتھ اٹھایا تو آپ نے روک دیا۔) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر سے غصہ کی حالت میں نکلے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا والدین کا ادب واحترام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والدین کا بہت ادب واحترام کرتے تھے، ساری زندگی جان ومال سے ان کی خدمت کرتے رہے، آپ کی والدہ حضرت سلمی

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، رقم الحديث: ٣٦١٥

❷ السنن الكبرى للنسائي: كتاب الخصائص، ذكر منزلة علي بن أبي طالب، ج٧ ص ٤٤٨، رقم الحديث: ٨٤٤١

نے شروع میں اسلام قبول نہیں کیا، ایک دفعہ کفار نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنے کے جرم میں مار مار کر زخمی کر دیا، آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، آپ کو گھر لایا گیا، جیسے آپ کو ہوش آیا تو فرمایا: یہ بتلاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ مجھے حضور کی خدمت میں لے چلو تا کہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کے چہرہ انور کا دیدار کر کے اپنے دل کو تسکین دے سکوں، تو آپ کی والدہ حضرت سلمی اور ام جمیل بنت خطاب ان کو سہارا دے کر دارِ ارقم میں آپ کی خدمت میں لے گئیں، اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یارسول اللہ! میری والدہ کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور یہ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالی نے انہیں ایمان کی دولت سے نوازا۔ ❶

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، ان کے والد بوڑھے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اِن کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا آتِيهِ فِيهِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ أَحَقُّ أَنْ يَمْشِيَ إِلَيْكَ يَارَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَيْهِ، قَالَ: فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ مَسَحَ صَدْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَسْلِمْ، فَأَسْلَمَ. ❷

ترجمہ: تم نے شیخ کو گھر میں کیوں نہ چھوڑ دیا کہ میں خود اِن کے پاس آجاتا، حضرت ابوبکر

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله ويقال عتيق بن عثمان بن قحافة، ج ۳۰ ص ۴۷، ۴۸

❷ معرفة الصحابة لأبي نعيم: ترجمة: عثمان بن عامر بن عمرو، ج ۴ ص ۱۹۵۳، الرقم: ۴۹۱۲

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کی خدمت میں آئیں نہ کہ آپ اِن کے پاس چل کہ جائیں، پھر آپ نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا اور اِن کے سینے پر ہاتھ، پھیرا، اور اِن سے فرمایا: اسلام قبول کرو، پس انہوں نے اِسی وقت اسلام قبول کرلیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ادب کی وجہ سے پیچھے ہٹ جانا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف میں باہم صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے، اتنے میں نماز کا وقت آ گیا، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو بہتر ہے، (اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی موجود نہیں ہیں) انہوں نے کہا: اچھا! پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگ نماز میں تھے، پس آپ صفوں میں (کنارے سے) داخل ہوئے یہاں تک کہ پہلی صف میں پہنچ گئے، لوگ تصفیق کرنے لگے، چونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے، نہ التفات کرتے تھے، لیکن جب لوگوں نے زیادہ تصفیق کی تو انہوں نے کن آنکھوں سے دیکھا تو صف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا تم اپنی جگہ پر کھڑے رہو، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا شکریہ ادا کیا پھر پیچھے ہٹ گئے، یہاں تک کہ صف میں آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے، آپ نے نماز پڑھائی، پھر جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے ابوبکر! میں نے تمہیں اشارہ کیا تھا تو تم کیوں نہ کھڑے رہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: "مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ" ابوقحافہ کے بیٹے کی یہ مجال نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ میں نے تم کو دیکھا تم بکثرت تصفیق کررہے تھے، (دیکھو) جب کسی کو نماز میں کوئی بات پیش آئے تو اُسے چاہیے کہ سبحان اللہ کہہ دے، کیوں جب وہ سبحان اللہ کہہ دے گا تو اس کی طرف التفات کیا جائے گا اور تصفیق کرنا صرف عورتوں کیلئے رکھا گیا ہے۔ (تصفیق کہتے ہیں ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارنا، تاکہ امام کو اپنی غلطی کا علم ہوجائے۔) ❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا گھوڑے کی لگام پکڑ کر پیدل چلنا

امام شعبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی، نماز سے فراغت کے بعد لوگوں نے سواری کے لئے خچر پیش کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور خچر کی لگام ہاتھ میں لے کر چلنے لگے، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یَاابۡنَ عَمِّ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: ھٰکَذَااُمِرۡنَااَنۡ نَفۡعَلَ بِعُلَمَائِنَا، فَقَالَ زَیۡدٌ: اَرِنِی یَدَکَ. فَاَخۡرَجَ یَدَہُ، فَقَبَّلَھَازَیۡدٌ وَقَالَ: ھٰکَذَا اُمِرۡنَااَنۡ نَفۡعَلَ بِاَھۡلِ بَیۡتِ نَبِیِّنَاصَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ. ❷

ترجمہ: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! آپ لگام چھوڑ دیں، حضرت

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الأذان، بَابُ مَنۡ دَخَلَ لِیَؤُمَّ النَّاسَ فَجَاءَ الۡإِمَامُ الۡأَوَّلُ......الخ، رقم الحدیث: ۶۸۴

❷ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبداللّٰہ بن عباس بن عبدالمطلب، ج۷۳ ص ۱۹۰/ الإصابة فی تمییز الصحابة: ترجمة: عبداللّٰہ بن العباس، ج۴ ص ۱۲۶، رقم الترجمة: ۴۷۹۹

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہی حکم ہوا ہے کہ اپنے علماء کی تعظیم کریں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ابن عباس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہمیں بھی اہلِ بیت کے ساتھ اسی طرح معاملہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا شیخ کا ادب واحترام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن کریم سیکھنے کے لئے جایا کرتے تھے، چنانچہ آپ ان کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے مگر دستک نہ دیتے، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ بات بڑی گراں معلوم ہوئی کہ نبی کے چچازاد میرے دروازے پر اس طرح تکلیف اُٹھائیں، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکھٹایا؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

عالم شخص اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہوتا ہے، اور نبی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحجرات: ۳) ”اور اگر یہ لوگ ذرا صبر سے کام لیتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لے آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا، اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہیں“۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْرَأَيْتُ هَذِهِ الْقِصَّةَ صَغِيْرًا فَعَمِلْتُ بِمُوْجِبِهَا مَعَ مَشَايِخِيْ.❶

یہ واقعہ میں نے بچپن میں دیکھا تھا بڑے ہو کے اس پر عمل کیا اور اپنے اساتذہ کے ساتھ یہی معاملہ کیا۔

---

❶ روح المعانی: سورة الحجرات آیت نمبر ۵،۷ کے تحت، ج ۱۳ص ۲۹۶

اگراستاذ کی اجازت ہوتو میں اِن کی پیشانی چوم لوں

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُنِي بِالْحَدِيثِ،فَلَوْ يَأْذَنُ لِي أُقَبِّلُ رَأْسَهُ لَقَبَّلْتُ. ❶

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مجھے حدیثیں سناتے تھے، اگر وہ مجھے اجازت دیتے کہ اٹھ کر پیشانی چوم لوتو میں ضرور چوم لیتا۔

والدین سے پہلے اساتذہ کے لئے دعا

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) اپنے استاذ امام حماد رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰ھ) کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں اپنے والدین سے پہلے ان کے لئے دعائے رحمت کرتا ہوں:

إِنِّي لَأَدْعُوَ اللَّهَ لِحَمَّادَ فَأَبْدَأُبِهِ قَبْلَ أَبَوَيَّ. ❷

ترجمہ: میں اپنے استاذ امام حماد کے لئے دعا اپنے والدین سے پہلے کرتا ہوں۔

چالیس سال سے امام شافعی رحمہ اللہ کے لئے دعا کر رہا ہوں

امام یحیی بن سعید قطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

مَاصَلَّيْتُ صَلَاةً مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلَّاوَأَنَاأَدْعُوْ فِيهَالِلشَّافِعِيِّ لِمَافَتَحَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ مِنَ الْعِلْمِ وَفِقْهِهِ. ❸

ترجمہ: میرا چالیس سال سے یہ معمول ہے کہ ہر نماز کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ کے لئے دعا کرتا ہوں، ان کی بدولت اللہ تعالی نے مجھ پر علم اور فقہ کے دروازے کھولے۔

---

❶ الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: تقبيل يد المحدث ورأسه، ص ۱۹۰، رقم: ۳۱۶

❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ابتداء نظر أبي حنيفة في الفقه والسبب فيه، ص ۲۱

❸ إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب الثاني، ج ۱ ص ۲۶، ۲۷

استاذ کے احترام میں آہستہ سے صفحہ پلٹنا

امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کے حلقۂ درس میں نہایت سکون ووقار رہتا تھا، طلبہ مؤدب اور خاموش بیٹھتے تھے، ادب وعظمت کی وجہ سے پوری مجلس پر ایک مقدس سکوت طاری رہتا تھا۔ امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) اپنے استاذ امام مالک رحمہ اللہ کی ہیبت کی وجہ سے اُن کے سامنے صفحہ آہستہ سے پلٹتے تھے تاکہ انہیں آواز نہ سنائی دے:

رُبَّمَا كُنتُ أَكُونُ فِيْ مَجلِسِهِ فَأُرِيْدُ أَنْ أَصفَحَ الْوَرَقَةَ فَأَصفَحُهَا صَفْحًا رَفِيْقًا هَيْبَةً لَهُ لِئَلَّا يَسمَعَ وَقْعَهَا. ❶

امام احمد کا امام شافعی کے لئے چالیس سال سے دعا کرنا

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے میرا مسلسل یہ معمول ہے کہ ہر نماز کے بعد میں اپنے استاذ امام شافعی رحمہ اللہ کے لئے دُعا کرتا ہوں:

وَكَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَدْعُو لَهُ فِي صَلَاتِهِ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ سَنَةً. ❷

امام احمد رحمہ اللہ کے صاحبزادے عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کون شخص ہیں؟ جن کے لئے آپ اتنی کثرت سے دعا کرتے ہیں، والد صاحب نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ كَانَ الشَّافِعِيُّ كَالشَّمْسِ لِلدُّنْيَا وَكَالْعَافِيَةِ لِلنَّاسِ فَانْظُرْ هَلْ لِهٰذَيْنِ خَلَفٌ أَوْ مِنْهُمَا عِوَضٌ. ❸

---

❶ مناقب الشافعي للبيهقي: باب ما يؤثر عن الشافعي في فضل العلم والترغيب في تعلمه وتعليمه والعمل به، ج۲ ص ۱۴۴ / تاريخ مدينة دمشق: ج۱۴ ص ۲۹۳

❷ البداية والنهاية: ترجمة: محمد بن إدريس الشافعي، ج۱۰ ص ۲۷۶

❸ تاريخ بغداد: ترجمة: محمدبن إدريس بن العباس، ج۲ ص ۶۴ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان، ج ۵۱ ص ۳۴۸

ترجمہ:اے میرے بیٹے! شافعی اپنے (علوم وفنون) میں دنیا کے لئے مثل آفتاب کے ہیں اور لوگوں کے لئے مثل عافیت کے ہیں، کیا ان دونوں کا کوئی بدل یا اِن دونوں کا کوئی عوض ہوسکتا ہے؟

قبلہ رخ بیٹھنے کے ادب کے سبب جلد حافظ بن گیا

شیخ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص دولڑکوں کو برابر قرآن پڑھایا کرتا تھا، ان میں سے ایک قبلہ رخ بیٹھ کر پڑھا کرتا تھا، اوردوسرا اِس کا اہتمام نہیں کرتا تھا، تووہ طالب علم جوقبلہ رخ بیٹھتا تھاوہ دوسرے سے ایک سال قبل قرآن کا حافظ بنا۔❶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اٹھارہ سال تک استاذ کی تعظیم اور استفادہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ میں بصرہ آیا، میں نے خیال کیا کہ مجھ سے جس چیز کے متعلق بھی سوال کیا جائے تو میں اس کا جواب دے دوں گا، تو لوگوں نے مجھ سے بعض چیزوں کے متعلق پوچھا جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا:

فَجَعَلْتُ عَلَى نَفْسِي أَلَّا أُفَارِقَ حَمَّاداً حَتَّى يَمُوتَ، فَصَحِبْتُهُ ثَمَانِيَ عَشَرَةَ سَنَةً.❷

ترجمہ: میں نے اپنے اوپر لازم کردیا کہ میں حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے کبھی بھی جدانہیں ہوں گا حتی کہ ان کا انتقال ہوجائے، چنانچہ میں ان کی صحبت میں اٹھارہ (۱۸) سال رہا۔

---

❶نزهة المجالس: فصل فی الأدب، ج ۱ ص ۸۲

❷سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي، ج ٦ ص ۳۹۸

امام ابو یوسف رحمہ اللہ مجلس علم کے سبب بیٹے کے جنازے میں شریک نہ ہوئے

ترجمہ: حضرت محمد بن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت شجاع بن مخلد رحمہ اللہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) سے سنا، آپ نے فرمایا:

مَاتَ اِبْنٌ لِيْ فَلَمْ أَحْضُرْ جِهَازَهُ وَلَا دَفْنَهُ وَتَرَكْتُهُ عَلَى جِيْرَانِيْ وَأَقْرِبَائِيْ مَخَافَةَ أَنْ يَفُوْتَنِيْ مِنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ شَيْءٌ وَلَا تَذْهَبَ حَسْرَتُهُ عَنِّيْ. ❶

ترجمہ: میرا بیٹا فوت ہوگیا لیکن میں اس کے کفن دفن میں بھی حاضر نہ ہوا، اور میں نے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو اس کی ذمہ داری سونپ دی، اس خوف سے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کوئی مجلس اور علم کی بات مجھ سے چھوٹ نہ جائے اور جس کی وجہ سے میری حسرت کبھی ختم نہ ہو۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جامع مسجد میں درس دے رہے تھے، تلامذہ، عقیدت مندوں اور ارادت مندوں کا جم غفیر جمع تھا، اتفاقاً چھت سے ایک سانپ گرا اور امام صاحب رحمہ اللہ کی گود میں آیا، بہت سے لوگ گھبرا کر بھاگ گئے، مگر امام صاحب رحمہ اللہ حدیث کے ادب میں اسی اطمینان سے بیٹھے رہے۔ ❷

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبوی کا ادب واحترام

ایک مرتبہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے ان کے زمانے کا بادشاہ ابو جعفر المنصور نے

---

❶ مناقب أبي حنيفة للإمام الموفق المكي: ج ١ ص ٤٧٢

❷ سیرۃ النعمان: اخلاق وعادات، ص ۶۰

مسجد نبوی میں کسی سلسلہ میں بحث کی اور اس کی آواز بلند ہوگئی، تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَاتَرْفَعْ صَوْتَكَ فِيْ هَذَاالْمَسْجِدِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَدَّبَ قَوْمًافَقَالَ لَا تَرْفَعُوْاأَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَدَحَ قَوْمًافَقَالَ إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ الْآيَة وَذَمَّ قَوْمًافَقَالَ إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ الْآيَة وَإِنَّ حُرْمَتَهُ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهِ حَيًا. ❶

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! اس مسجد میں آواز بلند نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو یہ ادب سکھایا کہ اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو، اور ایک جماعت کی تعریف کی کہ جولوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی آواز کو پست کر لیتے ہیں، اور ایک جماعت کی مذمت کی جو آپ کو حجروں کے باہر بلند آواز سے پکار رہے تھے، پھر فرمایا کہ آپ کی عظمت وفات کے بعد بھی اسی طرح ہے جیسے زندگی میں تھی۔

امام مالک رحمہ اللہ اور حدیث کا ادب واحترام

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) ہم لوگوں کو حدیث پڑھا رہے تھے، ایک بچھو نے (جوان کے کپڑے میں کسی طرح گھس گیا) سولہ دفعہ ڈسا، امام مالک رحمہ اللہ کا چہرہ ہر دفعہ ڈسنے پر متغیر ہو کر زرد پڑ جاتا تھا، لیکن حدیث جس طرح بیان کر رہے تھے کرتے رہے، درمیان میں اس سلسلہ کو نہ توڑا، جب درس ختم ہو گیا اور لوگ ادھر ادھر ہو گئے، تب میں نے عرض کیا، آج آپ کا یہ کیا حال ہو رہا تھا؟ تب وجہ بیان کی اور فرمایا کہ

❶ ترتيب المدارك وتقريب المسالك: في أخبار مالك مع الملوك ووعظه اياهم......الخ، ج۲ ص ۱۰۱

''إِنَّمَا صَبَرْتُ إِجْلَالًا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے احترام میں تکلیف کو برداشت کئے بیٹھا رہا۔ ❶

حضرت امام مالک رحمہ اللہ علم دین کی بے حد تعظیم وتوقیر فرمایا کرتے تھے، جب کوئی حدیث بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے وضو کرتے، مجلس درس کے صدر مقام پر تشریف رکھتے، ڈاڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے، خوشبو لگاتے، پروقار بیٹھتے، پھر حدیث بیان فرماتے، لوگوں نے اس اہتمام حدیث سے متعلق استفسار کیا، تو فرمایا کہ ''أُحِبُّ أَنْ أُعَظِّمَ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' میں پسند کرتا ہوں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کروں۔ ❷

بندہ ادب سے اللہ تک پہنچتا ہے

حضرت ابوعلی روزباری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے:

اَلْعَبْدُ يَصِلُ إِلَى رَبِّهِ بِأَدَبِهِ وَبِطَاعَتِهِ إِلَى الْجَنَّةِ. ❸

ترجمہ: بندہ ادب سے خدا تک پہنچ جاتا ہے اور اطاعت سے جنت تک۔

استاذ کی ہیبت وادب کی وجہ سے پانی بھی نہ پینا

امام ربیع رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

وَاللَّهِ مَا اجْتَرَأْتُ أَنْ أَشْرَبَ الْمَاءَ وَالشَّافِعِيُّ يَنْظُرُ إِلَيَّ هَيْبَةً لَهُ. ❹

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ کی ہیبت کی وجہ سے جب وہ مجھے دیکھ رہے ہوں تو میں پانی پینے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

---

❶ ترتیب المدارک: ترجمة: مالک بن أنس، باب صفة مجلس مالک للعلم، ج۲ ص۱۶

❶ ترتیب المدارک: ترجمة: مالک بن أنس، باب صفة مجلس مالک للعلم، ج۲ ص۱۵

❸ نزهة المجالس: فصل فی الأدب، ج۱ ص۸۱

❹ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: محمدبن إدریس بن العباس، ج۵۱ ص۴۰۴

ترکِ ادب قربِ الٰہی سے دوری کا سبب ہے

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شب میں نماز پڑھ رہا تھا، اچانک میں نے محراب میں پیر پھیلا دے، میرے باطن سے مجھے نداء آئی "هٰـكَـذَاتُجَالِسُ الْـمُـلُـوْكَ" بادشاہوں کے سامنے تیری یہی نشست ہے۔ میں نے عرض کیا: "وَعِـزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَامَـدَدْتُ رِجْـلِيْ أَبَدًا" آپ کی عزت وجلال کی قسم! میں آئندہ کبھی بھی پیر نہ پھیلاؤں گا۔

کسی عارف کا بیان ہے کہ میں نے حرم میں ایک بار پیر پھیلا دیے، ایک لونڈی بولی:

لَاتُجَالِسُهُ إِلَّابِأَدَبٍ وَإِلَّافَيَمْحُوْكَ مِنْ دِيْوَانِ الْمُقَرَّبِيْنَ.

ترجمہ: اللہ کے دربار میں ادب کی نشست رکھا کرو ورنہ مقربین کے دفتر سے تمھارا نام مٹا دیا جائیگا۔

بعض نے کہا ہے:

تَرْكُ الْأَدَبِ مَوْجِبٌ لِلطَّرْدِ فَمَنْ أَسَاءَ أَدَّبَهُ عَلَى الْبَسَاطِ طَرَدَإِلَى الْبَابِ وَمَنْ أَسَاءَ أَدَّبَهُ عَلَى الْبَابِ طَرَدَإِلَى سِيَاسَةِ الدَّوَابِّ. ➊

ترجمہ: ترک ادب مردود ہونے کا سبب ہوتا ہے، جو فرش پر بے ادبی کرتا ہے وہ دروازہ پر نکالا جاتا ہے اور جو دروازے پر بے ادبی کرتا ہے مردود ہو کر چوپایوں کے باڑے تک دھتکار دیا جاتا ہے۔

استاذِ محترم کا ادب واحترام کریں

استاذ کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں، اور ان کا خوب ادب واحترام کریں، اس سے حصولِ نفع زیادہ ہوگا:

➊ نزهة المجالس: فصل في الأدب، ج ۱ ص ۸۱

وَقَدْ كَانَ بَعْضُ السَّلَفِ إِذَاذَهَبَ إِلَى مُعَلِّمِهِ تَصَدَّقَ بِشَيْءٍ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اسْتُرْعَيْبَ مُعَلِّمِيْ عَنِّيْ وَلَاتَذْهَبْ بَرَكَةُ عِلْمِهِ مِنِّيْ. ❶

ترجمہ: بعض اسلاف کا طریقہ رہا ہے کہ جب وہ اپنے استاذ کے پاس جانے کا ارادہ کرتے تو صدقہ کرتے اور اللہ تعالی سے یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! استاذ کے عیب کو مجھ سے پوشیدہ رکھ اور ان کے علم کی برکات سے مجھ کو محروم نہ فرما۔

علم ادب سے حاصل کیا جاتا ہے

امام شریک رحمہ اللہ کے پاس خلیفہ مہدی کے بیٹوں میں سے کسی نے حاضری دی اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، اور حضرت شریک رحمہ اللہ سے کسی حدیث کے متعلق سوال کیا، تو امام صاحب نے اس کی طرف توجہ نہ دی، پھر اس نے پوچھا، تو امام صاحب کا رویہ وہی رہا، تو اس نے کہا آپ خلفاء کی اولاد کو کوئی اہمیت نہیں دیتے؟ تو امام شریک رحمہ اللہ نے فرمایا:

لَا وَلٰكِنَّ الْعِلْمَ أَجَلُّ عِنْدَأَهْلِهِ مِنْ أَنْ يُضَيِّعُوْهُ،قَالَ فَجِئْنَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ سَأَلَهُ فَقَالَ هٰكَذَا يُطْلَبُ الْعِلْمُ. ❷

ترجمہ: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے، لیکن علم اہلِ علم کے ہاں بڑی عظمت رکھتا ہے اِس سے کہ اِس کو ضائع کیا جائے، پھر وہ بیٹے گھٹنوں کے بل ادب کے ساتھ بیٹھ گئے اور پھر سوال کیا، تو امام شریک رحمہ اللہ نے فرمایا: اِس طرح علم حاصل کیا جاتا ہے۔

---

❶ فتح المغيث بشرح ألفيته الحديث: ج۳ص۲۸۸/تذكرة السامع والمتكلم: ص۹۱/منطلقات طالب العلم: ص۲۷۴

❷ أدب الإملاء والإستملاء: فصل في آداب الكاتب، ص۱۳۳/الحث على طلب العلم والاجتهاد في جمعه: ص۸۵

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے پر حسنِ جواب

کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ میں سے کون افضل ہے؟ سائل کا منشا ظاہر تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ وہ شخصیت ہیں کہ جن کے زمانہ خلافت کو خلافتِ راشدہ کے مشابہ سمجھا جاتا ہے، جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اجتہادی اختلاف ہوا، یہاں تک کہ غلطی سے جنگ کی نوبت بھی آ گئی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے جو خوبصورت جواب دیا وہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ناک میں جو گرد وغبار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں داخل ہوا وہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے افضل ہے۔ ❶

اسلاف کے برے تذکرہ سے اپنی زبانوں کو پاک رکھیں

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی آپس کی لڑائیوں میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا:

تِلْکَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ مِنهَا اَيْدِيْنَا فَلَا نُلَوِّثُ بِهَا اَلْسِنَتَنَا. ❷

ترجمہ: یہ ایک پاکیزہ خون تھا جس سے اللہ رب العزت نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے، تو ہم اپنی زبانوں کو اِن سے آلودہ نہیں کرتے۔

علماء پر اعتراضات کے سبب کفر پر موت آئی

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ نے امام یوسف بن وہرہ ہمدانی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرمانے کے لیے بیٹھے۔ آپ کا وعظ سننے کے لیے ایک مجمع

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: معاويةبن صخر أبي سفيان بن حرب، ج ۵۹ ص ۲۰۷، ۲۰۸/ البداية والنهاية: سنة ستين من الهجرة، ج۸ ص ۱۴۸

❷ معالم أصول الدين للرازي: المسألة الثالثة، ص ۱۵۳/ مناقب الشافعي للبيهقي: ج ۱ ص ۴۴۹

جمع تھا، مجمع میں ایک شخص جو ابن سقاء کے نام سے مشہور تھا اٹھا اور اعتراضات کرنے شروع کر دیئے اور آپ کو اذیت دینے کے لیے کسی مسئلہ پر بحث شروع کر دی۔ امام یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا:

اِجْلِسْ فَإِنِّیْ أَجِدُمِنْ کَلَامِکَ رَائِحَةَ الْکُفْرِ، وَلَعَلَّکَ تَمُوْتُ عَلٰی غَیْرِ دِیْنِ الْإِسْلَامِ.

ترجمہ: بیٹھ جا! مجھے تیرے کلام سے کفر کی بو آتی ہے، شاید تیری موت اسلام پر نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ شاہِ روم کا ایک سفیر خلیفہ وقت کے پاس آیا اور وہ واپس جانے لگا تو ابن سقاء اس کے ساتھ چلا گیا اور قسطنطنیہ پہنچ کر وہ عیسائی ہو گیا اور اسی مذہب پر اس کی موت ہوئی۔

ایک شخص اس کے قسطنطنیہ جانے کے بعد اس سے قسطنطنیہ میں ملا تو دیکھا کہ ابن سقاء بیمار ہے اور ایک پنکھا ہاتھ میں لیے مکھیاں ہٹا رہا ہے۔ ابن سقاء قرآن کریم کا جید حافظ تھا اور خوش الحانی سے تلاوت کرتا تھا۔ اس شخص نے ابن سقاء سے دریافت کیا کہ کیا اب بھی تم کو قرآنِ مجید یاد ہے؟ ابن سقاء نے جواب دیا کہ میں پورا کلام پاک بھول چکا ہوں صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے:

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ (الحجر: ۲)

ترجمہ: ایک وقت آئے گا جب یہ کافر لوگ بڑی تمنائیں کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

علامہ دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ نے دیکھا کہ بے ادبی اور ترکِ اعتقاد کی بدولت یہ شخص کیسا ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہوا، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مشائخ عارفین، علماء عاملین اور مؤمنین صالحین کے بارے میں حسن ظن رکھیں اور ان کا

امتحان لینے کی غرض سے بحث ومباحثہ نہ کریں۔کیوں کہ بہت کم دیکھنے میں آیا کہ ایسے حضرات سے تعرض کر کے کوئی شخص صحیح وسالم رہا ہو۔اس لیے سلامتی اسی میں ہے کہ ان کے ساتھ حسن اعتقاد سے پیش آئے ورنہ ندامت اور شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے گا۔"فَإِنَّ حِرَابَهُمْ مَسْمُوْمَةٌ"اِن سے جنگ کرنا زہر آلود ہے۔❶

کتابوں کے ادب واحترام کے سبب امام ابن شاذ کونی رحمہ اللہ کی مغفرت

حضرت اسماعیل بن الفضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابن الشاذ کونی رحمہ اللہ کوخواب میں دیکھا، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، میں نے مغفرت کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ:

كُنْتُ فِيْ طَرِيْقِ أَصْبَهَانَ،فَأَخَذَنِي الْمَطَرُ وَمَعِيَ كُتُبٌ،وَلَمْ أَكُنْ تَحْتَ سَقْفٍ،فَانْكَبَبْتُ عَلَى كُتُبِيْ حَتَّى أَصْبَحْتُ،فَغَفَرَ لِيْ بِذَالِكَ.❷

ترجمہ:میں ایک دن اصبہان کے راستہ میں چلا جارہا تھا کہ بارش شروع ہوگئی،میرے پاس کتابیں تھیں، میں کسی چھت کے نیچے بھی نہیں کھڑا تھا، میں اپنی کتابوں پر جھک گیا (تاکہ وہ بھیگنے سے محفوظ رہیں) یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پس اللہ تعالیٰ نے اس عمل پر میری مغفرت فرمادی۔

---

❶وفيات الأعيان:ترجمة:يوسف بن وهرة،ج۷ص۷۸،۷۹،رقم الترجمة:۸۴۰/ حياةالحيوان:الذباب،ج۱ص۴۹۰

❷تاريخ بغداد:ترجمة:سليمان بن داودبن بشرالبصری،ج۹ص۴۹،رقم الترجمة:۴۶۲۷/سير أعلام النبلاء:ترجمة:أبو أيوب سليمان بن داود الشاذ كوني، ج۱۰ص۶۸۲

آدابِ شریعت کی رعایت نہ رکھنے والا اَسرارِ دین سے آگاہ نہیں ہوتا

حضرت ابویزید بسطامی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے، کسی نے مجھ سے ایک عابد کے اوصاف بیان کئے، میں اس کی زیارت کرنے گیا، دیکھا کہ اس نے قبلہ کی طرف تھوکا، اس پر میں لوٹ آیا اور اس سے ملاقات نہ کی ''لِأَنَّهُ غَیْرُ مَأْمُوْنٍ عَلَی أَدَبٍ مِّنْ آدَابِ الشَّرِیْعَةِ فَکَیْفَ یَکُوْنُ مَأْمُوْنًا عَلَی الْأَسْرَارِ'' جو شریعت کے آداب کی رعایت نہ رکھے، وہ دین کے اَسرار سے کیسے واقفیت پا سکتا ہے۔ ❶

دو ولی عہد شہزادوں کا استاذ کے ادب واحترام میں جوتے اٹھانے پر الجھنا

خلیفہ مامون نے امام فرّاء رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷ھ) کو اپنے دونوں بیٹوں کو علم نحو پڑھانے کے لئے مقرر کیا، ایک دن امام فرّاء رحمہ اللہ اپنے کسی کام کے لئے اٹھنے لگے تو دونوں شہزادے امام فرّاء رحمہ اللہ کی جوتی اٹھا کر پیش کرنے کے لئے دوڑے اور آپس میں الجھ گئے کہ کون پیش کرے، پھر اس پر صلح کی کہ ہر ایک، ایک ایک جوتی لے، چنانچہ دونوں نے اپنے استاذ کو اس طرح سے جوتے پہنائے کہ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک جوتا تھا، مامون کا ایک خاص خادم تھا جو ہر چیز کی مامون کو اطلاع پہنچاتا تھا، اس نے یہ بات بھی اس کو پہنچادی، تو اس نے امام فرّاء رحمہ اللہ کو بلایا، جب حضرت فرّاء رحمہ اللہ تشریف لائے، تو مامون نے ان سے پوچھا لوگوں میں سب سے زیادہ عزت کس کی ہے؟ فرمایا: میں امیر المؤمنین سے زیادہ کسی کو عزت والا نہیں جانتا، مامون نے کہا:

بَلَی مَنْ إِذَا نَهَضَ تُقَاتِلُ عَلَی تَقْدِیْمِ نَعْلَیْهِ وَلِیَّا عَهْدِ الْمُسْلِمِیْنَ، حَتَّی رَضِیَ

❶ نزهة المجالس: فصل فی الأدب، ج ۱ ص ۸۲

كُلُّ وَاحِدٍ أَن يُّقَدِّمَ لَهُ فَرْدًا. ❶

ترجمہ: کیوں نہیں بلکہ وہ شخص زیادہ عزت والا ہے کہ جب وہ اٹھتا ہے تو اس کے لئے مسلمانوں کے دو ولی عہد جوتے پیش کرنے کے لئے لڑتے ہیں حتی کہ ہر ایک اس بات پر راضی ہو جاتا ہے کہ ایک ایک جوتا پیش کرے۔

تخلیق خداوندی پر اعتراض کرنے والے حکیم کی مصلحانہ سرزنش

ایک شخص کی نظر غلاظت کے کیڑے پر پڑھی، تو وہ کہنے لگا، کیا جانے خدا کو اس کے پیدا کرنے سے کیا مقصود ہے، نہ اس کی صورت اچھی ہے، نہ اس میں خوشبو ہے، اور نہ اِس کا کوئی فائدہ ہے، اس پر اللہ رب العزت نے اس کو ایک ایسے زخم میں مبتلا کر دیا کہ سارے طبیب اُس سے عاجز آ گئے، اس کے بعد ایک اور طبیب کہیں سے آیا جس نے کہا کہ غلاظت کا کیڑا لے آ ؤ، تو میں جلا کر اس کی راکھ زخم میں لگاؤں، چنانچہ بحکم خداوندی اُسی سے اس کو صحت ہوگئی، تب وہ شخص کہنے لگا کہ "أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالَى أَن يَّعْرِفَنِيْ أَنَّ أَقْبَحَ الْحَيَوَانَاتِ أَعَزُّ الْأَدْوِيَةِ عِنْدِيْ" اللہ تعالی نے چاہا کہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جو سب سے برا حیوان ہے میرے نزدیک وہی نایاب دواء ہے۔ ❷

حضرت موسی علیہ السلام کے ادب کی وجہ سے ساحروں کو ایمان کی توفیق ملی

جب فرعون کے پاس حضرت موسی علیہ السلام اور ساحر "یوم الزینت" میں جمع ہوئے تھے، یوم الزینت عاشور کا دن تھا، بعض نے کہا ہے کہ اُن کی عید کا دن تھا، بعض نے کہا ہے یوم السبت یعنی ہفتے کا دن تھا، بعض نے کہا ہے ان کے بازار کا دن تھا، بعض نے کہا ہے قربانی کا دن تھا، بہر حال جو کچھ ہوا اُس وقت ایک اندھے شخص نے ساحروں سے

---

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: يحيى بن زياد بن عبد الله بن منظور الفراء، ج۱۴ ص۱۵۵ / وفيات الأعيان: ترجمة: أبوزكرياالفراء، ج٦ ص ۱۷۹

❷ نزهة المجالس: فصل فى الأدب، ج ۱ ص ۸۰

کہا اور وہ سب کا سردار تھا:

أَرَىٰ مُوسَىٰ يَقْوِىٰ عَلَيْنَا مَعَ كَثْرَتِنَا وَمَا ذَٰلِكَ بِقُوَّتِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ الْأَمْرُ سَمَاوِيًّا فَاحْتَرِمُوهُ وَعَظِّمُوهُ فَإِنْ غَلَبْنَاهُ فَلَا يَضُرُّنَا وَإِنْ غَلَبَنَا فَنَكُونُ قَدْ قَدَّمْنَا لِلصُّلْحِ مُقَدِّمَةً فَيَكُونُ شَفِيعَنَا عِنْدَ رَبِّهِ. ❶

ترجمہ: مجھے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود ہماری کثرت کے موسیٰ علیہ السلام ہم پر چڑھے آتے ہیں لیکن یہ اُن کی قوت سے نہیں ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ کوئی سماوی امر نہ ہو، اس لئے ان کے ساتھ تعظیم اور احترام سے پیش آؤ، کیونکہ اگر ہم ان پر غالب آجائیں گے تو اس سے ہمارا کوئی ضرر نہیں اور اگر ہم مغلوب ہوگئے تو یہ ہماری طرف سے صلح کا مقدمہ ٹھہر جائیگا اور حضرت موسی علیہ السلام اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی بن جائیں گے۔

پھر انہوں نے کہا کہ ہم ان کی کیسے تعظیم کریں؟ اس نے کہا: ہم کو حضرت موسی علیہ السلام سے اجازت لینا چاہیے اور پوچھنا چاہیے کہ پہلے آپ پھینکیں گے یا پہلے ہم پھینکیں، چنانچہ یہی حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ اُن کا حُسنِ ادب سے پیش آنا ان کی سعادت کا باعث ہوگیا، حضرت موسی علیہ السلام ان کی یہ بات سن کر ہنس پڑے، اس پر حضرت ہارون علیہ السلام ان سے پوچھنے لگے باوجودیکہ وہ اس قدر کثرت سے ہیں پھر بھی آپ مسکرا رہے ہیں، اور وہ ستر ہزار تھے اور بعض نے کہا کہ ستر ساحر تھے، حضرت موسی علیہ السلام نے جواب دیا مجھے ان لوگوں سے ایمان کی خوشبو آتی ہے، پھر جب انہوں نے کہا: اے موسی! آپ پہلے پھینکیں گے یا پہلے ہم پھینکیں، اس وقت سنائی دیا کہ کسی کہنے والے نے کہا: اے محبانِ خدا! تم ہی پھینکو، جب حضرت موسی علیہ

❶ نزهة المجالس: فصل في الأدب، ج ۱ ص ۸۱

السلام ان پر غالب آئے تو وہ اپنے رب کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور بول اٹھے: ہم موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لے آئے، چنانچہ انھیں سجدہ ہی کی حالت میں اپنے جنت کے محلات نظر آنے لگے۔

شہزادہ اپنے استاذ امام اصمعی رحمہ اللہ کے پاؤں دھلا رہا تھا

خلیفہ ہارون الرشید (متوفی ١٩٣ھ) نے اپنے بیٹے کو امام اصمعی رحمہ اللہ (متوفی ٢١٦ھ) کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے بھیجا، ایک مرتبہ ہارون رشید گئے تو دیکھا کہ شہزادہ ان کو وضو کرا رہا ہے، وہ پانی ڈالتا ہے اور حضرت امام اصمعی رحمہ اللہ اعضاء دھو رہے ہیں، ہارون رشید نے امام اصمعی رحمہ اللہ سے کہا: میں نے آپ کے پاس علم وادب کے لئے بھیجا تھا، آپ کیسے ادب سکھا رہے ہیں، اس کو یوں حکم کیوں نہیں دیتے کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کے پاؤں دھوئے۔ ❶

دین اور اہل علم کی بے حرمتی اور استہزاء کفر کا سبب ہے

طالب علم کے لئے استاذ کا ادب واحترام اور تعظیم نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر علم کی دولت حاصل نہیں ہوسکتی۔ عادۃ اللہ ہمیشہ سے یہی جاری ہے کہ اساتذہ کا احترام نہ کرنے والا کبھی علم سے منتفع نہیں ہوسکتا، لہٰذا استاذ کا دل سے ادب واحترام کریں، اوران کی تعظیم کرے، اِن کا نام بھی احترام سے لیں، اِن کے ساتھ گفتگو میں اور دیگر تمام معاملات میں ادب کی خوب رعایت رکھیں:

إِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ لَايَنَالُ الْعِلْمَ وَلَايَنْتَفِعُ بِهِ إِلَّابِتَعْظِيمِ الْعِلْمِ وَأَهْلِهِ وَتَعْظِيمِ الْأُسْتَاذِ وَتَوْقِيرِهِ،قِيلَ مَاوَصَلَ مَنْ وَصَلَ إِلَّابِمُرَاعَاةِ الْحُرْمَةِ ،وَمَاسَقَطَ مَنْ سَقَطَ إِلَّابِتَرْكِ الْحُرْمَةِ، وَتَعْظِيمُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنَ الطَّاعَةِ أَلَا تَرَى أَنَّ

❶ تعليم المتعلم: فصل في تعظيم العلم و أهله، ص ٢٤

الْإِنْسَانَ لَايَكْفُرُ بِالْمَعْصِيَةِ وَإِنَّمَايَكْفُرُ بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ.❶

ترجمہ: طالب علم علم سے منتفع ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ علم، علماء اور اساتذہ کا احترام نہ کرے، اس لئے کہا گیا ہے کہ جس شخص نے جو کچھ حاصل کیا وہ ادب واحترام کی بدولت کیا ہے اور جو گرا ہے وہ بے حرمتی کی وجہ سے گرا ہے، علم (اور اہلِ علم) کی تعظیم کرنا اطاعت سے بہتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آدمی گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا، اور (دین اور علماء کی) بے احترامی کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔

طالب علم اپنے استاذ اور کسی عالم کے کلام سے اسی وقت نفع حاصل کرسکتا ہے جب اس میں تین خصلتیں ہوں:

١......تواضع ٢......علم کی حرص ٣......استاذ کی تعظیم۔

تواضع سے علم کی راہ کھلے گی، حرص وطلب پر علم کا فیضان ہوگا اور استاذ کی تعظیم سے استاذ مہربان ہو جائے گا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حسنِ تعبیر

کسی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؟ انھوں نے جواب دیا کہ بڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، البتہ میں اُن سے عمر میں بڑا ہوں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی یہ تعبیر حُسن ادب کا شاہکار ہے۔❷

عقل اور ادب سے افضل شی کوئی نہیں

کسی نے کیا خوب کہا:

مَا وَهَبَ اللّٰهُ لِامْرِئٍ هِبَةً أَحْسَنُ مِنْ عَقْلِهِ وَمِنْ أَدَبِهِ

❶تعليم المتعلم: فصل فى تعظيم العلم وأهله، ص ٢١

❷الاذكياء: الباب الثانى، ج ١ ص ٢٦

هُمَاجَمَالُ الْفَتَی فَإِنْ فَقَدَا فَفَقْدُهُ لِلْحَيَاةِ أَجْمَلُ بِهِ. ❶

ترجمہ: کسی شخص کیلئے عطیاتِ خداوندی میں سے عقل اورادب سے افضل کوئی شئی نہیں ہے، جوان مرد کے لئے یہ دونوں چیزیں باعثِ جمال اورزینت ہیں، اگر یہ دونوں چیزیں نہ رہیں تو پھر زندہ نہ رہنا ہی بہتر ہے۔

میں اُن میں سے ہوں جو سلف پر طعن تشنیع نہیں کرتے

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے حضرت امام صاحب سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میرا تعلق کوفہ سے ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا: اچھا! آپ اس بستی کے رہنے والے ہیں جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور جماعتیں بن گئیں، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: ہاں! میں اس بستی کا رہنے والا ہوں، پھر حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے پوچھا کہ اچھا آپ ان مختلف اصناف میں سے کس میں داخل ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا:

مِمَّنْ لَا يَسُبُّ السَّلَفَ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ وَلَايُكَفِّرُ أَحَدًا بِذَنْبٍ. ❷

ترجمہ: میں ان لوگوں میں سے ہوں جو سلف صالحین میں سے کسی کو برا نہیں کہتے اور تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی شخص کو کسی گناہ کی بنیاد پر کافر نہیں کہتے۔

اس پر حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ نے حق کو پہچان لیا ہے، اِسی پر قائم رہے۔

❶ روضة المحبين ونزهة المشتاقين: مقدمة، ص ۱۳

❷ مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: ص ۲۳/شرح صحيح البخاري لابن بطال: تفسير كتاب الإيمان، باب المعاصي من أمر الجاهلية......الخ، ج ۱ ص ۸۷

اِن کی روایت نہ لو یہ سلف پر طعن کرتا ہے

حضرت علی بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو لوگوں کے بھرے مجمع میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ“ عمرو بن ثابت کی روایت کی ہوئی احادیث کو چھوڑ دو (اِن کی احادیث کومت لو) کیونکہ وہ حضراتِ سلف کو برا بھلا کہتا ہے۔ ❶

اکابر محدثین کا اساتذہ کے رنگ میں رنگ جانا

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے شاگرد کے استاذ کے رنگ میں رنگ جانے کا نقشہ اس طرح نقل کیا کہ امام ابو داود رحمہ اللہ خصائل وعادات میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مشابہ تھے، اور امام احمد رحمہ اللہ امام وکیع رحمہ اللہ کے، اور امام وکیع رحمہ اللہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے، اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ امام منصور رحمہ اللہ کے مشابہ تھے، اور امام منصور رحمہ اللہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے، اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ امام علقمہ رحمہ اللہ کے، اور امام علقمہ رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے، اور امام علقمہ رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خصائل وعادات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، یہ بہترین اقوال وافعال ائمہ ہدیٰ سے منقول ہیں، جنہیں اس میدان میں اونچا مقام حاصل ہے اور یہ اقوال ان کے حالات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ❷

اساتذہ کی اولاد کے ادب میں کھڑا ہونا

علامہ زرنوجی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ نے ائمہ بخاری

❶ صحيح مسلم: مقدمة، باب الكشف عن معايب رواية الحديث، ج ۱ ص ۱۶

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو داود سليمان بن أشعث بن شداد، ج ۱۳ ص ۲۱۶

رحمہم اللہ میں سے ایک بڑے عالم کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک دن ایسا ہوا کہ یہ عالم درس میں بیٹھے تھے، یکا یک کھڑے ہو گئے، دریافت کرنے پر فرمایا کہ میرے استاذ کا لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، جب کھیلتے ہوئے مسجد کی طرف آیا تو میں اس کی تعظیم میں کھڑا ہو گیا۔ ❶

حسن ادب پر ایک ہزار دینار انعام میں دیئے

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸ھ) مسجد سے واپس گھر جا رہے تھے، راستے میں ایک لڑکا ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ نے کہا تجھے مجھ سے کوئی کام ہے، اس نے عرض کیا نہیں بلکہ میں نے دیکھا کہ آپ تنہا جا رہے ہیں اس خیال سے آپ کے ساتھ ہو لیا کہ خدانخواستہ آپ کو کوئی بری بات پیش آئے تو میں اُسے اپنے اوپر لوں اور آپ کی حفاظت کروں:

فَأَخَذَ عَبْدُاللّٰهِ بِيَدِهِ وَمشى مَعَهُ إِلَى مَنْزِلِهِ ثُمَّ دَعَابِأَلْفِ دِيْنَارٍ فَدَفَعَهَاإِلَى الْغُلَامِ وَقَالَ اِسْتَنْفِقْ هٰذِهِ فَنِعْمَ مَاأَدَّبَکَ أَهْلُکَ. ❷

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اسے توصیفی کلمات کے ساتھ ایک ہزار دینار عطا کئے اور کہا اس کو خرچ کرو، تمہارے بڑوں نے تجھے حسن ادب کے زیور سے آراستہ کیا ہے۔

غلام سے آقا کی تعظیم واحترام سیکھا

صالحین میں سے ایک شخص کی حکایت ہے: فرماتے ہیں میں نے ایک غلام خریدا تھا، اس سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ کہا: اے مولیٰ جو کچھ آپ رکھیں، میں نے پوچھا تم کام

---

❶ تعليم المتعلم: فصل فی تعظيم العلم وأهله، ص ۲۳

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج ۳ ص ۲۴۹

کیا کرتے ہو؟ کہا جو آپ بتائیں! میں نے پوچھا تم کھاؤ گے کیا؟ کہا جو آپ کھلائیں گے، میں نے کہا تمہارا دل کسی شئی کو چاہتا ہے؟ کہا بھلا آقا کے سامنے غلام کا دل کسی شئی کو چاہ سکتا ہے، کہتے ہیں اس پر مجھے رونا آ گیا اور وہ حالت یاد آئی جو میرے آقا (خداوند کریم) کے ساتھ ہوگی، میں نے کہا میرے پیارے تم نے تو مجھے خدا کا ادب کرنا سکھا دیا۔ ❶

امام نووی رحمہ اللہ کا اپنے اساتذہ سے استفادہ اور تعلق

امام محی الدین نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦٧٦ ھ) فرماتے ہیں کہ وہ خوب سوچ سمجھ کر روزانہ اپنے اساتذہ سے بارہ اسباق پڑھا کرتے تھے "الوسیط" کے دو سبق، "المهذب" کا ایک سبق، "الجمع بين الصحيحين" کا ایک سبق، صحیح مسلم کا ایک سبق، اصلاح منطق کا ایک سبق، صرف ونحو کا ایک سبق، اصولِ فقہ کا ایک سبق، اسماء رجال کا ایک سبق اور اصولِ دین کا ایک سبق، نیز دیگر کئی اسباق بھی، فرماتے ہیں میں پڑھتے وقت مشکل الفاظ کی تشریح، پیچیدہ عبارت کی توضیح اور ضبطِ لغت کے ساتھ تعلق رکھنے والی تمام ضروری باتیں نوٹ کر لیا کرتا تھا۔ ❷

استاذ کے درس میں شرکت کے لئے رات کو سفر

امام ابوالازہر رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۳ ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ ھ) اپنی بستی کی طرف گئے تو میں صبح سویرے ایک دن پہنچ گیا، بہت جلدی جانے کی وجہ سے مجھے اپنے متعلق ڈر پیدا ہوا (کہ راستے میں مجھے درندے نہ کھا جائیں) لیکن میں صبح کی نماز کا وقت ہونے سے بھی پہلے ان تک پہنچ گیا، جب

❶ روض الرياحين: الحكاية الحادية والأربعون بعد المائة، ص: ١٦٢

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: يحيى بن شرف بن مري النواوي، ج۴ ص ۱۷۴

آپ گھر سے نکلے مجھے دیکھا تو فرمایا:

كُنتَ الْبَارِحَةَ هَا هُنَا؟ قُلْتُ: لا، وَلَكِنِّي خَرَجتُ فِي اللَّيلِ، فَأَعجَبَهُ ذٰلِكَ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلاةِ الصُّبحِ، دعَانِي وَقَرَأَ عَلَيَّ هٰذَا الْحَدِيثَ، وَخَصَّنِي بِهِ دُونَ أَصْحَابِي. ❶

ترجمہ: آپ اس رات یہیں تھے؟ میں نے عرض کیا نہیں، لیکن میں رات کو ہی چل پڑا تھا، آپ اس بات سے حیران ہوئے جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور میرے سامنے احادیث پڑھیں اور میرے ساتھیوں کے مقابلے میں مجھے اپنے درس حدیث میں اہمیت دی۔

میں نے کاغذ کو بغیر وضو کے کبھی ہاتھ نہیں لگایا

شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا نِلْتُ هٰذَا الْعِلْمَ بِالتَّعْظِيمِ فَإِنِّي مَا أَخَذْتُ الْقِرْطَاسَ إِلَّا بِالطَّهَارَةِ. ❷

ترجمہ: میں نے یہ علم تعظیم سے حاصل کیا ہے، کیونکہ میں نے کسی کاغذ کو بھی وضو کے بغیر نہیں چھوا۔

کتاب کے ادب کے سبب ایک شب میں سترہ دفعہ وضو کیا

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کا ذکر ہے، وہ اسہال (پیٹ کی بیماری) میں مبتلا ہو گئے، اور ادھر کتاب کا مطالعہ کرنا بھی تھا، تو ایک شب میں سترہ (۱۷) دفعہ وضو کرنا پڑا۔ ❸

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أحمد بن الأزهر بن منيع، ج ۱۲ ص ۳٦۷، ۳٦۸

❶ تعليم المتعلم: فصل في تعظيم العلم وأهله، ص ۲۲

❸ تعليم المتعلم: فصل في تعظيم العلم وأهله، ص ۲۲

بلندیوں کا سفر حسن ادب سے طے ہوتا ہے

بلاشبہ وہ اہم ترین بات جس کی طرف ایک ذہین اور ذکی طالب علم کو اپنی چڑھتی جوانی میں سبقت حاصل کرنی چاہیے اور نفس کو اس کے حصول میں تھکا دینا چاہیے وہ حسنِ ادب ہے، جو بہترین کردار ہے، جس کی عمدگی کی شہادت شریعت، عقل اور سلف صالحین نے دی ہے، چنانچہ فرمایا حسنِ ادب ایک ہنرمند طالب علم کا زیور ہے، جس کے ذریعے وہ پروان چڑھتا ہے اور بلندی کے مقامات طے کرتا ہے، اسی حسن ادب کی بناء پر علم میں نور پیدا ہوتا ہے، پختگی اور وسعت پیدا ہوتی ہے:

مَاوَصَلَ مَنْ وَصَلَ اِلَّابِالْحُرْمَةِ وَمَاسَقَطَ مَنْ سَقَطَ اِلَّا بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ.❶

ترجمہ: جو بھی بلندیوں تک پہنچا حسنِ ادب کی وجہ سے پہنچا اور بلندیوں سے جو بھی گرا ترکِ ادب کی وجہ سے گرا۔

معلوم ہوا حسن ادب ہی اصل چیز ہے جس کی وجہ سے طالب علم کے علم میں نور پیدا ہوتا ہے، اسی بناء پر وہ بلندیوں کا سفر طے کرتا ہے، جہاں ہر کس و ناکس کی رسائی ممکن نہیں۔ محض پڑھنے پڑھانے سے علم تو حاصل ہو جاتا ہے مگر علم کا نور حاصل نہیں ہوتا، علم کا نور تو اساتذہ اور کتابوں کے ادب سے حاصل ہوتا ہے۔

کتابوں کا ادب واحترام

جن کتابوں سے علم حاصل کیا جاتا ہے ان کا ادب بھی انتہائی ضروری ہے، بزرگان دین ارشاد فرماتے ہیں:

جب تک تم علم حاصل کرو ان تین چیزوں کا خیال رکھو ورنہ علم کی منزل کو نہ پاسکو گے:

۱......جس استاذ سے علم حاصل کرو اس کا ادب کرو۔

❶تعليم المتعلم: فصل فی تعظيم العلم وأهله، ص ۲۱

۲......جس جگہ علم حاصل کرو اس جگہ کا ادب کرو۔

۳......جس کتاب سے علم حاصل کرو اس کا ادب کرو۔

جس طرح استاذ کا ادب واحترام اور ان کی مسند کا ادب ضروری ہے، اسی طرح ان کتابوں کا بھی ادب واحترام لازمی ہے کہ جس سے علم حاصل کیا جائے۔

حضراتِ سلف کتابوں کا نہایت ادب واحترام کرتے تھے، چنانچہ علامہ برہان الدین زرنوجی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ایک صاحب کتاب کے اوپر دوات رکھنے کے عادی تھے، تو ہمارے شیخ نے فرمایا: تم اپنے علم سے ہرگز فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ❶

ایک شیخ نے اپنے دو طالب علموں کو دو حال میں پایا، ایک تکیہ کا سہارا لئے مطالعہ کر رہا تھا اور دوسرا مستعد بیٹھا کتاب دیکھنے میں مشغول تھا اور کچھ لکھتا بھی جاتا تھا، جوہر شناس استاذ نے یہ ماجرا دیکھ کر اول کی نسبت فرمایا:

إِنَّهُ لَايَبْلُغُ دَرَجَةَ الْفَضْلِ.

ترجمہ: یہ فضیلت کے درجہ کو نہ پہنچے گا۔

اور دوسرے کے متعلق فرمایا:

سَيَحْصُلُ الْفَضْلَ وَيَكُوْنُ لَهُ شَأْنٌ فِي الْعِلْمِ. ❷

ترجمہ: یہ عنقریب فضل حاصل کرے گا اور اِس کی علم میں ایک بڑی شان ہوگی۔

حضرت یوسف بن حسین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے اور علم سے عمل کی تصحیح ہوتی ہے اور عمل سے حکمت حاصل ہوتی ہے۔

---

❶ تعليم المتعلم: فصل فی تعظیم العلم و أهله، ص۲۷

❶ تعليم المتعلم: فصل فی تعظیم العلم و أهله، ص۲۷

قرآنِ مجید کے ادب کی وجہ سے بخشش ہوگئی

ایک بزرگ نے سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جواب دیا کہ ایک رات میں کسی قصبہ میں مہمان تھا، جس مکان میں ٹھہرا تھا وہاں طاق پر قرآن شریف رکھا تھا، میں نے خیال کیا یہاں رکھا ہوا ہے، سونا نہ چاہیے، پھر دل میں خیال آیا کہ ورق مصحف کو کہیں اور رکھوادوں اور خود یہاں آرام کروں، پھر سوچا کہ یہ بڑی بے ادبی ہوگی کہ اپنے آرام کی خاطر قرآنِ کریم کی جگہ تبدیل کروں، قرآنِ کریم کو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا اور تمام رات جاگتا رہا، میں نے کلام پاک کے ساتھ جو اَدب کیا اس کے بدلے حق تعالی نے مجھ کو بخش دیا۔ ❶

گستاخی جہالت کی علامت ہے

گستاخی واستہزاء کرنا جہالت کی علامت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب قوم کو نصیحت کی اور فرمایا کہ فلاں مقتول زندہ ہو جائے گا اگر بقرہ (گائے) کو ذبح کر کے اس کا گوشت میت سے ملا دیا جائے۔ تو بنی اسرائیل کہنے لگے کہ ﴿اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا﴾ کیا آپ مذاق کرتے ہیں؟ اس بات میں کیا تعلق ہے کہ گوشت کو مردہ سے ملا دیا جائے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا: ﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ﴾ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں میں شامل ہو جاؤں یعنی دل لگی تمسخر جاہلوں کا کام ہے، عالموں کو مناسب نہیں کہ تمسخر کریں۔ اس لئے کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ تو ایک ہے رائے کا اختلاف اور کسی عالم سے مسلک کا اختلاف، اور ایک ہے بے ادبی، بے ادبی کسی حالت میں جائز نہیں۔ اختلاف جائز ہے۔ ❷

❶ دلیل العارفین: مجلس پنجم، ص ۴۹، ۵۰

❷ خطبات حکیم الاسلام: عنوان: ادب اور اختلاف رائے، ج ۳ ص ۱۷۵، ۱۷۶

صحابہ اور سلف کا تذکرہ احترام وتعظیم سے کریں

بعض علماء سے پوچھا گیا کہ اس خون کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو صحابہ کرام کے باہمی مشاجرات میں بہایا گیا، تو انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھ دی:

﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ.﴾ (البقرة: ۱۴۱)

ترجمہ: یہ ایک امت تھی جو گزر گئی اس کے اعمال اس کے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں اور تم سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے صحابہ کے باہمی قتال کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

ایسی لڑائی تھی جس میں صحابہ موجود تھے اور ہم غائب، وہ پورے حالات کو جانتے تھے اور ہم نہیں جانتے، جس معاملہ پر تمام صحابہ کا اتفاق ہے ہم اس میں ان کی پیروی کرتے ہیں، اور جس معاملہ میں ان کے درمیان اختلاف ہے اس میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔ ❶

اذان کا ادب کرنے پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا پڑوس مل گیا

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مکان کے سامنے ایک لوہار رہتا تھا، بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے وہ سارا دن کام میں لگا رہتا، اس کی عادت تھی کہ اگر اس نے ہتھوڑا ہوا میں اٹھایا ہوتا کہ لوہا کوٹ سکے اور اسی دوران اذان کی آواز آجاتی تو وہ ہتھوڑا لوہے پر مارنے کے بجائے اسے زمین پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اب میرے پروردگار کی طرف سے بلاوا آگیا ہے، میں پہلے نماز پڑھوں گا، پھر کام کروں گا۔ جب

❶ معارف القرآن: ج ۸ ص ۱۱۳، ۱۱۴

اس کی وفات ہوئی تو کسی کو خواب میں نظر آیا، اس نے پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگا کہ مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نیچے والا درجہ عطا کیا گیا، اس نے پوچھا کہ تمہارا علم وعمل اتنا تو نہیں تھا، اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کے نام کا ادب کرتا تھا اور اذان کی آواز سنتے ہی کام روک دیتا تھا تا کہ نماز ادا کروں، اس ادب کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمادی۔ ❶

دیکھیے! اذان کا ادب کرنے سے اللہ نے کیا مقام دیا کہ امام احمد رحمہ اللہ جیسے بڑے فقیہ کا پڑوس مل گیا، اس لیے اذان کا ادب واحترام کرنا چاہیے، معلوم ہوا کہ ادب واحترام کی اللہ رب العزت کے ہاں بڑی قدر ومنزلت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور سیاہی کا ادب

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ایک روز بیت الخلاء میں تشریف لے گئے اندر جا کر نظر پڑی کہ انگوٹھے کے ناخن پر ایک نقطہ روشنائی کا لگا ہوا ہے جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لیے لگا لیا جاتا تھا، فوراً گھبرا کر باہر آ گئے اور اس کے دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس نقطہ کو بھی علم کے ساتھ ایک تلبس ونسبت ہے، بے ادبی معلوم ہوئی اس کو بیت الخلاء میں پہنچاؤں۔ ❷

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا ادب

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ حج کر کے لکھنو واپس آئے، پہلے حج جانے کے لیے تین راستے تھے، کراچی کا، بمبئی کا اور کلکتہ کا راستہ، سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کلکتہ کے راستے سے واپس آئے، حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ خادم کی حیثیت سے رفیق

❶ نماز کے اَسرار ورموز: اذان کا جواب، ص ۶۵، ۶۶

❷ مجالس حکیم الامت: ربیع الاول ۱۳۵۸ھ ص ۳۰۵

سفر تھے، لکھنو میں یہ خبر آئی کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، شاہ اسماعیل کے تایا ہیں، تو ظاہر ہے کہ یہ خبر باعث تشویش تھی اور اس زمانے میں اطلاع کی یہ سہولتیں نہیں تھیں جو آج ہیں، پھر خبر کی تحقیق کیسے ہوگی کہ یہ اطلاع غلط ہے یا صحیح ہے، تو سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سواری میں استعمال ہونے والا مخصوص گھوڑا، جو نقرئی رنگ کا تھا، وہ شاہ اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیا اور کہا اس پر دہلی جاؤ اور معلوم کرو کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط؟ آپ حیران ہوں گے کہ اگرچہ سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ شاہ اسماعیل کے خاندان کے شاگرد ہیں اور ایسے شاگرد ہیں کہ بزرگ استادوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے دوسرے طریقے سے کام لے گا اور ظاہری تعلیم ختم کرنے کا مشورہ دیا، تو اس خاندان کے شاگرد بھی ہیں اور اس خاندان کے فرزند حضرت شاہ اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ کے مربی اور شیخ بھی ہیں۔ انہوں نے اپنا گھوڑا حضرت شاہ اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیا کہ لکھنو سے دلی جاؤ، لیکن ادب کا یہ عالم ہے کہ شاہ اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ اس گھوڑے کے لگام کو پکڑے ہوئے دلی گئے اور اس پر سوار نہیں ہوئے، حالاں کہ فاصلہ اتنا ہے جتنا کراچی سے لاہور تک۔ (۱)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ کے پوتے کی نہایت تعظیم وتکریم

اہل اللہ نے نسبتوں کا اس درجہ ادب کیا ہے کہ شیخ کی اولاد اگر جاہل اور کندہ ناتراش بھی ہوتی پھر بھی حد درجہ ادب کیا۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس اللہ سرہ جو مشائخ چشتیہ میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ ان کے پوتے ہیں شاہ ابوسعید صاحب رحمہ اللہ، جو سلسلہ چشتیہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ شاہ ابوسعید کا ابتدائی زمانہ بہت آزادی کا تھا۔ نہ نماز، نہ روزہ، نہ پابندی، لباس کے شوقین، ہر وقت پر تکلف کپڑے، بس اسی

(۱) مجالس علم وذکر: ادب کی اہمیت، ج ۲ ص ۵۷، ۵۸

میں لگے رہتے۔ نہ علم سیکھنے کی طرف توجہ، نہ اعمال کی اصلاح کی طرف، جوانی کا زمانہ تھا، رنگ رلیوں میں پڑے رہتے۔ وہ ایک دن گنگوہ میں کسی گلی میں جا رہے تھے۔ بھنگن نے ٹوکرہ کباڑہ کا کہیں پھینکا اور سارا گرد اِن کے کپڑوں کو لگ گیا، تو غضبناک ہو گئے اور کہا حرام زادی، بے حیاء، تجھے شرم نہیں آتی۔ یہ بھنگن تھی بوڑھی اور اس نے حضرت شیخ عبدالقدوس کا زمانہ پایا تھا، تو اس نے تان کر کہا کہ کس بات پر اکڑتا ہے؟ دادا کی میراث کمائی تھی، جو آج اتنے فخر سے بولتا ہے؟ بس وہ دن تھا، اسی وقت واپس ہوئے اور گھر میں آ کر والدہ سے کہا کہ اب میں گنگوہ اس وقت تک نہیں آؤں گا جب تک کہ دادا کی میراث نہ سنبھال لوں، اور پوچھا کہ اس وقت حضرت شیخ کے خلفاء میں سے کون کون سے لوگ ہیں؟ معلوم ہوا کہ اجلاء خلفاء میں سے شیخ نظام الدین بلخی رحمہ اللہ ہیں۔ انہوں نے خلافت لے کر بلخ کا سفر کیا تو بتلایا گیا کہ بلخ میں بڑی خانقاہ ہے۔ لاکھوں کی اصلاح اور افادہ ہو رہا ہے تو شیخ نظام الدین کو اطلاع دی کہ میں آ رہا ہوں، شیخ کو صاحبزادہ کے پہنچنے کی اطلاع ہوئی، اس زمانے میں موٹر کاریں تو نہ تھیں، مہینہ دو مہینہ قطع مسافت کے بعد کہیں جا کر پہنچے، اگرچہ صاحبزادہ جاہل ہے، نہ علم نہ ہنر اور شیخ وقت کے ہزاروں متوسل، ہزاروں مرید اور ہزاروں کو علم اور دین کا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ مگر اس نسبت کے ادب کی وجہ سے کئی میل آگے جا کر استقبال کیا اور جب شیخ نکلے تو تمام بلخ، امراء بلخ حتی کہ شاہ بلخ بھی ساتھ نکلے۔ دور سے دیکھا کہ صاحبزادے گھوڑے پر آ رہے ہیں تو حضرت نظام الدین آگے بڑھے اور قدموں پر ہاتھ رکھا۔ صاحبزادے گھوڑے سے اترنے لگے، فرمایا: نہیں آپ نہ اتریں، اوپر رہیں۔

اب اس شان سے صاحبزادے چلے آ رہے ہیں کہ گھوڑے پر سوار ہیں اور قدموں پر شیخ نے ہاتھ رکھا ہے اور جب شیخ نے ہاتھ رکھا تو دوسری رکاب پر خود شاہ بلخ نے ہاتھ

رکھا۔اس شان سے بلخ آئے مہمانداری بڑے اعلیٰ پیمانے پر ہوئی،تمام علماء ومشائخ اورامراءکوصاحبزادہ کے احترام میں دعوتیں دیں۔جب تین دن گزر گئے اورشیخ کا یہ عالم کہ دوزانو بیٹھے ہیں،صاحبزادہ کومسند پر بٹھا رکھا ہے۔پھر پوچھا صاحبزادے!اتنا لمبا چوڑا سفر کیسے کیا؟ کہاں ہندوستان اور کہاں بلخ، کیا ضرورت پیش آئی ؟صاحبزادے نے کہا کہ دادا کی میراث لینے آیا ہوں،جوآپ لے کرآئے ہیں،اور یہ وہ نسبت اور تعلق مع اللہ کی میراث ہے۔فرمایا:اچھا یہ غرض ہے۔کہا:جی ہاں!فرمایا کہ وہاں جوتیوں میں جا کر بیٹھ جاؤاور خود جا کر مسند پر بیٹھ گئے۔اب نہ وہ ادب ہے نہ وہ تعظیم اور بیعت کر کے تزکیہ نفس کے لئے کچھ اعمال بتلائے۔خدمت یہ سپرد کی کہ مسجد میں بیٹھ کر استنجاء کے لئے ڈھیلے توڑیں تاکہ نمازی آئیں تو تکلیف نہ ہو۔سال بھراسی حالت میں گزرگئی کہ کوئی پرسان حال نہیں،ایک وقت کہ شاہ بلخ رکاب تھامے آئے تھے اورآج کوکوئی پوچھنے والانہیں۔

جب ایک برس گزرگیا تو شیخ نے امتحان لینا چاہا کہ کس حد تک نفس کی اصلاح ہوئی۔ کبر،غرور،رفع ہوایانہیں۔تواضع للّٰہیت پیدا ہوئی یانہیں،نفسانیت ختم ہوگئی یانہیں۔تو بھنگن کوحکم دیا کہ کوڑا کباڑ کا ٹوکرہ لاکر صاحبزادے کے قریب ڈال دے،تاکہ تھوڑا سا گرد صاحبزادے کے اوپر پڑ جائے،اور جو کچھ کہے وہ ہم سے آ کر کہہ دے۔بھنگن نے جاکرٹوکرا زور سے ڈال دیا تو سارا گرد صاحبزادے پر پڑا،تو اس نے آنکھیں لال پیلی کر کے کہا کہ بے حیاء!نہ ہوا،اگر گنگوہ ہوتا تو تجھے بتلاتا،اس نے آکر شیخ سے عرض کیا کہ وراثت نہیں ملی،ابھی نفسانیت کافی موجود ہے۔اگلے دن پھر حکم ہوا،استنجے کے ڈھیلے توڑنا تو خیر ہے ہی مگر نمازی نماز پڑھ کرنکلیں تو جوتے سامنے رکھو،ان کی حفاظت بھی کرتے رہو۔

اب اس خدمت پر لگ گئے، جب ایک برس گزر گیا تو بھنگن کو پھر حکم دیا کہ قریب ہی نہیں بلکہ جا کر صاحبزادے کے اوپر سارا کوڑا کرکٹ ڈال دو۔اس نے سارا ٹوکرہ جا کر ڈال دیا،تو صاحبزادے نے کہا ارے بی، کیوں اس کباڑ کو تو نے مجھ پر ڈال دیا۔ یہ مجھ سے زیادہ افضل ہے،تو نے اس کباڑ کو بھی عیب لگایا۔ میں ایسی ناپاک ہستی ہوں کہ یہ کباڑ بھی میرے اوپر گرنے سے ناپاک ہو گیا۔ میرے اندر تو کوئی خوبی نہیں، بھنگن نے جا کر شیخ سے یہ سب کچھ عرض کیا۔فرمایا:اب دادا کی وراثت مل چکی ہے۔ اس کے بعد اگلے دن شیخ نے حکم دیا کہ ہم شکار کے لئے جائیں گے،صاحبزادے سے فرمایا:تم ہمارے ساتھ چلو۔ شیخ گھوڑے پر سوار ہوئے اور حکم دیا کہ تم رکاب تھام کے چلو، جب وہ آئے تھے تو شیخ نے رکاب تھامی تھی اور اب حالت یہ ہے کہ گرتے پڑتے شیخ کے ساتھ دوڑتے جارہے ہیں،لہولہان ہو گئے، پیروں میں زخم آئے،خون نکل آیا مگر کیا مجال کہ یہ رکاب سے الگ ہو جائیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ شیخ حکم دیں اور اطاعت نہ کی جائے؟اسی شان سے سارا دن بسر ہوا،شام کو واپس پہنچے تو صاحبزادہ کو حکم دیا کہ غسل کرو،صاحبزادے نے غسل کیا، کپڑے وغیرہ بدلوائے۔اس کے بعد مجمع جمع ہوا اور بھرے مجمع میں صاحبزادے کو کھڑے کر کے جوتا ہاتھ میں دیا اور فرمایا: یہ غلام حاضر ہے،سر حاضر ہے، یہ جوتا ہے۔ میں اسی طرح خانہ زاد غلام ہوں۔ دادا کی میراث مل نہیں سکتی تھی اگر یہ محنت اور ریاضت نہ ہوتی۔ نفس کا کبر رفع نہ ہوتا۔اب تمہیں دادا کی میراث مبارک ہو، خلافت دی اور پگڑی سر کے اوپر باندھی۔ وہ گویا بے ادبی نہیں تھی بلکہ مجاہدہ تھا کہ اس کے بغیر نفس کی اصلاح نہیں ہوسکتی تھی،تو ریاضت اور مجاہدے اس لئے ہوتے ہیں کہ ادب کا مضمون قلب میں پیدا ہو جائے۔ (۱)

(۱) خطبات حکیم الاسلام:عنوان:ادب اور اختلاف رائے،ج ۳ص ۱۷۰ تا ۱۷۲

اکابر علماء دیوبند کے ادب واحترام کے پرتاثیر واقعات

حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ اور غلافِ کعبہ کے رنگ کا ادب

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ جب ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، تو عمر بھر سیاہ جوتا نہیں پہنا، سرخ یا زرد رنگ کا جوتا پہنا کرتا تھے۔ فرمایا: سیاہ رنگ کا جوتا ممنوع نہیں، مگر بیت اللہ کا غلاف سیاہ ہے، تو پاؤں میں اس رنگ کا جوتا کیسے پہنوں؟ اس ادب کی وجہ سے سیاہ رنگ کا جوتا پہننا چھوڑ دیا۔ پگڑی تو باندھتے سیاہ رنگ کی کہ یہ تو ادب کا مقام ہے مگر قدموں میں نہیں۔

اب اگر آپ یوں کہیں کہ صاحب! کسی روایت، کسی حدیث میں تو نہیں آیا، تو حدیث میں تو ادب کا حکم آیا ہے۔ لیکن ادب جب رچ کر غلبہ حال کے درجہ میں آجاتا ہے تو بعید سے بعید چیز بھی ادب کے درجہ میں آتی ہو انسان اس کا بھی لحاظ رکھتا ہے اور عمل کرتا ہے۔ ❶

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور شیخ کا ادب

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ایک بار حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے ایک مضمون لکھ کر نقل کے واسطے مولانا کو دیا، اس میں ایک جگہ املاء کی غلطی تھی اور وہ غلطی اتفاقاً ہوگئی تھی، مگر مولانا کا ادب دیکھئے کہ اس میں خود اصلاح نہیں کی بلکہ اس لفظ کی جگہ چھوڑ دی، بعد میں حاجی صاحب سے آکر عرض کیا کہ اس مضمون میں ایک لفظ سمجھ میں نہیں آیا اس کو دوبارہ بتلایا جائے۔ حاجی صاحب نے جو اس کو دیکھا تو قلم لیکر فوراً کاٹ دیا اور صحیح طور پر لکھ دیا اور فرمایا کہ یہاں مجھ سے املاء میں غلطی ہوگئی، اس کے بعد حاجی صاحب بار بار واقعہ بیان فرماتے تھے اور مولانا کی تعریف فرماتے

❶ خطبات حکیم الاسلام: عنوان: ادب اور اختلاف رائے، ج ۳ ص ۱۷۳

تھے کہ سبحان اللہ مولانا میں ادب کا بہت ہی بڑا حصہ ہے کہ باوجود بڑے عالم ہونے کے خود غلطی کو درست نہیں کیا، بلکہ اول تو دکھایا جب میں نے درست کردیا بعد میں صحیح نقل کیا۔

فائدہ: مولانا نے اس واقعہ پر نہ تو غلو فی الاعتقاد سے کام لیا کہ پیر کی غلطی کو غلطی بھی نہ سمجھے اور نہ بے ادبی کی کہ اصلاح خود کرکے پیر سے کہہ دیتے کہ یہاں آپ نے غلطی کی تھی میں نے اس کو صحیح کردیا ہے، بلکہ لطیف طریقہ سے شیخ کو مطلع کردیا، جب انہوں نے خود غلطی کی اصلاح کردی اس کے بعد صحیح لفظ لکھا۔ (۱)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا اپنے شیخ کے ہم وطن جمدار کا اکرام کرنا

ایک قصہ منقول ہے کہ ایک دفعہ تھانہ بھون کا ایک بھنگی اور جمدار دیوبند آیا، بھنگی اور جمدار کو ظاہر ہے کہ ہمارے معاشرے میں کیا حیثیت دی جاتی ہے، لیکن بیان کرنے والوں کا کہنا ہے کہ مولانا اس کے اکرام اور اس کی تعظیم میں اس قدر پیش پیش تھے کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہورہی تھی کہ یہ ایک جمدار ہے اس کا احترام؟ مولانا خاندانی طور پر بہت عالی نسب تھے اور خاندانی وجاہت بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی، اس کے باوجود ایک بھنگی اور جمدار کا یہ اکرام، اس کی اس قدر رعایت، تو لوگوں سے رہا نہیں گیا، انہوں نے دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا بات ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ تمہیں نہیں معلوم یہ تھانہ بھون کا رہنے والا ہے اور تھانہ بھون وہ میرے شیخ حاجی امداد اللہ کا وطن ہے، اپنے شیخ کے وطن کی نسبت کی بنا پر مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ ایک بھنگی کا ادب کرتے تھے۔ ہمارا مزاج کچھ ایسا بن گیا ہے کہ ہم اپنے مشائخ کا بھی ادب نہیں کرتے، اپنے اساتذہ کا بھی لحاظ نہیں رکھتے، اور ہمارے مشائخ اور اَسلاف

(۱) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۲۰

اِن کے وطن کے لوگوں کے ادب کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ ❶

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا سادات کے نابالغ بچوں کا بھی احترام وتعظیم

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ بانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق سنا کہ ان کی عادات میں ادب کالحاظ بے حد ہوتا۔ اگر سادات کا کوئی نابالغ بچہ بھی آجاتا تو سرہانہ چھوڑ کر پائنتی کی طرف بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ دنیا مخدوم زادوں کی عزت کرتی ہے، یہ سارے عالم کے مخدوم زادے ہیں۔ سارے عالم پر ان کی تعظیم واجب ہے، حالانکہ بچہ نابالغ ہے، مگر فرماتے یہ مخدوم زادہ ہے۔ یہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ❷

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اور شیخ الشیخ کے نواسے کا ادب وتعظیم

ایک دفعہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ مرادآباد تشریف لے گئے اور جانا آگے تھا، مرادآباد بھی ٹھہرے، پروگرام میں حضرت نے صرف ایک دن رکھا تھا، لوگوں نے اصرار کیا، مگر آپ نے انکار فرمادیا، تو علماء کا طبقہ جمع ہوکر آگیا کہ ٹھہر جائیں انکار کردیا کہ نہیں ٹھہروں گا۔ پھر بعض امراء جمع ہوکر آگئے، امراء سے کہا کہ جب علماء کی نہ سنی، تو آپ کی کیسے مانوں؟ مرادآباد کے لوگوں کے دل میں ٹھن گئی کہ کسی نہ کسی طرح ٹھہراؤ، تو ایک نے مشورہ دیا کہ ان کو ٹھہرانے کی ایک ہی صورت ہے۔ فلاں دفتر میں ایک کلرک لڑکا چودہ پندرہ سال کا ہے، اسے بلالاؤ، وہ ٹھہرا سکے گا۔ جب وہ آیا، حضرت رحمہ اللہ ادب سے اپنی مسند چھوڑ کر کھڑے ہوگئے۔ جھک کر مصافحہ کیا اور اپنی جگہ پر اس کو بٹھا

---

❶ مجالس علم وذکر: علم، آلاتِ علم اور اہلِ علم کے آداب، ج ۲، ص ۸۶، ۸۷

❷ خطبات حکیم الاسلام: عنوان: ادب اور اختلاف رائے، ج ۳ ص ۱۷۰

دیا، خود مؤدب ہو کر سامنے بیٹھ گئے۔ اس نے کہا کے حضرت جی چاہتا ہے کہ کچھ ٹھہر جائیں، فرمایا: بہت اچھا۔ ٹھہر گئے اور اتنے ٹھہرے کہ ایک ہفتہ تک ٹھہر گئے۔ لوگوں نے سوچا کہ حضرت اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک وہ لڑکا نہیں کہے گا۔ تب آ کر اس نے اجازت دی۔

وہ بات کیا تھی؟ بات یہ تھی کہ حضرت کے شیخ حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ تھے اور حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ کے شیخ میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ تھے، اور یہ لڑکا میاں جی مرحوم کا نواسہ لگتا تھا، تو شیخ کی نسبت کا اتنا ادب تھا کہ ان کے حکم کی وجہ سے وہیں رک گئے کسی کا حکم نہ مانا۔ یہ نسبت کا ادب تھا۔ شیخ کے بھی نہیں بلکہ شیخ الشیخ کے نواسے تھے، یہ ادب تب ہوتا ہے، جب اصل شیخ کا ادب دل میں ہو۔ حتی کی وطن کی نسبت کی وجہ سے شیخ کے وطن کے ساتھ شریف لگاتے ہیں۔ دیوبند شریف، نانوتہ شریف، مکہ شریف، تو وہ شریف کا لفظ تعظیم کی وجہ سے لگاتے تھے۔ نسبت کا ادب اور عظمت یہ کوئی غیر شرعی چیز نہیں۔ (۱)

کفر کا فتویٰ لگانے والوں کے ساتھ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سلوک

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ سنا کہ دہلی کا قیام تھا، حضرت کے خدام میں سے چند مخصوص تلامذہ ساتھ تھے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ اور دوسرے شاگرد مولانا احمد حسن امروہی رحمہ اللہ، حاجی امیر شاہ خان صاحب مرحوم بھی وہاں موجود تھے۔ مولانا احمد حسن صاحب نے اپنے ہمجولیوں میں بیٹھ کر فرمایا کہ لال کنویں کہ مسجد کے جو امام ہیں ان کی قراءت بہت اچھی ہے۔ کل صبح کی نماز ان کے

(۱) خطبات حکیم الاسلام: عنوان: ادب اور اختلاف رائے، ج ۳ ص ۱۷۰

پیچھے پڑھ لیں، تو شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ نے غصے میں آ کر فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی، بے غیرت، وہ ہمارے حضرت کی تکفیر کرتا ہے۔ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور بڑا سخت لہجہ اختیار کیا۔ یہ جملے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے کان میں پہنچے۔ اگلے دن حضرت نانوتوی رحمہ اللہ ان سب شاگردوں کو لے کر اسی مسجد میں صبح کی نماز پڑھنے کی خاطر پہنچے، اس امام کے پیچھے جا کر نماز پڑھی، سلام پھیرا، چونکہ یہ اجنبی تھے۔ نمازیوں نے دیکھا کہ ہیں تو علماء صورت، تو پوچھا کون ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ مولانا محمد قاسم ہیں اور وہ ان کے شاگرد شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور یہ مولانا احمد حسن امروہی ان کے تلمیذ ہیں۔ امام کو سخت حیرت ہوئی کہ میں رات دن انہیں کافر کہتا ہوں اور یہ نماز کے لئے میرے پیچھے آ گئے۔ امام نے خود بڑھ کر مصافحہ کیا اور کہا کہ حضرت میں آپ کی تکفیر کرتا تھا، میں آج شرمندہ ہوں، آپ نے میرے پیچھے نماز پڑھی۔ حالانکہ میں آپ کو کافر کہتا رہا۔ حضرت نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ میرے دل میں آپ کے اس جذبے کی قدر ہے اور زیادہ عزت دل میں بڑھ گئی ہے کیوں؟ اس واسطے کہ آپ کو جو روایت پہنچی کہ میں توہین رسول کرتا ہوں۔ تو آپ کی غیرت ایمانی کا یہی تقاضا تھا۔ ہاں البتہ شکایت اس کی ہے کہ روایت کی تحقیق کرنی چاہیے تھی۔ مگر بہر حال تکفیر کی بنیاد توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو مسلمان کرے گا تکفیر واجب ہوگی، دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ تو فرمایا کہ میرے دل میں آپ کی غیرت ایمانی کی قدر ہے۔ ہاں شکایت اس لئے ہے کہ ایک بار تحقیق کر لیتے کہ خبر صحیح ہے یا غلط، تو میں یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ یہ خبر غلط ہے اور میں خود اس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں جو ادنیٰ درجہ میں بھی نبی کی توہین کرے۔ اور اگر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ کے ہاتھ پر ابھی اسلام قبول کرتا ہوں۔ ''أَشْهَدُ اَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ''اب امام بے چارہ قدموں پر گر پڑا، بچھا جاتا ہے۔
تو بات صرف یہ تھی کہ ان حضرات کے دلوں میں تواضع اور ادب مع اللہ اس درجہ رچا ہوا تھا کہ نفسانیت کا شائبہ نہ رہا تھا۔ استہزاء اور تمسخر تو دور کی بات بلکہ اپنے معاندوں کی بھی بے قدری نہیں کرتے تھے۔ بلکہ صحیح محمل پر اتار کر یہ کہتے ہیں کہ جو ہمیں کافر کہتے ہیں یہ ان کی قوت ایمانی کی دلیل ہے۔ البتہ یہ تحقیق کر لینی چاہیے کہ واقعی ہم توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں؟ ہم معاذ اللہ دشمنان رسول ہیں یا دوستان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ اس کی تحقیق ان کو واجب تھی بلا تحقیق حکم نہیں لگانا چاہیے۔
تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ادب اور تأدب دین کی بنیاد ہے۔
جس کو عارف رومی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم گشت از فضل رب

حق تعالیٰ شانہ کے ہاں اس کا کوئی مقام نہیں جو گستاخ اور بے ادب ہے۔ ❶

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا اپنے معاصر علماء کا احترام

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ پیدل سفر کر کے گنگوہ پہنچے جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ نماز شروع ہونے کو تھی کہ لوگوں نے دیکھ کر خوشی سے کہا کہ مولانا آ گئے۔ مولانا آ گئے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ مصلے پر پہنچ چکے تھے، یہ سن کر نگاہ اٹھا کر مولانا کو دیکھا تو مصلے سے واپس ہو کر صف میں آ کھڑے ہوئے اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے نماز پڑھانے کے لئے فرمایا۔ مولانا (چونکہ باوضو تھے) سیدھے مصلے پر پہنچے۔ چونکہ پیدل سفر کر کے تشریف لے گئے تھے پاجامے کے پائنچے چڑھے ہوئے تھے اور پیر گرد آلود تھے، مگر غایتِ سادگی سے اسی

❶ خطبات حکیم الاسلام: عنوان: ادب اور اختلاف رائے، ج ۳ ص ۱۷۶، ۱۷۷

ہیئت میں مصلے کی طرف چلے۔ جب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی محاذات (برابری) میں پہنچے تو مولانا نے صف میں سے آگے بڑھ کر رومال سے پہلے پیروں کی گرد صاف کی اور پھر پائنچے کچھ نیچے کئے اور فرمایا اب نماز پڑھایئے اور خود واپس صف میں آ کھڑے ہوئے۔ مولانا محمد یعقوب صاحب نے نماز پڑھائی، حالانکہ مولانا محمد یعقوب صاحب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے استاذ نہیں ہیں، اس کے باوجود حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اِن کا اس قدر ادب واحترام کرتے تھے کہ جیسا استاد کا ادب کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''مجھ کو اس سے بیحد مسرت ہوئی کہ مولانا نے میری خدمت سے انکار نہیں فرمایا قبول فرمالی۔''

فائدہ: سچ تو یہ ہے کہ ایسے حضرات اور ایسی جماعت نظر سے نہیں گزری، جن کی سادگی، محبت، خلوص اور ایک دوسرے کا اکرام واحترام ضرب المثل بن چکا ہو۔ ❶

شیخ کی جگہ کا ادب

امیر شاہ خان صاحب نے نقل کیا ہے حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ جب میں ابتداء میں گنگوہ کی خانقاہ میں آ کر مقیم ہوا ہوں تو خانقاہ میں بول وبراز نہ کرتا تھا، بلکہ باہر جنگل جاتا تھا کہ شیخ کی جگہ ہے۔ حتی کہ لیٹنے اور جوتا پہن کر چلنے پھرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ ❷

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا حضرت حاجی صاحب کا ادب واحترام

ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب اور حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ ایک مرتبہ ساتھ بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے کہ مولانا شیخ محمد صاحب آ گئے، دیکھ کر کہنے لگے آہا!

❶ ملفوظات حکیم الامت: ملفوظ ۲۹۰، ج ۴ ص ۲۸۱، ۲۸۲

❷ ارواح ثلاثہ: حکایت نمبر: ۳۰۴، ص ۲۸۸، ۲۸۹

آج تو مرید صاحب کے اوپر بڑی نوازش ہورہی ہے کہ ساتھ کھانا کھلایا جارہا ہے۔ حضرت حاجی صاحب باوجودیکہ حضرت مولانا کا بے حد ادب فرماتے تھے مگر اس وقت مصلحت تربیت کے لیے فرمایا کہ ہاں ہے تو میری عنایت کہ میں اس طرح ساتھ بٹھلا کر کھانا کھلا رہا ہوں ورنہ مجھ کو تو یہ حق ہے اوران کی حیثیت یہ ہے کہ میں روٹی ان کے ہاتھ پر رکھ کر کہتا کہ وہاں بیٹھ کر کھاؤ اور اس ارشاد کے ساتھ کن آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کوئی تغیر تو نہیں ہوا۔ یہ واقعہ ہے کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ پر ذرا برابر ناگواری کا اثر نہیں ہوا، کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کو ناگوار تو نہیں ہوا تھا؟ فرمایا: جہاں سے کچھ ملا کرتا ہے یا ملنے کی کچھ امید ہوتی ہے وہاں سے ناگواری نہیں ہوا کرتی، تو یہ تو وہ راہ ہے کہ بڑوں بڑوں کو چرکہ دیا جاتا ہے۔ ❶

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا غایت درجہ ادب

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حرم مکہ میں سیلاب آیا اور حرم شریف میں پانی بھر گیا، تو مقام ابراہیم، یعنی وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی، وہ اب بھی محفوظ ہے اور اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان بھی ہے۔ اس کے لئے ایک چھوٹی سی عمارت بنی ہے، اس کے اندر وہ نشان محفوظ ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى.﴾ (البقرة: ۱۲۵)

جب طواف کر کے دوگانہ ادا کرتے ہیں تو مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا مسنون ہے۔ الغرض سیلاب جو آیا تو مقام ابراہیم پر بنی ہوئی عمارت کا برج گر پڑا اور وہ مقام ابراہیم کے اوپر آ گیا تو اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا اور وہ کنارہ اسی وقت شریف مکہ کے خزانے

❶ حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات: ص ۳۴۴

میں پہنچا دیا گیا، وہ چیز مقدس تھی۔ شریف مکہ، علماء ومشائخ کو وقتاً فوقتاً اس پتھر کی زیارت کراتے تھے۔ خدا جانے کیا صورت پیش آئی کہ اس کے دو تین ٹکڑے ہو گئے۔ اس میں سے ایک چھوٹا ٹکڑا شریف مکہ نے ہدیہ کے طور پر بعض مشائخ کو دیا اور وہ کسی نہ کسی طرح منتقل ہو کر حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس پہنچ گیا۔ مولانا کی عادت یہ تھی کہ اس مقام ابراہیم کے ٹکڑے کو نکال کر پانی میں ڈالتے اور وہ پانی اہل مجلس میں تقسیم کیا جاتا، اس ٹکڑے میں سے کچھ ریزے گر گئے، حضرت نے فوراً ریزوں کو جمع کر کے آنکھوں کے سرمہ میں شامل کر لیا، جب آنکھوں میں سرمہ لگاتے تو وہ حل کیا ہوا پتھر بھی آنکھوں میں جاتا تو یہ ادب کی بات تھی۔ طبی اصول پر دیکھا جائے تو آنکھوں کے اندر مٹی یا پتھر کا ریزہ ڈالنا بینائی کے لئے نقصان دہ ہے مگر اس چیز کی پرواہ نہ تھی۔ بینائی کیا چیز ہے؟ اس شرف کے مقابلہ میں جو مقام ابراہیم کی مجاورت اور قرب سے نصیب ہوتا ہے۔ بہر حال دین کی بنیاد ادب وتوقیر اور تعظیم پر ہے۔ اللہ اور شعائر اللہ کی تعظیم، بیت اللہ، کتاب اللہ، اہل اللہ کی تعظیم، غرض جو بھی اللہ کی طرف منسوب ہو جائے، اس کی عظمت وتوقیر کرنا یہ دین کی بنیاد ہے۔ ❶

شیخ الہند رحمہ اللہ کا استاذ کے احترام میں جوتیاں سر پر رکھنا

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہند جب اس سفر پر جانے لگے جس میں قید کر کے مالٹا پہنچا دیئے گئے تو ہمارے گھر تشریف لائے، اس وقت دادی صاحبہ (اہلیہ حضرت مولانا قاسم صاحب) حیات تھیں، دہلیز کے پاس پردہ کے پیچھے پیڑھا ڈال دیا گیا اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اماں جی! مجھے اپنی جوتیاں دے دیجئے، اندر سے جوتیاں دے دی گئیں، تو ان کو اپنے سر پر رکھ کر

❶ خطبات حکیم الاسلام: عنوان: ادب اور اختلاف رائے، ج ۳ ص ۱۷۳، ۱۷۴

دیر تک روتے رہے اور فرمایا کہ میں اپنے استاذ (حضرت مولانا قاسم صاحب) کی خدمت کا حق ادا نہ کرسکا، اس کا مجھے افسوس ہے۔ ❶

حضرت لاہوری کا حضرت امیر شریعت کا ادب واحترام

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ امیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ پر دل وجان سے عاشق تھے۔ ایک دفعہ منبر پر کھڑے کھڑے حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے دیکھا کہ شاہ جی مرحوم مسجد میں بغیر صف کے بیٹھے ہیں تو آپ نے منبر سے اتر کر اپنا جائے نماز لے جا کر شاہ جی رحمہ اللہ کو پیش کیا۔ لیکن شاہ جی رحمہ اللہ تیزی سے محراب میں پہنچے اور اپنے سر مبارک کا رومال اتار کر حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے قدموں میں بچھا دیا۔ ❷

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور کتابوں کا ادب

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں کتاب کو اپنے تابع نہیں کرتا، بلکہ خود ہی ہمیشہ کتاب کے تابع ہو کر مطالعہ کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ سفر وحضر میں کبھی نہیں دیکھا گیا کہ لیٹ کر مطالعہ کر رہے ہوں، بلکہ کتاب کو سامنے رکھ کر مؤدب انداز سے بیٹھتے، گویا شیخ کے آگے بیٹھے ہوئے استفادہ کر رہے ہوں۔

یہ بھی خود ارشاد فرمایا: میں نے سات سال کی عمر کے بعد دین کی کسی کتاب کو وضو کے بغیر ہاتھ نہیں لگایا۔ ❸

---

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع، ج ۲ ص ۲۵۸

❷ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات: ص ۳۸۷، ۳۸۸

❸ نقشِ دوام: کتاب کا احترام، ص ۱۱۵

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا اپنے استاذ کا ادب واحترام

مولانا مشیت اللہ صاحب کے بڑے صاحبزادے حکیم محبوب الرحمٰن فاضل دیوبند کا بیان ہے:

میں جب دیوبند پڑھتا تھا تو حضرت شاہ صاحب کیساتھ آپ کے رہائشی کمرہ میں میرا قیام تھا، حضرت کو پان کی عادت تھی۔ ایک روز میں نے پان لگا کر پیش کیا تو آپ نے منہ میں رکھا ہی تھا کہ شیخ الہند سامنے سے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے، جو کسی ضرورت سے اپنے شاگرد کے پاس تشریف لا رہے تھے۔ شاہ صاحب کو حضرت کے آنے کی اطلاع کی گئی میں اس اضطراب کو بھول نہیں سکتا جو اس وقت شاہ صاحب پر اپنے استاد کی آمد اور منہ سے پان نکالنے کی عجلت کی صورت میں طاری تھا۔ تیزی کیساتھ اپنے منہ کو صاف کیا اور کمرے کے دروازے پر ایک سراپا انکسار خادم کی حیثیت سے اپنے آقا کے استقبال کیلئے کھڑے ہو گئے۔ ❶

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور کتابوں کا ادب واحترام

حکیم الامت تھانوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) کے یہاں کمرے میں ایک کھونٹی تھی، جس پر پرانے کپڑے ٹانگ دیا کرتے تھے، کبھی کبھی اوروں سے بھی یہ کام لے لیا کرتے تھے، مگر جب کسی اور سے یہ کام لیتے تو ہدایت فرماتے کہ دیکھ لینا تپائی کے اوپر کوئی کتاب تو نہیں رکھی ہے؟ کہ کبھی پرانے کپڑے اوپر ہو جائیں اور کتابیں نیچے رہ جائیں۔ ❷

---

❶ اسلاف کے حیرت انگیز واقعات: ص ۹۰

❷ ملفوظات فقیہ الامت: ج ۱ ص ۶۸

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اپنے شیخ کا اکرام ووفا

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: میں دار العلوم دیوبند میں طالب علم تھا اور مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ ہمارے استاذ تھے اور وہ وہاں حدیث پڑھاتے تھے، اُدھر گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے یہاں بھی دورہ حدیث ہوتا تھا، حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کا مرتبہ اور مقام علماء اور اہل علم کے درمیان معروف تھا، اس لئے طلباء کا رجوع اُدھر زیادہ ہوتا تھا۔

دیوبند میں طلباء فنون کی تعلیم مکمل کر لیتے تھے اور جب دورہ حدیث کا وقت آتا تھا تو ان میں بہت سے مولانا یعقوب صاحب کو چھوڑ کر دیوبند سے گنگوہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس چلے جاتے تھے، گنگوہ میں صرف دورہ حدیث کی تعلیم تھی باقی درجات نہیں تھے، تو مولانا فرماتے ہیں کہ جب ہمارے دورہ حدیث کا سال آپہنچا تو ساتھیوں نے کہا کہ چلو گنگوہ چلتے ہیں، وہاں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے حدیث پڑھیں گے، مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ ہمارا یہ مدرسہ ہے؟ یہاں پڑھتے چلے آرہے ہیں، یہاں دورہ حدیث کا نظم قائم اور موجود ہے، میں اس مدرسہ اور اساتذہ کو چھوڑ کر گنگوہ چلا جاؤں، یہ مجھے بے وفائی معلوم ہوتی ہے اور اپنے اساتذہ اور مدرسہ کے ادب کے خلاف نظر آتا ہے۔ میں تو نہیں جاؤں گا! اور مولانا فرماتے ہیں کہ میں نہیں گیا اور مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ سے حدیث پڑھی اور آگے فرماتے ہیں کہ اللہ کا فضل اور احسان ہے کہ حق تعالی نے مجھے حدیث کے علم میں اپنے ساتھیوں سے کم نہیں رکھا بلکہ زیادہ ہی کیا، یہ سب اپنے اساتذہ اور مدرسہ کے ادب کی وجہ سے ہوا اور ادب کا یہی تقاضا تھا۔ (۱)

(۱) مجالس علم وذکر: علم، آلاتِ علم اور اہلِ علم کے آداب، ج ۲ ص ۸۳، ۸۴

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اختلافِ رائے کے باوجود ادب

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مولانا تھانوی رحمہ اللہ کو دیکھا کہ مولانا احمد رضا خاں سے بہت سی چیزوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ قیام، عرس، میلاد وغیرہ مسائل میں اختلاف رہا۔ مگر جب مجلس میں ذکر آیا تو فرماتے: مولانا احمد رضا خاں صاحب۔ ایک دفعہ مجلس میں بیٹھنے والے ایک شخص نے کہیں بغیر مولانا کے احمد رضا کہہ دیا۔ حضرت نے ڈانٹا اور خفا ہو کر فرمایا کہ عالم تو ہیں، اگر چہ اختلاف رائے ہے۔ تم منصب کی بے احترامی کرتے ہو، کس طرح جائز ہے؟ رائے کا اختلاف اور چیز ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم ان کو خطا پر سمجھتے ہیں اور صحیح نہیں سمجھتے۔ مگر ان کی توہین اور بے ادبی کرنے کا کیا مطلب؟ مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے ''مولانا'' نہ کہنے پر برا مانا، حالانکہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے مقابل جو مولانا تھے وہ انتہائی گستاخی کیا کرتے تھے۔ مگر مولانا تھانوی رحمہ اللہ اہل علم میں سے تھے۔ وہ تو نام بھی کسی کا آیا تو ادب ضروری سمجھتے تھے۔ چاہے بالکل معاند ہی کیوں نہ ہو۔ مگر ادب کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہیے۔ ❶

مفتی اعظم ہند حضرت کفایت رحمہ اللہ کا کمالِ ادب

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاں ایک سال دورہ حدیث میں سوات کے مولوی عبد الحق بھی شریک تھے، انہوں نے رات کو خواب میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ درس حدیث کی مسند پر حضرت مفتی صاحب کی جگہ تشریف فرما ہیں، ریش مبارک سفید ہے اور صحیح مسلم کی ایک حدیث پڑھا کر اس پر محدثانہ تقریر فرما رہے ہیں، عجیب بات یہ تھی کو مولوی صاحب کو وہ تقریر جاگنے کے بعد

---

❶ خطبات حکیم الاسلام: عنوان: ادب اور اختلاف رائے، ج ٣ ص ١٧٦

بھی ٹھیک اسی طرح یاد رہی جیسی سنی تھی، صبح حضرت مفتی صاحب درس کے لئے تشریف لائے، اپنی مسند پر بیٹھ کر کتاب کھولی تو مولوی عبدالحق نے کہا: حضرت! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، اجازت مل گئی تو انہوں نے اپنا رات والا خواب سنایا، وہ خواب سنتے ہیں حضرت مفتی صاحب اپنی مسند سے کھڑے ہوگئے، فرمانے لگے عبدالحق! قبلہ رخ کھڑے ہوکر خدا کو گواہ بنا کر کہو کہ واقعی تم نے خواب میں اسی طرح دیکھا، مولوی صاحب تعمیل حکم بجالائے تو حضرت مفتی صاحب مسند سے ہٹ کر سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا عبدالحق! تمہارا خواب سچا ہے۔

اور اس کے بعد حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ چالیس روز تک احتراماً اس مسند پر نہیں بیٹھے، معاملہ اگرچہ خواب کا تھا لیکن بات ادب اور عشق کے اعلیٰ مقام کی تھی۔ ❶

ادب واحترام کے سبب عوام میں نہایت محبوبیت ومقبولیت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک استاذ تھے، ان کے ادب کا حال یہ تھا کہ ہم نے کبھی ان کو ننگے سر نہیں دیکھا، چاہے سردی ہو یا گرمی ہو، لیکن وہ ٹوپی نہیں اتارتے تھے، دوسری بات یہ کہ ہم نے کبھی ان کو پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا، وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پاؤں پھیلا کر لیٹنا ادب کے خلاف ہے، اسی طرح سر سے ٹوپی اتارنا ادب کے خلاف ہے، اس لیے وہ ٹوپی بھی نہیں اتارتے تھے، حالاں کہ کوئی مضائقہ نہیں، قرآن میں ہے:

﴿اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ (ھود: ۵)

❶ عشق رسول اور علماء دیوبند: مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، ص ۱۴۹

ترجمہ: دیکھو یہ (کافر) لوگ اپنے سینوں کو اس سے چھپنے کے لیے دہرا کر لیتے ہیں۔ یادرکھو جب یہ اپنے اوپر کپڑے لپیٹتے ہیں، اللہ ان کی وہ باتیں بھی جانتا ہے جو یہ چھپاتے ہیں، اور وہ بھی جو یہ علی الاعلان کرتے ہیں، یقیناً اللہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کا (بھی) پورا پورا علم رکھتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب قضائے حاجت کے لیے بیٹھتے تو سینے جھکا دیتے یا پردہ ڈال دیتے تھے، محض اللہ تعالیٰ سے حیاء کی بنیاد پر، تو قرآن نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو چھپانے کے باوجود دیکھ رہا ہے، اس تکلف کی ضرورت نہیں، یہ ضروریات بشریہ میں سے ہیں، لیکن اس کے لیے طریقہ ہے، قاعدہ یہ ہے کہ آدمی جب قضائے حاجت کے لئے جائے تو جب بیٹھنے کے قریب ہو ازار کو اس وقت نیچے کرے، اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ آپ بے پردہ نہیں ہوں گے، کھڑے ہونے کی حالت میں ازار کو اپنی جگہ سے نیچے کرنا یہ حیاء کے خلاف ہے، اس میں آدمی بالکل ننگا ہو جاتا ہے، باقی یہ نہیں کہ سینہ جھکائے یا اپنے اوپر پردہ ڈالے، اس تکلیف کی ضرورت نہیں، تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ حال تھا اور ان کو اس طرح بے پردہ ہونا بھی گوارا نہ تھا، لیکن شریعت نے منع کر دیا۔

بہر حال ہمارے استاذ پاؤں نہیں پھیلاتے تھے، یہ ان کا حال تھا اور اچھا حال تھا، لیکن شریعت نے اس کا مکلّف نہیں بنایا اور یہ بھی ان کا حال تھا کہ کہیں کاغذ کا پرزہ پڑا ہوتا اٹھا لیتے اور فرماتے یہ تحصیل علم کا آلہ ہے اور اس کا احترام کرنا چاہیے، تو اس ادب کا نتیجہ یہ تھا کہ جب استاذ کے ہاں بخاری کا ختم ہوتا تو پچاس ہزار افراد شریک ہوتے اور ایک جم غفیر ہوتا۔

جمعہ کے روز مولانا کی مجلس ایک گھنٹے کی ہوتی اور اس میں شرکت کے لیے پچاس، ساٹھ،

ستر میل دور سے لوگ آتے اور مجمع اتنا ہوتا کہ شامیانے لگے ہوئے ہیں، لیکن ناکافی ہیں۔ یہ اس ادب کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے لوگوں کے دِلوں میں ایسی کشش پیدا کی کہ وہ دور دراز سے آتے تھے، ادب سے علم میں برکت ہوگی، آپ جتنے باادب ہوں گے اتنی ہی آپ کے علم میں برکت ہوگی اور اللہ تعالیٰ علوم کی فراوانی عطا فرمائیں گے۔

والدین کا ادب ہو، کتاب کا ادب ہو، استاذ کا ادب ہو، کاغذ کا ادب ہو، کتابوں میں باہمی رعایت ہو کہ تفسیر پر حدیث کی کتاب نہ رکھی جائے، حدیث پر فقہ کی کتاب نہ رکھی جائے، فقہ پر منطق کی کتاب نہ رکھی جائے، اسی طرح قرآن پڑھنے کے بعد اس کو اپنی جگہ پر رکھیں، آج کل بیٹے ماں باپ کے نافرمان ہیں، استاذ کا ادب نہیں، کلاس اور کتاب کا ادب نہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ علم میں برکت نہیں۔ پہلے زمانے میں اتنے مولوی نہیں ہوتے تھے، لیکن علم میں برکت تھی، آج کل تو ٹی وی ہے، ڈش ہے، بیہودہ لٹریچر ہے، جس کی وجہ سے ہر طرف بے حیائی ہے، اگر آپ بازاروں میں جائیں گے تو روحانیت متاثر ہوگی اور اگر آپ ان سے بچیں اور ادب کا اہتمام ہو تو آپ کا فیض عام ہوگا۔ ❶

مدینہ منورہ کا ادب واحترام

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ ایک بار حج کے سلسلہ میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں اپنے شاگرد مولانا محمد حسن جان صاحب کے اصرار پر مدینہ یونیورسٹی بھی تشریف لے گئے۔ اس وقت کے الامین العام الشیخ عبودی صاحب نے باتوں باتوں میں مولانا سے پوچھا کہ:

''حضرت! مدینہ منورہ کی آب وہوا کیسی ہے؟''

❶ مجالس علم وذکر: ادب کی اہمیت، ج ۲ ص ۵۹ تا ۶۱

حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مدینہ منورہ کی ہوا کے بارے میں کیوں دریافت کرتے ہو؟ مدینہ منورہ کی ہوا تو اس وقت سے مبارک ہوگئی ہے جس وقت سے حضور صلی اللہ علیہ سلم یہاں ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں، میری طبیعت کے متعلق پوچھو کہ تم یہاں آکر کیسے ہو؟ اگر میں ٹھیک رہا تو یہ میری طبیعت کی صحت کی علامت ہوگی اور اگر میں بیمار رہا تو یہ میری طبیعت کا نقصان ہوگا۔ مدینہ منورہ کی ہوا تو مبارک ہی مبارک ہے۔''

شیخ عبودی صاحب، بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ:

''میرا مقصد بھی یہی تھا''

فائدہ: بلد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احترام ملحوظ تھا، جو اشخاص مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس غایت درجہ احترام کریں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر ادب و احترام کرتے ہوں گے۔ ❶

طلباء پر اساتذہ کا رنگ اور عقیدت واحترام کیسے پیدا ہوگا؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے زمانے میں طلباء پر اپنے اساتذہ کے سوا کسی کا رنگ واثر نہ جمتا تھا، طلباء کو اپنے اساتذہ سے خاص محبت وعقیدت اور اساتذہ کو ان پر خاص شفقت ہوتی تھی، اب مزاج ومذاق بدل گئے، طلباء واساتذہ میں وہ تعلق قائم نہیں رہا، اِس لئے علمی ذوق اور علمی رنگ بھی ان میں پیدا نہیں ہوتا اور کسی رنگ میں بھی پختگی نہیں ہوتی، علمی استعداد اور علمی تربیت سب ہی کمزور ہوگئیں، اِس لئے مدارس میں طلباء کی تربیت اور اساتذہ کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا اور ایسے طریقے اختیار کرنا بہت ضروری ہیں کہ طلباء اساتذہ میں باہم

❶ ماہنامہ الحق: ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء، ص ۴۵

ربط ومناسبت پیدا ہو۔ ❶

شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ کا استاذ کا احترام اور خدمت

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنے اساتذہ کی چھوٹی اور بڑی سے بڑی خدمت کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کیا۔

حضرت مولانا محمد جلیل صاحب استاذ دار العلوم دیوبند نے ایک مرتبہ اپنا چشم دید واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہند کے یہاں ایک دفعہ بہت زیادہ مہمان آ گئے تھے، بیت الخلاء صرف ایک ہی تھا، لہذا دن بھر کی گندگی سے بھرا ہو جاتا تھا، لیکن مجھے تعجب تھا کہ روزانہ صبح صادق سے پہلے ہی صاف ہو جاتا تھا، چنانچہ ایک دن تمام رات اس راز کو معلوم کرنے کے لئے بیدار رہا اور دور سے جھانکتا رہا، پس جب رات کے دو بجے تو حضرت مدنی ٹوکرا لے کر پاخانہ میں داخل ہوئے اور پاخانہ ٹوکرے میں بھر کر جنگل کا رخ کیا، فوراً ہی میں نے جا کر راستہ روک لیا تو ارشاد فرمایا: دیکھئے کسی سے تذکرہ نہ کیجئے گا۔ ❷

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ کا شیخ کا ادب واحترام

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ کی حیات مبارکہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کو جب مہمان خانہ میں جانا ہوتا تو کبھی مدرسہ کی چار پائی پر تشریف نہ رکھتے، مہمان سے بات کرتے تو کھڑے رہتے یا بیٹھنے کی ضرورت ہوتی تو فرش پر بیٹھ جاتے اور مہمان حضرت قدس سرہ کے ساتھ چار پائی پر ہوتے، مگر حضرت قدس سرہ کے وصال کے بعد چونکہ حضرت شیخ مدظلہ جانشین کے طور پر ہو گئے، تو یہ

---

❶ مجالس حکیم الامت: ص ۱۶۲

❷ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۶۳

مشکل پیش آئی کہ اگر حضرت زمین پر تشریف رکھیں تو مہمان مدرسہ کیسے چار پائی پر بیٹھے رہیں ان کو بھی نیچے اترنا پڑتا۔ اس پر حضرت نے اس وقت سے ہمیشہ کے لئے مدرسہ کی تمام چار پائیاں اور بستر اپنے ذاتی بنوانے شروع کر دیے تاکہ ان کو حضرت اوران کے ذاتی مہمان بھی استعمال کر سکیں۔ ❶

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا اسباق کو باوضو پڑھنے کا اہتمام

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک رفیق درس محمد حسن مرحوم تھا۔ والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے دورہ حدیث میں میرے اور مرحوم کے دو اہتمام تھے۔ ایک یہ کہ کوئی حدیث ایسی نہ ہو کہ جو استاد کے سامنے پڑھنے سے رہ جائے، دوسرے یہ کہ بے وضو کوئی حدیث نہ پڑھی جائے۔ میرا اور مرحوم کا دستور یہ تھا کہ ہم میں سے جس کو وضو کی ضرورت پیش آ جاتی (اس لئے کہ پانچ چھ گھنٹے مسلسل سبق ہوتا تھا) وہ دوسرے کو کہنی مار کر یکدم اُٹھ جاتا اور دوسرا ساتھی فوراً ابا جان پر کوئی اشکال کر دیتا۔ اگرچہ اس کی نوبت تو بہت کم آتی تھی۔ مہینے دو مہینے میں اس کی نوبت آتی تھی اس لئے کہ صحت اچھی تھی، اس سیہ کار کا تو اس زمانے میں ظہر کے وضو سے عشاء پڑھنے کا معمول سالہا سال رہا، پھر بھی کبھی نہ بھی ضرورت پیش آ جاتی تھی۔ والد صاحب پہلی مرتبہ ہی سمجھ گئے تھے کہ یکدم ایک ساتھی اٹھا ایک منٹ میں آستین اتارتا ہوا بھاگا آ رہا ہے اس سے ان کو اندازہ بھی ہو گیا تھا اور اس چیز سے ان کو مسرت بھی تھی۔ ایک مرتبہ محمد حسن مرحوم اللہ تعالیٰ ان کو بہت ہی بلند درجے عطا فرمائے۔ میرے کہنی مار کر اُٹھا اور اس کے اُٹھتے ہی میں نے والد صاحب نور اللہ مرقدہ سے عرض کیا کہ حضرت فتح القدیر میں یوں لکھا ہے اور بالکل بے سوچے کہا۔ اس فقرہ پر

❶ اکابر کا تقویٰ: فصل پنجم، ص ۵۵

والد صاحب رحمہ اللہ بے ساختہ ہنس پڑے اور کتاب میں نشان رکھ کر اس کو بند کر کے مجھ سے فرمایا کہ جب تک حسن آئے میں تمہیں ایک قصہ سنادوں۔ میں تمہاری فتح القدیر سے کہاں لڑتا پھروں گا۔ چنانچہ ایک قصہ سنادیا (اور وہ مرحوم واپس آ گئے) ہم دونوں کے وضو میں آدھے منٹ سے زائد وقت نہ لگتا تھا۔ ❶

مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ کا استاذ کے ادب واحترام کے سبب عربی ادب میں مہارت

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں جب اپنے استاذ عرب صاحب سے پڑھتا تھا اس زمانے میں امتحان پیش آیا جو دیکھنے میں تو معمولی واقعہ تھا لیکن میرے کم سے کم عربی تعلیم اور زبان وادب کے حصول میں کامیابی کے سلسلے میں فیصلہ کن اثر رکھتا تھا، ہوا یہ کہ میرے انگریزی کے استاذ خلیل الدین صاحب ہنسوی نے جن کا عرب صاحب بڑا لحاظ کرتے تھے، ان سے میرے ایک ایسے طرز عمل کی شکایت کی جس سے ان کو اپنی اہانت کا احساس ہوا تھا، یہ احساس محض غلط فہمی پر مبنی تھا کہ میں نے یہ کہنے کے بعد کہ آج فلاں عذر کی وجہ سے میرے لئے سبق پڑھنا مشکل ہے؟ دروازہ ذرا زور سے بند کیا، عرب صاحب اس سے بہت متاثر ہوئے، اور انہوں نے بھائی صاحب سے اجازت لی کہ آج وہ میری اچھی طرح تنبیہ کریں گے ان کے مزاج میں قدرے شدت بھی تھی، اس واقعہ نے ان کو مشتعل کر دیا، اور انہوں نے مجھے اس پر اتنا زدوکوب کیا جو اس جرم اور واقعہ کی نوعیت سے بہت بڑھ گیا، بعد میں ان کو اس کا احساس ہوا کہ اس میں کچھ بے اعتدالی ہوگئی جس کے لئے مجھ سے معذرت بھی کی، شدہ شدہ یہ خبر والدہ صاحبہ کو رائے بریلی پہنچی، انہوں نے مجھ سے دریافت کیا اور

❶ اکابر کا تقوی: ص ۶۳/ آپ بیتی: باب دوم، ج ا ص ۹۰، ۹۱

کہا کہ معلوم ہوا ہے کہ عرب صاحب نے تمہیں بہت مارا، اللہ تعالیٰ نے اس وقت توفیق دی اور میں نے عرب صاحب کی پوری وکالت اور ان کی طرف سے مدافعت کی، اور ان کو اس تنبیہ وتادیب میں بالکل حق بجانب قرار دیا، والدہ صاحبہ مطمئن ہو گئیں اور میری تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس سعادت مندانہ رویہ نے جو محض توفیقِ الٰہی کا نتیجہ تھا مستقبل میں میرے لئے عربی زبان وادب کا ذوق پیدا ہونے اور اس کے ذریعہ سے دین وعلم کی خدمت کرنے کا فیصلہ کرادیا، اگر صورتِ حال اس کے برعکس ہوتی اور میں اپنے کو بری اور مظلوم قرار دیتا اور اپنے محسن ومربی استاذ کو حدود سے تجاوز کرنے والا تو شاید معاملہ برعکس ہوتا، اور میں ہمیشہ کے لئے ان کے فیضِ تعلیم اور عربی زبان وادب میں کامیابی سے محروم کردیا جاتا۔ [1]

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ کا شیخ کا ادب واحترام

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ جب حکیم الامت رحمہ اللہ کو دیکھتے تھے تو حضرت اپنی نظر ہٹا لیتے تھے اور جب خواجہ صاحب نیچے دیکھتے تھے تب حضرت انہیں دیکھ لیتے تھے۔ اس مضمون کو خواجہ صاحب نے حکیم الامت رحمہ اللہ کو خطاب کر کے ایک شعر میں بیان کیا:

یوں نظر تو مجھ پہ ڈالی جائے گی
جب میں دیکھوں گا ہٹالی جائے گی

اور فرمایا:

اِدھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا
پھر اُن کا مجھے اک نظر دیکھ لینا

[1] کاروانِ زندگی: توفیقِ الٰہی، ج ۱ ص ۹۱، ۹۲

خواجہ صاحب کانپور میں ڈپٹی کلکٹر تھے، ایک مرتبہ حکیم الامت رحمہ اللہ ان کے گھر مہمان تھے، ان کو پیرومرشد کی محبت کیسی تھی کہ جب حکیم الامت تانگے پر بیٹھ کر جانے لگے تو خواجہ صاحب ننگے پیر تانگے کے پیچھے دوڑنے لگے، یہ احساس بھی نہ کیا کہ میں اس شہر میں ڈپٹی کلکٹر ہوں۔ عشق جو ہے دیوانہ کرتا ہے، ننگ وناموس وکبر کو پاش پاش کر دیتا ہے، پھر خواجہ صاحب نے اپنے شیخ حکیم الامت رحمہ اللہ کو رخصت کرتے وقت یہ پڑھا:

دلرُبا پہلو سے اٹھ کر اب جدا ہونے کو ہے
کیا غضب ہے کیا قیامت ہے یہ کیاہونے کو ہے
کرتے جاؤ آرزو پوری کسی ناشاد کی
اک ذرا ٹھہرو کوئی تم پر فدا ہونے کو ہے

اس محبت کا نتیجہ یہ نکلا کہ بڑے بڑے علماء خواجہ صاحب رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے۔ پیر کی محبت کیمیا کا کام کرتی ہے، بشرطیکہ سچا پیر ہو، آپ کی جیبوں کو ٹولنے والا نہ ہو، نذرانے نہ مانگتا ہو، کالا بکرا نہ مانگتا ہو کہ جب کالا بکرا، کالا مرغا لاؤ گے تب تمہاری کالی بلا جائے گی، کیونکہ کالی بلا میں نگل لیا کرتا ہوں۔ آج کل کے پیر اس قسم کے ہیں، لہذا پیر شریعت اور سنت کا پابند ہو، اللہ کے لئے آپ کو دین اور خدا کی محبت سکھاتا ہو۔ (۱)

بے ادبی کرنے والوں کے عبرت آموز واقعات

نہایت باصلاحیت طالب علم بے ادبی کے سبب محروم ہو گیا

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند میں ایک طالب علم تھا، اس کی قابلیت، ذہانت اور استعداد کا بڑا چرچا تھا، ویسے تو وہ

(۱) راہِ محبت اور اسکے حقوق: ص ۱۸

سبق میں آتا ہی نہیں تھا اور اگر کبھی آجاتا اور ارادہ ہوتا کہ آج عبارت پڑھوں گا اگر اس کو موقع نہ ملتا اور کوئی دوسرا عبارت شروع کرتا تو وہ کتاب بغل میں اُٹھا کر چلا جاتا تھا، بے ادبی کی انتہاء تھی، استاذ کی بھی اور کتاب اور ساتھیوں کی بھی، ایک کام اور کرتا تھا کہ اگر ارادہ کرتا کہ آج سبق نہیں ہونے دینا تو وہ آتا اور اشکال پر اشکال کرتا اور اس طرح گھنٹہ ختم ہو جاتا۔ جیسے طلبہ عصر کے بعد نکلتے ہیں ایسے اس کے ساتھ بھی نکلتے وہ بھی ساتھ ہوتا تھا، تو جہاں جاتے کھیت اجاڑ دیتے تھے اور شرارتیں کرتے تھے، اور وہ کبھی یہ حرکت کرتا تھا کہ حقہ لیا ہوا ہے منہ سے لگا کر دارِ جدید کا چکر لگا رہا ہے، تو انجام یہ ہوا کہ میزان سے لے کر دورہ تک اسی دار العلوم میں پڑھا لیکن دورہ کے سال سہ ماہی میں اس کا اخراج ہو گیا، یقیناً کوئی نا قابلِ برداشت حرکت کی ہوگی، جس کی وجہ سے اخراج ہو گیا۔

دار العلوم دیوبند کے اجلاس صد سالہ کے موقع پر ۱۹۸۱ء میں دستار بندی تھی، ممتاز لوگوں کی بھی دستار بندی ہوئی، جب ہم اجلاس صد سالہ کے لئے جا رہے تھے تو لاہور کے اسٹیشن پر اس طالب علم سے ملاقات ہوگئی، وہ اپنی صلاحیتوں کے ساتھ اس طرح دفن ہوا کہ نام ونشان نہ رہا۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے ہستی سے
تمہارا نام بھی نہ رہے گا داستانوں میں

معلوم ہوا کہ ایک ہائی اسکول میں ٹیچر ہے، لوگ سارے دیوبند جا رہے ہیں اور خوش ہیں اور وہ رو رہا ہے تو ''باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب''۔

کبھی اس پر فخر نہ کرو کہ ہمارا ذہن تیز ہے، حافظہ عمدہ ہے، میں نے دیوبند میں ایسے طالبِ علم دیکھے کہ قلم برداشتہ عربی کا قصیدہ شروع کیا اور فی البدیہہ لکھا، لیکن ان میں

بھی اساتذہ کا ادب نہیں تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علم سے نہ ان کو فائدہ ملا نہ دوسروں نے فائدہ اُٹھایا، اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ادب کا پاس رکھنا بہت ضروری ہے۔ ❶

بے ادبی کے سبب فٹ پاتھ پر جوتے مرمت کرنا

ایک طالب علم تھا جو دار العلوم دیوبند میں پڑھتا تھا، وہ عموماً اساتذہ کی شان میں گستاخیاں اور بدزبانی کرتا تھا، ایک دن اس طرح کی حرکت کی کہ استاذ کی بڑی بے ادبی کردی، جس سے اساتذہ کا دل دکھ گیا، چنانچہ استاذ نے اس کو ناراضگی کی حالت میں یہ کہہ دیا ''جا! تو اب جوتے ہی گانٹھے گا'' چنانچہ دیکھنے والوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ بعد وہ شخص دیوبند کی جامع مسجد کے پاس فٹ پاتھ پر بیٹھا لوگوں کے جوتے پالش کر رہا ہے اور موچی کا کام کر رہا ہے، چنانچہ وہ عالم بھی نہ بن سکا۔ ❷

نہایت باصلاحیت طالب علم بے ادبی کے سبب محروم ہوگیا

مولانا عبدالواحد صاحب دار العلوم دیوبند کے فاضل تھے، ان کا ایک درسی ساتھی تھا، وہ ان کے ساتھ دار العلوم دیوبند ہی میں پڑھتا تھا، موقوف علیہ کا درجہ تھا اور ہدایہ رابع کا سبق ہو رہا تھا، تو اس طالب علم نے کسی مسئلہ پر استاذ پر اعتراض کیا، غالباً استاذ اس وقت تشفی بخش جواب نہ دے سکے، تو اس نے ہدایہ ہاتھ میں لے کر استاذ کی طرف پھینک کر ماری اور بولا ''ایسی تدریس کا کیا فائدہ؟ ایسی تو ہدایہ میں پڑھا سکتا ہوں اور اس سے اچھی میں حل کر سکتا ہوں'' یا اسی طرح کے کچھ الفاظ کہے اور طلبہ کے مجمع کے سامنے گویا اس نے استاذ کی بے عزتی کردی، استاذ کچھ نہ بولے، بالکل خاموش رہے، اس طالب علم نے پڑھائی چھوڑ دی اور غائب ہوگیا۔ مولانا عبدالواحد صاحب فرماتے

---

❶ مجالس علم وذکر: ادب کی اہمیت، ج ۲ ص ۶۱، ۶۲

❷ اہل علم کی زندگی: ص ۳۷۲

ہیں کہ ایک طویل عرصہ کے بعد شہر کے اندر کہیں سے گزر رہا تھا، اچانک میری نگاہوں کے آگے ایک بوڑھا شخص آرہا ہے، جس نے اپنے گلے میں بیلٹ کے ذریعہ ایک چوکور لکڑی کا ڈبہ لٹکا رکھا ہے، اس میں پان، سگریٹ وغیرہ رکھا ہوا ہے اور گلیوں سڑکوں میں اس طرح گھومتا پھرتا پان، بیڑی، سگریٹ فروخت کررہا ہے، میں نے جب اس کو غور سے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی میرا درسی ساتھی تھا، جس نے ہدایہ شریف کی اور استاذ کی بیک وقت بے حرمتی کی تھی، شکل بگڑی ہوئی، چہرے پر داڑھی ندارد، میں نے اسے روکا اور اس کا نام لیا، تو وہ جھجکا اور کچھ دیر کے لئے وہ رکا، مجھے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا، تو میں نے اپنا نام بتا دیا اور وہ پہچان گیا، پھر میں نے اس کی حالت کے بارے میں پوچھا اور اس کو کتاب واستاذ کی بے حرمتی والا واقعہ بھی یاد دلایا، تو اس نے گردن نیچی کرلی اور افسوس کرتے ہوئے کہنے لگا ''آج جو میری حالت ناگفتہ بہ نظر آرہی ہے، یہ سب اسی واقعہ کی وجہ سے تو ہے'' پھر وہ بھی آگے چلتا بنا اور میں اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔ (۱)

مسجد کی گستاخی و بے ادبی کے سبب پاگل ہو کر برہنہ رہنے لگا

بے ادبی ایک ایسا وائرس ہے جو انسان کے دین ودنیا دونوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ادب کی ضرورت واہمیت کو یہاں تک فرمایا گیا کہ دین سارا کا سارا ادب ہی (کا نام) ہے، دین سراپا ادب ہے، جو ہر ہر چیز کے آداب وحدود سکھاتا ہے، جہاں تاریخ کے اوراق ادب کے ثمرات پر گواہ ہیں وہاں بے ادبی کے مہلک وعبرت انگیز واقعات سے بھی لبریز ہیں۔ ذیل میں مسجد کی بے حرمتی کرنے والے شخص کا ایک عبرت ناک واقعہ نقل کیا جاتا ہے، اللہ تعالی ہم سب کو ہر قسم کی بے ادبی و گستاخی

(۱) علمائے سلف کا شوق علم: ص ۴۵۹، ۴۶۰

سے محفوظ فرمائے۔آمین

بلبیر سنگھ کی پیدائش دسمبر ۱۹۷۰ء کو پانی پت کے ایک گاؤں میں راج پوت گھرانے میں ہوئی تھی، ۱۹۹۰ء میں ایڈوانی کی رتھ یاترا میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ ایودھیا میں رام مندر بنا کر رہے گا، بلبیر سنگھ خود بتاتے ہیں کہ ہم لوگ ۴ دسمبر ۱۹۹۲ء کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جس میں میرا دوست سونی پت کا یوگیندر پال بھی تھا جس کے والد سونی پت کے ایک بڑے زمیندار ہیں، وہاں ہم نے اوما بھارتی کا بھاشن سنا جس نے ہمارے اندر آگ بھر دی، جیسے ہی اوما بھارتی نے نعرہ لگایا دھکا ایک اور دو بابری مسجد توڑ دو، بس میری مرادوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا اور ہم لوگ کدال لے کر بابری مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور جے رام کے نعرے لگانے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے مسجد مسمار ہوگئی، یہ لوگ جب پانی پت واپس آئے تو مسجد کی دو اینٹیں بھی ساتھ لائے تھے، یوگیندر نے نفرت میں ان اینٹوں پر پیشاب کیا، اس واقعہ کے چار پانچ روز بعد ہی یوگیندر کا دماغ خراب ہوگیا، پاگل ہو کر وہ ننگا رہنے لگا، کپڑے پہناتے تو انہیں تار تار کر دیتا، اس کے والد بہت پریشان ہوگئے، وہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا، انہوں نے اسے بہت سے عاملوں اور ڈاکٹروں کو دکھایا اور جس نے جہاں کہا وہاں لے کر گئے، مگر اس کی حالت بگڑتی ہی جارہی تھی۔ کسی نے انہیں مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کے بارے میں بتایا، انہیں پتہ چلا کہ وہ پاس کے گاؤں بوانا آنے والے ہیں، وہ لڑکے کو زنجیروں میں باندھ کر بوانا لے گئے، دوپہر کو ظہر سے پہلے مولانا کلیم صاحب آئے، انہیں پورا قصہ سنایا اور کہا ہم نے اسے بہت روکا تھا مگر یہ نہیں مانا اور سرپھروں کے چکر میں آ گیا، ساری کہانی سن کر مولانا صاحب نے کہا کہ ساری دنیا کو چلانے والا اللہ ہے، اللہ کے گھر کو گرا کر اس نے بڑا گناہ اور ظلم کیا ہے، اس میں کچھ گناہ ہم

لوگوں کا بھی ہے کہ ہم نے دین کا پیغام غیر مسلم بھائیوں تک نہیں پہنچایا، اب ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں، بس یہ ہے کہ آپ بھی اس مالک کے سامنے گڑ گڑا کر معافی مانگیں اور ہم بھی معافی مانگیں، مولانا صاحب نے مسجد میں گڑ گڑا کر دعا کی جب سب لوگ فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو اللہ کا کرم کہ یوگیندر نے اپنے باپ کی پگڑی اتار کر اپنے ننگے جسم پر لپیٹ لی اور جلد ہی یوگیندر نارمل ہونا شروع ہو گیا، یہ سب دیکھ کر یوگیندر اور اس کے والد نے اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور سچے دل سے اسلام قبول کر لیا۔ ❶

سلف پر طعن کرنے والے کا چہرہ قبلہ سے پھر جاتا ہے

حضرت تھانوی رحمہ اللہ، امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو لوگ علمائے دین کی توہین اور ان پر طعن شفیع کرتے ہیں، قبر میں ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے اور یہ بھی فرمایا: جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ ❷

❶ نسیم ہدایت کے جھونکے: ماسٹر محمد عامر، بلبیر سنگھ سے ایک چشم کشا ملاقات، ج ا ص ۴۷، ۷۵، ۷۹، ۸۰

❷ معارف الاکابر: ص ۱۰۴

۳۶......حیاء و پاک دامنی کی اہمیت وفضیلت اور اسلافِ امت کے عفت وعصمت کے پرتاثیر واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّابَعْد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ.إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ.فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾(المؤمنون:۵تا۷)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴾(النور:۳۰)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾(الأحزاب:۳۵)

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً،فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا

اللّٰهُ،وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ،وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ. ❶

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَاكَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ، وَلَاكَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صداحترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں حیاء وپاکدامنی اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، حیاء وپاکدامنی روح کی ایسی حالت کا حصول ہے جس میں وہ شہوت کے غلبہ سے محفوظ رہے، یعنی شہوات کنٹرول میں رہیں، شرعاً شرم وحیاء اس صفت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔ دین اسلام نے حیاء کی اہمیت کو خوب اجاگر کیا ہے، تاکہ مؤمن باحیاء بن کر معاشرے میں امن وسکون پھیلانے کا ذریعہ بنے۔

شرم وحیاء وپاکدامنی انبیاء ومرسلینِ کرام، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور صالحین کی ایک عمدہ صفت ہے، یہ اللہ تعالی کی نعمتِ عظیمہ ہے، حیاء انسان کے اندر پائی جانے والی وہ خوبی یا صفت ہے جو بندے کو برے رذائل، خلافِ شریعت اعمال وافعال واقوال سے روکتی ہے، اعمالِ حسنہ پر آمادہ کرتی، اور کسی کی بھی حق تلفی سے باز رکھتی ہے، کیونکہ حیاء ان فحش امور اور منکرات کے انجام دینے میں سدِّ راہ ہے جو انسان کے دامنِ عفت کو داغدار کرتے ہیں، حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

---

❶ صحیح مسلم: كتاب الإيمان ،باب شعب الايمان،رقم الحديث: ۳۵

❷ سنن ابن ماجة: كتاب الزهد،باب الحياء،رقم الحديث: ۴۱۸۵

قرآنِ کریم کی روشنی میں حیاء وپاک دامنی کی اہمیت وفضیلت

حیاء وپاک دامنی کی زندگی گزارنے والے کامیاب لوگ ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ. إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ. فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾(المؤمنون: ۵تا۷)

ترجمہ: (ان ایمان والوں نے یقیناً فلاح پالی ہے) اور جو اپنی شرمگاہوں کی (اورسب سے) حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت میں آچکی ہوں، کیونکہ ایسے لوگ قابل ملامت نہیں ہیں۔ ہاں جو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔

یعنی اپنی شرمگاہوں کی اس بات سے حفاظت کرتے ہیں کہ اپنی جنسی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے کوئی ناجائز طریقہ اختیار کریں، جو ایسا کرے تو وہ حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔

پاکدامن مردوں کیلئے پاکدامن عورتیں ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾(النور: ۲۶)

ترجمہ: گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہیں، اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق، اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لائق ہیں، اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لائق۔ یہ (پاکباز مرد اور عورتیں) ان باتوں سے بالکل مبرا ہیں جو یہ لوگ بنا رہے

ہیں۔ان (پاکبازوں) کے حصے میں تو مغفرت ہے اور باعزت رزق۔

بے حیائی پھیلانے والوں کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَاتَعْلَمُونَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾(النور: ۱۹، ۲۰)

ترجمہ: یادرکھو کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شاملِ حال ہے اور اللہ بڑا شفیق بڑا مہربان ہے (تو تم بھی نہ بچتے)۔

اپنی نگاہوں کو جھکائیں اور عزت وآبرو کی حفاظت کریں

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ. وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّامَاظَهَرَ مِنْهَاوَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَايُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّالِبُعُولَتِهِنَّ أَوْآبَائِهِنَّ أَوْآبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْأَبْنَائِهِنَّ أَوْأَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْإِخْوَانِهِنَّ أَوْبَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْبَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْنِسَائِهِنَّ أَوْمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِالتَّابِعِينَ غَيْرِأُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِالطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَايَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَايُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًاأَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ

تُفْلِحُونَ ﴾(النور: ۳۰، ۳۱)

ترجمہ:مؤمن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لیے پاکیزہ ترین طریقہ ہے۔ وہ جو کارروائیاں کرتے ہیں اللہ ان سب سے پوری طرح باخبر ہے۔اور مؤمن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہو جائے۔اور اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں، اور اپنی سجاوٹ اور کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے شوہروں کے، یا اپنے باپ، یا اپنے شوہروں کے باپ کے، یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے، یا اپنی عورتوں کے، یا ان کے جو اپنے ہاتھوں کی ملکیت میں ہیں، یا ان خدمت گزاروں کے جن کے دل میں کوئی (جنسی) تقاضا نہیں ہوتا، یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کے چھپے ہوئے حصوں سے آشنا نہیں ہوئے اور مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ انہوں نے جو زینت چھپا رکھی ہے وہ معلوم ہو جائے۔اور اے مؤمنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

حیاء و پاک دامنی پر مغفرت اور اجر عظیم

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾(الأحزاب: ۳۵)

ترجمہ:اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد ہوں یا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے

لیے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں پاکدامنی اختیار کرنے والے مرد ہوں یا عورت، ان کیلئے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر کا اعلان کیا ہے۔

حیاء انسانی فطرت کا حصہ ہے

حیاء سے مراد وہ جھجک یا نفسیاتی رکاوٹ نہیں ہے جس کا باعث عام طور پر ہمارا خارج ہوتا ہے، بلکہ حیاء انسان کے اندر پائی جانے والی وہ خوبی یا صفت ہے جس کی وجہ سے وہ غیر معروف اعمال سرانجام دینے میں انقباض (گھٹن) محسوس کرتا ہے۔

حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے خطاء سرزد ہوجانے کے نتیجے میں جب ان پر ان کی شرم گاہیں کھل گئیں تو وہ اس فطری حیاء ہی کی وجہ سے خود کو پتوں سے ڈھانکنے لگے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ.﴾ (الأعراف: ۲۲)

ترجمہ: چنانچہ جب دونوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو ان دونوں کی شرم کی جگہیں ایک دوسرے پر کھل گئیں، اور وہ جنت کے کچھ پتے جوڑ جوڑ کر اپنے بدن پر چپکانے لگے۔

شرم گاہوں کو چھپانے کا یہ اضطراری عمل اس فطری حیاء ہی کا ظہور تھا، اس لئے کہ انسان فطری طور پر یہ جانتا ہے کہ شرم گاہیں چھپانے کی چیز ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کے کنویں پر جن دو لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلایا تھا، ان میں سے ایک جب انہیں اپنے باپ کے پاس لے جانے کے لئے بلانے آئی تو اس وقت اس کے آنے میں حیاء کی جو صفت نمایاں تھی، قرآن نے درج ذیل الفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے:

﴿فَجَآءَتْهُ اِحْدٰاهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَمَاسَقَيْتَ لَنَا. ﴾(القصص: ۲۵)

ترجمہ:تھوڑی دیر بعد ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کے پاس شرم وحیاء کے ساتھ چلتی ہوئی آئی، کہنے لگی: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں، تاکہ آپ کو اس بات کا انعام دیں کہ آپ نے ہماری خاطر جانوروں کو پانی پلایا ہے۔

قرآن نے یہاں ایک کنواری عورت کی اس فطری حیاء کا ذکر کیا ہے جو اسے کسی غیر محرم مرد سے بات کرتے ہوئے محسوس ہوسکتی ہے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حیاء وپاک دامنی کی اہمیت وفضیلت

حیاء ایمان کا اہم شعبہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُونَ أَوْبِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً،فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ،وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ. [1]

ترجمہ:ایمان کے ستر یا ساٹھ سے زائد شعبے ہیں،ان میں سے سب سے افضل شعبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنا ہے اور ادنی شعبہ تکلیف دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹانا ہے اور حیاء ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔

اس حدیث میں "شُعْبَةٌ" میں تنوین برائے تعظیم ہے،یعنی حیاء ایمان کا ایک اہم اور عظیم شعبہ ہے۔

حیاء ایمان میں سے ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر انصار

[1] صحیح مسلم: کتاب الإیمان ،باب شعب الإیمان،رقم الحدیث: ۳۵

کے ایک شخص پر ہوا، وہ اپنے بھائی کو کچھ نصیحت کررہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعْهُ فَإِنَّ الحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ. ❶

اسکو چھوڑ دو کیونکہ حیاء تو ایمان کا جزء ہے۔

چونکہ انسان اگر حیاء دار ہو تو بہت سے برے کاموں سے بچ جاتا ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے حال پر اسکو چھوڑ دو، اس کو حیاء کے ساتھ زندگی گزارنے دو، بھائی اِس کو کثرتِ حیاء پر عتاب کررہا تھا، آپ نے فرمایا اِس کو اپنی حیاء کی حالت پر برقرار رہنے دو، یعنی یہ اچھی خصلت ہے اور ایمان کا جزء ہے۔

حیاء خیر کا ذریعہ ہے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَيَاءُ لَايَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ. ❷

حیاء صرف خیر ہی کو لاتی ہے۔

حیاء سراپا خیر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ. ❸

حیاء سراسر خیر ہی ہے۔

بظاہر شرم وحیاء کو معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن ایمانی نظر سے دیکھا جائے تو خیر ہی خیر نظر آئی گی۔ حیاء کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے، نگاہیں اور دل ودماغ محفوظ

❶ صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب الحياء من الإيمان، رقم الحديث: ۲۴
❷ صحيح البخاري: كتاب الأدب: باب الحياء، رقم الحديث: ۶۱۱۷
❸ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب شعب الإيمان، رقم الحديث: ۳۷

ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی نصیب ہوتی ہے۔

پاکدامنی اختیار کرنے پر جنت کی بشارت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَاشَبَابَ قُرَيْشٍ، لَاتَزْنُوا، اِحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ أَلَامَنْ حَفِظَ فَرْجَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ. ❶

ترجمہ: اے قریش کے نوجوانو! زنا مت کرو، سن لو جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اس کے لیے جنت ہے۔

حیاء سے خوبصورتی آتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَاكَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ، وَلَاكَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ. ❷

ترجمہ: بے حیائی جس چیز میں آئے گی اُسے عیب دار کر کے رہے گی، اور حیاء جس چیز میں ہوگی اُسے مزین اور خوبصورت ہی بنائے گی۔

حیاء اور ایمان کا تعلق

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ مسند البزار: مسند ابن عباس، ج ۱۱ ص ۴۴، رقم الحديث: ۴۷۲۹/المعجم الكبير: ج ۱۲ ص ۱۶۵، رقم الحديث: ۱۲۷۷۶/ المستدرك على الصحيحين: كتاب الحدود، ج ۴ ص ۳۹۸، رقم الحديث: ۸۰۶۲/قَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رواه البزار والطبراني في الكبير والأوسط ورجاله رجال الصحيح، اُنْظُرْ: مجمع الزوائد: ج ۴ ص ۲۵۳، رقم الحديث: ۷۳۱۲

❷ سنن ابن ماجة: كتاب الزهد، باب الحياء، رقم الحديث: ۴۱۸۵

اَلْحَيَاءُ وَالْإِيمَانُ قُرِنَا جَمِيعًا، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ. ❶

ترجمہ: حیاء اور ایمان یہ دونوں ہمیشہ ساتھ ساتھ اکٹھے ہی رہتے ہیں، جب ان سے کوئی ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

حیاء جنت میں لیجانے والی صفت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ. ❷

ترجمہ: حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں (لیجانے کا ذریعہ) ہے، اور بے حیائی بدکاری کا حصہ ہے اور بدکاری جہنم میں (لیجانے کا ذریعہ) ہے۔

حیاء دار اور پاکدامن شخص اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَيُحِبُّ الْحَيِيَّ الْعَفِيْفَ الْمُتَعَفِّفَ. ❸

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ حیاء دار، پاکدامن اور خوددار انسان کو پسند کرتا ہے۔

پاکدامنی اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے

روم کے بادشاہ ہرقل نے جب ابوسفیان سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کن باتوں

❶ المستدرک علی الصحيحين: كتاب الإيمان، ج ۱ ص ۷۳، رقم الحديث: ۵۸/قَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا، وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

❷ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب جاء في الحياء، رقم الحديث ۲۰۰۹

❸ شعب الإيمان: كتاب الملابس والزی والأوانی وما يكره منها، ج۸ ص ۲۶۳، رقم الحديث: ۵۷۹۱/قال الألبانی: "صحيح" انظر: صحيح الجامع الصغير وزيادته: ج ۱ ص ۳۵۱، رقم الحديث: ۱۷۱۱

کی تعلیم دیتے ہیں؟اس وقت ابوسفیان مسلمان نہیں ہوئے تھے،اس کے باوجود بھی انہوں نے تعلیماتِ نبویہ کا خاکہ یوں پیش کیا:

وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّدْقِ وَالعَفَافِ وَالصِّلَةِ. ❶

ترجمہ: وہ ہمیں نماز، زکوۃ، صدقہ، پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

پاک دامن شخص کو روزِ محشر عرش کا سایہ نصیب ہوگا

حدیث میں آتا ہے کہ سات آدمی قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایے میں ہونگے، جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ان میں سے ایک شخص وہ ہے:

وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّه. ❷

ترجمہ: وہ آدمی جس کو حسب ونسب والی، خوبصورت عورت زنا کی دعوت دے اور وہ آگے سے کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

اللہ تعالی حیاء دار انسان کو پسند کرتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَلِيمٌ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ. ❸

ترجمہ: اللہ عزوجل بہت بردبار، حیادار اور پردے والا ہے۔ حیاء اور پردے کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردے میں کرے۔

دو چیزوں کی حفاظت پر جنت کی ضمانت

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

❶ صحيح البخاری: باب بدء الوحی، رقم الحديث: ۷

❷ صحيح البخاری: كتاب الزكاة، باب الصدقة باليمين، رقم الحديث: ۱۴۲۳

❸ سنن النسائی: كتاب الغسل والتيمم، بَابُ الِاسْتِتَارِ عِنْدَ الِاغْتِسَالِ، رقم الحديث ۴۰۶

فرمایا:

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ،أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.❶

ترجمہ: جو میرے لیے اپنی دورانوں کے درمیان (شرمگاہ) اوراپنے دونوں جبڑوں کے درمیانی (زبان) کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکی سے زیادہ حیاءدار تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے حیاءدار تھے اور یہ چیز آپ کے اعلیٰ مکارمِ اخلاق میں سے ہے، جب کوئی بات قلبِ اطہر پر ناگوار گزرتی تو ناگواری کا اظہار چہرہ مبارک سے ہوجاتا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا،فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ.❷

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیاءفرمانے والے تھے، اور جب کوئی بات آپ کو ناگوار گزرتی تو اس کا اثر ہم آپ کے چہرے سے پہچان کرتے تھے۔

جب لڑکی بالغ ہوجائے تو وہ پردے کا اہتمام کریں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تشریف لائیں، یہ باریک کپڑا اوڑھے ہوئے تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَاأَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَابَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَاإِلَّا هَذَا

❶صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم الحديث: ٦٤٧٤

❷صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب من لم يواجه الناس بالعتاب، رقم الحديث: ٦١٠٢

وَهٰذَاوَأَشَارَ إِلٰى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ.❶

ترجمہ: اے اسماء! عورت جب بالغ ہوجاتی ہے تو اس کے چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا باقی کوئی چیز نہیں دکھائی دینا چاہیے۔

اللہ سے اِس طرح حیاء کرو جس طرح حیاء کا حق ہے

ہر سلیم الفطرت انسان میں فطری طور پر حیاء کا مادہ پایا جاتا ہے، جو بندے کو اچھے اور پسندیدہ کاموں پر آمادہ کرتا ہے، بندۂ مؤمن ہر ظاہری و باطنی گناہ و برائی سے ہمیشہ بچتا رہتا ہے، اور جب بتقاضائے بشریت نفس وشیطان کے مکر وفریب کا شکار ہونے لگتا ہے تو یہ سوچ کر کہ مجھے خالقِ کائنات دیکھ رہا ہے گناہ سے رک جاتا ہے۔ اللہ تعالی سے شرم وحیاء کی بہت زیادہ تاکید کی گئی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ.

ترجمہ: اللہ تعالی سے حیاء کرو، جیسا حیاء کرنے کا حق ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! الحمد للہ ہم تو حیاء کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ ذَاكَ، وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى، وَالْبَطْنَ وَمَا حَوَى، وَلْتَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلَى، وَمَنْ أَرَادَ الآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ.❷

ترجمہ: یہ حیاء نہیں، بلکہ حیاء یہ ہے کہ تم اپنے سر اور ناک، کان، آنکھ وغیرہ کی حفاظت

❶سنن أبي داؤد: كتاب اللباس، باب فيما تبدي المرأة من زينتها، رقم الحديث: ۴۱۰۴

❷سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة، باب منه، رقم الحديث: ۲۴۵۸

کرو گناہوں سے، پیٹ اور ستر وقدم وغیرہ کی حفاظت کرو گناہوں سے، موت اور قبر کے احوال یاد رکھو، اور جو کوئی آخرت کا ارادہ رکھتا ہے وہ دنیا کی چمک دمک سے بے نیاز رہتا ہے، اور جس نے ایسا کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے کما حقہ حیاء کی۔

یعنی سر کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے جھکا کر ذلیل نہ کرو، زبان کو غیبت، چغلی، گالی گلوچ، جھوٹ سے، آنکھ کو بدنگاہی، فلمیں، ڈرامے اور نامحرم کو دیکھنے سے، کان کو غیبت وبری باتیں سننے سے، پیٹ کو حرام ومشتبہ چیزیں کھانے وغیرہ سے بچائے۔ نیز پیٹ کے متعلقات ہاتھ، دل، ستر اور پاؤں ہیں، یعنی ہاتھ سے کسی کو ایذاء پہنچانے اور حرام کو ہاتھ لگانے سے، دل کو برے عقیدے وگندے خیالات ووَسوسوں سے، ستر کو بدکاری وحرام کاری سے، پاؤں کو حرام کی طرف اُٹھنے سے بچائے، الغرض تمام اعضاء کو ہمیشہ گناہ وناجائز کاموں سے بچاتا رہے۔

نکاح نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. (1)

ترجمہ: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لئے مالی طاقت ہو اُسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے، اور جو کوئی نکاح کی (بوجہ غربت) طاقت نہ رکھتا ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔

---

(1) صحیح البخاری: کتاب النکاح، بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ، رقم الحدیث: ۵۰۶۶

کسی کو بدگمانی کا موقعہ بھی نہ دیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رمضان کے آخر عشرہ میں اعتکاف میں تھے، آپ کی زوجہ محترمہ آپ سے ملنے آئیں، کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد جانے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑنے مسجد کے دروازہ تک آئے، تو دو انصاری آدمی وہاں سے گزرے، اورانہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، تو آپ نے فرمایا: خبردار! یہ صفیہ ہے، (یعنی یہ گمان نہ کرنا کہ کوئی اجنبی عورت میرے پاس آئی ہے، بلکہ یہ میری اہلیہ صفیہ ہیں) تو ان دونوں نے کہا کہ سبحان اللہ! یارسول اللہ (یعنی ہم آپ کے بارے میں کیسے بدگمانی کرسکتے ہیں) اوران پر یہ بات شاق گزری، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا. [1]

ترجمہ: شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے، اس لیے مجھے خوف ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل میں بدگمانی نہ پیدا کردے۔

معلوم ہوا ہے کہ جس طرح کسی کے بارے میں بدگمانی کرنا گناہ ہے، اسی طرح بدگمانی کا موقعہ فراہم کرنا بھی جائز نہیں، مگر آج لوگ صرف بدگمانی کرنے کو غلط سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ بدگمانی کا موقعہ دینا بھی غلط بات ہے۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الإعتکاف، باب زیارۃ المرأۃ زوجها فی إعتکافه، رقم الحدیث: ۲۰۳۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء وپاک دامنی کی دُعائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت وعفت کی دعا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت سے دُعا فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ الْھُدَی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت اور غنا کی درخواست کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوجوان کے لئے پاک دامنی کی دعا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اِن الفاظ میں دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! اس کے گناہ معاف کردے، اس کا دل پاک فرمادے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔

اے اللہ میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں

ابوراشد حبرانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیثیں سن رکھی ہیں ان میں سے کوئی حدیث ہمیں سنایئے، تو انہوں نے ایک لکھا ہوا ورق ہمارے آگے بڑھادیا، اور کہا: یہ وہ کاغذ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے لکھا تھا، جب میں نے اسے دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شرمالم يعمل، رقم الحديث: ۲۷۲۱

❷ مسند أحمد: مسند الأنصار، حديث أبي أمامة الباهلي، ج۳۶ ص۵۴۵، رقم الحديث: ۲۲۲۱۱/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد: رواه أحمدو الطبراني في الكبير، ورجاله رجال الصحيح. انظر: كتاب العلم، باب أدب العالم، ج۱ ص۱۲۹، رقم الحديث: ۵۴۳

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی دعا بتا دیجئے جسے میں صبح اور شام میں پڑھا کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَـاأَبَـابَكْرٍ قُلْ: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءً أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ. ❶

ترجمہ: اے ابوبکر! کہو: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور گواہوں کے جاننے والے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چیز کا مالک اور بادشاہ ہے، میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور شیطان اور اس کے شرک کے شر سے، اور یہ کہ میں اپنے اوپر برائی کروں یا اسے مسلمان بنادوں۔

برے اخلاق وخواہشات سے پناہ مانگنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اِن الفاظ میں دُعا فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! برے اخلاق واعمال اور بری خواہشات سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

ان دعاؤں سے اندازہ لگائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں حیاء وپاک دامنی، عفت وعصمت کی کتنی اہمیت وفضیلت تھی اور آپ کتنے اہتمام سے دعا فرماتے تھے، یہ امت کو شرم وحیاء اور اخلاق وکردار کی پاکیزگی کی تعلیم دینا مقصود تھی۔

خواہشات کی پیروی مہلک ہے

قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

❶ سنن الترمذي: أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ، بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ، باب، رقم الحديث: ۳۵۲۹

❷ سنن الترمذي: أبواب الدعوات، باب دعاء أم سلمة، رقم الحديث: ۳۵۹۱

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی.﴾ (النازعات: ۴۰، ۴۱)

ترجمہ: جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روک لیا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔

جس شخص میں دو باتیں ہوں (۱......خوفِ خدا۔ ۲......خواہشات سے اجتناب) اس شخص کا ٹھکانہ جنت ہے، دنیا میں جو گناہ ہوتے نظر آرہے ہیں، ان دو باتوں کے فقدان کی وجہ سے، اگر خوفِ خدا کسی دل میں پیدا ہو جائے تو انسان گناہوں سے رک جاتا ہے، جیسے بیٹا والد کے سامنے، شاگرد استاذ کے سامنے، مرید شیخ کے سامنے کوئی غلط حرکت نہیں کرتا، اس لئے کہ والد یا استاذ یا شیخ دیکھ رہا ہے، اگر یہی کیفیت پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور ہر لمحے خوفِ خدا مستحضر ہو تو انسان معاصی سے خود بخود رک جائے گا۔ اسی طرح اکثر گناہ جو ہوتے نظر آرہے ہیں وہ خواہشات کی وجہ سے، خواہشات کا غلط استعمال انسان کے لئے ہلاکت خیز ہے، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَثَلَاثٌ مُھْلِکَاتٌ فَھَوًی مُتَّبَعٌ، وَشُحٌّ مُطَاعٌ، وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ. ❶

ترجمہ: تین چیزیں ہلاکت خیز ہیں: ۱......خواہشات جن کی پیروی کی جائے۔ ۲......بخل جس کے مطابق زندگی گزاری جائے۔ ۳......انسان کا اپنے آپ کو اچھا لگنا یعنی خود پسندی میں مبتلا ہونا۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی ہلاکت خیز اشیاء میں خواہشات کی اتباع کو بتلایا۔ عقلمند انسان وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کی

❶ شعب الإيمان: معالجة كل ذنب بالتوبة، ج۹ ص۳۹۶، رقم الحديث: ۶۸۶۵

تیاری کرتا رہے، اور بے وقوف انسان وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا لے اور اللہ تعالی پر امیدیں باندھے کہ اللہ تعالی بڑے غفور ورحیم ہیں، معاف کر دیں گے۔
رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا جہنم میں اکثر لوگ کس وجہ سے داخل ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ کے غلط استعمال کی وجہ سے:

وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: اَلْفَمُ وَالفَرْجُ.[1]

گمراہی کی بنیاد نفس اور خواہشات کی پیروی ہے، اللہ تعالی گمراہ لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَاتَهْوَى الْاَنْفُسُ.﴾(النجم: ۲۳)

ترجمہ: درحقیقت یہ (کافر) لوگ محض وہم وگمان اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چل رہے ہیں۔
یہ لوگ صرف اٹکل پچو اور بدگمانی کے پیچھے پڑے رہنے کی وجہ سے اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کی وجہ سے گمراہیوں میں جا گرے۔
خواہش پرستی صرف اسی انسان کو گمراہ نہیں کرتی بلکہ اس کا نقصان دوسرے لوگوں تک پہنچتا ہے، انہیں بھی گمراہ کرتی ہے اور انہیں راہِ حق سے دور ہٹاتی ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ.﴾(الأنعام: ۱۱۹)

ترجمہ: اور بہت سے لوگ کسی علم کی بنیاد پر نہیں (بلکہ صرف) اپنی خواہشات کی بنیاد پر دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔

---

[1] سنن الترمذي: أبواب البر والصلة، باب ما جاء في حسن الخلق، رقم الحديث: ۲۰۰۴

اسلافِ امت کے ہاں حیاء اور خواہشات سے اجتناب کی قدر و قیمت

خواہشات کی پیروی اتباعِ حق سے مانع ہے

۱......حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ اثْنَتَيْنِ طُولَ الْأَمَلِ وَاتِّبَاعَ الْهَوَى، فَإِنَّ طُولَ الْأَمَلِ يُنْسِي الْآخِرَةَ وَإِنَّ اتِّبَاعَ الْهَوَى يَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ، وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَرَحَّلَتْ مُدْبِرَةً وَإِنَّ الْآخِرَةَ مُقْبِلَةٌ وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ، فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ. ❶

ترجمہ: میں تمہارے بارے میں دو چیزوں سے ڈرتا ہوں: ۱... لمبی امیدیں۔ ۲... خواہشات کی پیروی۔ بے شک لمبی امیدوں سے آخرت بھول جاتی ہے، اور خواہشات کی پیروی اتباعِ حق سے روکتی ہے۔ بے شک دنیا منہ موڑ کر چل پڑی ہے، اور آخرت سامنے سے آرہی ہے، ان میں سے ہر ایک کی اولاد (یعنی حصہ) ہے، پس تم آخرت والے بنو، اس لئے کہ آج کے دن عمل ہے کوئی حساب و کتاب نہیں، اور کل کو حساب دینا ہے پھر کوئی عمل نہیں کیا جا سکے گا۔

خواہشات پر چلنے والا قیامت کے دن گھاٹے میں ہوگا

۲......حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ الْأَجْوَفَانِ هَمَّهُ، خَسِرَ مِيزَانُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❷

ترجمہ: جس انسان کی تمام تر فکر ہی اس کا پیٹ اور شرمگاہ ہو، اس انسان کا ترازو قیامت والے دن گھاٹے کا شکار ہوگا۔

---

❶ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الزهد، كلام علي بن أبي طالب، ج۷ ص ۱۰۰، رقم الحديث: ۳۴۴۹۵

❷ الزهد لابن المبارك: باب في طلب الحلال، ص۲۱۷، رقم الحديث: ۶۱۲

خوفِ خدا خواہشاتِ نفسانی سے اجتناب کا ذریعہ ہے

۳......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْهَوَى يُرْدِي وَخَوْفُ اللّٰهِ يَشْفِي وَاعْلَمْ أَنَّ مَا يُزِيلُ عَنْ قَلْبِكَ هَوَاكَ إِذَا خِفْتَ مَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ يَرَاكَ. ❶

ترجمہ: خواہشات سب کی سب بے کار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خوف میں شفاء ہے اور یہ بات جان لیجئے کہ آپ کے دل سے خواہشات اس وقت زائل ہوجائیں گی جب آپ کو اس ذات کا خوف محسوس ہوگا جو کہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔

خواہشات کے غلبہ سے توفیق الٰہی کے راستے بند ہوجاتے ہیں

۴......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِ الْهَوَى وَاتِّبَاعُ الشَّهَوَاتِ انْقَطَعَتْ عَنْهُ مَوَارِدُ التَّوْفِيقِ. ❷

ترجمہ: جس انسان پر خواہشات غالب آگئی ہوں، اور وہ شہوات کے پیچھے پڑا ہو، اس کے لئے توفیق کے راستے بند کردیئے جاتے ہیں۔

خواہشاتِ نفس انسان کو عیب دار بنادیتی ہیں

۵......امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

إِذَا حَارَ وَهْمُكَ فِي مَعْنَيَيْنِ   وَأَعْيَاكَ حَيْثُ الْهَوَى وَالصَّوَابِ
فَدَعْ مَا هَوَيْتَ فَإِنَّ الْهَوَى   يَقُودُ النَّفْسَ إِلَى مَا يُعَابُ. ❸

ترجمہ: جب تمہارا ذہن دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے میں حیران ہو اور خواہشِ

❶ حلية الأولياء: ترجمة: إبراهيم بن أدهم، ج۸ ص۱۸

❷ روضة المحبين: الباب التاسع والعشرون، ص ۴۷۹

❸ بهجة المجالس وأنيس المجالس: باب مدح مغالبة الهوى وذم اتباعه، ص ۱۷۱

نفس اور صواب تمہیں تھکا دیں (کہ کون سی چیز اختیار کی جائے) تو جس چیز کی تمہیں خواہش ہو رہی ہے اُسے چھوڑ دو، بے شک خواہشاتِ نفس اس چیز کی طرف لے جاتی ہیں جو انسان کے لئے عیب ہوتی ہیں۔

جب خواہشات غالب ہوں تو عقل چلی جاتی ہے

۶......خلیفہ معتصم نے ایک دن امام ابواسحاق موصلی رحمہ اللہ سے کہا:

يَاأَبَاإِسْحَاقِ إِذَانُصِرَالْهَوَى ذَهَبَ الرَّأْيُ. ❶

ترجمہ: اے ابواسحاق! جب خواہشات غالب آجائیں تو انسان کی عقل چلی جاتی ہے۔

خواہشاتِ نفس سے دل سیاہ ہوجاتا ہے

۷......حضرت ابوبکر الوراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِذَاغَلَبَ الْهَوَى أَظْلَمَ الْقَلْبُ وَإِذَاأَظْلَمَ الْقَلْبُ ضَاقَ الصَّدْرُوَإِذَاضَاقَ الصَّدْرُ سَاءَ الْخُلُقُ وَإِذَا سَاءَ الْخُلُقُ أَبْغَضَهُ الْخَلْقُ وَإِذَاأَبْغَضَهُ الْخَلْقُ أَبْغَضَهُمْ. ❷

ترجمہ: جب خواہشاتِ نفس غالب آجائیں تو دل سیاہ ہوجاتا ہے، اور جب دل سیاہ ہوجائے تو انسان کا سینہ تنگ ہوجاتا ہے، جب انسان کا دل تنگ ہوجائے تو پھر اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں، جب اخلاق خراب ہوجائیں تو لوگ اس سے بغض رکھتے ہیں، جب لوگ اس سے بغض رکھیں تو وہ بھی لوگوں سے بغض رکھتا ہے۔

خواہشات کا غلبہ انسان کو رسوا کردیتا ہے

۸......حضرت ابن عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ غَلَبَ هَوَاهُ عَقْلَهُ وَجَزَعُهُ صَبْرَهُ افْتُضِحَ. ❸

---

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن عبد الرحمن بن فهم، ج۳ ص ۱۱۳، رقم الترجمة: ۱۱۰۹

❷ ذم الهوى: الباب الثاني، فصل: قد مدح الله عز وجل مخالفة الهوى، ص ۲۹

❸ ذم الهوى: فصل: قد مدح الله عز وجل مخالفة الهوى، ص ۲۷

ترجمہ: جس انسان کی خواہشات اس کے عقل پر غالب آجائیں، اور وہ ان کو قابو کرنے سے عاجز آجائے، وہ انسان ذلیل ورسوا ہوکر رہتا ہے۔

خواہشات اور دین ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے

۹......ایک شخص بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، اس نے ایک خوبصورت عورت کو دیکھا، تو اس کے پہلو میں جا کر کہنے لگا:

أَهْوَى هَوَى الدِّيْنِ وَاللَّذَّاتُ تُعْجِبُنِيْ فَكَيْفَ لِيْ بِهَوَى اللَّذَّاتِ وَالدِّيْنِ.

ترجمہ: میں دین کی خواہشات میں مست ہوں، اور لذتیں مجھے بھلی لگتی ہیں، تو میں کیسے لذتوں کی خواہشات اور دین کو ایک ساتھ جمع کر سکتا ہوں۔

اس پر وہ عورت کہنے لگی:

فَقَالَتْ دَعْ أَحَدَهُمَا تَنَلِ الْآخَرَ. ❶

ترجمہ: ان میں سے ایک کو چھوڑ دے دوسرے کو پالے گا۔

خواہش پرستی اور دین کو ایک وقت میں جمع کرنا بظاہر ممکن نہیں۔

دل کی سلامتی پانچ چیزوں سے ہے

۱۰......علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَاتَتِمُّ لَهُ سَلَامَتُهُ مُطْلَقًا حَتَّى يَسْلَمَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ: مِنْ شِرْكٍ يُنَاقِضُ التَّوْحِيدَ، وَبِدْعَةٍ تُخَالِفُ السُّنَّةَ، وَشَهْوَةٍ تُخَالِفُ الْأَمْرَ، وَغَفْلَةٍ تُنَاقِضُ الذِّكْرَ، وَهَوًى يُنَاقِضُ التَّجْرِيدَ وَالْإِخْلَاصَ. ❷

دل کی سلامتی مطلقاً اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اسے پانچ چیزوں سے محفوظ نہ کر دیا جائے:

❶ روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب التاسع والعشرون، ص ۴۷۹
❷ الجواب الكافي: فصل بعض عقوبات المعاصي، ص ۱۲۲

ا......شرک سے، جو توحید کے منافی ہے۔

۲......بدعت سے، جو سنت کی مخالفت ہے۔

۳......شہوت پرستی سے، جو حکم (شرعی) کے منافی ہے۔

۴......غفلت سے جو یادِ الٰہی کے مخالف ہے۔

۵......خواہش پرستی سے، جو یکسو ہونے اور اخلاص کے منافی ہے۔

پاک دامن شخص کے سائے سے بھی شیطان ڈرتا ہے

۱۱......حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ غَلَبَ شَهْوَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَافَذَلِکَ الَّذِی يَفْرَقُ الشَّيْطَانُ مِنْ ظِلِّهِ. ❶

ترجمہ: جو انسان دنیا کی زندگی میں شہوتوں پر غالب آجائے، یہی وہ شخص ہے کہ جس کے سائے سے بھی شیطان گھبراتا ہے۔

خواہش پرستی کا انجام رسوائی ہے

۱۲......ابن المقنع سے پوچھا گیا کہ "هَــوَى" (خواہش پرستی) کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: "هَوَانٌ" رسوائی ہے۔

بس اس کے آخر سے نون ہٹا کر اسے "هَوَى" کر دیا ہے، یہی معنی بیان کرتے ہوئے ایک شاعر کہتا ہے:

نُوْنُ الْهَوَانِ مِنَ الْهَوَى مَسْرُوْقَةٌ فَإِذَا هَوِيْتَ فَقَدْ لَقِيْتَ هَوَانًا. ❷

ترجمہ: "هَوَى" (خواہش پرستی) کے آخر سے "هوان" (رسوائی) کا نون چوری کر لیا گیا ہے، جب بھی خواہشات پر چلو گے رسوائی کو پاؤ گے۔

❶ حلية الأولياء: ترجمة: مالک بن دينار، ج۲ ص ۳۶۵

❷ ذم الهوى: ذكر أشعار قيلت في ذم الهوى، ص ۳۳

وَ آفَةُ الْعَقْلِ الْهَوَى فَمَنْ عَلَا عَلَى هَوَاهُ عَقْلُهُ فَقَدْ نَجَا

ترجمہ: اور عقل کی آفت خواہشاتِ نفس ہیں، اور جو کوئی اپنی خواہشات پر غالب آ گیا یقیناً اس کی عقل نجات پا گئی۔

نفس کی خواہشات کچلنے میں عزت ہے

۱۳...... امام احمد بن عبدالقوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَمَنْ هَجَرَ اللَّذَّاتِ نَالَ الْمُنَى وَمَنْ أَكَبَّ عَلَى اللَّذَّاتِ عَضَّ عَلَى الْيَدِ

وَفِي قَمْعِ أَهْوَاءِ النُّفُوسِ اِعْتِزَازُهَا وَفِي نَيْلِهَامَا تَشْتَهِي ذُلٌّ سَرْمَدِ

وَلَا تَشْتَغِلْ إِلَّابِمَا يُكْسِبُ الْعُلَا وَلَا تُرْضِ النَّفْسَ النَّفِيسَةَ بِالرَّدِى. ❶

ترجمہ: جو کوئی لذات کو چھوڑ دے وہ اپنی تمنا کو پالے گا، اور جو کوئی لذات پر گرا پڑا وہ (ندامت سے) اپنی انگلیاں کاٹے گا، نفس کی خواہشات کا سر کچلنے میں نفس کی عزت ہے، اور خواہشات کو پالینے میں ہمیشہ کی ذلت ورسوائی ہے، اپنے نفس کو صرف ان چیزوں میں مشغول رکھیں جن سے بلند مرتبہ مل سکتا ہو، اور اپنے قیمتی نفس کو ردی خواہشات پر راضی نہ کیجئے۔

دو وقتوں میں عموماً انسانی عقل کام نہیں کرتی، ۱...... شہوت کے وقت۔ ۲...... غصے کے وقت۔ اس لئے ہمہ وقت اللہ تبارک وتعالی سے دُعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی ہمیں خواہشات نفس سے محفوظ رکھے، اور اس مسنون دُعا کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے:

اَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! میں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

❶ الآداب الشرعية: فصل في وصايا نافعة وحكم رائعة من الأخبار، ج۳ ص ۵۸۹

❷ سنن الترمذي: أبواب الدعوات، باب دعاء أم سلمة، رقم الحديث: ۳۵۹۱

حضرت یوسف علیہ السلام کی نہایت حیاء و پاکدامنی

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالی کے برگزیدہ پیغمبر گزرے ہیں، جن کی حیاء و پاک دامنی اورعفت وعصمت کا تذکرہ اللہ رب العزت نے تفصیل کے ساتھ سورہ یوسف میں کیا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کوزنا کی دعوت دینے والی عزیز مصر کی بیوی تھی، جھونپڑی میں نہیں محل میں دعوت دے رہی ہے، دیکھنے والا کوئی انسان موجود نہیں، تمام دروازے بند کردیئے ہیں، یوسف علیہ السلام غیر شادی شدہ ہیں، عین شباب اور جوانی کا دور ہے، عورت بھی حسین وجمیل، بناؤ سنگھار اور زیب وزینت کے ساتھ بند دروازوں میں اپنی طرف بلانے لگی، جب اِس نے اپنی طرف دعوت دی، تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی پناہ (اس گناہ کے کام سے) اور فوراً دروازے کی طرف دوڑے، قرآن کریم نے اس واقعہ کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾ (یوسف: ۲۳)

ترجمہ: اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے، اس نے ان کو ورغلانے کی کوشش کی، اور سارے دروازوں کو بند کردیا، اور کہنے لگی: آ بھی جاؤ! یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ! وہ میرا آقا ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔

آخر میں اسی عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکبازی کی گواہی ان الفاظ میں دی:

﴿وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ.﴾ (یوسف: ۳۲)

ترجمہ: اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی اور عصمت کا اعلان کرنے کے بعد وجہ بیان کرتے ہوئے قرآن ہی میں ارشاد فرمایا:

﴿لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَاالْمُخْلَصِيْنَ.﴾(یوسف: ۲۴)

ترجمہ: تاکہ ہم ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو دور رکھیں، وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تین صفات

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ.﴾(آل عمران: ۳۹)

ترجمہ: اور مقتداء ہوں گے اور اپنے نفس کو بہت روکنے والے ہوں گے اور نبی ہوں گے اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہوں گے۔

''حصور'' اس کو کہتے ہیں جو اپنی قوت شہوت پر قابو رکھتا ہو اور نفس کے فریب میں مبتلا نہ ہو۔

حضرت مریم کی پاکیزہ کردار زندگی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم صدیقہ پر یہود نے تہمت لگائی تو خود رب العزت نے تردید کی اور قرآن ہی میں اعلان کیا:

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا.﴾(التحریم: ۱۲)

ترجمہ: عمران کی بیٹی مریم جنہوں نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا.﴾(الأنبياء: ۹۱)

ترجمہ: وہ بی بی جنہوں نے اپنی ناموس کو بچالیا، پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی۔

اسلافِ امت کے حیاء وپاک دامنی کے ایمان افروز واقعات

حضراتِ صحابہ کرام کے اعمال واوصاف

ہرقل بادشاہ کے زمانے میں رومی فوج کا مسلمانوں سے مقابلہ ہوا اور رومی فوج کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا، یہ شکست خوردہ رومی فوج جب واپسی کے موقع پر ہرقل سے ملی، جب کہ ہرقل مقامِ انطاکیہ میں مقیم تھا، وہ اِن رومیوں کی شکست کی خبر سن کر سوال کرتا ہے؟

أَخْبِرُونِیْ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِینَ یُقَاتِلُونَكُمْ، أَلَیْسُوْا هُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ؟.

ترجمہ: مجھے اس قوم کے بارے میں بتاؤ جس کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہوا ہے، کیا وہ تم ہی جیسے انسان نہیں تھے؟ فوجیوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہاں! وہ ہم ہی جیسے انسان تھے جن سے ہمارا مقابلہ ہوا۔

اس پر ہرقل دوسرا اور بامعنی سوال کرتا ہے کہ اچھا بتاؤ کہ تعداد میں وہ زیادہ تھے یا تم؟

فوجیوں نے کہا کہ ہم زیادہ تھے۔

ہرقل تیسرا سوال یہ کرتا ہے کہ جب وہ تم جیسے انسان تھے اور تعداد میں تم سے کم تھے تو پھر تمہاری شکست کھا جانے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا رومی سپہ سالار نے بڑا عجیب جواب دیا، اس نے کہا:

مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمْ یَقُومُونَ اللَّیْلَ، وَیَصُومُونَ النَّهَارَ، وَیُوفُونَ بِالْعَهْدِ، وَیَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ، وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَیَتَنَاصَفُونَ بَیْنَهُمْ.

ترجمہ: ان (مسلمانوں) کی فتح اس وجہ سے ہوئی کہ وہ راتوں میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور دن میں روزہ رکھتے ہیں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں، عہد پورا کرتے ہیں اور آپس میں انصاف کرتے ہیں۔

اور کہا کہ:

وَمِنْ أَجْلِ أَنَّا نَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَنَزْنِي، وَنَرْكَبُ الْحَرَامَ، وَنَنْقُضُ الْعَهْدَ، وَنَغْصَبُ، وَنَظْلِمُ، وَنَأْمُرُ بِمَا يُسْخِطُ اللَّهَ، وَنَنْهَى عَمَّا يُرْضِي اللَّهَ، وَنُفْسِدُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ أَنْتَ صَدَقْتَنِي. ❶

ترجمہ: ہماری شکست اس وجہ سے ہوئی کہ ہم شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں، حرام چیزوں کو اختیار کرتے ہیں، عہد کو توڑتے ہیں، ہم دوسروں کا مال غصب کرتے ہیں، اللہ کے ناراضگی والے کاموں کا حکم دیتے ہیں، اور جن چیزوں سے روکا ہے اُس کا ارتکاب کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، یہ سن کر رومی بادشاہ ہرقل نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

یہ صحابہ کرام کے اعمال واوصاف کا تذکرہ کرنے والا کوئی مسلمان نہیں بلکہ رومی غیر مسلم کمانڈر رہے، صحابہ کرام کے انہی اعمال واوصاف کی وجہ سے اللہ رب العزت کی اُن کے ساتھ غیبی مدد تھی، صحابہ کرام نے حیاء وپاک دامنی کی زندگی گزاری، جب کہ رومی سپہ سالار نے کہا: ہماری زندگی شراب وزنا میں گزرتی ہے۔

حضرت سارہ کی عزت وناموس کی غیبی حفاظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ کے ساتھ ہجرت کی، ان کو لے کر ایسی آبادی میں پہنچے جہاں باشاہوں میں سے ایک بادشاہ یا ظالم حکمرانوں میں سے ایک ظالم حکمران رہتا تھا، اس سے بیان کیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہاں ایک خوبصورت عورت لے کر آئے ہیں، آپ علیہ السلام کے پاس اس نے ایک آدمی دریافت کرنے کو بھیجا کہ اے ابراہیم! یہ عورت تمہارے ساتھ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: میری بہن ہے، پھر

❶ البداية والنهاية: سنة ثلاث عشرة من الهجرة، واقعة اليرموك، ج ۹ ص ۵۶۹، ۵۷۰

حضرت ابراہیم علیہ السلام لوٹ کر سارہ کے پاس گئے اور کہا کہ میری بات کو جھوٹا نہ کرنا، میں نے لوگوں کو بتایا کہ تو میری بہن ہے، اور اس زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مؤمن نہیں (چونکہ ایمانی رشتے میں ہر مؤمن مرد اور عورت بہن بھائی ہیں، نیز اِس بادشاہ کے بارے میں یہ بات معلوم تھی کہ اگر کسی کی بہن ہو تو یہ دست درازی نہیں کرتا، اِس وجہ سے آپ نے توریہ استعمال فرمایا، تاکہ اہلیہ کی حیاء و پاک دامنی اور ناموس کی حفاظت رہے،) جب حضرت سارہ کو بادشاہ کے پاس لے جائیگا، تو وہ بادشاہ حضرت سارہ کے پاس گیا وہ کھڑی ہوئیں اور وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا کی:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ، وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي، إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الكَافِرَ، فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ. (۱)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کی بجز اپنے شوہر کے حفاظت کی ہے، تو مجھ پر اس کافر کو ہرگز مسلط نہ کر، تو وہ بادشاہ زمین پر گر کر خراٹے لینے لگا یہاں تک کہ زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگا۔

جب حضرت سارہ نے اِس کی یہ حالت دیکھی تو کہا: یا اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے بادشاہ کو قتل کیا ہے، چنانچہ اِن کی دُعا سے اس بادشاہ کی یہ تکلیف دور ہوگئی، تو پھر بادشاہ ان کی طرف غلط ارادے سے اٹھا، تو حضرت سارہ کھڑی ہوئیں وضو کر کے نماز پڑھی پھر اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنے شوہر کے علاوہ سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر، وہ پھر زمین پر گر کر خراٹے لینے لگا اور ایڑیاں رگڑنے لگا۔

(۱) صحیح البخاری: کتاب البیوع، باب شراء المملوک من الحربی وهبته وعتقه، رقم الحدیث: ۲۲۱۷

پھر حضرت سارہ نے کہا: یا اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو قتل کیا ہے۔ اس کی یہ حالت جاتی رہی، بادشاہ نے دوسری یا تیسری بار کہا کہ واللہ تم نے میرے پاس ایک شیطان کو بھیجا، اس کو ابراہیم کے پاس لے جاؤ اور (ہاجرہ) لونڈی ان کو دیدو، وہ لوٹ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں، تو کہا کہ آپ نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو ذلیل کر دیا اور ایک لونڈی خدمت کے لئے دلوادی۔

حضرت مرثد بن ابومرثد رضی اللہ عنہ کی پاکدامنی

دورِ جاہلیت میں مکہ مکرمہ کی ایک عناق نامی طوائف سے حضرت مرثد بن ابومرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلقات تھے، تحریم زنا کے بعد آپ نے اس عورت سے قطع تعلق کر لیا، حضرت مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت قوی اور بہادر انسان تھے۔

اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو مکہ سے مدینہ لے جانے کی خدمت ان ہی کے سپرد کی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک مرتبہ حضرت مرثد کو مکہ جانے کا اتفاق ہوا، چاندنی رات میں آپ مکہ مکرمہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے، اتفاق سے عناق کی نظر آپ پر پڑ گئی، اس نے آواز دی، تو حضرت مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رک گئے، اس نے اپنے مخصوص دلربائی کے انداز میں بڑی خندہ پیشانی سے آپ کو خوش آمدید کہا اور شب باشی کی خواہش کی، تو حضرت مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے عناق! ”إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ الزِّنَا“ اب اللہ نے زنا حرام کر دیا ہے۔

عناق کو اس خشک جواب پر بے تحاشا غصہ آ گیا اور لوگوں سے کہہ کہ مرثد یہاں کے قیدی مدینہ منورہ لے جاتے ہیں۔ چنانچہ آدمیوں نے حضرت مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعاقب کیا، لیکن یہ ایک محفوظ مقام پر چھپ گئے اور جب وہ لوگ تلاش کر کے ناکام واپس لوٹ گئے تو مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہ عورت مجھے گناہ کی دعوت دیتی ہے آپ کی کیارائے میں اُس سے نکاح کرلوں، تواس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیااوراس بات کے بعد یہ حکم نازل ہوا:

﴿اَلزَّانِی لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً أَوْ مُشْرِکَةً وَالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُھَا اِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِینَ﴾ (النور: ۳)

ترجمہ: زانی مرد نکاح کرتا ہے تو زناکار یا مشرک عورت ہی سے نکاح کرتا ہے، اور زناکار عورت سے نکاح کرتا ہے تو وہی مرد جو خود زانی ہو، یا مشرک ہو اور یہ بات مؤمنوں کے لیے حرام کردی گئی ہے۔ ❶

گویااِس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں سے نکاح کرتے ہیں۔ جو عورت مشرک اور بے حیاء ہو اُس سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اس لئے "سنن ابی داود" کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لَاتَنْکِحْھَا" ❷ اس واقعہ سے صحابیِ رسول کی نہایت پاک دامنی معلوم ہوتی ہے کہ عورت کی گناہ کی دعوت پر صریح الفاظ میں فرمایا کہ اللہ نے زنا کو حرام کردیا ہے۔

گناہ سے بچنے پر ذوالکفل کی مغفرت ہوگئی

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، جسکا نام ذوالکفل تھا، بڑا ہی فاسق، فاجر تھا، اسکے پاس ایک عورت آئی اس نے ساٹھ دینار اسکو دیئے اس شرط پر کہ عورت اسکے ساتھ زنا کرے گی، جب دونوں زنا کیلئے بیٹھ گئے، تو وہ عورت رونے لگی، ذوالکفل نے پوچھا: کیوں رو رہی

❶ تفسیر الطبری: سورة النور تحت هذه الآیة، ج۱۹ ص۹۷/سنن الترمذی: أبواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة النور، رقم الحدیث: ۳۱۷۷

❷ سنن ابی داود: کتاب النکاح، باب فی قوله تعالی: الزَّانِی لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً، رقم الحدیث: ۲۰۵۱

ہو، کیا میں نے کوئی زبردستی کی ہے؟ عورت نے کہا: نہیں، لیکن میں نے یہ کام کبھی بھی نہیں کیا، ذوالکفل نے پوچھا: پھر کیوں کررہی ہو، عورت نے کہا: مجھے رقم کی ضرورت تھی، تو میں مجبور ہو کر آئی ہوں، ذوالکفل بڑا شرمندہ ہوا اور عورت سے کہا: جاؤ! اور یہ دینار بھی لیجاؤ، پھر کہا: اللہ کی قسم! ذوالکفل کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا، تو اسی رات ذوالکفل کی موت آگئی، صبح اسکے گھر کے دروازے پر لکھا تھا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْغَفَرَ لِلْكِفْلِ. ❶

اللہ نے ذوالکفل کو معاف کردیا۔

دُعائے نبوی کے سبب نوجوان کی قابلِ رشک حیاء دار زندگی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی گستاخی بہت بری معلوم ہوئی اور ہر ایک نے اس کو ڈانٹا اور اس کے اس سوال پر نفرت کا اظہار کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جوان سے فرمایا: قریب آجاؤ، وہ قریب آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سمجھانے کے لئے سوال وجواب شروع کردیے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: کیا تم اس (زنا کے) کام کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتے ہو؟

نوجوان: نہیں یارسول اللہ!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: دوسرے لوگ بھی اس برائی کو اپنی ماں کے لئے پسند نہیں کرتے۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقائق، باب، رقم الحديث: ۲۴۹۶/ روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب الثالث والعشرون: ص ۳۲۳

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم: اس زنا کو تم اپنی بیٹی کے حق میں اچھا جانتے ہو؟

نوجوان: میں آپ پر نثار ہوں، نہیں یارسول اللہ!

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم: دوسرے لوگ بھی اس بدکاری کو اپنی بیٹیوں کے لئے اچھا نہیں جانتے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم: اس زنا کو تم اپنی بہن کے لئے پسند کرتے ہو؟

نوجوان: نہیں! اللہ کی قسم! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم: لوگ بھی اسے اپنی بہنوں کے لئے پسند نہیں کرتے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم: اچھا اس برے کام کو تم اپنی پھوپھی کے لئے پسند کرو گے؟

نوجوان: نہیں یارسول اللہ!

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم: دوسرے لوگ بھی اپنی پھوپھی کے لئے زنا کو پسند نہیں کرتے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم: یہ بتاؤ تم زنا کو اپنی خالہ کے ساتھ گوارا کرلو گے؟

نوجوان: نہیں یارسول اللہ!

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم: دوسرے لوگ بھی زنا کو اپنی خالہ کے ساتھ گوارا نہیں کرسکتے۔

اس طرح اس مسئلہ کو جب اس کے ذہن نشین کرچکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا اور دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ.❶

❶مسند أحمد: مسند الأنصار، حديث أبي أمامة الباهلي، ح٣٦ ص٥٤٥، رقم الحديث: ٢٢٢١١/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد: رواه أحمدوالطبراني فى الكبير،ورجاله رجال الصحيح. انظر: كتاب العلم، باب أدب العالم، ج١ ص١٢٩، رقم الحديث: ٥٤٣

ترجمہ: اے اللہ! اس کے گناہ معاف کردے، اس کا دل پاک فرمادے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔

راوی کا بیان ہے کہ اس تقریر اور دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اس شخص کو کبھی اس کے بعد زنا کا خیال نہ گزرا، بات بھی کتنے پتے کی بیان فرمائی گئی۔ غور کیجئے! کوئی ایسی عورت ہے جو کسی کی ماں نہ ہو، بہن نہ ہو، بیٹی نہ ہو، پھوپھی نہ ہو، خالہ نہ ہو؟ پھر یہ کیا انسانیت ہے کہ کسی کی ماں، بہن، بیٹی اور پھوپھی وغیرہ سے ناجائز ہم بستری کی جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی کا باریک دوپٹہ پھاڑ دیا

حضرت ام علقمہ کہتی ہیں کہ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رحمہما اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، حضرت حفصہ باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا تو ان سے دوپٹہ لے لیا اور اسے پھاڑ ڈالا اور اس کے بدلے ایک موٹے کپڑے کا دوپٹہ ان کو مرحمت فرمایا۔ [1]

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ ام المؤمنین نے صرف زبانی منع پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ باریک دوپٹہ کو لے کر پھاڑا، اور اُس کی جگہ انہیں موٹا دوپٹہ دیا، اِس سے اُن کی تربیت و پاک دامنی کی اہمیت کو بتانا تھا اور ابتداء ہی سے حسنِ تربیت کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت سلیمان بن یسار کی پاک دامنی کے سبب خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت

ایک مرتبہ حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ مدینہ سے چلے اور ان کے ساتھ ان کا ایک رفیق سفر بھی تھا۔ چنانچہ دورانِ سفر مقام ''ابواء'' پر پڑاؤ ڈالا، حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ لوگوں میں زیادہ خوبصورت اور زیادہ پرہیزگار و متقی تھے، رفیق سفر نے کھانا

[1] مؤطا مالک: کتاب اللباس، باب ما یکرہ للنساء لبسہ من الثیاب، ج ۲ ص ۹۱۳

لانے کے لیے کپڑا لیا اور بازار کی طرف چل پڑا تا کہ کھانا خرید لائے۔ حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ خیمے میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک اعرابیہ کی نظر پہاڑی کے بالائی حصہ سے ان پر پڑ گئی، اعرابیہ نظر پڑتے ہی ان پر فریفتہ ہوگئی اور ان کے حسن وجمال کو دیکھ کر پہاڑ سے نیچے اتری اور آپ کے خیمے میں آ گئی، درآں حالیکہ اس نے برقعہ اور دستانے پہن رکھے تھے۔ ان کے سامنے آ کر کھڑی ہوگئی چہرے سے پردہ جو ہٹایا یوں لگی جیسے چاند کا ٹکڑا ہو، یہ نہایت حسین وجمیل عورت تھی، کہنے لگی کیا آپ مجھے اپنا آپ ہبہ کرتے ہیں، حضرت سلیمان رحمہ اللہ سمجھے کہ وہ بچا ہوا کھانا مانگ رہی ہے۔ اس غرض سے دسترخوان کی طرف اُٹھے تا کہ اسے کھانا تھما دیں، کہنے لگی میں اس کی تو خواہشمند نہیں ہوں، میں تو آپ سے اس بات کی خواہاں ہوں جس کی خواہاں ہر عورت مرد سے ہوتی ہے۔

فرمایا: تجھے شیطان نے تیار کر کے بھیجا ہے، پھر انہوں نے سر آستینوں کے درمیان رکھ لیا اور گریہ وزاری شروع کر دی، جب عورت نے یہ عالم دیکھا تو اپنا برقعہ چہرے پر لٹکایا اور جلدی جلدی اپنے خیمہ کی طرف واپس چلی گئی۔ اتنے میں ان کا رفیق سفر واپس لوٹ آیا اور مطلوبہ سامان اپنے ساتھ خرید لایا۔ جب ان کو دیکھا درآنحالیکہ ان کی آنکھیں رونے سے پھٹی جاری تھیں، پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ جواب دیا، خیریت ہے، پوچھا کیا بچے یاد آ گئے؟ فرمایا نہیں، عرض کیا: پھر کیا قصہ ہے؟ بچوں سے آپ کو جدا ہوئے لگ بھگ تین دن ہوئے ہیں، الغرض رفیق سفر مصر رہا، بار بار پوچھتا رہا، بالآخر انھوں نے حقیقت حال سے رفیق سفر کو آگاہ کر دیا۔ رفیق سفر نے دسترخوان لگایا اور اس نے بھی رونا شروع کر دیا۔ حضرت سلیمان رحمہ اللہ نے پوچھا تو کیوں رو رہا ہے؟ کہا: میں آپ کی بنسبت رونے کا زیادہ حق دار ہوں، پوچھا: وہ کیوں؟ کہنے لگا: اگر

میں آپ کی جگہ ہوتا تو میرا صبر کا دامن چھوٹ جاتا، پس دونوں برابر روتے رہے۔

چنانچہ حضرت سلیمان رحمہ اللہ جب مکہ پہنچے، طواف اور سعی سے فارغ ہو کر حجر اسود کے پاس آئے اور کپڑے سے حبوہ باندھ کر بیٹھے ہی تھے کہ ان کی آنکھ لگ گئی، اچانک خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک انتہائی خوبصورت، حسین وجمیل، قد آور اور خوشبو سے مہکتا ہوا شخص دیکھا، آپ نے ان سے پوچھا: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ جواب دیا: میں حضرت یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہوں۔ پوچھا کیا یوسف صدیق؟ جواب دیا: جی ہاں، میں نے کہا: آپ کی عزیز مصر کی عورت کے معاملہ میں عجیب شان ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا: آپ کی شان ابواء کی عورت کے ساتھ تو بھی بڑی عجیب ہے۔ [1]

ایک نوجوان کا خوفِ الٰہی سے ترکِ زنا اور موت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک نوجوان بڑا عبادت گزار تھا، جو زیادہ تر مسجد میں رہا کرتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو بہت پسند کرتے تھے، اس نوجوان کا بوڑھا باپ تھا جس سے ملنے وہ عشاء کے بعد جایا کرتا تھا، اور اس راستے پر ایک حسین و جمیل عورت کا گھر تھا، اس نے اس نوجوان کو دیکھا تو اس پر فریفتہ ہوگئی اور اس کو اپنی جانب مائل کرنے کے لیے راستے میں بن سنور کر کھڑی ہوتی تھی۔

ایک رات وہ نوجوان اس عورت کے پاس سے گزرا تو وہ عورت اس کو بہکانے لگی حتی کہ وہ اس کے فریب میں مبتلا ہو گیا اور اس کے پیچھے اس کے گھر کی طرف چلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے دروازے پر پہنچ گیا اور جب وہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو اس نوجوان کو اللہ یاد آ گیا اور اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوگئی:

---

[1] حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: سليمان بن يسار، ج ٢ ص ١٩١

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ﴾(الأعراف: ۲۰۱)

ترجمہ: جن لوگوں نے تقوی اختیار کیا ہے، انہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال آ کر چھوتا بھی ہے تو وہ (اللہ کو) یاد کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

پھر وہ نوجوان بے ہوش ہوکر گر پڑا، اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور وہ دونوں اس کو اُٹھا کر اس نوجوان کے باپ کے گھر تک لے گئے، اور اس کے باپ نے دیکھا کہ وہ بے ہوش ہے تو لوگوں کو تعاون کے لیے بلایا اور لوگوں نے اس کو اُٹھا کر گھر کے اندر پہنچایا۔

جب رات کا حصہ گزر گیا تو اس کو ہوش آیا، باپ نے پوچھا کہ کیا ہوا، تو کہا کہ خیر ہے، باپ نے معاملہ پوچھا، اس نے قصہ سنایا، باپ نے دوبارہ وہ آیت اس سے سنی، وہ نوجوان اس کو پڑھ کر پھر بے ہوش ہو گیا، جب اس کو ہلایا گیا تو مر چکا تھا، الغرض غسل وکفن دے کر رات ہی میں اس کو دفن کر دیا گیا، اور صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی، تو تعزیت کے لیے تشریف لائے اور اس کے والد سے فرمایا کہ ہمیں کیوں نہیں جنازے کی اطلاع کی؟ اس نے کہا کہ رات کا وقت تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چلو اس کی قبر پر جائیں۔

پس آپ اور آپ کے ساتھی قبر پر آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان کو خطاب کر کے کہا کہ اے فلاں! قرآن میں ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾(الرحمن: ۴۶)

ترجمہ: اور جو رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

تو قبر سے اس نے جواب دیا کہ ہاں! مجھے اللہ رب العزت نے دونوں جنتیں عطا کردی ہیں۔ ❶

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا حیاء اور پردے کا اہتمام

جنابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم یافتہ صحابہ کرام وصحابیات اور اولیائے کاملین وصالحین تقوی وپرہیز گاری اور شرم وحیاء کے پیکر ہوا کرتے تھے، ان حضراتِ قدسیہ کی حیاء داری ضرب المثل ہے، امہات المؤمنین اور دیگر نیک خواتین کی شرم وحیاء کا یہ عالم تھا کہ وہ کبھی بغیر اجازتِ شرعی گھر سے باہر نہ نکلیں، اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے جب نفلی حج وعمرہ کے لئے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا:

قَدْ حَجَجْتُ وَاعْتَمَرْتُ وَأَمَرَنِي اللَّهُ أَنْ أَقَرَّ فِي بَيْتِي، فَوَ اللَّهِ لا أَخْرُجُ مِنْ بَيْتِي حَتَّى أَمُوْتَ. ❷

ترجمہ: میں فرض حج اور عمرہ کر چکی ہوں، میرے رب نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے، اللہ کی قسم! اب میں مرنے پر ہی اپنے گھر سے نکلوں گی۔

ایک نوجوان نے محض پاک دامنی کی خاطر محل سے چھلانگ لگادی

بنی اسرائیل میں ایک انتہائی خوبصورت نوجوان تھا، اس جیسا حسین ان میں کوئی نہ تھا، وہ ٹوکریاں فروخت کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ دو ٹوکریاں اٹھائے چکر لگا رہا تھا کہ بنی اسرائیل کے ایک بڑے سردار کے گھر سے ایک عورت باہر آئی اور اس کو دیکھ کر جلدی سے واپس چلی گئی، اور سردار کی بیٹی سے کہا: میں نے دروازے پر ایک ٹوکری فروش ایسا نوجوان دیکھا ہے کہ اس سے حسین نوجوان میں نے کبھی نہیں دیکھا، سردار کی بیٹی نے کہا: اسے اندر بلاؤ، وہ گئی اور اسے اندر بلالیا اور دروازہ بند کروادیا، پھر اس بادشاہ کی بیٹی نے

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمرو بن جامع بن عمرو، ج۴۵ ص ۴۵۰/ مختصر تاريخ مدينة دمشق لابن العساكر: ترجمة: عمرو بن جزء النحولاني، ج۱۹ ص ۱۹۱

❷ الدر المنثور: سورة الأحزاب، آیت نمبر ۳۳ کے تحت، ج۶ ص ۵۹۹

چہرہ اور سینہ کھول کر اس کا استقبال کیا۔ اس نوجوان نے کہا اللہ تجھے محفوظ رکھے، پردہ کرلے، وہ بولی ہم نے تجھے اس کام کے لیے نہیں بلوایا بلکہ کسی اور کام کے لیے بلوایا ہے، اور اس کو ورغلانے لگی، اس نوجوان نے کہا اللہ سے ڈر، وہ بولی اگر تو نے میری چاہت پوری نہ کی تو میں بادشاہ سے کہوں گی کہ تو میرے پاس آیا اور زبردستی میری عزت لوٹنا چاہتا ہے۔ اس نوجوان نے وضو کا پانی منگوانے کا کہا، تو اس لڑکی نے باندی سے کہا اس کے لیے وضو کا پانی محل کے اوپر رکھنا کہ یہ بھاگ نہ سکے، جب یہ محل کے اوپر پہنچا تو کہا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ دُعِيْتُ إِلَى مَعْصِيَتِكَ وَإِنِّيْ أَخْتَارُ أَنْ أُلْقِيَ نَفْسِيْ مِنْ هٰذَا الْجَوْسَقِ وَلَا أَرْكَبُ مَعْصِيَتَكَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ مجھے ایک معصیت کی دعوت دی گئی ہے، اور میں نے یہ پسند کیا ہے کہ میں اس محل سے چھلانگ لگالوں گا لیکن گناہ کا ارتکاب نہ کروں۔

اس نے بسم اللہ پڑھ کر چھلانگ لگا دی، اللہ کی رحمت کو جوش آیا، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اتارا، اس فرشتے نے اسے نرمی سے پکڑ کر زمین پر اتار دیا، جب وہ صحیح سلامت زمین پر پہنچ گیا تو دعا کی:

اے اللہ! مجھے ایسی روزی عطا کردے جو مجھے ٹوکریوں کے کاروبار سے بے نیاز کردے، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور سونے کی ٹڈیوں کا ایک لشکر بھیجا، اس نے انہیں پکڑا اور اپنا کپڑا بھرلیا، اور کہا اے اللہ! اگر تو نے یہ رزق مجھے دنیا میں سے عطاء کیا ہے تو اس میں برکت عطا فرما اور اگر یہ آخرت میں سے کم ہوا ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، آواز آئی یہ تیرے خود کو زمین پر پھینکنے کے اجر کا پندرہواں حصہ ہے، اس نے کہا:

❶ روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب السابع والعشرون، ص ۴۵۴

اے اللہ! مجھے اپنے آخرت کے اجر سے کم ہونے والے رزق کوئی ضرورت نہیں، لہٰذا تمام ٹڈیاں واپس چلی گئیں۔

دیکھیں کیا حیاء اور پاک دامنی ہے کہ گناہ سے بچنے کی خاطر محل سے چھلانگ لگا دی، اللہ تعالی نے گناہ سے بھی بچایا اور جان بھی محفوظ رہی اور غیبی رزق میں سونے کی ٹڈیوں کا لشکر بھی آیا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی نہایت عفیف اور پاکیزہ کردار شخصیت

خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حج پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی تو اس موقعہ پر میں نے اپنی لونڈی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت کے لیے ان کے ہاں چھوڑ دی، مجھے تقریباً چار ماہ تک مکہ معظّمہ میں قیام کرنا پڑا، واپسی پر جب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ حضرت میری لونڈی کو خدمت واخلاق کے اعتبار سے آپ نے کیسے پایا؟ فرمانے لگے: آدمی قرآن پڑھتا ہو اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہو، علم حلال اور علم حرام سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ عام لوگوں سے بڑھ کر اپنے نفس اور نگاہوں کی حفاظت کرے، اللہ کی قسم! جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں میں نے آپ کی لونڈی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

خارجہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنی لونڈی سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان کے اخلاق اور گھریلو معاملات کے بارے میں دریافت کیا، تو لونڈی کہنے لگی:

مَارَأَیْتُ وَمَاسَمِعْتُ مِثْلَهُ مَارَأَیْتُهُ نَامَ عَلَی فُرُشٍ مُنْذُدَخَلْتُ إِلَیْهِ وَلَارَأَیْتُهُ اِغْتَسَلَ فِیْ لَیْلٍ وَلَانَهَارٍمِنْ جَنَابَةٍ وَلَقَدْ کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ یَخْرُجُ فَیُصَلِّیْ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ یَدْخُلُ إِلَی مَنْزِلِهِ فَیُصَلِّیْ صَلَاةَالضُّحَی صَلَاةً خَفِیْفَةً

وَذٰلِکَ أَنَّہُ کَانَ یُبَکِّرُ إِلَی الْجَامِعِ فَیَغْتَسِلُ غُسْلَ الْجُمُعَةِ وَیَمَسُّ شَیْئًا مِنْ دُھْنٍ ثُمَّ یَمْضِی إِلَی الصَّلَاةِ وَمَارَأَیْتُہُ یُفْطِرُ بِالنَّھَارِ قَطُّ وَکَانَ یَأْکُلُ آخِرَ اللَّیْلِ ثُمَّ یَرْقُدُ رَقْدَةً خَفِیْفَةً ثُمَّ یَخْرُجُ إِلَی الصَّلَاةِ۔ ❶

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسی عفیف پاک دامن اور پاکیزہ کردار والی شخصیت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی ہے، میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ امام ابوحنیفہ نے کبھی دن یا رات کو اپنے گھر میں جنابت سے غسل کیا ہو، جمعہ کے روز صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آپ اپنے گھر سے باہر چلے جاتے پھر واپس تشریف لاتے اور گھر میں چاشت کی خفیف نماز پڑھتے، اس کے بعد غسل فرماتے، تیل لگاتے پھر نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے، میں نے کسی دن بھی انہیں کبھی بغیر روزے کے نہیں دیکھا، رات کے آخری حصے میں معمولی کھانا کھایا کرتے تھے، سونا تو کم ہوتا پھر نماز کیلئے چلے جاتے۔

پاکدامنی کی خاطر اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، زندگی اس کی عبادت میں گزر رہی تھی، چند لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کسی طرح اس کو بدنام کیا جائے، تو انہوں نے سوچا اور مشورہ کیا کہ اس کے لئے ایک فاحشہ عورت کا انتخاب کیا جائے، چنانچہ ایک فاحشہ عورت کا انتخاب کیا اور اس کو بڑی رقم دیکر کہا: کسی طرح اس کو اپنی طرف اور گناہ کی طرف مائل کردو، اگر یہ گناہ کردے گا تو ہم پورے علاقے میں اِس کی تشہیر کریں گے تاکہ اس کی جو نیک نامی اور عزت ہے وہ ختم ہو جائے، اس عورت نے کہا: یہ تو کوئی مشکل کام نہیں، حسین و جمیل عورت تھی، بناؤ سنگھار کرکے رات کے اُس اندھیرے میں آئی جب ہلکی بارش

❶أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ماروى في أمانته أبي حنيفة، ص ٥٠ /عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: ص ٢٤٢

ہورہی تھی، یہ اپنے عبادت خانے میں عبادت کررہے تھے، عورت نے نیچے سے آواز دی کہ بارش ہے، میں اپنے گھر نہیں جاسکتی، مجھے رات کو اپنے ہاں ٹھہرنے کی اجازت دو، جیسے بارش ختم ہوگی، میں صبح اپنے گھر چلی جاؤں گی، ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ کہا، تو انہیں ترس آیا کہ واقعی اندھیری رات ہے، بارش ہے، انہوں نے اس کو اپنے صومعہ میں بلالیا، جب یہ اوپر آئی، تو اس نے اپنے ناز و اندام کو اس کے سامنے ظاہر کیا، گناہ کی دعوت دینے لگی، اس کے نفس میں جب زنا کا خیال آنے لگا، تو اس کے سامنے دیا جل رہا تھا، اس نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا: اگر تو یہ دنیا کی آگ برداشت کرسکتا ہے تو میں یہ گناہ کرلیتا ہوں کیونکہ آخرت کی آگ بڑی سخت ہے، اس نے اپنی ایک انگلی کو دیے پر رکھا وہ جل گئی، دوسری انگلی رکھی وہ بھی جل گئی، پھر تیسری انگلی، پھر چوتھی انگلی، دس کی دس انگلیاں دیے پر رکھتا گیا اور وہ انگلیاں جلتی گئیں اور نفس کو مخاطب کر کے کہتا اگر تو یہ آگ برداشت کرسکتا ہے تو میں گناہ کرتا ہوں، آخرت کی آگ تو بڑی سخت ہے، عورت نے جب یہ منظر دیکھا اُسے برداشت نہ ہوا ایک چیخ ماری وہیں اس کا انتقال ہوگیا۔ ❶

یعنی کیسا اللہ کا خوف اس انسان کے دل میں تھا، اپنی انگلیاں جلا ڈالیں لیکن نفس کی خواہش کو پورا نہیں کیا، تھوڑی سی لذت کی خاطر انسان اللہ کی نافرمانی نہ کرے، لذت ختم ہوجاتی ہے اور گناہ نامہ اعمال میں باقی رہتا ہے، تھوڑی سی مشقت کی خاطر نیکی کو نہ چھوڑیں، مشقت ختم ہوجائے گا اور نیک عمل نامہ اعمال میں باقی رہے گا۔

عبدالرحمٰن قس نامی شخص کی پاکدامنی

خلاد بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ کے اپنے بڑوں سے سنا جن میں سلیمان بھی ہیں، وہ یہ تذکرہ کرتے تھے کہ مکہ والوں کے نزدیک عبدالرحمٰن قس سب

❶ روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب السابع والعشرون، ص ۴۶۱

سے اچھا عابد تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے میں سب سے زیادہ قوی تھا، وہ ایک دن ایک قریشی مرد کی باندی سلّامہ کے پاس سے گزرا، اس باندی کے گانے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو کھڑے ہوکر سننے لگے، اس باندی کے سردار نے انہیں دیکھا تو کہنے لگا: آپ اندر آ کر سن لیں، انہوں نے اندر جانے سے انکار کردیا، اس نے اصرار کیا تو یہ مان گئے اور کہنے لگے: مجھے ایسی جگہ بٹھاؤ کہ میں اس باندی کو نہ دیکھ سکوں اور وہ مجھے نہ دیکھ سکے، اس قریشی نے کہا: ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا قس گھر میں داخل ہوگیا، باندی گانے لگی، ان کو اس کا گانا پسند آیا، اس باندی کے مالک نے کہا: میں اسے آپ کے سامنے لے آؤں وہ انکار کرنے لگے (آخر اِس نے اصرار کرکے اس سے منوالیا) قس اس کا گانا سنتا رہا یہاں تک کہ اس کے دل میں باندی کی محبت پیوست ہوگئی، اور مکہ والوں کو اس بات کا پتہ چل گیا، باندی نے ایک دن ان سے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتی ہوں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، باندی نے کہا: میں چاہتی ہوں کہ میں اپنا منہ آپ کے منہ پر رکھوں، انہوں نے کہا: میں چاہتا ہوا اپنا سینہ تیرے سینے کے ساتھ اور اپنا پیٹ تیرے پیٹ کے ساتھ ملا لوں، باندی نے کہا: پھر کیا رکاوٹ ہے؟ مکان خالی ہے، انہوں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے:

﴿اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴾ (الزخرف: ۶۷)

ترجمہ: تمام دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوجاویں گے، بجز خدا سے ڈرنے والوں کے۔

مجھے اچھا نہیں لگتا کہ ہماری آج کی محبت کل قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے، وہ باندی کہنے لگی: ارے فلاں! تمہارا کیا گمان ہے؟ جب ہم توبہ کریں گے تو کیا اللہ تعالیٰ

ہماری توبہ قبول نہیں کرے گا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں یعنی قبول کرے گا، لیکن میں اچانک موت آجانے سے پُرامن نہیں ہوں۔ پھر وہ اٹھا دراں حال ہے کہ اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، پھر وہ دوبارہ اپنی عبادت وریاضت والی زندگی کی طرف لوٹ آیا۔ ❶

خاتون نے اپنی عزت وناموس کی حفاظت کی خاطر چور کو قتل کر دیا

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ملک شام میں ایک عورت قاضی ضحاک بن قیس رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: کسی شخص نے سردیوں کی رات میرے دروازے کو زبردستی کھلوانا چاہا، میں نے چیخ وپکار کی کہ شاید کوئی مدد کو پہنچ جائے، مگر چیخ وپکار بیکار گئی۔ پھر میں نے تدبیر اختیار کی اور دروازہ کھول دیا، اور چکی کا پاٹ اس کو دے مارا اور اس کو اس طرح کیفر کردار تک پہنچا دیا۔

قاضی ضحاک رحمہ اللہ نے اس کے ساتھ کسی سپاہی کو بھیجا، تو دیکھا واقعی ایک چور مرا پڑا ہے۔ اس کے اردگرد مال ومتاع بھی ہے، پھر قاضی نے اس کا خون معاف قرار دیا۔ ❷

حیاء کی خاطر گھر میں آتے وقت بھی اجازت لیکر آئیں

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اپنی ماں سے بھی اجازت طلب کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اجازت طلب کرنا ماں سے بھی ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو ان کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ مقصد کہنے کا یہ تھا کہ ماں کا مجھ سے پردہ نہیں ہے، پھر طلب اذن کی کیا ضرورت ہے؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ ذم الهوى: الباب الثاني والثلاثون، ص ۲۵۸/التوابين لابن قدامة: ذكر سبب توبة جماعة من الأمة، ص ۱۳۷

❷ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الديات، الرجل يريد المرأة على نفسها، ج۵ ص ۴۳۹، الرقم: ۲۷۷۹۵

نے فرمایا: ان سے بھی اجازت لے لیا کرو۔ اس شخص نے کہا کہ میں ان کی خدمت کرتا ہوں یعنی اس وجہ سے برابر آنا جانا ہوتا ہے پھر طلبِ اذن کی کیا ضرورت ہے، دشواری بڑھ جائے گی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھاتے ہوئے فرمایا: اپنی ماں کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا ہے تب بھی اجازت حاصل کرلیا کرو، کیا تم ماں کو برہنہ دیکھنا پسند کروگے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر اسی وجہ سے کہتا ہوں کہ اجازت حاصل کر کے جاؤ۔ ❶

حضراتِ سلف کا گھر میں آتے وقت بھی آنے کی اطلاع دینا

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی ضرورت سے اندر آتے تو پہلے دروازہ پر آکر رک جاتے، کھانستے، تھوکتے اور اس کے بعد اندر آتے، اچانک بغیر اطلاع آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ❷

حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب گھر آتے تو اجازت طلب کرتے، دروازہ پر آکر زور سے آواز دیتے۔ ❸

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو دروازہ پر آکر زور سے کھانسے یا زور سے اپنا جوتا زمین پر مارے جس سے اندر خبر ہوجائے کہ مرد آرہا ہے۔ ❹

---

❶ مؤطا مالک: کتاب الاستئذان، باب الاستئذان، ج۲ ص ۱۴۱، رقم الحدیث: ۲۰۲۸

❷ تفسیر الطبری: سورۃ النور آیت نمبر ۲۷ کے تحت، ج۱۹ ص ۱۴۸/ تفسیر ابن کثیر: سورۃ النور، آیت نمبر ۲۷ کے تحت، ج۶ ص ۳۹

❸ تفسیر ابن کثیر: سورۃ النور، آیت نمبر ۲۷ کے تحت، ج۶ ص ۴۰

❹ تفسیر ابن کثیر: سورۃ النور، آیت نمبر ۲۷ کے تحت، ج۶ ص ۴۰

قرآنی آیت اور بزرگ کی دعا کے سبب زندگی پاک دامنی میں گزری

قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے عرب کی ایک خوبصورت باکمال لونڈی سے عشق کیا، میری ان دنوں میں یہ حالت تھی کہ میں جس گناہ کا ارادہ کرتا تھا اس کے کرنے میں گھبراتا نہیں تھا، چنانچہ میں اس کے پاس پیغام بھیجتا رہا اور وہ میرے پاس پیغام بھیجتی رہی، جب بہت دن گزر گئے تو میں نے اس کو یہ پیغام روانہ کیا کہ اب ملاقات کے علاوہ کوئی چیز اہم نہیں ہے، تو اس نے وعدہ بھیجا اور میں نے بھی جواب میں ایک رات کو اور اس میں ملاقات کی جگہ کو طے کر دیا، جب وہ رات آئی تو میں بھی روانہ ہوا اور وہ بھی، پھر ہم نے ملاقات کی اور میں اس سے محبت کا اظہار کرنے لگا، ہم اسی طرح سے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھا ہمارے سامنے آ کر رکا، ہمیں سلام کیا اور پوچھا آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا کہ کوئی کام ہے۔ اس نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ میں نے کہا: میرے گھر کی ہے۔ کہا: سبحان اللہ! تم اس کو ایسے وقت میں (گھر سے باہر) نکال کر لاتے ہو؟ میں نے کہا کہ کوئی مجبوری پیش آ گئی تھی، اس نے مجھے کہا: ارے سن! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (الجاثیۃ: ۲۱)

ترجمہ: جن لوگوں نے برے برے کاموں کا ارتکاب کیا ہے، کیا وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ انہیں ہم ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں جس کے نتیجے میں ان کا جینا اور مرنا ایک ہی جیسا ہو جائے؟ کتنی بری بات ہے جو یہ طے کیے ہوئے ہیں۔

پھر اس بوڑھے نے کہا: ارے میاں! تم بدکاریوں کے ارتکاب سے باز آ جاؤ، کیونکہ

اللہ تعالیٰ ہر نفس سے اس کے عمل کے متعلق حساب لینے والا ہے۔ پس تو خود کو اس حساب کے وقت شرمندہ ہونے سے بچالے، جب تیرا کوئی عذر معذرت نہ چل سکے گا۔ پھر اس بوڑھے نے کہا: تم دونوں اٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں برکت دیں (یعنی تمہیں گناہ سے بچائے)۔ تو ہم اٹھ گئے اور حیاء اور ہیبت کی شدت سے میں ایک قدم چلنے پر بھی قادر نہ ہو رہا تھا، جب میں منہ پھیر کر رخصت ہونے لگا تو اس نے کہا: جو میں نے نصیحت کی ہے اس کا لحاظ رکھنا، کیونکہ وہ ذات تمہارے ساتھ ہے اور تجھے دیکھ رہی ہے چاہے تم کہیں بھی ہو، پھر وہ چلا گیا، میں نے اس سے سنا وہ یہ دعا دے رہا تھا: اَللّٰھُمَّ اعْصِمْھُمَا حَتّٰی لَا یَعْصِیَاکَ" اے اللہ! ان دونوں کی حفاظت فرما تا کہ یہ تیری نافرمانی نہ کر سکیں۔

اس کی اس دعا کی برکت سے ایسا لگا کہ گویا کہ میرے دل میں جو خباثت تھی سب دفعہ ہو چکی تھی اور میں نے اس سے مکمل طور پر قطع تعلق کرنے کا عہد کر لیا تھا۔ پھر جب اس کا قاصد میرے پاس سلام لے کر آیا تو میں نے اس کو کہا: آج کے بعد تم بھی میرے پاس نہ آنا۔ [1]

اپنی عزت کی حفاظت کی خاطر بدکردار مہمان کو بھاری پتھر سے قتل کر دیا

حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں ایک شخص قبیلہ ہذیل کے ہاں مہمان بن کر ٹھہرا۔ انہوں نے اپنی باندی لکڑیاں چننے (جنگل کی طرف) بھیج دی، مہمان کو اس سے عشق ہو گیا، اور اس کے پیچھے چل پڑا، پھر اپنی ہوس کو اس سے پورا کرنا چاہا لیکن لڑکی نے سختی سے منع کر دیا، مہمان نے لڑکی کو دبوچ لیا، مگر لڑکی مزاحمت کر کے اپنے آپ کو چھڑا گئی: فَرَمَتْهُ بِحَجَرٍ فَفَضَّتْ كَبِدَهُ فَمَاتَ، ثُمَّ جَاءَ تْ إِلَى أَهْلِهَا فَأَخْبَرَتْهُمْ

[1] ذم الھوی: الباب الثانی و الثلاثون، ص ۲۶۰، ۲۶۱

فَذَهَبَ أَهْلُهَا إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرُوهُ، فَأَرْسَلَ عُمَرُ فَوَجَدَ آثَارَهُمَا، فَقَالَ عُمَرُ: قَتِيلُ اللّٰهِ لَا يُودَى أَبَدًا۔ ❶

ترجمہ: اور ایک پتھر لے کر مہمان کو کھینچ مارا اور اس کا جگر پارہ پارہ کر دیا، پس وہ مر گیا۔ پھر باندی نے اپنے گھر پہنچ کر ان کو ساری روداد سنائی، لڑکی کے اہلِ خانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربارِ خلافت میں پہنچے اور آپ کو سارا ماجرا سنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی تفتیش کرنے والے کو جائے واردات پر بھیجا، اور ان آثار سے معاملہ یقین کی حد تک پہنچ گیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: درحقیقت اللہ نے اس کو قتل کیا ہے، لہذا اس کا قصاص (بدلہ) وغیرہ نہیں، (اس کا خون معاف ہے۔)

حضرت ابوزرعہ جنبی رحمہ اللہ کی عفّت وپاکدامنی

حضرت ابوزرعہ جنبی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے میرے ساتھ فریب کر کے کہا: اے ابوزرعہ! آپ ایک مصیبت زدہ کی عیادت کر کے اور اسے دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کریں گے؟ تو میں نے کہا: کیوں نہیں۔

تو اس نے کہا: گھر میں آ جائیں، جب میں گھر میں داخل ہوا تو اس نے دروازہ بند کر دیا اور مجھے کوئی مریض نظر نہیں آیا اور مجھے اس کی نیت معلوم ہو گئی، تو میں نے (بددعا کرتے ہوئے) کہا: ''اَللّٰهُمَّ سَوِّدْهَا'' اس کو کالا کر دے، تو وہ (فوراً) کالی سیاہ ہو گئی (جب اس نے خود کو اس عذابِ خداوندی میں گرفتار) دیکھا تو دروازہ کھول دیا، اور میں باہر نکل آیا اور پھر میں نے یہ دعا کی اے اللہ! اس کو اپنی سابقہ حالت میں لوٹا دے، چنانچہ وہ ویسی ہو گئی جیسا کہ پہلے تھی۔ ❷

---

❶ مصنف عبد الرزاق: كتاب العقول، باب الرجل يجد على إمرأته رجلا، ج ۹ ص ۴۳۴، الرقم: ۱۷۹۱۹

❷ الرسالة القشيرية: باب المعرفة بالله، ج ۲ ص ۵۵۸

اللہ تعالیٰ سے انسان کہیں نہیں چھپ سکتا

بصرہ میں ایک شخص کا ایک کاشتکار تھا، اس کی بیوی بہت خوبصورت بھرے ہوئے جسم کی مالک تھی، مالک کے دل میں شیطان آیا تو اس عورت کو سواری پر منگا کر اپنے محل میں بلالیا۔ پھر کاشتکار کو حکم دیا کہ تم ہمارے لئے تازہ کھجور اتار کر لاؤ اور ان کو تھیلوں میں بھر دو۔ پھر کہا کہ اب جا کر فلاں فلاں آدمیوں کو بلا کر لاؤ تو وہ چلا گیا اور اس نے اس کی بیوی سے کہا: محل کا دروازہ بند کر دو، تو اس نے بند کر دیا، پھر کہا: محل کے تمام دروازے بند کر دو، تو اس نے تمام دروازے بند کر دیے۔ پھر مالک نے پوچھا: کوئی ایسا دروازہ تو نہیں رہ گیا جس کو تو نے بند نہ کیا ہو؟ عورت نے کہا: ہاں! ایک دروازہ ایسا ہے جس کو میں نے بند نہیں کیا۔ مالک نے کہا کونسا دروازہ بند نہیں کیا؟

عورت نے کہا: ''اَلْبَابُ الَّذِی بَیْنَنَا وَبَیْنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ'' وہ دروازہ جو ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کھلا ہوا ہے۔ تو وہ شخص رو پڑا اور پسینہ پسینہ ہو کر واپس چلا گیا اور گناہ سے بچ گیا۔ ❶

گہرے سمندر کی موجوں میں ایک خاتون کی عزت وناموس اور بچے کی غیبی حفاظت

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا دفعتًا میں نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کے کندھے پر ایک بچہ بہت کم سن بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کر رہی ہے ''اے کریم اے کریم! تیرا گزرا ہوا زمانہ (کیسا موجبِ شکر ہے)'' میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے جو تیرے اور مولی کے درمیان گزری، کہنے لگی کہ میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی، طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق

---

❶ ذم الهوى: الباب الثاني والثلاثون، ص ۲۷۴

ہوگئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے، میں اور یہ بچہ ایک تختہ پر رہ گئے، اور ایک حبشی آدمی دوسرے تختہ پر، ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا، جب صبح کا چاندنا ہوا تو اس حبشی نے مجھے دیکھا اور پانی کو ہٹاتا ہوا میرے تختہ کے پاس پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختہ کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختہ پر آ گیا اور مجھ سے بری بات کی خواہش کرنے لگا، میں نے کہا: اللہ سے ڈر، ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں اس سے خلاصی اس کی بندگی سے بھی مشکل ہو رہی ہے چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں، کہنے لگا ان باتوں کو چھوڑ، خدا کی قسم یہ کام ہو کر رہے گا، یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا، میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھر لی، جس سے یہ ایکدم رونے لگا، میں نے اس سے کہا اچھا ذرا ٹھہر جا، میں اس بچہ کو سلا دوں، پھر جو مقدر میں ہوگا ہو جائے گا، اس حبشی نے اس بچہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کو سمندر میں پھینک دیا، میں نے اللہ پاک سے کہا: اے وہ پاک ذات! جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے، میرے اور اس حبشی کے درمیان تو ہی اپنی طاقت اور قدرت سے جدائی کر، بے تردد تو ہر چیز پر قادر ہے، خدا کی قسم! میں ان الفاظ کو پورا بھی نہ کرنے پائی تھی کہ سمندر سے ایک بہت بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے سر نکالا اور اس حبشی کو ایک لقمہ بنا کر سمندر میں گھس گیا، اور مجھے اللہ جل شانہ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے اس حبشی سے بچایا، وہ ہر چیز پر قادر ہے، پاک ہے اس کی بڑی شان ہے۔ اس کے بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں، یہاں تک کہ وہ تختہ ایک جزیرہ کے کنارہ سے لگ گیا، میں وہاں اتر پڑی اور یہ سوچتی رہی کہ یہاں گھاس کھاتی رہوں گی پانی پیتی رہوں گی جب تک اللہ جل شانہ کوئی سہولت کی صورت پیدا کرے، اسی کی مدد سے کوئی صورت ہو سکتی ہے۔

چار دن مجھے اس جزیرہ میں گزر گئے، پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی سمندر میں چلتی

ہوئی نظر آئی، میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف اشارہ کیا اور کپڑا جو میرے اوپر تھا اس کو خوب ہلایا، اس میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے، میں ان کے ساتھ اس ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی تو میرا یہ بچہ جس کو حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا، ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا، میں اس کو دیکھ کر اس پر گر پڑی، میں نے اس کو چوما، گلے سے لگایا اور میں نے کہا کہ یہ میرا بچہ ہے، میرا جگر پارہ ہے، وہ کشتی والے کہنے لگے تو پاگل ہے، تیری عقل ماری گئی ہے، میں نے کہا نہ میں پاگل، نہ میری عقل ماری گئی، میرا عجیب قصہ ہے۔

پھر میں نے ان کو اپنی سرگذشت سنائی، یہ ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا اور کہنے لگے تو نے بڑی حیرت کی بات سنائی، اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں جس سے تجھے تعجب ہوگا، ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے، ہوا موافق تھی، اتنے میں ایک جانور سمندر کے پانی کے اوپر آیا اس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک غیبی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈبو دی جائے گی، ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا لیا، اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا، تیرا واقعہ اور یہ واقعہ دونوں بڑی حیرت کے ہیں، اور اب ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد سے اللہ جل شانہ ہمیں کبھی کسی گناہ پر نہ دیکھے گا۔

اس کے بعد ان سب نے توبہ کی، وہ پاک ذات کتنی مہربان ہے، بندوں کے احوال کی خبر رکھنے والی ہے، بہترین احسانات کرنے والی ہے، وہ پاک ذات مصیبت زدوں کی مصیبت کے وقت مدد کو پہنچنے والی ہے۔ ❶

❶ فضائلِ حج: حج کرنے والوں کی ستر حکایات، ص۲۵۸ تا ۲۶۰ / روض الرياحين في حكايات الصالحين: الحكاية السابعة والتسعون بعد المأتين، ص ۲۵۵، ۲۵٦

امام عبید بن عمیر رحمہ اللہ کی پاکدامنی اور آپ کی نصیحت نے عورت کو عابدہ بنادیا

امام عبید بن عمیر رحمہ اللہ کا شمار عظیم تابعین کرام میں ہوتا ہے، مکہ مکرمہ کے قاضی تھے، امام احمد بن عبداللہ العجلی نے اپنی معروف کتاب ''تاریخ الثقات'' میں ذکر کیا کہ مکہ مکرمہ میں ایک نہایت خوبصورت عورت تھی، ایک روز اس نے اپنے خاوند سے کہا: کیا خیال ہے کہ کوئی شخص اس چہرے کو دیکھ کر فتنہ میں مبتلا نہ ہو؟ تو اس نے کہا: ہاں! عبید بن عمیر ہی ہیں جو تجھے دیکھ کر فتنے میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ عورت نے کہا: آپ مجھے اس تجربہ کی اجازت دیں (کہ میں عبید بن عمیر کو آزماؤں) پھر دیکھوں گی وہ بچتے ہیں یا نہیں؟ خاوند نے اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ حضرت عبید بن عمیر کے پاس ایک روز مسئلے کے وضاحت کا بہانہ بنا کر حاضر ہوئی۔ مسجد الحرام کے ایک کونہ میں دونوں باہم علیحدہ ہوئے تو عورت نے چاند کے ٹکڑے کی مانند اپنا چہرہ ظاہر کیا۔ حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ نے اس عورت سے کہا: اے اللہ کی بندی! یہ کیا؟ اس نے کہا: آپ کی محبت میں گرفتار، میرے بارے میں آپ غور وفکر کریں۔ حضرت عبید رحمہ اللہ نے فرمایا: میرا تجھ سے ایک سوال ہے، اگر تم نے صحیح جواب دیا تو میں تیرے بارے میں سوچوں گا۔ عورت نے کہا: آپ جو پوچھیں گے صحیح جواب دوں گی۔ انہوں نے فرمایا: کیا خیال ہے اگر ملک الموت تیری روح قبض کرنے کے لیے آئے، کیا تم پسند کرو گی میں تمہاری حاجت پوری کروں؟ اس نے کہا: بخدا ہرگز نہیں، انہوں نے فرمایا: تم نے سچ کہا، اچھا اب بتاؤ جب تجھے قبر میں سوال وجواب کے لیے اٹھایا جائے گا اس حالت میں تو پسند کرے گی میں تیری حاجت پوری کروں؟ کہنے لگی: ہائے اللہ! بالکل نہیں۔ انہوں نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ اب بتلاؤ جب نامہ اعمال دیا جائے گا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ تمہیں دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے یا بائیں میں۔ کیا تو پسند کرے گی کہ اس وقت

میں تیری حاجت پوری کروں؟ اس نے کہا: ہائے اللہ، بالکل نہیں ،تو فرمایا: تو نے سچ کہا۔ اسی طرح انہوں نے یہ سوال پل صراط پر سے گزرتے وقت، وزن اعمال کے وقت اور اللہ سبحانہ وتعالی کے سامنے استفسار کے وقت دہرایا کہ کیا ان لمحات میں تو پسند کرے گی کہ اس وقت میں تیری حاجت پوری کروں؟ وہ بار بار کہتی رہی: ہائے اللہ! بالکل نہیں۔ بالآخر انہوں نے فرمایا:

اِتَّقِي اللَّهَ يَا أَمَةَ اللَّهِ فَقَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَأَحْسَنَ إِلَيْكِ. قَالَ فَرَجَعَتْ إِلَى زَوْجِهَا فَقَالَ مَاصَنَعْتِ قَالَتْ: أَنْتَ بَطَّالٌ وَنَحْنُ بَطَّالُونَ فَأَقْبَلَتْ عَلَى الصَّلاةِ وَالصَّوْمِ وَالْعِبَادَةِ، قَالَ فَكَانَ زَوْجُهَايَقُولُ مَالِي وَلِعُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَفْسَدَ عَلَيَّ امْرَأَتِي كَانَتْ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ عَرُوسًا فَصَيَّرَهَا رَاهِبَةً. (1)

ترجمہ: اے اللہ کی بندی! اللہ تعالی سے ڈرو، اللہ نے تم پر کس قدر انعام کیا ہے اور کتنے احسان سے تمہیں نوازا ہے۔ یہ سن کر وہ گھر لوٹ گئی ،خاوند نے سوال کیا کہ کیسے گزری؟ وہ بولی: ہم تو بے کار انسان ہیں، اس کے بعد صوم وصلاۃ کی پابند اور عبادت گزار بن گئی۔ خاوند کہا کرتا تھا: عبید بن عمیر نے میری بیوی خراب کردی، ہماری ہر شب شبِ زفاف ہوتی تھی مگر اس نے تو میری بیوی کو راہبہ بنادیا۔

یعنی پہلے زندگی زیب وزینت میں گزرتی تھی ، ہر وقت بناؤ سنگار کرتی ، اب تو ہر وقت عبادت وریاضت میں گزرتا ہے، اب تو اِسے دنیا کی کوئی فکر ہی نہیں، ہر لمحہ اب یادِ الٰہی میں گزرتا ہے۔

بادشاہ وقت سلطان شمس الدین التمش رحمہ اللہ کی پاکیزہ کردار زندگی

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تو کہرام مچ گیا، جنازہ تیار

(1) الثقات للعجلي: باب العين، ترجمة: عبيدبن عمير، ص ۳۲۲، ۳۲۳، رقم الترجمة: ۱۰۸۲/ذم الهوى: الباب الثاني والثلاثون، ص ۲۶۵، ۲۶۶

ہوا، نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے ایک بڑے میدان میں جنازہ لایا گیا، بے شمار مخلوق جنازہ پڑھنے کے لیے نکل پڑی تھی، حد نگاہ تک ٹھاٹھیں مارتا ہوا انسانوں کا ایک سمندر نظر آتا تھا، جب نماز جنازہ پڑھانے کا وقت آیا، ایک آدمی آگے بڑھ کر کہتا ہے کہ میں وصی ہوں، مجھے حضرت نے وصیت کی تھی، اس مجمع تک وہ وصیت پہنچانا چاہتا ہوں، مجمع خاموش ہوگیا، کہنے لگا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۲ھ) نے یہ وصیت کی ہے کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے، جس کے اندر تین خوبیاں ہوں۔

پہلی: خوبی یہ کہ زندگی میں اس کی کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔

دوسری: یہ کہ ہمیشہ عفیف رہا ہو یعنی کبھی زنا نہ کیا ہو۔

تیسری: یہ کہ اس نے عصر کی سنتیں کبھی نہ چھوڑی ہوں۔

جس شخص میں یہ تین خوبیاں ہوں وہ میرا جنازہ پڑھائے، جب یہ بات کہی گئی تو پورے مجمع پر سناٹا چھا گیا، کون ہے جو قدم آگے بڑھائے؟ اسی درمیان میں ایک شخص روتا ہوا آگے بڑھا، حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے جنازہ کے قریب آیا، جنازہ سے چادر ہٹائی اور کہا: آپ تو فوت ہوگئے، میرا راز فاش کردیا، اور مجمع کے سامنے اللہ کو حاضر وناظر جان کر قسم کھائی کہ الحمد للہ! میرے اندر یہ تینوں خوبیاں موجود ہیں، لوگوں نے دیکھا تو وہ شخص وقت کا بادشاہ سلطان شمس الدین التمش تھا۔ حضرت خواجہ رحمہ اللہ چاہتے تھے کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اُن کا بادشاہ تقوی وطہارت کے کس مقام پر ہے۔ [1]

کتنی پاکدامنی کے ساتھ زندگی گزاری ہے، حالانکہ وقت کے بادشاہ ہیں، آج تو ایسا تقوی غریبوں اور مزدوروں میں نہیں، جو اُس دور کے بادشاہوں میں تھا، ساری زندگی حیاء وپاک دامنی میں گزاری، ہمیشہ باجماعت تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھی، فرائض تو

[1] ہندوستان کے بزم رفتہ کی سچی کہانیاں: ج۱ص۵۳، ۵۴/ تاریخ ملت: سلطان شمس الدین التمش شہنشاہِ ہند، ج۳ص۴۶۴، ۴۶۵

فرائض کبھی عصر کی سنتیں بھی نہ چھوٹیں۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی حیاء و پاک دامنی

جب حیاء و پاک دامنی، عفت و عصمت اور خوفِ آخرت موجزن ہو تو دواعی زنا کے ہوتے ہوئے بھی انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے، اس کی مثال اس واقعہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

کچھ شریر لوگوں نے ایک نہایت حسین وجمیل عورت سے مطالبہ کیا کہ وہ حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کے سامنے جائے تاکہ وہ انہیں فتنے میں ڈالے، اور اس سے کہنے لگے کہ اگر اس نے ایسا کرلیا تو اسے ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ انسانوں میں بھی ایسے شیاطین ہیں جو صلحاء اور دین داروں کو بدنام کرنے کے لئے اپنا مال پانی کی طرح بہاتے ہیں، تاکہ وہ اس کے ذریعے اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کریں، اور اس داعی اسلام کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت کا بیج بوئیں۔

تو اس عورت نے جس قدر اس سے ہوسکتا تھا بہترین اور خوبصورت لباس پہنا اور خوب زیبائش اختیار کی، اور بے پردہ ہوکر اس وقت ان کی راہ میں آئی جب وہ نماز پڑھنے کے بعد مسجد سے نکل رہے تھے، آپ کی نگاہ اچانک اس پر پڑی تو آپ نے اس کو مخاطب کر کے کہا:

كَيْفَ بِكِ لَوْ قَدْ نَزَلَتِ الْحُمّٰى بِجِسْمِكِ فَغَيَّرَتْ مَاأَرَى مِنْ لَوْنِكِ وَبَهْجَتِكِ.

ترجمہ: وہ وقت کیسا ہوگا جب تمہارا جسم بخار میں مبتلا ہو جائے اور تیری رنگت اور چمک جو میں دیکھ رہا ہوں اس کو بدل دے؟

كَيْفَ بِكِ لَوْ قَدْ نَزَلَ بِكِ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَطَعَ مِنْكِ حَبْلُ الْوَتِيْنِ أَمْ كَيْفَ بِكِ لَوْ قَدْ سَاءَ لَكِ مُنْكَرٌ وَنَكِيْرٌ فَصَرَخَتْ صَرْخَةً فَسَقَطَتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا.

ترجمہ: پھر وہ وقت کیسا ہوگا جب ملک الموت تیرے پاس آئے گا، اور تیری شہ رگِ حیات کو کاٹ کر رکھ دے گا؟ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب منکر ونکیر تجھ سے سوال کریں گے؟ اس عورت نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر گر گئی۔

وَبَلَغَتْ مِنْ عِبَادَةِ رَبِّهَا أَنَّهَا كَانَتْ يَوْمَ مَاتَتْ كَأَنَّهَا جِذْعٌ مُحْتَرِقٌ. ❶

ترجمہ: پھر اپنے رب کی عبادت میں اس عورت کی یہ حالت ہوگئی کہ جس دن اس کی موت واقع ہوئی تو وہ گویا کہ کوئی جلا ہوا تنا تھی (یعنی بقیہ ساری زندگی عبادت وریاضت میں گزر گئی)۔

بنی اسرائیل کے عابد کا گناہ پر قدرت کے باوجود پاک دامن رہنا

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک بدکار عورت تھی جس کو (دنیا کا) تہائی حسن دیا گیا تھا، جو سو دینار لے کر زنا پر تیار ہوتی تھی، اس پر ایک عابد کی نگاہ پڑ گئی، عابد کے دل میں اس کی محبت بیٹھ گئی، وہ چلا گیا اور اپنے ہاتھ سے مزدوری اور محنت کر کے سو دینار جمع کر کے اس عورت کے پاس آ گیا اور اسے پورا قصہ سنایا کہ میرے دل میں تیری محبت بیٹھ گئی تھی، میں چلا گیا اور ہاتھ سے محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کر کے تیرے پاس لایا ہوں، عورت نے اندر آنے کی اجازت دے دی اور اس کا سونے کا پلنگ تھا، اس پر بیٹھ کر اس عابد سے کہنے لگی کہ آجا! جب وہ آکر بیٹھا تو اُسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کے وقت (یعنی قیامت کا دن) یاد آ گیا، تو اس پر کپکی طاری ہوگئی اور اس سے کہنے لگا: مجھے چھوڑ دے میں جانا چاہتا ہوں اور یہ دینار تیرے ہیں، عورت نے کہا تجھے

❶ صفة الصلاة: ذكر المصطفيات من العابدات الكوفيات مجهولات النساء، ج ۲ ص ۱۱۲

کیا ہو گیا؟ تو تو ابھی یہ کہہ رہا تھا مجھے دیکھ کر تیرے دل میں محبت پیدا ہوئی اور محنت مزدوری کر کے تو نے سو دینار جمع کیئے، جب تو مجھ پر پورا قادر ہو گیا تو اب تو کہتا ہے میں جا رہا ہوں، عابد نے جواب دیا کہ اللہ کا خوف اور اللہ کے سامنے کھڑا ہونا مجھے یاد آ گیا، اب تو تمام لوگوں سے مجھے زیادہ مبغوض لگتی ہے، وہ فاحشہ عورت کہنے لگی: اگر تو سچا ہے تو تیرے علاوہ میرا کوئی اور خاوند نہیں ہوگا، عابد نے کہا: مجھے چھوڑ دے میں جاتا ہوں، اس عورت نے کہا: نہیں! اس شرط پر چھوڑ دوں گی کہ تو مجھ سے شادی کر لے، عابد نے انکار کر دیا، عابد اپنے اوپر کپڑے اوڑھ کے اپنے شہر کی طرف نکل پڑا۔ اس عورت نے تائب ہو کر اپنے کردار پر شرمندہ ہو کر وہاں سے کوچ کر لی اور عابد کے شہر میں پہنچ گئی، اس عابد کا گھر اور اس کا نام لوگوں سے پوچھا: لوگوں نے اسے اس عابد کا پتہ بتلایا۔ اس کے پہنچنے سے پہلے عابد سے کہا گیا کہ ملکہ تمہارے پاس آ رہی ہے، جب عابد نے اسے آتا ہوا دیکھا تو ایک سسکی لی اور وہیں انتقال کر گیا، اس عورت نے کہا کہ تو مجھ سے نکاح کرنے سے چوک گیا، کیا کوئی اس کا قریبی رشتہ دار ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ اس کا ایک بھائی ہے جو فقیر آدمی ہے، اس عورت نے کہا کہ اس کی محبت کی وجہ سے اس کے بھائی سے ہی نکاح کر لیتی ہوں، لہٰذا اس عابد کے بھائی سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے صلحاء پیدا کیئے۔ (1)

شدید قحط کے زمانے میں ایک خاتون کی پاک دامنی

بنی اسرائیل میں ایک آدمی کسی گناہ کو نہ چھوڑتا تھا، ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں اس کے خاندان والے قحط کا شکار ہو گئے، انہوں نے اپنی باندی کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اس سے کچھ مانگ کر لائے، اس نے کہا: جب تک تو میرے ساتھ بے آبرو نہ ہو میں کچھ نہ دوں گا۔

(1) التوابين لابن قدامة: ذكر التوابين من آحاد الأمم الماضية، ص ۵۱

لڑکی سن کر واپس چلی گئی، جب قحط مزید شدید ہوا تو وہ دوبارہ اس کے پاس آئی، اس نے پھر وہی بات کی، لیکن لڑکی نے انکار کیا اور واپس چلی گئی، جب قحط بہت زیادہ پھیل گیا، تو اہل وعیال نے دوبارہ اُسے اس آدمی کے پاس بھیجا۔ اس نے پھر اسی بات کا اظہار کیا، اس مرتبہ لڑکی نے رضامندی ظاہر کردی، لیکن جب اس آدمی نے اس سے خلوت اختیار کی تو وہ لڑکی کانپنے لگی، اس نے پوچھا: تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگی: میں اللہ رب العالمین سے ڈرتی ہوں، کیوں کہ میں نے پہلے کبھی ایسا کام نہیں کیا، (حالات اور فقر وفاقہ نے مجھے اس پر مجبور کردیا) اس آدمی نے کہا: تو اللہ سے ڈر رہی ہے جبکہ تو نے یہ گناہ کبھی نہیں کیا (اور میرے دل میں اس قدر ڈر نہیں) حالانکہ میں یہ گناہ کرتا ہوں، میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں دوبارہ میں کوئی گناہ نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کے سبب وقت کے نبی کی طرف وحی فرمائی:

إِنَّ فُلَانًا أَصْبَحَ فِيْ كُتُبِ أَهْلِ الْجَنَّةِ. (1)

فلاں کا نام جنتی لوگوں میں لکھ دیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل کی پاک دامن خاتون کے حق میں وحی کا نزول

بنی اسرائیل کی ایک عورت دو یہودی عالموں کے پاس کسی مقدمہ کے سلسلہ میں آئی، تو وہ دونوں اس پر عاشق ہوگئے، لیکن دونوں میں سے ہر ایک اپنے عشق کو دوسرے سے چھپاتا رہا، انہیں معلوم ہوا کہ وہ ایک باغ میں غسل کرتی ہے، لہٰذا وہ دونوں وہاں پہنچے اور دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوگئے، جب اس نے ان دونوں کو دیکھا تو خود کو پانی میں چھپالیا، وہ کہنے لگے کہ اگر تو نے ہماری خواہش پوری نہ کی تو ہم تیرے بدکار ہونے کی گواہی دیں گے، عورت نے انکار کردیا، جس پر ان دونوں نے اس کے خلاف گواہی

(1) روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب السابع والعشرون، ص ۴۵۳

دے دی، جب اس کو حد لگانے کے لئے لایا گیا تو حضرت دانیال علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی، جس میں ان کی تکذیب کی گئی، چنانچہ وحی کے ذریعے سے معلوم ہوگیا کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی تھی۔ ❶

اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کرتے ہوئے جان دیدی

ایک عبادت گزار حسین وجمیل عورت کسی مالدار شخص کے دل میں سما گئی، اور اُسے اِس سے عشق ہوگیا، تو اس مالدار شخص کو یہ بات پہنچی کہ عورت کا حج کا ارادہ ہے، تو اس نے تین سو اونٹ خریدے اور اعلان کروادیا کہ جس کو حج پر جانا ہو وہ اونٹ کرایہ پر لے سکتا ہے، تو اس نے بھی (ضرورت مند ہونے کی وجہ سے) ایک اونٹ کرائے پر لیا، جب یہ کسی جگہ پہنچی تو یہ مالدار شخص اس کے پاس پہنچ گیا اور کہا یا میرے ساتھ نکاح کرلے یا ویسے (زنا کے لئے) تیار ہوجا۔ عورت نے کہا اللہ سے ڈر، مالدار نے کہا بات تو وہی ہے جو تو نے سن لی اور واللہ میں کوئی اونٹوں والا نہیں ہوں (یعنی اونٹوں کو کرایہ پر دینا یہ میرا ذریعہ معاش نہیں ہے،) بلکہ یہ سب تو میں نے صرف تیرے لئے کیا ہے، جب عورت کو اپنے اوپر خوف ہوا تو کہا:

وَيْحَكَ اُنْظُرْ أَبَقِيَ فِي الرِّجَالِ عَيْنٌ لَمْ تَنَمْ فَقَالَ: لَا،نَامُوْا كُلُّهُمْ ،قَالَتْ أَفَنَامَتْ عَيْنُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ثُمَّ شَهِقَتْ شَهْقَةً خَرَّتْ مَيْتَةً ،وَخَرَّ الرَّجُلُ مَغْشِيًّاعَلَيْهِ ،فَلَمَّاأَفَاقَ قَالَ :وَيْحِى قَتَلْتُ نَفْسًاوَلَمْ أَبْلُغْ شَهْوَتِى. ❷

ترجمہ: اے شخص افسوس تجھ پر، اچھا دیکھ کیا سب سو گئے ہیں یا کوئی آنکھ ابھی نہیں سوئی، کہا نہیں (یعنی سب سو گئے ہیں) تو عورت نے پوچھا کیا پروردگار کی آنکھ بھی سو گئی ہے؟

---

❶ اعتلال القلوب للخرائطی: ص ۱۰۲، الرقم: ۱۹۷ / روضة المحبین ونزهة المشتاقین: الباب الخامس عشر، ص ۱۹۶

❷ روضة المحبین: الباب السابع والعشرون، ص ۴۶۶

پھر عورت نے زبردست چیخ ماری اور گر کر مرگئی، آدمی بھی بیہوش ہو کر گر پڑا، جب افاقہ ہوا تو کہا افسوس مجھ پر ایک جان بھی قتل کردی اور اپنے مقصود کو بھی نہ پہنچا۔

زنا سے بچنے پر جسم سے مشک عنبر کی خوشبو آنے لگی

علامہ یافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بعض بزرگوں سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

لَقِيتُ بِالْبَصْرَةِ رَجُلًا يُعَرَّفُ بِالْمِسْكِيْ وَذَلِكَ لِشِدَّةِ مَا كَانَ يُوجَدُ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ حَتَّى أَنَّهُ إِذَادَخَلَ الْمَسْجِدَ الْجَامِعَ يُعَرِّفُ أَنَّهُ قَدْجَاءَ مِنْ شِدَّةِ الرَّائِحَةِ،وَإِذَامَرَّفِي الْأَسْوَاقِ كَذَلِكَ.

ترجمہ: میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ملاقات کی جنہیں لوگ ''مشکی'' کہتے تھے، کیونکہ ان سے اکثر مشک کی خوشبو آتی تھی، حتی کہ جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ شخص آئے کیونکہ مشک کی خوشبو پھیل جاتی تھی۔ اسی طرح جب وہ بازار سے گزرتے تو اُن کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

میں ان سے ملنے گیا اور ان کے پاس رات کو رہا، میں نے ان سے کہا: بھائی جان تمہیں خوشبو خریدنے کے واسطے بہت سے دام کی ضرورت ہوتی ہوگی؟ اس نے کہا: بھائی میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی، نہ کبھی خوشبو لگائی، میں تم سے اپنا قصہ بیان کرتا ہوں، شاید میرے مرنے کے بعد تم مجھ پر دعا کرو۔ میری پیدائش بغداد میں ہوئی، میرے والد امیر آدمی تھے اور جس طرح امراء اپنی اولاد کی تعلیم کرتے ہیں میری بھی تعلیم کرتے تھے اور میں بہت خوبصورت بھی تھا اور بہت حیادار (شرم والا) بھی تھا، میرے باپ سے لوگوں نے کہا: اسے بازار میں بٹھاؤ تا کہ یہ خرید وفروخت کرے، اور معاملات سے واقف ہو، اور اِس کی طبیعت میں نشاط آئے، چنانچہ مجھے ایک کپڑا بیچنے والے کی دکان پر بٹھایا، میں صبح وشام اس کی دکان پر جا بیٹھتا تھا۔ ایک دن ایک بڑھیا نے اس

بزاز سے بھاری کپڑے مانگے، اس نے ویسے ہی کپڑے نکال کر دکھائے۔ اس نے کہا: میرے ساتھ ایک آدمی کر دو تاکہ جس کی ہمیں ضرورت ہو لے کر باقی کپڑا اور اس کی قیمت اس شخص کے ہاتھ واپس بھیج دیں، دوکاندار نے مجھ سے کہا: اس کے ہمراہ جاؤ یہ بڑھیا اتنا وزن نہیں اٹھا سکتی، میں نے کہا: اچھا، میں اس کے ساتھ چلا، وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی، اس کے اندر ایک قبہ تھا اور اس کے دروازہ پر پردہ دار محافظ تھے، اور اس کے دروازہ پر پردے تھے، جب میں صحن میں پہنچا تو ایک بڑی کوٹھی نظر آئی، اس میں بھی قبہ تھا اور اس کے درواز پر پردہ پڑا تھا، اس بڑھیا نے مجھ سے کہا: قبہ میں چل کر بیٹھو، میں اس میں گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں تخت پر منقش فرش بچھائے بیٹھی ہے، تخت، فرش اور قالین سب نہایت عمدہ ہیں، ویسا میں نے کبھی پہلے نہ دیکھا اور وہ لڑکی ہر قسم کا زیور پہنے بیٹھی ہے، مجھے دیکھ کر وہ تخت پر سے اتر کر میرے پاس آئی اور میرے سینہ پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی طرف کھینچا، میں نے کہا: اللہ سے ڈر! اللہ سے ڈر! اس نے کہا: کچھ خوف نہ کر، جو کچھ تجھے درکار ہو سب میں دوں گی۔ میں نے کہا: مجھے بیت الخلاء جانا ہے، اس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں دوڑیں، اس نے کہا: اپنے آقا کو بیت الخلا لے جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو نکلنے کا کوئی راستہ نہ پایا جہاں سے بھاگ جاتا، میں نے بیت الخلاء سے پاخانہ لیا اور اپنے جسم پر ملا، تاکہ وہ یہ گندگی دیکھ کر مجھے جانے دے اور میں گناہ سے بچ جاؤں، ایک لونڈی جو تولیہ اور پانی لے کر باہر کھڑی تھی، اُس نے جو میری یہ حالت دیکھی تو دوڑتی ہوئی گئی اور کہا یہ تو دیوانہ اور مجنون ہے، اِس نے سارا پاخانہ اپنے جسم پر مل دیا ہے، جب سب نے مجھے دیکھا، تو اِس کی ساری لونڈیاں جمع ہو گئیں، اور ٹاٹ میں مجھے لپیٹا اور ایک باغ میں لے جا کر پھینک دیا، جب میں سمجھ گیا کہ وہ چلی گئیں، تو میں اپنا ہاتھ منہ، جسم اور کپڑے

دھوئے اوراپنے گھر آ گیا اور کسی کو یہ قصہ نہ سنایا، اس رات میں نے خواب میں ایک شخص کودیکھا کہ "فَمَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِيْ وَبَدَنِيْ ،فَمِنْ ذٰلِكَ الْوَقْتُ صَارَلِبَدَنِيْ رَائِحَةَ الْمِسْكِ تَفُوْحُ عَلٰى ثِيَابِيْ " اس نے اپنا ہاتھ میرے منہ اور بدن پر پھیرا،اسی وقت سے میرے بدن سے مشک کی خوشبوآنے لگی ہے، جو کپڑوں کوبھی معطر کردیتی ہے۔ ❶

ایک باحیاء اور پاک دامن عورت پرالزام تراشی کاانجام

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے حالات لکھتے ہوئے تحریرفرماتے ہیں: سترہ سال کی عمرمیں آپ نے افادہ تعلیم کی مجلس شروع فرمائی تھی، لوگ یہ نقل کرتے ہیں کہ اسی زمانہ میں مدینہ کی ایک نیک بی بی کی وفات ہوئی، جب غسل دینے والی عورت نے اس کوغسل دیاتو اس نیک بخت مردہ عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ یہ شرمگاہ کس قدر زنا کارتھی،فوراً اس کاہاتھ شرمگاہ پر ایسا چسپاں ہوا کہ اس کے جدا کرنے کی سب نے کوشش وتدبیر کی مگر اس سے اس کاہاتھ جدا نہ ہوا۔انجام کار اس مشکل کوعلماء اورفقہاء کی خدمت میں پیش کرکے اس کاحل دریافت کیا،سب کے سب اس سے عاجز ہوئے لیکن امام مالک رحمہ اللہ نے اس راز کی حقیقت کواپنے ذہن رسا اور کامل فہم سے دریافت کرکے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی کو حدقذف (یعنی جوسزا شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کے لیے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے، آپ کے ارشاد کے مطابق اس کواسی (۸۰) کوڑے لگائے گئے، تو ہاتھ شرمگاہ سے فوراً ہٹ گیا، سب کے دلوں میں امام مالک رحمہ اللہ کی امامت وریاست اسی دن سے راسخ طور سے جاگزیں ہوگئی۔ ❷

❶ روض الرياحين :الحكاية السابعة عشرة بعد الأربع مئة، ص ۳۳۴، ۳۳۵

❷ بستان المحدثین مترجم: امام مالک رحمہ اللہ کا حلیہ اورلباس، ص ۱۶، ۱۷

ایک پاکدامن خاتون کے سبب قحط سالی ختم ہوگئی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مکتوبات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں قحط پڑا، بارش نہیں ہورہی تھی، دریاؤں اور نہروں کا پانی خشک تھا، حتی کہ درخت بھی خشک ہوگئے تھے، لوگ پریشان تھے کہ فصلیں نہیں ہورہیں، قحط سالی کی وجہ سے چرند پرند بھی پریشان ہوگئے۔ سب عوام، علماء اور صلحاء بھی شہر سے باہر آگئے، سب نے نماز استسقاء پڑھی اور دعا مانگی مگر پھر بھی بارش کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ اسی اثناء میں ایک نوجوان اپنی والدہ کو لے کر قریبی راستے سے گزر رہا تھا، اس نے لوگوں کو اکٹھا دیکھا تو قریب آیا اور سواری سے اتر کر پوچھا کہ لوگ یہاں کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے کہا قحط سالی ہے، رحمت کی بارش مانگ رہے ہیں مگر بارش کے آثار ظاہر نہیں ہورہے۔ وہ کہنے لگا بہت اچھا، وہ نوجوان گیا اور اپنی والدہ کی چادر کا کونہ پکڑ کر اس نے چند الفاظ کہے۔ اس نوجون کے وہ الفاظ کہنے ہی تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور خوب بارش برسنا شروع ہوگئی۔ علماء، صلحاء اور دوسرے لوگ حیران ہوئے اتنے لوگوں نے توبہ کی مگر رحمت کی بارش نہ برسی، اس نوجوان سے پوچھا کہ اے نوجوان! ہمیں بھی ذرا بتا کہ تیرے وہ کون سے الفاظ تھے جنہوں نے رحمت کو کھینچ لیا۔ تو وہ کہنے لگا: میں اس ماں کا بیٹا ہوں جو تقیہ، فقیہ اور پاک صاف زندگی گزار چکی ہے۔ میں نے جا کر اس کے چادر کا کونہ پکڑا اور کہا: اے رب کریم! میری وہ ماں ہے جس نے پاکدامنی کی زندگی گزاری ہے۔ آپ کو اس کی پاک دامنی کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ رحمت کی بارش برسا دیں۔ اللہ تعالی نے فوراً رحمت کی بارش برسادی۔ (1)

(1) خواتینِ اسلام کے کارنامے: ص۲۱۲

اونٹ کا اپنی فطرتی غیرت کی وجہ سے مالک کو اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا

ایک شخص نے اونٹنی کو ایک کپڑے سے ڈھانپ کر اس کے نوجوان بچے کو اس پر چھوڑ دیا، تو وہ اونٹنی کا بچہ اپنی ماں پر (جفتی کرنے کے لیے) چڑھ گیا، جب اس فعل سے فارغ ہوا:

فَلَمَّاعَرَفَ ذٰلِکَ قَطَعَ ذَکَرَهُ،ثُمَّ حَقَدَعَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى قَتَلَهُ وَآخِرُفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ فَلَمَّاعَرَفَ أَنَّهَاأُمُّهُ قَتَلَ نَفْسَهُ. ❶

ترجمہ: تو اس بچے نے اپنی ماں کو پہچان لیا کہ یہی اس کی ماں ہے، تو اس نے اپنے ذکر (آلہ تناسل) کو ندامت و پشیمانی کی وجہ سے کاٹ لیا، پھر وہ نوجوان اونٹ اس آدمی سے بغض کرنے لگا اور موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ کب اس کا خاتمہ کروں، یہاں تک کہ اس اونٹ نے اس آدمی کو مار ڈالا۔ پھر اس فعل پر ندامت کے سبب اس اونٹ نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دیا۔

خاتون کا اپنے ناموس کی حفاظت کے لئے بھارتی درندے کو قتل کرنا

جالندھر کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھنے والی ایک مہاجر عورت کی داستانِ غم خود اسی کی زبانی ملاحظہ ہو، میں تو اس بات کا پکا یقین رکھتی ہوں جو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

خدا جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے، وہ بہت رحیم و کریم ہے، ہر چیز پر قادر ہے۔

بچپن میں ہمیں قرآن مجید کی تعلیم بڑی سختی سے دی جاتی تھی، اگر کوئی بچہ کسی بہانے کی وجہ سے مسجد میں قرآن پاک پڑھنے نہ جاتا تو بزرگ اس کو پہلے سمجھاتے، پھر نت نئے طریقوں سے اس کو سزا دی جاتی، حتی کہ وہ بڑی خوشی سے قرآن پاک پڑھنے چلا جاتا،

❶ حیاۃ الحیوان: الإبل، ج ۱ ص ۲۹

اسی طرح میں نے بھی ایک دفعہ سر درد کا بہانہ بنایا، سزا تو ملی نہیں تھی لیکن سمجھو یک دم سمجھ آ گئی کہ قرآن پاک پڑھے بغیر گزارا نہیں، چنانچہ میں نے آہستہ آہستہ قرآن پاک حفظ کرنا شروع کیا اور اس وقت تک نئے کپڑے نہیں پہنے لیکن دھلے ہوئے پہنے ہیں جب تک قرآن پاک حفظ نہیں کر لیا۔

زندگی کے دن گزر رہے تھے کہ اچانک ملک تقسیم ہو گیا اور ہم پاکستان آ رہے تھے کہ راستے میں ہندو غنڈوں اور سکھوں نے ہمارے قافلے پر حملہ کر دیا، پھر کیا ہوا؟ میرے گھر کے تمام افراد شہید ہو گئے اور میں بے ہوش ہو گئی، ہوش آنے پر میں نے اپنے آپ کو ایک نرم و گداز بستر پر پڑے ہوئے پایا، یہ ایک خوبصورت کمرہ تھا جس میں کچھ عریاں فوٹو تھے اور بعض تصویروں میں گرنتھ پڑھتے ہوئے دکھایا گیا، یہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ سکھوں کا گھر ہے، اچانک زور سے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان سکھ اور ایک بوڑھی عورت کمرے میں داخل ہوئے اور آتے ہی اس نوجوان نے اس عورت سے کہا ماں یہ ہے تیری بہو، کیا آپ کو پسند ہے؟ وہ عورت ہنس کر بولی ہاں پسند ہے، پھر وہ باہر چلی گئی۔

اب اس نوجوان نے ایک الماری سے شراب کی بوتلیں نکالیں، پھر وہ بے تحاشہ پینے لگا اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا، اس کے بعد میری آنکھوں سے نیند غائب ہو گئی اور میں وہاں سے بھاگنے کی تیاری کرنے لگی، رات کے تقریباً دو بجے ہوں گے کہ میں چارپائی سے اتر کر کوئی چیز تلاش کرنے لگی، اچانک مجھے ایک چمکتی ہوئی چیز دکھائی دی، یہ ایک کرپان تھی جو اس کی چارپائی کے نیچے پڑی ہوئی تھی، میں نے جلدی سے وہ چیز اٹھائی اور اس کا سرتن سے جدا کر دیا، معمولی چیز سنائی دی، میں بے تحاشہ باہر کو بھاگی، راستے کی مشکلات سے نمٹنے کے بعد دن کے تقریباً دو بجے واہگہ بارڈر کی سرحد پر ہلالی پرچم کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئی، اس کے بعد کیا ہوا؟ میں اپنے مسلمان بھائیوں کے درمیان

رہنے لگی، بھائی صاحب! میرا تو یہ بھائی بہت کام آیا، جلدی سے اس نے قرآن پاک کا ایک نسخہ اپنی بغل سے نکالا، یہ نسخہ اس وقت بھی میری بغل میں تھا جب میں نے اپنی عزت کی حفاظت کے لئے زندگی میں پہلا قتل کیا۔ ❶

ایک عورت کی پاکدامنی اور فوجی کی توبہ

عبداللہ بن احمد بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک فوجی کسی عورت کو راستے میں اغوا کر رہا تھا، آس پاس کے لوگوں نے اس کو بچانے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے، چنانچہ فوجی اس عورت کو اپنے گھر لے آیا اور سارے دروازے بند کر دیئے، پھر اس نے اس عورت کو پھسلانے کی کوشش کی یعنی برائی کی ترغیب دی، تو اس نے انکار کر دیا، جب اس آدمی نے اس پر زبردستی کی تو وہ کہنے لگی: ٹھہرو پہلے وہ دروازہ تو بند کر دو جو بند کرنے سے رہ گیا ہے۔

اس نے پوچھا: وہ کونسا دروازہ ہے؟ عورت نے کہا: ''اَلْبَابُ الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَ اللّٰہِ'' وہ دروازہ جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے۔

تو وہ اس کے پاس سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہا چلی جا! اللہ تعالیٰ نے تجھ سے مصیبت دور کر دی یعنی اللہ نے مجھے ہدایت دے دی اور یہ بات سمجھ آ گئی کہ بندہ اللہ سے چھپ نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ سلامتی کے ساتھ چلی گئی۔ ❷

ان واقعات سے اندازہ لگائیں کہ اسلافِ امت میں کس قدر حیاء و پاکدامنی تھی، ہر موقع پر اپنے دامن کو گناہ سے بچاتے تھے۔ جو لوگ پاکدامن ہوتے ہیں تو انکے اہل وعیال پر بھی اُس کا اثر ہوتا ہے، اگر خدانخواستہ گھر کا سربراہ اپنے دامن کو تارتار کر دے تو اہل وعیال

❶ قرآن مجید کے حیرت انگیز واقعات: ص ۱۵۶

❷ الفرج بعد الشدة للتنوخي: الباب الرابع: ج ۱ ص ۳۵۵

بھی محفوظ نہیں رہتے، یہ ایک قرض ہے، اگر انسان توبہ نہ کرے تو یہ بدلہ اُس کے اہل سے چکادیا جاتا ہے۔

تیس سال سے گھر میں پانی لانے والے نے غلط حرکت کیوں کی؟

شہر بخارا میں ایک جیولر کی مشہور دکان تھی، اس کی بیوی نیک سیرت اور خوبصورت تھی۔ ایک سقا (پانی لانے والا) ان کے گھر میں تیس سال تک پانی لاتا رہا، بہت بااعتماد شخص تھا۔ ایک دن اس نے پانی لانے کے بعد اس جیولر کی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر شہوت سے دبایا اور چلا گیا۔ عورت بہت غمزدہ ہوئی کہ اتنی مدت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچی، اس کی آنکھوں میں سے آنسو بہنے لگے، اسی دوران جیولر کھانا کھانے کے لیے گھر آیا تو اس نے بیوی کو روتے ہوئے دیکھا، پوچھنے پر صورتحال کی خبر ہوئی تو جیولر کی آنکھوں میں سے بھی آنسو آ گئے۔ بیوی نے پوچھا: کیا ہوا؟ جیولر نے بتایا:

جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ إِلَى دُكَّانِيْ وَكَانَ عِنْدِيْ سِوَارٌ فَوَضَعْتُهُ فِيْ سَاعِدِهَا فَاَعْجَبَنِيْ بَيَاضُ يَدِهَا. ❶

ترجمہ: آج ایک عورت زیور خریدنے میری دکان پر آئی، جب میں اُس کے بازو میں کنگن ڈالنے لگا تو اُس کے ہاتھوں کا حسن مجھے بہت پسند آیا۔ (گویا میں نے اس اجنبیہ کے ہاتھ کو شہوت سے دبایا، تو اِس نے تمہارے ہاتھ کو دبا کر قرض چکا دیا۔)

میں تمہارے سامنے سچی توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا، البتہ یہ مجھے ضرور بتانا کہ کل سقا تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے؟ دوسرے دن سقا پانی ڈالنے کیلئے آیا تو اس نے جیولر کی بیوی سے کہا: میں بہت شرمندہ ہوں، کل شیطان نے مجھے ورغلا کر برا کام کروادیا، میں نے سچی توبہ کرلی ہے، آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ

❶ روح البیان: سورۃ ھود آیت نمبر ۵۶، ۵۷ کے تحت، ج ۴ ص ۱۵۰

ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

عجیب بات ہے کہ جیولر نے غیر عورتوں کو ہاتھ لگانے سے توبہ کی تو غیر مردوں نے اسکی بیوی کو ہاتھ لگانے سے توبہ کر لی۔

دیکھیں! جیولر نے جیسا کیا تو اِس کی گھر والی کیساتھ ایسا ہی ہوا، جب اِس نے توبہ کی تو سقانے بھی توبہ کر لی۔

بے حیائی کا بدلہ چکا دیا جاتا ہے

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے زنا کی ہولنا کیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "إِنَّهُ يُؤخَذ بِمِثْلِهِ مِنْ ذُرِّيَةِ الزَّانِيْ" عمل مکافات کے مطابق زانی کی اولاد سے وہی سلوک ہوتا ہے جو وہ کسی دوسرے سے کرتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ جب یہ بات ایک بادشاہ سے کہی گئی تو اس نے تجربتاً اپنی بیٹی جو نہایت خوبصورت تھی، اس کے ہمراہ ایک خادمہ کو بھیجا کہ وہ اس کے ساتھ بازار میں چکر لگا کر آئے، اگر کوئی میری بیٹی سے تعرض کرے تو وہ اسے منع نہ کرے، چنانچہ وہ بادشاہ کی بیٹی کو بازار گھمانے کے لیے لے گئی، لوگوں نے بادشاہ کی بیٹی کو دیکھا تو احتراماً اپنی نگاہوں کو نیچا کر لیا تا آنکہ وہ گھوم پھر کر جب واپس اپنے محل میں آنے لگی تو ایک شخص آیا اور بادشاہ کی بیٹی کا بوسہ لے کر بھاگ گیا، چنانچہ جب یہ ماجرا بادشاہ کو سنایا گیا تو وہ سجدہ شکر بجالایا اور کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَاوَقَعَ مِنِّی فِی عُمْرِی قَطُّ إِلَّا قَبَّلَهُ لِامْرَأَةٍ وَقَدْ قُوْصِصْتُ بِهَا. (1)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں، عمر بھر میں نے سوائے ایک عورت کا بوسہ

(1) الزواجر عن اقتراف الكبائر: كتاب الحدود، الكبيرة الثامنة والخمسون بعد الثلاث مائة "الزنا" ج۲ ص ۲۲٦

لینے کے کوئی حرکت نہیں کی اوراس نوجوان نے جو میری بیٹی کا بوسہ لیا میرے اس بوسہ کے بدلہ میں ہے۔

اس لئے ہمیں چاہیے کہ پاکدامنی کی زندگی گزاریں، تو ہمارے اہل وعیال پر بھی اِس کے اچھے اثرات ہوں گے، جب زندگی حیاء پاک دامنی میں گزرے گی تو اہلیہ سے محبت ہوگی اور اِس کے دل میں شوہر کی نہایت محبت ہوگی، اوراگر خدانہ کرے کہ نگاہیں اور ارادے برے ہوں تو دونوں ایک دوسرے کوشکوک وشبہات کی نظر سے دیکھیں گے، زوجین میں قلبی محبت نہیں ہوگی، گھریلو زندگی اجیرن ہوگی۔

شیطان حلال کے رشتوں کو بدنما کرکے اور حرام کے تعلقات کومزین کرکے پیش کرے گا، اب اُسے حرام میں لذت محسوس ہونے لگے گی، اور حلال کے رشتوں سے گھٹن محسوس ہوگی، اسلئے ہمیشہ زندگی حیاء وپاک دامنی میں گزاریں، تاکہ قلبی سکون، عبادات کی لذت، قوتِ حافظہ، چہرے پر بشاشت اور لاعلاج امراض، بیماریوں اور پریشانیوں سے حفاظت رہے۔ اللہ تعالی ہم سب کوحیاء وپاک دامنی اور عفّت وعصمت کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس فحاشی اور عریانی کے دور میں ہمہ وقت اللہ تبارک وتعالی سے ہدایت، تقوی اور پاک دامنی کی یہ مسنون دُعا کرنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْأَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، تقوی، پاک دامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل......الخ، رقم الحدیث: ۲۷۲۱

۳۷.....عفوودرگزراورنرمی کی اہمیت وفضیلت اوراسلاف امت کے پُرتاثیرواقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ.الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾(آل عمران:۱۳۳،۱۳۴)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ.(آل عمران:۱۵۹)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (النور:۲۲)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ

الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ. ❶

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. ❷

ترجمہ: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھادیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اسکو بلندفرمادیتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: قَالَ عُقْبَةُ: ثُمَّ لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَابْتَدَأْتُهُ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنِي بِفَوَاضِلِ الْأَعْمَالِ. فَقَالَ: يَا عُقْبَةُ، صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَأَعْرِضْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ. ❸

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صداحترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اوراحادیث کا تذکرہ کیا ان میں عفوودرگزر کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے، ہرانسان سے خطا ہوجاتی ہے، کوئی انسان برا بھلا کہے یا تکلیف پہنچائے تو درگزرکریں، معافی ایسی صفت ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے، خود اللہ تعالی بھی بندوں کو

❶صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحديث: ٢٥٩٣

❷صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب إستحباب العفو والتواضع: ٢٥٨٨

❸مسند أحمد: مسند الشاميين، ج٢٨ ص ٥٧٠، رقم الحديث: ١٧٣٣٤/ قال الهيثمي: رواه أحمد والطبراني وأحد إسنادي أحمد رجاله ثقات/ مجمع الزوائد: كتاب البر والصلة، باب مكارم الأخلاق، ج٨ ص ١٨٨، رقم الحديث: ١٣٦٨٩/ قال الألباني: صحيح لغيره/ صحيح الترغيب والترهيب: ج٢ ص ٦٧٣ رقم الحديث: ٢٥٣٦

معاف کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی صفت تھی نرمی اورعفودرگزر، آپ باوجودقدرت کے معاف فرمادیتے تھے، چنانچہ سیرت کی تمام کتب میں ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کودکھوں، مصیبتوں، پریشانیوں اورمشکل حالات سے دوچار کرنے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کورنج وغم اورتکالیف میں مبتلا کرنے والے، آپ کو ہرطرح کی اذیتیں دینے والے، مارنے پیٹنے والے، گردن مبارک میں کپڑے ڈال کرکھینچنے اوربَل دینے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس جسم کوتیرونیزوں اورپتھروں سے لہولہان کرنے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذہنی کوفت دینے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرساحر، مجنون اوردیوانہ جیسے ناپاک جملے کسنے والے، آپ کواپنے وطن سے ہجرت پرمجبورکرنے والے، آپ کے آل و اصحاب کوخاک وخون میں تڑپاتڑپاکرشہیدکرنے والے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے پیاسے، کھانے میں زہردینے والے لوگ جب مفتوح، جنگی قیدی اور بےبس ہوکرمکمل طورپرآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دسترس میں آئے تو آپ نے انہیں نہ صرف یہ کہ دل وجان سے معاف کردیا بلکہ ان کواپنے سینے سے لگایا اوران کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ جوکبھی اسلام کودل سے نکالنا چاہتے تھا اسلام نے خودانہی کے دلوں میں ڈیرے ڈال دیئے۔

توانسانی معاشرے میں امن وامان اورسکون وراحت کاخوشگوارماحول بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ اوراس کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عفوودرگزرپربہت زور دیاہے۔قرآن کریم میں متعدد مقامات پرعفوودرگزرکی فضیلت، اجروثواب، اس کی معاشرتی اہمیت وضرورت کوواضح لفظوں میں بیان کیاگیاہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں عفوودرگزر کی اہمیت وفضیلت

متقین غصے کو پینے والے اور عفوودرگزر والے ہوتے ہیں

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ. الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾(آل عمران: ۱۳۳،۱۳۴)

ترجمہ: اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں، وہ ان پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشحالی میں بھی اور بدحالی میں بھی (اللہ کے لیے) مال خرچ کرتے ہیں، اور جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کردینے کے عادی ہیں، اللہ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

نرم مزاجی اور رحم دلی خاص عطیہ خداوندی ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾(آل عمران: ۱۵۹)

ترجمہ: (اے پیغمبر) تم نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا، اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہوجاتے۔ لہذا ان کو معاف کردو، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، اور ان سے (اہم) معاملات میں مشورہ لیتے رہو، پھر جب تم رائے پختہ کرکے کسی بات کا عزم کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ یقیناً

توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عفو ودرگزر کا حکم

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾(الأعراف: ۱۹۹)

ترجمہ: (اے پیغمبر) درگزر کا رویہ اپناؤ، اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو۔

علماء تفسیر کی ایک جماعت نے اس جگہ یہی معنی مراد لے کر اس جملہ کا یہ مطلب قرار دیا ہے کہ آپ گناہگاروں خطاکاروں کے گناہ وقصور کو معاف کر دیا کریں۔ امام تفسیر ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے آیت کا مطلب پوچھا، جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دریافت کرنے کے بعد یہ مطلب بتلایا کہ اس آیت میں آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو شخص آپ پر ظلم کرے آپ اس کو معاف کریں اور جو آپ کو کچھ نہ دے آپ اس پر بخشش کریں اور جو آپ سے تعلق قطع کرے آپ اس سے بھی ملا کریں۔ (۱)

صبر کرنا اور معاف کرنا بہتر ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ﴾(النحل: ۱۲۶)

ترجمہ: اور اگر تم لوگ (کسی کے ظلم کا) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی۔ اور اگر صبر ہی کر لو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے۔

(۱) معارف القرآن: ج ۱۷۵/۴ص/ تفسیر الطبری: تحت هذه الاية، ج ۱۳ ص ۳۳۰، ۳۳۱

جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت مدنی ہے، غزوہ احد میں ستر صحابہ کی شہادت اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے مثلہ کرنے کے واقعہ میں نازل ہوئی، صحیح بخاری کی روایت اسی کے مطابق ہے، دار قطنی نے بروایت ابن عباس نقل کیا ہے کہ غزوہ احد میں جب مشرکین لوٹ گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ستر اکابر کی لاشیں سامنے آئیں جن میں آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، چونکہ مشرکین کو ان پر بڑا غیظ تھا اس لئے ان کو قتل کرنے کے بعد ان کی لاش پر اپنا غصہ اس طرح نکالا کہ ان کی ناک کان اور دوسرے اعضاء کاٹے گئے پیٹ چاک کیا گیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منظر سے سخت صدمہ پہنچا اور آپ نے فرمایا کہ میں حمزہ کے بدلے میں مشرکین کے ستر آدمیوں کا اسی طرح مثلہ کروں گا جیسا انہوں نے حمزہ کو کیا ہے۔ اس واقعہ میں یہ تین آیات نازل ہوئیں۔ بعض روایات میں ہے کہ دوسرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ بھی ان ظالموں نے اسی طرح کا معاملہ مثلہ کرنے کا کیا تھا۔ (1)

اس میں چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرطِ غم میں بلا لحاظ تعداد ان صحابہ کے بدلے میں ستر مشرکین کے مثلہ کرنے کا عزم فرمایا تھا، جو اللہ کے نزدیک اس اصول عدل ومساوات کے مطابق نہ تھا جس کو آپ کے ذریعے دنیا میں قائم کرنا منظور تھا، اس لئے ایک تو اس پر متنبہ فرمایا گیا کہ بدلہ لینے کا حق تو ہے مگر اسی مقدار اور پیمانہ پر جس مقدار کا ظلم ہے بلا لحاظ تعداد چند کا بدلہ ستر سے لینا درست نہیں، دوسرے آپ کو مکارم اخلاق کا نمونہ بنانا مقصود تھا، اس لئے یہ نصیحت کی گئی کہ برابر سرابر بدلہ لینے کی اگرچہ اجازت ہے مگر وہ بھی چھوڑ دو اور مجرموں پر احسان کرو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

---

(1) تفسیر القرطبی: تحت هذه الآية، ج ۱۰ ص ۲۰۱

اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم صبر ہی کریں گے، کسی ایک سے بھی بدلہ نہیں لیں گے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب یہ تمام مشرکین مغلوب ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے قبضہ میں تھے یہ موقع تھا کہ اپنا وہ عزم وارادہ پورا کر لیتے جو غزوہ احد کے وقت کیا تھا مگر آیات مذکورہ کے نزول کے وقت ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ارادے کو چھوڑ کر صبر کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے، اس لئے فتح مکہ کے وقت ان آیات کے مطابق صبر کا عمل اختیار کیا گیا، شاید اسی بنا پر بعض روایات میں یہ مذکور ہوا ہے کہ یہ آیتیں فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی تھیں اور یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ ان آیات کا نزول مکرر ہوا ہو، اول غزوہ احد میں نازل ہوئیں اور پھر فتح مکہ کے وقت دوبارہ نازل ہوئیں۔ [1]

برائی کا دفاع اچھائی سے کرو

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِی هِیَ أَحْسَنُ السَّیِّئَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ﴾ (المؤمنون: ٩٦)

ترجمہ: (لیکن جب تک وہ وقت نہ آئے) تم برائی کا دفعیہ ایسے طریقے سے کرتے رہو جو بہترین ہو۔

یعنی ان کی بیہودگیوں کا اور ان کی طرف سے جو تکلیفیں پہنچ رہی ہیں ان کا جواب حتی الامکان نرمی، خوش اخلاقی اور احسان سے دیا جائے۔

---

[1] معارف القرآن: ج۵ ص ۴۹۰، ۴۹۱/معالم التنزیل للبغوی: تحت هذه الآیة، ج۳ ص ۱۰۳، ۱۰۴/تفسیر المظهری: تحت هذه الآیة، ج۵ ص ۳۹۲

عفوودرگزر کرنے والے کو اللہ بھی معاف کرتے ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(النور: ۲۲)

ترجمہ: اور انہیں چاہیے کہ معافی اور درگزر سے کام لیں، کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہاری خطائیں بخش دے؟ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

جو دو تین مخلص مسلمان اپنی سادہ لوحی سے منافقوں کے پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے تھے، ان میں ایک مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو مہاجر صحابی تھے، اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار بھی تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی مالی مدد فرمایا کرتے تھے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ مسطح نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ایسی باتیں کی ہیں تو انہوں نے قسم کھالی کہ میں آئندہ ان کی مالی مدد نہیں کروں گا، حضرت مسطح رضی اللہ عنہ سے غلطی ضرور ہوگئی تھی، لیکن پھر انہوں نے سچے دل سے توبہ بھی کرلی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں متنبہ فرمایا کہ ان کی مالی مدد نہ کرنے کی قسم کھانا ٹھیک نہیں ہے۔ جب انہوں نے توبہ کرلی ہے تو ان کو معاف کردینا چاہیے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے نزول کے بعد ان کی مالی امداد دوبارہ جاری کردی، اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا، اور فرمایا کہ آئندہ کبھی اس امداد کو بند نہیں کروں گا۔ (۱)

معاف کرنے والوں کا اجر اللہ کے ذمہ ہے

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(۱) آسان ترجمہ قرآن: ص ۷۴۷، ۷۴۸

﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَافَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾(الشوریٰ: ۴۰)

ترجمہ:اور کسی برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے، پھر بھی جو کوئی معاف کردے، اور اصلاح سے کام لے تو اس کا ثواب اللہ نے ذمے لیا ہے، یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

یعنی اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کی جائے تو مظلوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اتنی ہی تکلیف ظالم کو پہنچائے جتنی اس نے پہنچائی تھی ،لیکن آگے اس بات کی بڑی فضیلت یہ بیان فرمائی گئی کہ انسان بدلہ لینے کے بجائے صبر کرکے معاف کردے۔[1]

عفوودرگزر مغفرت کا ذریعہ ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْواجِكُمْ وَأَوْلادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(التغابن: ۱۴)

ترجمہ:اے ایمان والو!تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں، اس لیے ان سے ہوشیار رہو۔ اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرو، اور بخش دو تو اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں عفوودرگزر کی اہمیت وفضیلت

فضیلت والے اعمال

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، میں نے ابتداءً آپ کا ہاتھ پکڑلیا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ!

[1] آسان ترجمہ قرآن:ص ۱۰۱۹

أَخۡبِرۡنِیۡ بِفَوَاضِلِ الۡأَعۡمَالِ؟

مجھے فضیلت والے اعمال بتائیے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عُقۡبَةُ!صِلۡ مَنۡ قَطَعَکَ،وَأَعۡطِ مَنۡ حَرَمَکَ،وَأَعۡرِضۡ عَمَّنۡ ظَلَمَکَ. ❶

ترجمہ:اے عقبہ! جوتم سے تعلق توڑے اس سے تعلق جوڑو، جوتم کومحروم کرے اس کوعطا کرو،اور جوتم پرظلم کرے اس سے اعراض کرو۔

معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَا نَقَصَتۡ صَدَقَةٌ مِنۡ مَالٍ،وَمَازَادَ اللّٰهُ عَبۡدًا بِعَفۡوٍ إِلَّا عِزًّا،وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. ❷

ترجمہ:صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اسکو بلند فرما دیتا ہے۔

ہمارا تصور ہے کہ کسی کو معاف کرنا اپنی بزدلی اور کم ہمتی اور ذلت وپستی جانتے ہیں اور اسی طرح ہم سے کوئی غلطی ہوجائے تو اسے تسلیم کرنے میں عار سمجھتے ہیں۔یوں ہم سمجھتے ہیں معاف کرنا ذلت ہے اور معذرت خواہ ہونا ندامت ہے اور بے عزت ہونا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہرگز ہرگز نہیں۔معاف کرنا اور

❶مسند أحمد:مسند الشاميين،ج۲۸ص۵۷۰،رقم الحديث: ۱۷۳۳۴/صحيح الترغيب والترهيب:ج۲ص۶۷۳،رقم الحديث:۲۵۳۶

❷صحيح مسلم:كتاب البر والصلة والآداب،باب إستحباب العفو والتواضع :۲۵۸۸

معذرت طلب کرنے کا خلق وعمل انسان کی عزت کو بڑھاتا ہے۔

اللہ تعالی نرمی کو پسند کرتا ہے

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنُفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ. ❶

ترجمہ: اے عائشہ! اللہ تعالی مہربان ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی اختیار کرنے کی بناء پر وہ اس قدر عطا فرماتا ہے کہ جو سختی یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے اس قدر عطا نہیں کرتا۔

طاقتور وہ ہے جو غصے میں اپنے آپ پر قابو رکھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ. ❷

ترجمہ: طاقتور وہ نہیں جو مد مقابل کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہوتا ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

اللہ تعالی کی رضا کے لیے غصہ پینے کی فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ جُرْعَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا عِنْدَ اللَّهِ، مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ

❶ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحديث: ۲۵۹۳

❷ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، رقم الحديث: ۶۱۱۴

وَجْهِ اللّٰهِ. ❶

ترجمہ: کوئی گھونٹ پینے کا ثواب اللہ تعالیٰ کے پاس اتنا نہیں ہے جتنا غصہ کا گھونٹ پینے کا اللہ کی رضا مندی کے لئے۔

اللہ تعالیٰ معافی کو پسند کرتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک چور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، ہاتھ کاٹنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر غم کا اثر نظر آیا، تو صحابہ کرام نے عرض کی: آپ نے برا جانا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَا يَمْنَعُنِي، لَا تَكُونُوا أَعْوَانًا لِلشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيكُمْ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ إِذَا انْتَهَى إِلَيْهِ حَدٌّ إِلَّا أَنْ يُقِيمَهُ، إِنَّ اللّٰهَ عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ. ❷

ترجمہ: مجھے کس نے روکا؟ تم اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار مت بنو، اس لیے امام کے لیے واجب ہے کہ جب حد اس تک پہنچے تو حد قائم کرے، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتے ہیں، اور انہیں چاہیے کہ معافی اور درگزر سے کام لیں، کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہاری خطائیں بخش دے؟ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عفو و درگزر کی کس قدر اہمیت وفضیلت ہے، اس

---

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب الحلم، رقم الحديث: ۴۱۸۹

❷ المستدرك على الصحيحين: كتاب الحدود، ج۴ ص ۴۲۴، رقم الحديث: ۸۱۵۵/ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج۴ ص ۱۸۱، ۱۸۲، رقم الحديث: ۱۶۳۸

لئے معافی ودرگزر کواپنانا چاہیے، کوئی ظلم کرے تو اللہ کی رضا کے لیے معاف کریں، کوئی گالی دے، جھگڑا کرے، برا بھلا کہے تو عفوودرگزر کواپنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر تکالیف، مصیبتیں اور طعنے دیئے گئے اور کیسا ناروا سلوک آپ کے ساتھ طائف کے موقع پر کیا گیا، اوراسی طرح مشرکین مکہ نے آپ کواور صحابہ کرام کو کس قدر تکالیف دیں لیکن آپ نے باوجود قدرت کے فتح مکہ میں سب کو معاف کردیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحمل مزاجی اور عفوودرگزر کے واقعات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ تَعَالَى فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا. (1)

ترجمہ: جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کا اختیار دیا گیا تو آپ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس سے دور رہتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا، ہاں اگر اللہ کے حدود پامال کئے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا انتقام لیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل کرنے والے کو معاف کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے، ایک درخت کے نیچے آرام کررہے تھے، آپ کی تلوار درخت پر لٹک رہی تھی اتنے میں ایک بدو آیا جو غیر مسلم

(1) سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في التجاوز في الأمر، رقم الحديث: ۴۷۸۵

تھا، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لی اور نیام سے نکال کر کہا:

مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟

آپ کو مجھ سے کون بچائیگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ بچائیگا۔ اس جملے کی ایسی ہیبت تھی کہ وہ شخص کانپنے لگا اوراس کے ہاتھ سے تلوار نیچے گرگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھائی، آپ نے فرمایا کہ اب تم بتاؤ تمہیں کون بچائیگا؟ اس نے کہا: کوئی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو معاف کردیا کچھ نہ کہا (نہ بدلہ لیا۔) ❶

چچا کے قاتل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کردیا

جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے روایت سے ہے کہ عبید اللہ بن عدی بن خیار نے وحشی رضی اللہ عنہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ دریافت کیا، اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد وحشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں طائف سے سفیر کی حیثیت سے مسلمان ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو وحشی ہے؟ وحشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے ہی حمزہ کو قتل کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: مجھ سے وہ کام ہوگیا جو آپ کو معلوم ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي؟

کیا تم اپنا چہرہ مجھ سے غائب رکھ سکتے ہو؟

یعنی کیا یہ ہوسکتا ہے کہ تم میرے سامنے نہ آؤ؟ (تاکہ تمہیں دیکھ کر مجھے اپنا چچا یاد نہ

❶ صحيح البخاري: كتاب الجهاد والسير، باب من علق سيفه بالشجر في السفر عند القائلة، رقم الحديث: ٢٩١٠

آئے) وحشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے چلا گیا، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تو میں نے اسے قتل کر کے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کفارہ ادا کیا۔ ❶

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا تھا، اور آپ کے اعضاء کاٹ دیئے گئے تھے، جسم کا مثلہ کر دیا گیا تھا، لیکن اِس کے باوجود آپ نے معاف فرما دیا، یہ آپ کے عالی اخلاق تھے۔

سرداران قریش کی گفتگو پر مطلع ہونے کے باوجود معاف کر دیا

فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ میں داخل ہونے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم دیا، سردارانِ قریش میں سے ابو سفیان، عَتَّاب بن اُسید، اور حارث بن ہشام وغیرہ بیت اللہ کے صحن میں موجود تھے، عتاب نے کہا:

لَقَدْ أَكْرَمَ اللّٰهُ أَسِيدًا أَلَّا يَكُونَ سَمِعَ هٰذَا، فَيَسْمَعَ مِنْهُ مَا يَغِيظُهُ، فَقَالَ: الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ: أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّهُ مُحِقٌّ لَاتَّبَعْتُهُ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: لَا أَقُولُ شَيْئًا، لَوْ تَكَلَّمْتُ لَأَخْبَرَتْ عَنِّي هٰذِهِ الْحَصَى، فَخَرَجَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ الَّذِي قُلْتُمْ، ثُمَّ ذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ، فَقَالَ الْحَارِثُ وَعَتَّابٌ: نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا اطَّلَعَ عَلَى هٰذَا أَحَدٌ كَانَ مَعَنَا، فَنَقُولَ أَخْبَرَكَ. ❷

---

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب قتل حمزة بن عبد المطلب رضی الله عنه، رقم الحدیث: ۴۰۷۲

❷ السیرة النبویة لابن هشام: ج ۲ ص ۴۱۳/البدیة والنهایة: سنة ثمان من الهجرة، غزوة الفتح الأعظم، ج ۴ ص ۳۴۷/سبل الهدی والرشاد: الباب السابع والعشرون فی غزوة فتح الأعظم، ج ۵ ص ۲۴۸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے والد کی بڑی عزت رکھی کہ وہ اس اذان کی آواز کو سننے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہوگئے ۔حارث نے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے یقین ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں تو میں آپ کی اطاعت میں آ جاؤں ۔ابو سفیان نے کہا کہ میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اور اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالنا چاہتا کیونکہ میرے منہ سے نکلی ہوئی بات کے متعلق یہ سنگریزے بھی آپ کو باخبر کر دیں گے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے، تو آپ نے ان سرداروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمھاری گفتگو کے بارے میں مجھے اطلاع مل چکی ہے، آپ نے ان کی ساری گفتگو کو دہرا دیا۔حارث اور عتاب نے فوراً آپ کی رسالت کا اقرار کیا، اور کہا کہ ہم آپ کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں، ہماری اِن باتوں پر ہمارے علاوہ کوئی مطلع نہیں تھا (یقیناً آپ پیغمبر ہیں کہ اللہ رب العزت نے آپ کو وحی کے ذریعے آگاہ فرمادیا۔)

بیٹی کے ساتھ نازیبا سلوک کرنے اور مباح الدم ہونے کے باوجود معاف کر دیا

ہبار بن اسود نے اسلام سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ انتہائی گستاخانہ رویہ اور بدسلوکی کا مظاہرہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی دکھ پہنچایا، کیونکہ اولاد کی تکلیف والدین کے لیے نہایت ہی باعث اذیت ہوا کرتی ہے، لیکن اس طرزِ عمل کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون مباح ہونے کے باوجود اس کا اسلام لانا قبول فرمایا اور اسے معاف کر دیا۔ واقعہ کی حقیقت مؤرخین نے یوں بیان کی ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر ابوالعاص نے غزوہ بدر کے بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ کیا۔ جب قریشِ مکہ کو ان کی روانگی کا

علم ہوا تو انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا پیچھا کیا حتی کہ مقامِ ذی طُویٰ میں انہیں پا لیا۔ ہبار بن اسود نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مارا جس کی وجہ سے آپ اونٹ سے گر گئیں اور آپ کا حمل ساقط ہو گیا۔ ❶

اتنی بڑی اذیت پہنچانے والے شخص کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جِعِرّانہ سے واپسی پر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک دروازے سے ہبار بن اسود داخل ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ ہبار بن اسود ہے۔ ارشاد فرمایا: میں نے اسے دیکھ لیا ہے، ایک شخص اسے مارنے کے لئے کھڑا ہوا تو تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اشارہ کیا کہ بیٹھ جائے، ہبار نے قریب آتے ہی کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ،أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ،وَلَقَدْ هَرِبْتُ مِنْکَ فِی الْبِلَادِ،وَأَرَدْتُّ اللِّحَاقَ بِالْأَعَاجِمِ، ثُمَّ ذَکَرْتُ عَائِدَتَکَ وَصِلَتَکَ وَصَفْحَکَ عَمَّنْ جَهِلَ عَلَیْکَ،وَکُنَّا یَانَبِیَّ اللّٰہِ أَهْلُ شِرْکٍ،فَهَدَانَا اللّٰہُ بِکَ،وَأَنْقَذَنَا مِنَ الْهَلَکَةِ،فَاصْفَحْ عَنْ جَهْلِیْ وَعَمَّا کَانَ یَبْلُغُکَ عَنِّیْ،فَإِنِّیْ مُقِرٌّ بِسُوْءٍ فَعَلَیْ مُعْتَرِفٌ بِذَنْبِیْ.

ترجمہ: اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یارسول اللہ! میں آپ سے بھاگ کر کئی شہروں میں گیا اور میں نے سوچا کہ عجم کے ملکوں میں چلا جاؤں، پھر مجھے آپ کی نرم دلی، صلہ رحمی اور دشمنوں سے آپ کا درگزر کرنا یاد آیا۔ اے اللہ کے نبی! ہم

❶ السیرة النبویة لابن هشام: خروج زینب إلی المدینة، ج ۱ ص ۶۵۴/السیرة الحلبیة: باب غزوة بدر الکبری، ج ۲ ص ۲۶۶

مشرک تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب ہمیں ہدایت دی اور ہمیں ہلاکت سے نجات عطا کی، آپ میری جہالت سے اور میری ان تمام باتوں سے جن کی آپ تک خبر پہنچی ہے درگزر فرمائیں۔ میں اپنے تمام برے کاموں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔

رحیم وکریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَدْعَفَوْتُ عَنْکَ،وَقَدْ أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَیْکَ حَیْثُ هَدَاکَ إِلَی الْإِسْلَامِ، وَالْإِسْلَامُ یَجِبُّ مَاقَبْلَهُ. ❶

ترجمہ: میں نے تمہیں معاف کردیا، اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دے دی اور اسلام پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

حضرت حمزہ کا کلیجہ چبانے والی خاتون کے لئے بھی عفوودرگزر

ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کروایا اور دشمنی کی آگ میں اس قدر جل رہی تھی کہ شہادت کے بعد آپ کا سینہ مبارک چاک کر کے کلیجہ نکالا اور اسے چبایا، اس قدر دشمنی اور کدورت کے باوجود جب ایمان لائیں تو آپ نے معاف کردیا، باوجود یہ کہ ان کا کالب ولہجہ اور گفتگو مجلس کے مناسب نہیں تھی۔

ہند دوسروں قریش کی عورتوں کے ساتھ جب بیعت کے لئے حاضر خدمت ہوئی تو چہرہ نقاب سے چھپایا ہوا تھا، دشمنی کی ندامت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی، اس شرمندگی کو پردے کی اوٹ میں چھپا کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر بیعت کا اظہار کرتی ہیں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایسی سخت دشمنی کرنے والی کو حاضری کی اجازت نہ دیتے تو اسلام یا مسلمانوں کو کیا فرق پڑتا، جبکہ اس وقت تک ہزاروں

❶ الإصابة في تمييز الصحابة:ترجمة:هبار بن الأسود ،ج٦ص ٤١٢، ٤١٣،رقم الترجمة: ٨٩٥١

لوگ حلقہ بگوش اسلام ہورہے تھے، اور اس وقت بھی گفتگو میں شوخی اور مکالمہ بازی کا عنصر غالب نظر آرہا تھا۔

ہند نے کہا: یارسول اللہ! آپ ہم سے کن باتوں پر عہد لیتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تُبَایِعْنَنِی عَلَی أَلَّا تُشْرِکْنَ بِاللَّهِ شَیْئًا.

ترجمہ: تم بیعت کرو کہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔

ہند نے کہا:

وَاللَّهِ إِنَّکَ لَتَأْخُذُ عَلَیْنَا أَمْرًا مَا تَأْخُذُهُ عَلَی الرِّجَالِ وَسَنُؤْتِیکَهُ .

ترجمہ: آپ ہم سے ان باتوں کا عہد لیتے ہیں، جن کا عہد آپ نے مردوں سے نہیں لیا، اور ہم آپ سے یہ عہد کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلا تَسْرِقْنَ.

ترجمہ: تم کبھی چوری نہ کروگی۔

ہند نے کہا:

وَاللَّهِ إِنْ کُنْتُ لَأُصِیبُ مِنْ مَالِ أَبِی سُفْیَانَ الْهَنَةَ وَالْهَنَةَ وَمَاأَدْرِیْ أَکَانَ ذَلِکَ حَلَالِیْ أَمْ لَا.

ترجمہ: میں تو اپنے خاوند (ابوسفیان) کے مال میں سے لے لیا کرتی ہوں، مجھے معلوم نہیں، اسے آپ چوری سمجھتے ہیں یا نہیں۔

ابوسفیان بھی اس محفل میں موجود تھے اور مسلمان ہو چکے تھے، بولے جو کچھ گزر چکا، وہ معاف ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں تھا کہ یہ جواب دینے والی

عورت کون ہے؟ تو پوچھا:

وَإِنَّکِ لَهِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ.

ترجمہ: تم ہند بنت عتبہ ہو؟

ہند نے کہا:

أَنَا هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ،فَاعْفُ عَمَّا سَلَفَ عَفَا اللّٰهُ عَنْکَ.

ترجمہ: میں ہی ہند بن عتبہ ہوں، جو ہوا اسے معاف کرو، اللہ بھی تم سے درگزر کرے۔
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کو جاری کرتے فرمایا:

وَلا تَزْنِينَ.

ترجمہ: اور بدکاری نہیں کروگی۔

ہند نے کہا:

هَلْ تَزْنِی الْحُرَّةُ.

ترجمہ: کیا کوئی آزاد خود مختار عورت بھی زنا کرتی ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلا تَقْتُلْنَ أَوْلادَكُنَّ.

ترجمہ: اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہند نے کہا:

قَدْ رَبَّيْنَاهُمْ صِغَارًا،وَقَتَلْتَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ كِبَارًا،فَأَنْتَ وَهُمْ أَعْلَمُ.

ترجمہ: بچپن میں ہم نے انہیں پالا پوسا اور جب وہ بڑے ہوئے تو آپ نے انہیں جنگ بدر میں قتل کردیا۔ اب معاملہ ان کا اور آپ کا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلا تَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُنَّ وَأَرْجُلِكُنَّ.

ترجمہ: کسی پر بہتان نہ لگانا۔

ہند نے کہا:

وَاللَّهِ إِنَّ إِتْيَانَ الْبُهْتَانِ لَقَبِيحٌ، وَلَبَعْضُ التَّجَاوُزِ أَمْثَل.

ترجمہ: اللہ کی قسم کسی پر بہتان باندھنا تو نہایت قبیح بات ہے، اور بعض چیزوں کو معاف کرنا زیادہ بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلا تَعْصِيْنَنِي فِي مَعْرُوْفٍ.

ترجمہ: کسی نیکی کے کام میں نافرمانی اور انکار سے کام نہ لینا۔

ہند نے کہا:

مَا جَلَسْنَا هَذَا الْمَجْلِسَ وَنَحْنُ نُرِيدُ أَنْ نَعْصِيَكَ فِي مَعْرُوفٍ.

ترجمہ: ہم یہاں آپ کی محفل میں نافرمانی اور انکار کا ارادہ لے کر نہیں آئیں۔

آپ اندازہ کیجیے کہ زیردست آدمی معاہدہ کے وقت اگر اس طرح کا انداز اختیار کرتا ہے تو فاتح اس طرح کی شوخیاں برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، وہ اپنی ہتک اور برتری کے منافی خیال کرتے ہوئے مدمقابل کو جھڑک اور ڈانٹ سکتا ہے تاکہ اس کی برتری کی ہیبت اور شان قائم رہے، لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تمام شوخیوں اور مکالمہ بازیوں کو شان عفو میں ڈبو دیتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں:

بَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ، فَبَايَعَهُنَّ عُمَرُ. ❶

❶ تاریخ الطبری: سنة ثمان من الهجرة، ذكر الخبر عن فتح مكة، ج۳ ص ۶۱، ۶۲/البداية والنهاية: سنة ثمان من الهجرة، ج۴ ص ۳۶۵

ترجمہ: ان سے بیعت لے لو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے استغفار کرنے لگے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت لے لی۔

قتل کے ارادے سے آنے والے مسلح شخص کو معاف کردیا

قریش مکہ کے اکسانے پر عمیر بن وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے مدینہ پہنچا، موقع کی تلاش میں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسے دیکھ لیا۔ اس کی تلوار چھین کر قابو میں کرلیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ مدینہ کیسے آنا ہوا؟

اس نے جواب دیا کہ میرا ایک بیٹا آپ کی قید میں ہے، اس کی خیریت دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گلے میں لٹکی ہوئی تلوار دیکھ کر فرمایا: تلوار کو گلے میں لٹکانے کا کیا مطلب ہے؟ عمیر نے کہا کہ میں جلدی میں اسے گھر رکھنا بھول گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی گفتگو سننے کے بعد فرمایا:

عمیر! تم صفوان بن اُمیہ کے ساتھ ایک حجرے میں بیٹھ کر میرے قتل کے منصوبے بناتے رہے ہو اور صفوان نے اس کے بدلے تمہارا سارا قرض معاف کرنے کا وعدہ کیا ہے اور آئندہ کے لئے تمہارے گھر والوں کا خرچہ بھی اپنے ذمہ لے لیا ہے، حقیقت بھی یہی تھی۔ عمیر یہ سب کچھ سن کر بہت پریشان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سارے واقعہ کی اطلاع کیسے پہنچی۔ آخر کار اس نے سازش کا اعتراف کیا اور کہنے لگا:

اے محمد! آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں، اور ایمان قبول کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا اور فرمایا: ہمیں آپ سے ہمدردی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا:

عَلِّمُوْا أَخَاكُمُ الْقُرْآنَ وَأَطْلِقْ لَهُ أَسِيْرَهُ. ❶

اپنے بھائی کو قرآن سکھاؤ اوراس کے قیدی بیٹے کو آزاد کردو۔

ظلم وستم کرنے والے مشرکین مکہ کے لئے غلہ اوراناج کی بحالی کا حکم

کسی حکومت یا اہل ملک کی مخالفت میں بے شمار حربے استعمال کئے جاتے ہیں تاکہ انہیں پریشانیوں میں مبتلا کیا جائے اور مشکلات پیدا کی جائیں، یہ حربے سیاسی بھی ہوتے ہیں اور معاشی بھی، تاکہ کسی ملک کو کمزور کر کے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا جائے اور اپنے مفادات حاصل کرنے کیلئے راہ ہموار کی جائے۔ مکہ والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا، کھانے پینے سے محروم کردیا، بھوک اور پیاس سے بڑے چھوٹے چمڑے وغیرہ کھانے پر مجبور ہوگئے، جن لوگوں نے یہ حرکتیں کیں انہیں کیا پتہ تھا کہ جس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آج ہم یہ تکلیف دے کر خوش ہو رہے ہیں، ہمیں اسی کے دروازے پر بھیک مانگنے کی نوبت آئے گی۔ واقعہ اس طرح ہوا:

ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن تک مسلمانوں کی قید میں رہنے کے بعد آپ کے حسن سلوک سے اتنے متاثر ہوئے کہ آزادی ملتے ہی اسلام لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی، جب مکہ پہنچے تو قریش مکہ نے بے دین ہونے کا طعنہ دیا یعنی کہا کہ اے ثمامہ! تم نے آباء واجداد کا دین چھوڑ دیا ہے۔ قریش کے ان طعنوں سے متاثر ہوئے بغیر حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے سرعام فرمایا:

لَا، وَلٰكِنِّي اِتَّبَعْتُ خَيْرَ الدِّيْنِ، دِيْنَ مُحَمَّدٍ، وَلَا وَاللّٰهِ لَا تَصِلُ إِلَيْكُمْ حَبَّةٌ

❶ الإصابة في تمييز الصحابة: ترجمة: عمير بن وهب، ج۴ ص ۲۰۳، ۲۰۴، رقم الترجمة: ۶۰۷۳

مِنَ الْيَمَامَةِ حَتّٰى يَأْذَنَ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: نہیں، لیکن میں نے اس دین کی اتباع کی ہے جو سب سے بہتر ہے اور جو دین محمدی ہے، اے اہل مکہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر اب تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔

یمامہ پہنچ کر آپ نے قبیلہ کو حکم دیا کہ مکہ والوں کو غلہ قطعاً مہیا نہ کیا جائے، اہل مکہ نے اس واقعہ کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور لکھا کہ:

إِنَّکَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّکَ قَدْ قَطَعْتَ أَرْحَامَنَا وَقَدْ قَتَلْتَ الْآبَاءَ بِالسَّيْفِ، وَالْأَبْنَاءَ بِالْجُوْعِ. ❶

ترجمہ: آپ صلہ رحمی کا پرچار کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے ہماری رشتہ داری کو ختم کردیا ہے، ہمارے آباؤ اجداد کو تلوار سے قتل کیا اور ہماری اولادوں کو بھوک کے ذریعہ مارنے کا منصوبہ بنایا۔

یہ خط پڑھ کر اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو لکھا کہ وہ مکہ میں غلہ لے جانے کی اجازت دے دیں۔

معاف کر کے اہل وعیال اور سو اونٹ بھی عطا کئے

ہوازن اور ثقیف کے قبائل جو حنین کے مقام پر آباد تھے، بہت جنگجو تیرانداز تھے۔ فتح مکہ کے بعد انہیں خیال ہوا کہ کہیں مسلمان ہم پر حملہ نہ کردیں، لہٰذا ان کا سردار مالک بن عوف بیس ہزار آدمیوں کو لے کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے نکلا۔ مسلمانوں کا

❶ السيرة النبوية لابن هشام: / دلائل النبوة للبيهقي: أبواب جماع الغزوات، باب سرية نجد......الخ، ج۴ ص ۷۹، ۸۰ / أسد الغابة: ترجمة: ثمامة بن أثال، ج ۱ ص ۴۷۷، ۴۷۸

لشکر بھی مقام حنین پر پہنچا، ہوازن اور ثقیف کے بیس ہزار جنگجو تیر اندازوں نے صبح کی تاریکی میں حملہ کر دیا، پہلے تو مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، آخر کار تمام مسلمان نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے، ابوسفیان بن حارث نے لگام پکڑی تھی، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے:

أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبُ　　　أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ. ❶

ترجمہ: میں اللہ کا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اور پھر مشرکوں پر حملہ کا حکم دیا اور ساتھ ہی ایک مشت خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور فرمایا:

"اِنْهَزَمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ"، قسم ہے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے شکست کھائی۔ ❷

اس پر دشمنوں کے قدم اکھڑ گئے، کافی سارے بھاگ گئے اور ایک بڑی تعداد کو مسلمانوں نے قیدی بنالیا۔

شکست کے بعد ہوازن اور ثقیف کے سردار مالک بن عوف نے بھاگ کر طائف میں پناہ لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا سردار کہاں ہے جس نے تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑنے پر اکسایا تھا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ وہ طائف بھاگ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اِسے میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر وہ میرے

❶ صحیح البخاری: کتاب الجهاد والسیر، باب بغلة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم البیضاء، رقم الحدیث: ۲۸۷۴

❷ صحیح مسلم: کتاب الجهاد والسیر، باب فی غزوة حنین، رقم الحدیث: ۱۷۷۵

پاس مسلمان ہوکر آجائے تو میں اس کے اہل وعیال اور مال کو واپس کردوں گا۔ مالک بن عوف رضی اللہ عنہ جو کہ طائف میں بہت پریشان حال تھا یہ خبر سن کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اِسے سو اونٹ عطا کیے، اور اسے اپنی قوم کے علاوہ قبیلہ قیس کے قبائل کا بھی سردار بنایا، تو مالک بن عوف رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ شعر بھی کہا:

مَا إِنْ رَأَيْتُ وَلَاسَمِعْتُ بِمَاأَرَى فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ كَمِثْلِ مُحَمَّدٍ. ❶

خود آلود زخمی چہرہ کرنے کے باوجود قوم کی مغفرت کے لئے دُعا

غزوہ اُحد میں مشرکین نے پہاڑ کے پیچھے سے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا، جس سے بہت سوں کے پاؤں اکھڑ گئے، اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں ڈٹے رہے ہیں، آپ کے داندان مبارک شہید ہو گئے، سر مبارک زخمی ہوا، چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا، خون کے حلقے رخسار مبارک میں پیوست ہو گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے اس حالت کو دیکھ کر گزارش کی، یا رسول اللہ! آپ دشمنوں کے لیے بددعا فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يَبْعَثْنِي طَعَّانًا وَلَا لَعَّانًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي دَاعِيَةً وَرَحْمَةً، اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ. ❷

---

❶ الإستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: مالک بن عوف سعد، ج۵ص۱۳۵۶، ۱۳۵۷/ الاصابة في تمييز الصحابه: الترجمة: مالک بن عوف، ج۵ ص ۵۵۰، ۵۵۱، رقم الترجمة: ۷۶۸۹

❷ شعب الإيمان: حب النبي صلى الله عليه وسلم، ج۳ص۴۵، رقم الحديث: ۱۳۷۵/ الشفاء: الباب الثاني، الفصل الثاني عشر، ج ۱ ص ۲۲۱

ترجمہ: میں بددعا اور لعن طعن کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ لوگوں کو دین حق کی طرف بلانے کے لیے اور رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں، اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ لوگ نہیں جانتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے سے خون صاف کرر ہے تھے اور اس تکلیف دہ زخمی حالت میں بھی آپ دعا فرمار ہے تھے:

رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.❶

ترجمہ: اے اللہ! میری قوم کے گناہ معاف کردے یہ لوگ (پیغمبر کے مقام ومرتبہ) کو نہیں جانتے۔

خیبر میں یہودی عورت کا حضور کو کھانے میں زہر دینا

فتح خیبر کے بعد چندروز آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں قیام پذیر رہے، اس دوران زینب بنت حارث نے ایک بھنی ہوئی زہر آلود بکری ہدیہ کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چکھتے ہی کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ (آپ کا معجزہ تھا کہ آپ کو معلوم ہوگیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی بشر بن براء بن معرور کو بھی کھانے سے منع کردیا جبکہ وہ کچھ کھا چکے تھے۔ یہودیہ عورت (زینب) کو بلا کر تحقیق کی گئی تو اس نے جرم کا اعتراف کرلیا اور کہا کہ میں نے اس لیے ایسا کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور اطلاع فرمادیں گے اور اگر آپ سچے نبی نہیں ہیں تو لوگ آپ سے نجات پاجائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ باز پرس نہیں فرمائی، کیونکہ آپ اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے۔

❶ صحيح مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد، رقم الحديث: ١٧٩٢

اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی وجہ سے تو معاف فرمادیا، البتہ جب آپ کے صحابی کی وفات اس زہر کی وجہ سے ہوگئی تو آپ نے پھر قصاص کا حکم دیا۔

فائدہ: امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں آپ نے قتل کا حکم نہیں دیا، لیکن جب بشر بن براء رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ نے حکم دیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابیِ رسول کی موت سے قصاص کا تحقق واجب ہوگیا تھا اس لئے پھر اُسے قصاص میں قتل کیا گیا۔ ❶

طائف والوں کی بداخلاقی، ظلم وستم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عفوودرگزر

ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش مکہ نے اتنا ستایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو چھوڑ کر طائف کا ارادہ فرمایا تاکہ وہاں جاکر ان کو دائرہ اسلام میں لانے کی کوشش کریں۔

آپ قبیلہ ثقیف کے پاس اس اُمید پر تشریف لے گئے کہ وہ آپ کو اپنے ہاں ٹھہرالیں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔ آپ نے دیکھا کہ قبیلہ ثقیف کے تین سردار ہیں جو کہ آپس میں بھائی ہیں: عبدیالیل بن عمرو، حبیب بن عمرو اور مسعود بن عمرو۔ آپ نے اپنے آپ کو اُن پر پیش کیا، اور ان لوگوں سے تکلیفوں کی اور اپنی قوم کی بے حرمتی کرنے کی شکایت کی، ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دے کر بھیجا ہو تو میں کعبہ کے پردوں کی چوری کروں (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دے کر نہیں بھیجا۔) اور دوسرے نے کہا کہ اس مجلس کے بعد میں آپ سے کبھی بھی کوئی بات نہیں کروں گا، کیوں کہ اگر آپ واقعی رسول ہیں تو آپ کا مقام اس سے بہت اونچا

---

❶ دلائل النبوة للبیهقی: أبواب غزوة خیبر، باب ماجاء فی الشاة التی......الخ، ج۴ص ۲۶۰ تا ۲۶۳ / فتح الباری: کتاب المغازی، باب الشاة اللتی سمت للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم بخیبر، ج۷ص۴۹۷

ہے کہ مجھ جیسا آپ سے بات کرے۔ اور تیسرے نے کہا: (رسول بنانے کے لیے آپ ہی رہ گئے تھے) کیا اللہ تعالیٰ آپ کے علاوہ کسی اور کو رسول نہیں بنا سکتے تھے؟ اور آپ نے اُن سے جو گفتگو فرمائی وہ انھوں نے سارے قبیلہ میں پھیلا دی اور وہ سب جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے لگے اور آپ کے راستہ پر دو صفیں بنا کر بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں میں پتھر لے لیے اور آپ جو قدم بھی اٹھاتے یا رکھتے اسے پتھر مارتے اور آپ کا مذاق بھی اڑاتے جاتے۔ جب آپ اُن کی صفوں سے آگے نکل گئے اور ان کافروں سے چھٹکارا پایا اور آپ کے دونوں قدم مبارک سے خون بہہ رہا تھا، تو آپ ان لوگوں کے ایک انگوروں کے باغ میں چلے گئے اور ایک انگور کی بیل کے نیچے سائے میں بیٹھ گئے۔ آپ بہت غمگین، رنجیدہ اور دُکھی اور تکلیف زدہ تھے، اور آپ کے دونوں قدموں سے خون بہہ رہا تھا۔ اس وقت یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ إِلَيْکَ أَشْکُوْ ضَعْفَ قُوَّتِي، وَقِلَّةَ حِيْلَتِي، وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ، إِلَى مَنْ تَكِلُنِي؟ إِلَى عَدُوٍّ يَتَجَهَّمُنِي، أَمْ إِلَى قَرِيبٍ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي، إِنْ لَمْ تَكُنْ غَضْبَانًا عَلَيَّ، فَلَا أُبَالِي، إِنَّ عَافِيَتَکَ أَوْسَعُ لِي، أَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِکَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبَکَ، أَوْ تُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطَکَ، لَکَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى، لَا قُوَّةَ إِلَّا بِکَ. (1)

---

(1) دلائل النبوۃ للبیہقی: باب عرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ علی قبائل العرب......الخ، ج۲ ص۴۱۶، ۴۱۷/ تاریخ الإسلام للذھبی: عرض نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم علی القبائل، ج۱ ص۲۸۲ تا ۲۸۵/ السیرۃ النبویۃ لإبن کثیر: ج۲ ص۱۴۹ تا ۱۵۱

ترجمہ:اے اللہ! تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں اپنی کمزوری کی اور تدبیر کی کمی کی اور لوگوں کی طرف سے اذیت و پریشانی کی۔اے ارحم الراحمین! تو ارحم الراحمین ہے۔تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے؟ کسی ایسے دشمن کے جو مجھے دیکھ کر تُرش رُو ہوتا ہے اور منہ چڑاتا ہے، یا ایسے رشتہ دار کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا۔اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کسی کی بھی پروانہیں ہے، تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔میں آپ کے اس چہرے کے طفیل جس سے تمام اندھیرے روشن ہوگئے اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہوجاتے ہیں، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں ۔کہ آپ کا میرے اوپر غصہ ہو یا آپ کی میرے سے ناراضگی ہو، بہتر انجام اسی وقت ہے جب تو راضی ہوجائے، اور نہیں مدد کرنے کی طاقت مگر اے اللہ تیرے ہی نصرت سے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ سے ہوئی سنی اور ان کے جوابات سنے اور ایک فرشتہ کو جس کے متعلق پہاڑوں کی خدمت ہے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ان کفار کے بارے میں جو چاہیں اسے حکم دیں۔اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دے کر سلام کیا اور عرض کیا:

یہ ہے اخلاق عظیمہ اور عفوودرگزر طائف کے لوگوں نے کتنی ہی تکالیف پہنچائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے بددعا کے سب کے لئے ہدایت کی دعا فرمائی۔

يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِي رَبُّكَ إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ، فَمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ.

ترجمہ: اے محمد! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی ساری گفتگو کو سن لیا اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، آپ کے رب نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ ان لوگوں کے بارے میں آپ جو ارشاد فرمائیں اسے بجالاؤں۔ اگر آپ چاہیں تو ان سب کو ان دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَايُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا. ❶

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید کرتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے جو اللہ کی توحید کا اقرار کریں گے اور شرک سے باز رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو مارا نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ، فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو مارا، سوائے اس کے کہ اللہ کے راستے میں جو جہاد کیا جاتا

❶ البداية والنهاية: باب هجرة أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من مكة إلى أرض الحبشة، فصل في ذهابه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى أهل الطائف، ج۳ص ۱۶۷، ۱۶۸

❷ صحيح مسلم: كتاب الفضائل، بَابُ مُبَاعَدَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْآثَامِ وَاخْتِيَارِهِ مِنَ الْمُبَاحِ ......الخ، رقم الحديث: ۲۳۲۸

ہے، اور جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بدلہ نہیں لیا، سوائے اس کے کہ جس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو آپ نے اللہ ہی کے لئے اس سے انتقام لیا۔

مسجد میں پیشاب کرنے والے اعرابی کو معاف کردیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تھے، ایک اعرابی شخص آیا، انہوں نے ابھی ابھی اسلام قبول کیا تھا، انہیں اسلام کے احکامات کا پتہ نہیں تھا، مسجد کے آداب سے واقف نہیں تھے، تو وہ مسجد میں آئے، اس وقت مسجد نبوی کچی تھی، مسجد میں آئے اور کنارے میں انہوں نے پیشاب کردیا، مسجد نبوی جس کی بڑی فضیلت واہمیت ہے، وہاں ایک شخص آتا ہے اور ایک کنارے میں پیشاب کر رہا ہے، صحابہ کرام نے روکنا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا، آپ نے بلایا اور بڑے اچھے اخلاق کے ساتھ آپ نے سمجھایا کہ یہ مسجد اللہ کا گھر ہے، یہاں نماز پڑھی جاتی ہے، اللہ کا ذکر ہوتا ہے، تلاوت ہوتی ہے، یہ بول براز کی جگہ نہیں ہے، اگر تمہیں قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے تو جنگل میں جایا کرو، مسجد میں پیشاب نہ کیا کرو، پیار سے سمجھایا۔ نیز صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ. ❶

ترجمہ: تم لوگ آسانیاں پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو، لوگوں کو مشقت اور تکلیفوں

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها، باب الأرض يُصِيبُها البول كيف تُغسل، رقم الحديث: ٥٢٩/صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب الماء على البول في المسجد، رقم الحديث: ٢٢٠

میں ڈالنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

یہ ہیں آپ کے عالی اخلاق، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ڈانٹا نہیں، غصہ نہیں کیا، بلکہ نہایت پیار ومحبت کے ساتھ اُسے مسجد کے آداب سکھائے اور وہ آپ کے اس کے اِس بلند کردار اور عفوودرگزر سے بہت متاثر ہوا۔

انجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں عفوودرگزر

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:

إِنَّ مُـحَـمَّـدًا لَـمَكْتُوبٌ فِي الْإِنْجِيلِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلَكِنْ يَعْفُو أَوْ يَغْفِرُ. [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ وہ نہ بدخلق ہیں، نہ سخت مزاج، نہ سوقیانہ اور بازاری انداز سے شوروغل کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ عفوودرگزر سے کام لیں گے۔

ایک دیہاتی کا آپ صلی اللہ کی چادر کوزور سے کھینچنا اور آپ کا دیکھ کر مسکرا جانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جارہا تھا، آپ نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے، جس کے کنارے موٹے تھے، راستے میں آپ کو ایک دیہاتی ملا، جس نے آپ کی چادر کو پکڑ کر اس قدر سختی سے اپنی طرف کھینچا کہ آپ کی گردن پر نشان پڑھ گیا، میں نے دیکھا:

عُنُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ، فَالْتَفَتَ

---

[1] مسند إسحاق بن راهويه: ج۳ص ۹۱۹، رقم الحديث: ۱۶۱۰/ تاريخ مدينة دمشق: باب ما جاء من أن الشام يكون ملك أهل الإسلام، ج ۱ ص ۱۸۶

إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. (۱)

ترجمہ: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کے کنارے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر نشان ڈال دیا تھا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا: اے محمد! تمہارے پاس خدا کا مال ہے، اس میں سے مجھ کو کچھ دلوایئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا، مسکرائے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ دینے کا حکم دیا۔

تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں برائی کا بدلہ اچھائی سے دینے والے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف تورات میں کس طرح پائی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ہم نے تورات میں پڑھا ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا:

وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ، وَلَا بِسَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يُكَافِئُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، أُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ، يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي كُلِّ سَرَّاءٍ، وَيُكَبِّرُونَ اللَّهَ عَلَى كُلِّ نَجْدٍ، يُوَضِّؤُونَ أَطْرَافَهُمْ، وَيَأْتَزِرُونَ فِي أَوْسَاطِهِمْ، يَصُفُّونَ فِي صَلَاتِهِمْ كَمَا يَصُفُّونَ فِي قِتَالِهِمْ، دَوِيُّهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ كَدَوِيِّ النَّحْلِ، يُسْمَعُ مُنَادِيهِمْ فِي جَوِّ السَّمَاءِ. (۲)

(۱) صحيح مسلم: كتاب الزكاة، باب إعطاء من سأل بفحش وغلظة، رقم الحديث: ١٠٥٧

(۲) سنن الدارمي: باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم في الكتب قبل مبعثه، ص ١٥٨، رقم الحديث: ١٠ / تاريخ مدينة دمشق: باب ما جاء من أن الشام يكون ملك أهل الإسلام، ج ١ ص ١٨٥، ١٨٦

ترجمہ: نہ وہ بے ہودہ گو ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ عفوودرگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی، وہ ہر رنج وراحت میں حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اسی طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں، ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں، ان کی اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائے گی۔

ان تمام واقعات سے اندازہ لگائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے عظیم اخلاق کے مالک تھے، کبھی بداخلاقی کا بدلہ بداخلاقی سے نہیں دیا، اپنے ہوں یا پرائے، مسلمان ہوں یا غیر مسلم، شہری ہوں یا اعرابی، ہر ایک کے ساتھ محبت وشفقت اور نرمی کا برتاؤ کیا، آپ کے اخلاق عالی اور عفوودرگزر سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

نہایت نازیبا الفاظ کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا درگزر کرنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقام جِعرانہ پر ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ حنین سے لوٹے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے، اس نے کہا: اے محمد! انصاف کریں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا ناس ہو، اگر میں انصاف نہیں کرتا تو کون ہے جو انصاف کرے؟ اگر میں انصاف نہ کرتا تو میں خائب وخاسر ہوں گا۔

تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں تو میں اس منافق کو قتل کردوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَعَاذَ اللّٰهِ أَن يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي إِنَّ هٰذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُم، يَمْرُقُونَ مِنهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی پناہ لوگ باتیں کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں، یہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا اور قرآن سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت تحمل مزاجی دیکھ کر ایک یہودی عالم اسلام لے آیا

حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ یہود کے بڑے علماء میں سے تھے اور ان میں سب سے زیادہ مال والے تھے۔ یہ اسلام لائے اور بہت اچھا اسلام لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے اور غزوۂ تبوک کے سفر میں فوت ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نظر دیکھا تو تمام نبوت کی نشانیاں پہچان گیا، مگر دو نشانیاں معلوم نہ ہوسکیں، ایک ان کا حلم ان کے غصہ پر سبقت کر جاتا ہے، دوسرا کسی نادان کی سختی پر آپ کا حلم بڑھتا ہے۔ کہتے ہیں: مجھے اس کی تمنا رہی کہ کسی ذریعہ سے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معاملہ کروں تاکہ یہ علامات بھی ظاہر ہی ہوجائیں۔ فرماتے ہیں: ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ایک دیہاتی سوار آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں بستی کے لوگ مسلمان ہیں، ان کو فاقہ نے آلیا، اگر آپ مناسب سمجھیں تو کچھ ان کے پاس بھیج دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ضرور ایسا

❶ صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، رقم الحدیث: ۱۰۶۳

کرتا لیکن میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سن کر میں حضور صلی اللہ علیہ علم کے قریب ہو گیا اور میں نے کہا: اے محمد! چاہیں تو مجھ سے ابھی رقم (پیسے) لے لیں اور دو ماہ بعد اس کے بدلہ میں کھجوریں دے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ٹھیک ہے، تو میں نے اسی دینار آپ کو دیئے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب دو ماہ پورے ہونے میں دو دن باقی تھے تو میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے لیے باہر نکلے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے علاوہ اور صحابہ کرام بھی تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص اور چادر کو پکڑا اور میں نے غصہ کی حالت میں آپ کو دیکھا اور کہا: اے محمد! میرا حق ادا کرو۔ اللہ کی قسم! تم قریش بڑے وعدہ خلاف ہو اور قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتے ہو، اس طرح کی میں نے دو چار باتیں اور کہیں۔

جب میری نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پڑی تو دیکھا غصہ کی وجہ سے ان کی آنکھیں گھوم رہی تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے دشمن! کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کہتا ہے جو میں سن رہا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور مسکرا دیئے اور فرمایا: اے عمر! اس کے ساتھ جاؤ اور اس کا حق دے دو اور بیس صاع زیادہ دو کیونکہ تو نے اس کو ڈرایا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا۔ انہوں نے میرا حق بھی ادا کیا اور بیس سیر زیادہ بھی دیا۔ میں نے عرض کیا: اے عمر! تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کیوں کیا؟ اس لئے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات پہچان چکا تھا، صرف یہ علامت باقی تھی، وہ بھی میں نے پہچان لی، تو گواہ ہو جا کہ میں آپ

صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کلمہ شہادت پڑھا۔ ❶

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے ساتھ عفوودرگزر

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی منافقت کی شدت یہ تھی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے لیے شدید بغض رکھتا تھا اور اس کی طرف سے بغض ومنافقت کا مظاہرہ بارہا دیکھنے میں آیا۔ غزوہ اُحد میں تین سو منافقین کی سرپرستی کرتے ہوئے راستے سے ہی واپس لوٹ گیا جبکہ اس وقت اہلِ اسلام کو زیادہ افرادی قوت درکار تھی۔ علاوہ ازیں رئیس المنافقین نے صدیقہ کائنات اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی۔ غزوہ مصطلق کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجر صحابہ کرام کے متعلق اس قدر شدید گستاخانہ جملے استعمال کیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تلواریں میان سے باہر آگئیں، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شفقت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اسے قتل کرنے سے روک دیا۔ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری کی معراج دیکھئے کہ اس کے مرنے پر آقائے دوجہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کی خواہش پر اس کے لئے کفن کے طور پر اپنی قمیص مبارک بھیجی اور کمال حسن سلوک اور عالی اخلاق کی معراج کہ جنازہ بھی پڑھایا۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ آپ نمازِ جنازہ نہ پڑھائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی

---

❶ المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱۳ ص ۱۵۰، رقم الحدیث: ۳۷۱/السنن الکبری للبیھقی: ج۶ ص ۸۶، رقم الحدیث: ۱۱۲۸۴/قال الھیثمی: رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات/مجمع الزوائد: ج۸ ص ۲۴۰، رقم الحدیث: ۱۳۸۹۸

نے مجھے اختیار دیا ہے استغفار کرنے اور نہ کرنے کا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد یہ حکم نازل ہوا کہ آج کے بعد کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔ ❶

تیروں کی بوچھاڑ کرنے والوں کے لئے ہدایت کی دُعا

غزوہ حنین بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے ساتھ پیش آنے والا معرکہ ہے۔ دورانِ غزوہ بنو ثقیف کے تیر اندازوں نے مسلمانوں پر تیروں کی شدید بوچھاڑ کردی جس سے صحابہ کرام کے قدم اکھڑ گئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کہ دشمن نے اچانک ہمیں تیروں سے چھلنی کر دیا ہے، ان کے لیے بددعا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا. ❷

ترجمہ: اے اللہ! بنو ثقیف کو ہدایت دے۔

فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عفوودرگزر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان والوں کے لئے رحمت تھے، اور آپ عالی اخلاق سے وابستہ تھے اور برائی کا بدلہ ہمیشہ اچھائی سے ہی دیتے تھے، جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر اس کا مشاہدہ ہوا کہ جب فتح ہوا تو حرم کے صحن میں، کسی حرم کے صحن میں؟ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر نجاستیں

❶ صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف أو لا يكف.....الخ، رقم الحديث: ١٢٦٩

❷ مسند أحمد: مسند جابر بن عبد الله، ج ٢٣ ص ٥٠، رقم الحديث: ١٤٧٠٢/ إسناده قوي على شرط مسلم/مصنف ابن أبي شيبة: ج ٦ ص ٤١٣، رقم الحديث: ٣٢٤٩٦

ڈالی گئیں، سارے سرداران قریش کھڑے تھے، ان میں وہ بھی جو اس پیکر قدسی کے ساتھ گستاخیوں کا حوصلہ رکھتے تھے، ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے راستے میں کانٹے بچھائے تھے، ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے قتل کرنے کی سازش کی تھی، ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا خون ناحق بہایا تھا، اوران کے جسموں کو دہکتے ہوئے انگاروں سے داغا تھا۔

یہ سارے کے سارے مجرم سرنگوں کھڑے تھے اور سامنے دس ہزار تلواریں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے کی منتظر تھیں، دفعتاً زبان مبارک کھلتی ہے اور سوال ہوتا ہے کہ بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ انہوں نے کہا تو ہمارا شریف بھائی اور شریف بھتیجا ہے ہم خیر ہی کی توقع رکھتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج میں وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ظالم بھائیوں سے کہا تھا'' اِذْهَبُوْا وَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ'' جاؤتم سب کے سب آزاد ہو۔''لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ'' (آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ. (1)

ترجمہ: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ محفوظ ہے، جو ہتھیار ڈالے گا وہ محفوظ ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے گا وہ محفوظ ہے۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عفوودرگزر ہے کہ جنہوں نے تین سال آپ کو شعب ابی طالب میں رکھا، حضراتِ صحابہ اور صحابیات پر نہایت ظلم وستم کیا، جس کی وجہ سے صحابہ

(1) صحيح مسلم: كتاب الجهادو السير، باب فتح مكة، رقم الحديث: ١٧٨٠/السيرة النبوية لابن هشام: ج٢ص ٤١٢/السيرة النبوية لابن كثير: ج٣ص ٥٧٠

کرام ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے، آج یہ وقت تھا کہ اُن سے ماضی کے بدلے چکائے جاتے ،انہیں ملک بدر کیا جاتا،ان کی مال وجائیداد پر قبضہ کیا جاتا،ان کے بچوں کو قیدی اورعورتوں کولونڈیاں بنایا جاتا ہے ،لیکن آپ نے سب کومعاف کردیا،اورتاریخ انسانیت میں سلطنت،اختیارات،اشاروں پرجان دینے والے جانثاروں کی جماعت کے باوجودمعافی کااعلان کرکے رہتی دنیا تک عفوودرگزرکی نایاب مثال قائم کردی۔

حاتم طائی کی صاحبزادی کومعاف کرنا

ایک جنگ میں کئی لوگ قیدی بنا کرلائے گئے،ان میں سخاوت وفیاضی میں مشہورزمانہ حاتم طائی کی صاحبزادی بھی تھی۔ جب اسے رسالت مآب کی خدمت میں لایا گیاتو اس نے کہا:اے محمد!کیاتم جانتے ہومیں کون ہوں؟میں عرب کے مشہور قبیلے کے سردار کی صاحبزادی ہوں، میرا باپ سخاوت وفیاضی میں ممتاز تھا،وہ بھوکوں کوکھانا کھلاتا تھا،ننگوں کوکپڑا پہناتا تھا،حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتا تھا،اس نے اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی ضرورت مندکوواپس نہیں کیااورکوئی سائل اسکے ڈر سے خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ نبی کریم نے جب یہ خوبیاں سنیں توفرمایا کہ یہ اعلیٰ صفات تواہل ایمان کی ہیں،اگرتمہاراباپ مسلمان ہوتاتووہ بڑانیک اورمتقی انسان ہوتا۔اس کے بعدآپ نے ارشادفرمایا:اس کورہاکردیاجائے کہ اس کاباپ حسنِ اخلاق وعادات کامالک تھا۔ جب اسے رہاکردیاگیاتووہ نبی کریم کے مکارمِ اخلاق سے متاثرہوکراپنے بھائی کے ساتھ مشرف باسلام ہوگئی۔[1]

---

[1] دلائل النبوة للبيهقي:أبواب وفودالعرب،باب وفودطئ،ج۵ص ۳۴۱،۳۴۲/ سبل الهدى والرشاد:أبواب بعض الوفودعليه،الباب السابع والستون، ج۶ص ۳۷۶تا۳۸۱

ابوسفیان بن حرب کے ساتھ عفوودرگزر

یہ ابوسفیان کون ہیں؟ عرب کے جنگجو حرب کا بیٹا ہے، جس نے سرورِکائنات اور آپ کے ستودہ صفات صحابہ کرام کو ایذائیں پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ جنگ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ خندق سمیت کئی جنگیں اِن کی زیرِ قیادت لڑی گئیں، اور مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچایا، اس کے باوجود آپ نے ان کے لئے معافی کا اعلان کیا اور یہاں تک فرمایا کہ جو ان کے گھر میں داخل ہو اس کے لئے بھی امن ہے، چنانچہ فرمایا:

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ.❶

ترجمہ: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ محفوظ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حلم وبردباری

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ حنین سے لوٹتے وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جارہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے، چند دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لپٹ گئے اور کچھ مانگنے لگے، یہاں تک کہ وہ درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر انہوں نے اتار لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ٹھہر کر فرمایا:

أَعْطُونِي رِدَائِي، لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هَذِهِ العِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا، وَلَا كَذُوبًا، وَلَا جَبَانًا.❷

ترجمہ: میری چادر دیدو، اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر بکریاں ہوتیں، تو میں وہ تم کو تقسیم کردیتا، تم مجھے بخیل، جھوٹا اور بزدل نہیں پاؤ گے۔

---

❶ صحیح مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب فتح مكة، رقم الحديث: ۱۷۸۰

❷ صحیح البخاری: كتاب الجهاد والسير، باب الشجاعة في الحرب والجبن رقم الحديث: ۲۸۲۱

نہایت نازیبہ جملہ کے باوجود عفو ودرگزر

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم حنین میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں حصے تقسیم فرمائے، اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور عیینہ کو بھی اتنے ہی دیئے اور دوسرے معززین عرب کو بھی حصے دیئے اور ان کو حصے دینے میں ترجیح دی، تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اس تقسیم میں انصاف کو بروئے کار نہیں لایا گیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نظر نہیں رکھی گئی، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دیتا ہوں، چنانچہ میں نے جا کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا ماجرا عرض کیا، تو آپ نے فرمایا:

فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، رَحِمَ اللّٰهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ. (۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اگر انصاف نہ کرے تو اور کون ہے جو انصاف کرے گا؟ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے، انہیں تو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی اور انہوں نے صبر سے کام لیا۔

ایک یہودی کا نازیبا جملہ اور آپ کا عفو ودرگزر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر جو دو کپڑے تھے وہ قطر کے تھے اور بہت زیادہ موٹے تھے، چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ دیر تک بیٹھتے اور پسینہ آتا تو وہ کپڑے آپ کے بدن پر بھاری ہو جاتے جس کی وجہ سے آپ کو تکلیف اٹھانی پڑتی۔ آخر کار ایک دن جب کہ

(۱) صحیح البخاری: کتاب فرض الخمس، بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهِ، رقم الحديث: ۳۱۵۰

ایک یہودی کے ہاں شام سے کپڑا آیا ہوا تھا، تو میں نے عرض کیا کہ اگر آپ کسی شخص کو اس یہودی کے پاس بھیج دیتے جو اس سے بوعدہ فراغت یعنی اس وعدہ پر کہ جب کہیں سے کچھ آ جائے گا تو قیمت ادا کر دی جائے گی، دو کپڑے خرید لیتا تو اچھا ہوتا، تاکہ آپ اس تکلیف سے بچ جائیں جو ان کپڑوں کی وجہ سے اٹھانا پڑ رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس مشورہ کو قبول فرمالیا اور کسی شخص کو مذکورہ وعدہ پر کپڑا خریدنے کے لئے اس یہودی کے پاس بھیج دیا۔ اس شخص نے یہودی کے پاس پہنچ کر جب کپڑا مانگا تو اس نے کہا کہ تمہارا جو ارادہ ہے اس کو میں جانتا ہوں، تم اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتے کہ اس وقت تو وعدہ پر میرا کپڑا لے جاؤ اور پھر قیمت ادا کرنے سے انکار کردو۔ بظاہر ان الفاظ کا مخاطب وہ شخص تھا، لیکن حقیقت میں اس کا خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا، پھر اس شخص نے واپس آ کر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودی کا قول نقل کیا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَذَبَ، قَدْ عَلِمَ أَنِّي مِنْ أَتْقَاهُمْ لِلَّهِ، وَآدَاهُمْ لِلْأَمَانَةِ. ❶

ترجمہ: اس یہودی نے جھوٹ بولا ہے اور وہ خود بھی جانتا ہے کہ اس نے بالکل جھوٹ بات اپنی زبان سے نکالی ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ (تورات کے ذریعہ) یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ میں تمام لوگوں سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہوں اور ان سے زیادہ اچھی طرح امانت ادا کرنے والا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو معاف کرنا

رمضان المبارک سن ۸ھ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار اسلامی فوج کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، نعرہ تکبیر سے دشت وجبل گونج اُٹھے، اللہ تعالی نے آج کے

❶ سنن الترمذی: أبواب البيوع، باب ما جاء في الرخصة في الشراء إلى أجل، رقم الحديث: ۱۲۱۳

دن اہلِ اسلام کو غالب اور کفارِ مکہ کو مغلوب کر دیا تھا۔ فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں تھا، لوگ جوق در جوق آ رہے تھے اور معافی پا رہے تھے، اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے دشمن بھی اسلام قبول کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں اسلام کے بڑے دشمن ابو جہل کا بیٹا اپنے قتل کے خوف سے مکہ سے بھاگ گیا، مگر اس کی بیوی حضرت ام حکیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں اسلام لانے کے لئے حاضر ہوئیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے، عرض کیا ابو جہل کی بہو عکرمہ کی بیوی اسلام قبول کرنا چاہتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بدترین دشمن کی بہو کو مسلمان کیا تو چہرہ مبارک خوشی سے چمک اُٹھا، ام حکیم رضی اللہ عنہا نے اسلام لانے کے بعد بڑے دردمندانہ لہجے سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرا شوہر اپنے قتل کے خوف سے یمن کی طرف بھاگ گیا ہے، اگر آپ اس کو امان دے دیں تو میں اس کو واپس لے آؤں، رحمتِ عالم نے فرمایا: اے ام حکیم! میں نے تیرے شوہر کو امان دی جاؤ اس کو لے آؤ، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر عکرمہ کی بیوی کی خوشی کی انتہا نہ رہی، یہ فوراً اُٹھیں اور عکرمہ کی تلاش میں ساحل تک جا پہنچیں، ادھر عکرمہ مکہ سے بھاگ کر ساحل تک پہنچا ہی تھا کہ یمن کو جانے والی کشتی تیار مل گئی۔ یہ کشتی میں سوار ہو گیا، کشتی ساحل کو چھوڑ کر ابھی کچھ آگے بڑھی ہی تھی کہ بادِ مخالف نے کشتی کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا، عکرمہ نے مدد کے لئے لات کو پکارنا شروع کیا، ملاحوں نے کہا سردار یہ لات وغیرہ کو پکارنے کا وقت نہیں، یہ ہمارے معبود ہماری کشتی کو بھنور سے نہیں نکال سکتے، اگر زندگی عزیز ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کو پکارو، عکرمہ نے کہا یہی تو ساری زندگی میرے باپ اور میری قوم کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی

رہی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ایک رب کو پکارو اور اس کے ساتھ اور کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ملاحوں نے کہا سردار پانیوں میں ہمارے معبودوں کی نہیں چلتی۔ عکرمہ نے اُسی وقت دعا کی:

اَللّٰھُمَّ لَکَ عَلَیَّ عَھْدٌ، إِنْ أَنْتَ عَافَیْتَنِی مِمَّا أَنَا فِیهِ أَنْ آتِیَ مُحَمَّدًا حَتّٰی أَضَعَ یَدِی فِیْ یَدِہٖ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا کَرِیْمًا. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں عہد کرتا ہوں اگر طوفان سے میں زندہ بچ نکلا تو خود کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کردوں گا، اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھوں گا، پس میں انہیں نہایت معاف کرنے والا اور معزز پاتا ہوں۔ اُمید ہے مجھے معاف کردیں گے۔ اللہ تعالی نے بھی ان کی قسمت میں اسلام لکھا تھا، اللہ کی قدرت کہ کشتی جہاں سے چلی تھی صحیح سلامت وہیں آ لگی۔ ادھر ساحل پر پہلے سے ہی حضرت ام حکیم شوہر کی تلاش میں پھر رہی تھیں۔ عکرمہ کو آتا دیکھا تو بولیں عکرمہ تو کہاں بھٹکتا پھرتا ہے، میں تو تیرے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے امان لے آئی ہوں، جو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ نیک، سب سے زیادہ مہربان، معاف کرنے والا اور صلح رحمی کرنے والا ہے۔ چل میرے ساتھ، اپنے آپ کو ہلاک نہ کر، عکرمہ نے اپنی خیر خواہ بیوی کی باتیں سنیں تو فوراً خوشی سے ان کے ساتھ چل پڑے، جب یہ مکہ پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو چہرہ مبارک خوشی سے چمک اُٹھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اُٹھے اور مرحبا کہتے ہوئے خوشی سے ان کی طرف بڑھے اور پھر عکرمہ کو اپنے پاس بٹھایا، عکرمہ نے عرض کیا اے محمد! ام حکیم نے مجھے پیغام دیا ہے کہ

---

❶ أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: عكرمة بن أبي جهل، ج ۴ ص ۶۷، ۶۸/ الإصابة في تمييز الصحابة، ج ۴ ص ۴۴۳

آپ نے مجھے امن دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے تجھے امن ہے، عکرمہ اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

سختی سے مطالبہ کرنے والے کو نرمی سے عمدہ چیز عطا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کا مطالبہ کرنے کے لیے آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سختی سے مطالبہ کیا (اس گستاخی پر) صحابہ کرام نے اس کو جھڑکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) فرمایا:

دَعُوْهُ، فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا.

ترجمہ: اسے چھوڑ دو، اس لیے کہ حق دار کو کہنے کا حق حاصل ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اتنی عمر کا جانور دے دو جتنی عمر کا جانور اس کا تھا، صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس جیسا تو ہم نہیں پاتے، البتہ اس سے بہتر اور زیادہ عمر والا ہے آپ نے فرمایا:

اِشْتَرُوْهُ، فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ، فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً. (1)

ترجمہ: وہی اِسے دے دو اس لیے کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے قرض کی ادائیگی میں بہتر ہوں۔

جادو کرنے والے یہودی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کیا (کہ جس کا نام لبید بن اعصم تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جادو

(1) صحیح البخاری: کتاب فی الاستقراض وأداء الدیون والحجر والتفلیس، باب استقراض الإبل، رقم الحدیث: ۲۳۹۰

کی وجہ سے چند روز تک بیمار رہے، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کر دیا ہے اور فلاں کنویں میں گرہیں ڈال کر رکھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وہاں پر بھیجا وہ لوگ جادو کی گرہیں نکال کر لائے، اس کے لاتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سے (تندرست ہوکر) کھڑے ہو گئے کہ جس طرح سے رسی میں بندھے ہوئے ہوں اور کوئی شخص وہ رسی کھول دے:

فَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِذٰلِكَ الْيَهُوْدِيِّ وَلَا رَآهُ فِي وَجْهِهِ قَطُّ. ❶

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تذکرہ اس یہودی (یعنی جادو کرنے والے شخص سے) نہیں فرمایا اور نہ ہی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر اس کا کچھ بھی اثر محسوس کیا۔

ابوجہل کی نازیبا گفتگو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم و بردباری

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم سے نکل کر صفا کے قریب لوگوں کو توحید کی دعوت دے رہے تھے کہ ابوجہل کا گزر اس طرف ہوا۔ ابوجہل نے حضور کو تبلیغ حق کرتے دیکھا تو اس کی رگ جہالت پھڑک اٹھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنے لگا اور ساتھ ہی دین حق کے بارے میں نہایت برے الفاظ استعمال کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلق عظیم کے تقاضے کے مطابق بڑے تحمل سے کام لیا اور ابوجہل کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ وہ بکتا ہوا چلا گیا۔ یہی واقعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کا باعث بن گیا، ان کو جب ابوجہل کی زیادتی کا علم ہوا تو انہوں نے حرم کعبہ میں جا کر

❶ سنن النسائي: كتاب تحريم الدم، سحرة أهل الكتاب، رقم الحديث: ۴۰۸۰

ابوجہل کو خوب پیٹا، اورکمان لی اوراس کے سر پر ماری جس سے اس کا سر بری طرح زخمی ہو گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو اس کو برا بھلا کہتا ہے میں اُس کے دین پر ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ برحق ہے۔❶

حضرت یوسف علیہ السلام اور عفوودرگزر

حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں عفوودرگزر بہت تھا، زندگی آزمائشوں اور تکلیفوں میں گزری، اپنے سگے بھائیوں نے بڑی بے دردی کے ساتھ کنویں میں پھینک دیا، لیکن آپ نے اقتدار واختیار اور قدرت کے باوجود معاف کردیا، آپ کی ساری زندگی میں عفوودرگزر کی کئی مثالیں ہیں:

۱...... بھائیوں نے کنوئیں میں پھینکا، ان کو معاف کردیا۔

۲...... غلام بنا کر بیچنے والوں سے کبھی کوئی باز پرس نہ کی۔

۳...... عزیز مصر کی بیوی نے عفت وعصمت کو داغدار کرنا چاہا، اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہونے پر جیل میں بھجوادیا۔ اقتدار ملنے کے باوجود کبھی انتقام لینے کی کوشش نہ کی۔

۴...... عزیز مصر کو خواب کی تعبیر قیدی ہونے کے باوجود بتائی۔

۵...... اپنے ساتھی قیدی جسے رہائی کے وقت آپ نے عزیز مصر کیلئے یہ پیغام دیا تھا کہ انہیں میرے معاملہ پر نظر ثانی کرنے کے لئے یاد دلانا لیکن وہ عزیز مصر کو یہ بات یاد نہ دلا سکا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو آپ نے اس

❶ سیرة إبن اسحاق: إسلام حمزة بن عبدالمطلب، ج ا ص ۱۷۱/السيرة النبوية لابن هشام: ج ا ص ۲۹۱، ۲۹۲/دلائل النبوة للبيهقي: باب ذكر إسلام حمزة بن عبدالمطلب، ج ۲ ص ۲۱۳، ۲۱۴

سے ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا۔

۶......اقتدار ملنے کے بعد اپنے بھائیوں کی مدد فرمائی اور انہیں قحط سالی میں غلہ کی فراہمی جاری رکھی۔

۷......بھائیوں نے چوری کا الزام لگایا، لیکن عظیم عہدے پر فائز ہونے کے باوجود انہیں کچھ نہ کہا اور ان کی بات کو بڑی ہمت سے برداشت کیا۔

۸......قیدی بنانے پر عزیز مصر سے کوئی جھگڑا پیدا نہیں کیا۔

۹......اقتدار حاصل ہونے کے بعد آپے سے باہر نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمانبردار بن گئے اور مخلوق کو قحط سالی کے عذاب سے محفوظ رکھنے کے لئے پوری دیانت داری سے سرگرم رہے۔

اسلافِ امت کے عفوودرگزر سے متعلق بتیس (۳۲) اقوال

غصہ میں ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھو

ا......ایک شخص حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے کوئی وصیت کیجئے، آپ نے فرمایا "لَاتَغْضَبْ" غصہ مت کرو۔ اس نے کہا کہ آپ نے مجھے کہا کہ غصہ مت کرو لیکن کبھی ایسی حالت ہوتی ہے کہ قدرت میں نہیں ہوتا، تو آپ نے فرمایا:

فَإِنْ غَضِبْتَ فَامْلِكْ لِسَانَكَ وَيَدَكَ. ❶

ترجمہ: غصہ آئے تو اپنی زبان اور ہاتھ کو قابو میں رکھو۔

بردباری سے عزت اور شرافت میں اضافہ ہوتا ہے

۲......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَارِعُوْا قُرَيْشًا بِالْحِلْمِ، فَوَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَلْقَى الرَّجُلَ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ يُوْسِعُنِي

❶ الصمت لابن أبی الدنيا: ص ۲۷۶، الرقم: ۶۱۰

شَتـمًـا وَأُوسِـعُـهُ حِـلـمًا فَأَرجِعُ وَهُوَ لِيْ صَدِيقٍ ...... وَمَا دَفَعَ الْحِلْمُ عَنْ شَرَيْفٍ شَرَفَهُ وَلَا زَادَهُ إِلَّا كَرَمًا. ❶

ترجمہ: حلم میں قریش سے لڑو، اللہ کی قسم: اگر میں زمانہ جاہلیت کے کسی ایسے آدمی سے ملوں جو برا بھلا کہے اور اس کا حلم بڑھ جائے تو میں واپس آؤں گا دراں حال ہے کہ اور وہ میرا دوست ہوگا۔ بردباری سے شریف کے شرافت میں سخی کی سخاوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

صاحب رائے وہ ہے جس کی بردباری جہالت پر غالب آجائے

۳......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا يَبْلُـغُ الرَّجُلُ مَبلَغَ الرَّأيِ حَتَّى يَغْلِبَ حِلْمُهُ جَهِلَهُ وَصَبْرُهُ شَهوَتَهُ وَلَا يَبلُغُ ذَلِكَ إِلَّا بِقُوَّةِ الْحِلْمِ. ❷

ترجمہ: آدمی اس وقت تک صاحب رائے کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ اس کی بردباری اس کی جہالت پر غالب نہ آجائے اور اس کا صبر اس کی شہوت پر غالب نہ آجائے اور وہ اِس تک نہیں پہنچ سکتا مگر قوتِ برداشت کے ساتھ۔

بعض باتوں پر صبر انگارہ پکڑنے سے زیادہ گراں ہوتا ہے

۴......حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنِّـي لَأَصْبِـرُ عَـلَـى الْـكَـلِـمَةِ لَهِـيَ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنَ الْقَبْضِ عَلَى الْجَمْرِ مَا يَحْمِلُنِيْ عَلَى الصَّبْرِ عَلَيْهَا إِلَّا التَّخَوُّفُ مِن أُخرَى شَرٌّ مِنهَا. ❸

ترجمہ: میں ایک بات پر صبر کرتا ہوں جب کہ وہ میرے نزدیک انگاروں کو مٹھی میں پکڑنے

❶ الحلم لابن أبي الدنيا: ص۳۷، الرقم: ۳۳

❷ الحلم لابن أبي الدنيا: ص۲۷، الرقم: ۱۳

❸ الصبر والثواب عليه لابن أبي الدنيا: ص۶۵، الرقم: ۸۹

سے زیادہ گراں ہوتا ہے، مگر اس سے برے شر سے بچنے کے لئے زیادہ مشکل ہے جو مجھے اس سے بھی بدتر چیز کا خوف ہے۔

بردبار بننے کی کوشش کرتا ہوں

۵......حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَستُ بِحَلِيمٍ وَلَكِنِّى أَتَحَالَمُ . ❶

ترجمہ: میں بردبار نہیں ہوں، البتہ تحمل مزاج بننے کی کوشش کرتا ہوں۔

معاونت کے لئے تحمل مزاجی کافی ہے

۶......حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ مِنَ السُّؤْدَدِ الصَّبْرُ عَلَى الذُّلِّ وَكَفَى بِالْحِلْمِ نَاصِرًا. ❷

ترجمہ: بہترین چیزوں میں سے ہیں کہ تکلیف کے وقت صبر کرنا اور آزمائشوں میں معاونت کے لئے تحمل مزاجی کافی ہے۔

حلم دوسروں کے ساتھ تعاون کا ذریعہ ہے

۷......حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَصَبْتُ الْحِلْمَ أَنْصُرُ لِىْ مِنَ الرِّجَالِ. ❸

ترجمہ: میں حلم کو پاتا ہوں کہ اس کے ذریعہ مردوں کی مدد کروں۔

برداشت نہ کرنا بعد میں زیادہ تکلیف کا باعث بنتا ہے

۸......حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ الإشراف في منازل الأشراف لابن أبي الدنيا: ج ۱ ص ۲۸۸، الرقم: ۳۹۱

❷ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمه: أحنف بن قيس، ج ۶ ص ۹۵، رقم الترجمة: ۴۴۲

❸ عيون الأخبار: كتاب السؤدد، باب الحلم والغضب، ج ۱ ص ۴۰۱

مَنْ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى كَلِمَةٍ سَمِعَ كَلِمَاتٍ وَرُبَّ غَيْظٍ قَدْ تَجَرَّعْتُهُ مَخَافَةَ مَاهُوَ أَشَدُّ مِنْهُ. ❶

ترجمہ: جو باتوں میں سے کسی بات پر صبر نہیں کرتا جو اس نے سنی، تو اس سے زیادہ سخت کڑوے گھونٹوں کو اُسے پینا پڑتا ہے۔

اللہ اِس سے زیادہ جانتا ہے

۹......ایک شخص نے حسن رحمہ اللہ کو گالی دی اور توہین کی، تو آپ نے ان سے فرمایا:

أَمَّا أَنْتَ فَمَا أَبْقَيْتَ شَيْأً وَمَا يَعْلَمُ اللّٰهُ أَكْثَرُ. ❷

ترجمہ: جہاں تک آپ کا تعلق ہے آپ نے کچھ نہیں چھوڑا، لیکن اللہ اس سے زیادہ جانتا ہے۔

علم کے ساتھ حلم سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں

۱۰......حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا جُمِعَ شَيْءٌ إِلَى شَيْءٍ أَزْيَنُ مِن عِلْمٍ إِلَى حِلْمٍ. ❸

ترجمہ: علم کے ساتھ حلم سے زیادہ کوئی خوبصورت چیز جمع نہیں ہوتی۔

غصے کی حالت میں اللہ کو یاد رکھو

۱۱......حضرت طلق بن حبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَكْتُوبٌ فِي الْإِنْجِيلِ: اِبْنُ آدَمَ اُذْكُرْنِي حِيْنَ تَغْضَبُ، أَذْكُرْكَ حِيْنَ أَغْضَبُ، يَا ابْنَ آدَمَ إِذَا ظُلِمْتَ فَاصْبِرْ، فَإِنَّ لَكَ نَاصِرًا خَيْرًا مِنْكَ

❶ عيون الأخبار: كتاب السؤدد، باب الحلم والغضب، ج ۱ ص ۳۹۹

❷ عيون الأخبار: كتاب السؤدد، باب الحلم والغضب، ج ۱ ص ۴۰۲

❸ الزهد لإمام أحمد: ص ۱۷۵، الرقم: ۱۱۹۸

لِنَفۡسِکَ نَاصِرًا. ❶

ترجمہ: انجیل میں لکھا ہوا کہ اے ابن آدم! جب تو غصے میں ہوتو مجھے یاد کرتو میں تجھے غضب کی حالت میں یاد کروں گا، اور اے ابن آدم! اگر تجھ پر ظلم کیا جائے تو صبر کر، تم میں بہترین مددگار وہ ہے جو اپنے نفس کے لئے مددگار رہے۔

حلم کا اندازہ غصہ کی حالت میں ہوتا ہے

۱۲......یحیی بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا یُعۡجِبُ حِلۡمُ اِمۡرِئٍ حَتّٰی یَغۡضَبَ وَلَا أَمَانَتُهُ حَتّٰی یَطۡمَعَ فَإِنَّکَ لَا تَدۡرِیۡ عَلٰی أَیِّ شِقَّیۡهِ یَقَعُ. ❷

ترجمہ: کسی شخص کا حلم اس وقت تک قابل تعریف نہیں جب تک کہ اُسے غصے کی حالت میں نہ دیکھ لو، اور نہ ہی اس کی دیانت اس وقت تک قابل تعریف ہے جب تک کہ اُسے طمع نہ ہو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ وہ کس مصیبت میں پڑنے والا ہے۔

حلم اللہ کی صفت ہے

۱۳......حضرت رجاء بن ابوسلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلۡحِلۡمُ أَرۡفَعُ مِنَ الۡعَقۡلِ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی تَسَمّٰی بِهِ. ❸

ترجمہ: حلم وبردباری عقل سے بڑھ کر ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنا نام رکھا ہے۔

عفوودرگزر دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ ہے

۱۴......حضرت خلیل بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ حلیة الأولیاء: الطبقة الأولی من التابعین: ترجمة: طلق بن حبیب، ج۳ص ۶۵

❷ حلیة الأولیاء: الطبقة الأولی من التابعین: ترجمة: یحیی بن أبی کثیر، ج۳ص ۶۹

❸ الحلم لابن أبی الدنیا: ص ۲۹، الرقم: ۱۵

مَن أَسَاءَ فَأَحْسِنُ إِلَيهِ حَصَلَ لَهُ حَاجِزٌ مِن قَلْبِهِ يَرْدَعُهُ عَن مِثلِ إِسَائَتِهِ. ❶

ترجمہ: جوکوئی برائی کرے اس کے ساتھ اچھائی کروتا کہ اس کے دل میں اس حسن سلوک سے ایک داعیہ پیدا ہو جو اس کو برائی سے روک دے۔

مؤمن بردبار ہوتا ہے

۱۵......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُؤمِنُ حَلِيمٌ لَا يَجْهَلُ،وَإِنْ جُهِلَ عَلَيهِ حَلِيمٌ لَا يَظْلِمُ. ❷

ترجمہ: مؤمن بردبار ہوتا ہے جاہل نہیں ہوتا، اور اگر کوئی اس سے جہالت سے پیش آئے تو بردبار ہوتا ہے (معاف کرتا ہے) ظلم نہیں کرتا۔

حلم علم کا لباس ہے

۱۶......عمرو بن حارث رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بھائی کو خط لکھا:

إِنَّ الْحِلْمَ لِبَاسُ الْعِلْمِ فَلَا تَعْرَيَنَّ مِنهُ. ❸

ترجمہ: حلم علم کا لباس ہے تو اس سے محروم نہ رہ۔

بردباری اور سخاوت عزت کا ذریعہ ہے

۱۷......حضرت کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَشْرُفُونَ بِيَسَارٍ وَلَا شَجَاعَةٍ وَلَكِنْ حِلْمٌ وَسَخَاءٌ. ❹

---

❶ الحلم لابن أبي الدنيا: ص۴۳، الرقم: ۴۶

❷ الحلم لابن أبي الدنيا: ص۵۳، الرقم: ۶۱

❸ الحلم لابن أبي الدنيا: ص۵۷، الرقم: ۷۴

❹ الحلم لابن أبي الدنيا: ص۶۶، الرقم: ۱۰۱

ترجمہ: زمانہ جاہلیت کے لوگ بائیں ہاتھ (بخل) یا ہمت سے نہیں بلکہ بردباری اور فیاضی کی وجہ سے عزت کرتے تھے۔

میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی

۱۸......حضرت اسماء بن خارجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَاشَتَمْتُ أَحَدًا قَطُّ،لِأَنَّ الَّذِي يَشْتُمُنِيْ أَحَدُ رَجُلَيْنِ كَرِيمٌ كَانَتْ مِنْهُ ذَلَّةٌ وَهَفوَةٌ فَأَنَاأَحَقُّ مَنْ غَفَرَهَا وَأَخَذَ الْفَضْلَ فِيهَاأَولَئِيمٌ فَلَم أَكُن لِأَجعَلَ عِرضِيْ. ❶

ترجمہ: میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی، اسلئے کہ مجھے گالی دینے والا (اگر دنیاوی اعتبار سے) معزز ہے تو یہ اس کی لغزش ہے اور کوتاہی ہے، میں زیادہ حق دار ہوں کہ اُسے معاف کروں، اور اگر گالی دینے والا کوئی کمینہ شخص ہے تو میں اس کی وجہ سے اپنی عزت مجروح نہیں کرتا۔

عباد الرحمٰن تکلیف دینے والے کو معاف کرتے ہیں

۱۹......حضرت مجاہد رحمہ اللہ اس آیت "وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا" کی تشریح میں فرماتے ہیں:

إِذَا أُوْذُوْا صَفَحُوْا. ❷

ترجمہ: جب ان کو تکلیف دی جائے تو درگرز کرتے ہیں۔

تمہارا سب وشتم میرے استغفار کا ذریعہ بنا

۲۰......ایک شخص حضرت ابان بن عیاش رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں نے آپ کو برا بھلا کہا ہے، تو انہوں نے فرمایا:

❶ الحلم لابن أبي الدنيا: ص ۷۴، الرقم: ۱۱۷

❷ مداراة الناس لابن أبي الدنيا: ص ۳۹، الرقم: ۲۵

أَقْرِئْهُ السَّلَامَ وَأَعْلِمْهُ أَنَّهُ قَدْ هَيَّجَنِيْ عَلَى الْإِسْتِغْفَارِ.❶

ترجمہ: اسکو سلام کہو اور اس کو بتلا دو کہ اس نے بات مجھے استغفار پر برانگیختہ کیا ہے۔

میں نے کبھی ایسا غصہ نہیں کیا کہ مجھے بعد میں ندامت ہو

۲۱...... حضرت مورق عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا غَضِبْتُ غَضَبًاقَطُّ،فَكَانَ مِنِّي فِيهِ مَا أَنْدَمُ عَلَيْهِ إِذَا سَكَنَ غَضَبِي.❷

ترجمہ: میں نے کبھی ایسا غصہ نہیں کیا کہ غصہ ختم ہونے کے بعد مجھے اس پر ندامت ہو۔

چار وقت میں نفس کو قابو میں رکھیں

۲۲...... حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ عَصَمَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَحَرَّمَهُ عَلَى النَّارِ:مَنْ مَلَكَ نَفْسَهُ عِنْدَ الرَّغْبَةِ وَالرَّهْبَةِ وَالشَّهْوَةِ وَالْغَضَبِ.❸

ترجمہ: چار چیزیں جس میں ہوں تو اللہ اسکو شیطان سے محفوظ رکھے گا اور اس پر جہنم کی آگ حرام کرے گا: جو رغبت کے وقت، خوف کے وقت، شہوت کے وقت اور غصہ کے وقت نفس کو قابو رکھنے پر قادر ہو۔

افضل خلق عفو و درگزر ہے

۲۳...... حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ أَخلَاقِ الْمُؤْمِنِينَ الْعَفْوُ.❹

ترجمہ: مؤمنین کے افضل اخلاق عفو و درگزر کرنا ہے۔

❶ الصمت لابن أبی الدنیا: باب ذم الكذب، ص۲۶۸، الرقم: ۵۸۵

❷ حلیة الأولیاء: الطبقة الأولی من التابعین، ترجمة: یونس بن عبید، ج۳ص۲۳

❸ جامع العلوم والحكم: الحدیث السادس عشر، ج۱ ص۳۶۸

❹ الزهد للإمام أحمد: ص۲۳۳، الرقم: ۱۶۵۶

احسان کسے کہتے ہیں؟

۲۴......امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:

إِنَّ الْإِحسَانَ لَيسَ أَن تُحسِنَ إِلَى مَن أَحسَنَ إِلَيكَ إِنَّمَا تِلْكَ مُكَافَأَةٌ بِالْمَعرُوفِ وَلَكِنَّ الْإِحْسَانَ أَن تُحسِنَ إِلَى مَن أَسَاءَ إِلَيْكَ. (۱)

ترجمہ: یقیناً احسان یہ نہیں ہے کہ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم بھی اُس کے ساتھ کرو، بلکہ یہ تو نیکی کا بدلہ نیکی ہے، لیکن احسان یہ ہے کہ جو تمہارے ساتھ برائی کرے تم اس کے ساتھ اچھائی کرو۔

تحمل مزاجی کا اندازہ غصہ کے وقت ہوتا ہے

۲۵......محمد بن جعادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ امام شعبی رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اِس شعر کو کثرت سے پڑھا کرتے تھے:

لَيْسَتِ الْأَحْلَامُ فِي حِيْنِ الرِّضَا......إِنَّمَا الْأَحْلَامُ فِي وَقْتِ الْغَضَبِ. (۲)

ترجمہ: بردباری وبرداشت حالتِ رضا میں نہیں ہوتی، بلکہ تحمل مزاجی غصے کے وقت معلوم ہوتی ہے۔

عزت اور غلبہ حلم سے ہے

۲۶......امام اکثم بن صیفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعِزُّ وَالْغَلَبَةُ لِلْحِلْمِ. (۳)

(۱) الزهد للإمام أحمد: ص ۵۰، الرقم: ۳۱۷

(۲) حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عامر بن شراحيل الشعبي، ج ۴ ص ۳۲۷

(۳) عيون الأخبار: كتاب السؤدد، باب الحلم والغضب، ج ۱ ص ۳۹۹

ترجمہ: عزت اور غلبہ حلم کی وجہ سے ہوتا ہے۔

غصہ ہر برائی کی چابی ہے

۲۷......حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْغَضَبُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ. ❶

ترجمہ: غصہ ہر برائی کی چابی ہے۔

تمام مکارم اخلاق غصہ چھوڑنے میں ہیں

۲۸......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ ہمارے لیے تمام اچھے اخلاق ایک کلمے میں جمع کر دیں، تو انہوں نے فرمایا: "تَرْكُ الْغَضَبِ" غصے کو چھوڑ دیں۔ ❷

تکلیف دینے والے کو بددعا نہ کریں

۲۹......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَلا تَرْضَ إِذَا ذُكِرَ بَيْنَ يَدَيْكَ أَن تَقُولَ: اَللّٰهُمَّ أَهْلِكْهُ، لا بَلْ اُدْعُ اللّٰهَ: اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْهُ، اَللّٰهُمَّ رَاجِعْ بِهِ، وَيَكُونُ اللّٰهُ يُعْطِيكَ أَجْرًا مَا دَعَوْتَ بِهِ، فَإِنَّهُ مَن قَالَ لِرَجُلٍ: اَللّٰهُمَّ أَهْلِكْهُ فَقَدْ أَعْطَى الشَّيْطَانَ سُؤَالَهُ، لِأَنَّ الشَّيْطَانَ إِنَّمَا يَدُورُ عَلَى هَلَاكِ الْخَلْقِ. ❸

ترجمہ: پس تم اس پر مت راضی ہوا کہ تمہارے سامنے (کسی کی برائی) ذکر کی جائے اور تم کہو کہ اللہ اسکو ہلاک کرے، بلکہ اللہ تعالی سے دعا کرو کہ اللہ اس کی اصلاح کرے، اللہ اسکو لوٹا دے، اس پر اللہ تمہیں اجر دے گا جو تم نے اس کے حق میں دعا کی، اس لیے

---

❶ جامع العلوم والحكم: الحديث السادس عشر، ج ا ص ۳۶۳

❷ جامع العلوم والحكم: الحديث السادس عشر، ج ا ص ۴۰۳

❸ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: الفضيل بن عياض، ج۸ ص ۹۷

کہ جو کسی سے کہتا ہے: اللہ اسکو ہلاک کرے تو اس نے شیطان کو اپنا سوال دے دیا، اور شیطان تو مخلوق کی ہلاکت کے لئے گھومتا ہے۔

خلاف شرع امور اور جہاد میں غصہ ممدوح ہے

۳۰......امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتُغْضِبَ فَلَمْ يَغْضَبْ فَهُوَ حِمَارٌ وَمَنِ اسْتُرْضِيَ فَلَمْ يَرْضَ فَهُوَ شَيْطَانٌ. ❶

ترجمہ: جس کو غصہ دلایا جائے اور اس کو غصہ نہ آیا تو وہ گدھا ہے، اور جس کو راضی کیا گیا اور وہ راضی نہ ہوا تو وہ شیطان ہے۔

سزا وجزاء میں فرق مراتب رکھیں

۳۱......امام منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عُقُوْبَةُ الْحَلَمَاءِ التَّعْرِيْضُ ،وَعُقُوْبَةُ السَّفَهَاءِ اَلتَّصْرِيْحُ. ❷

ترجمہ: عقلمندوں کو سزا کے وقت تعریض کافی ہے اور بیوقوف کو سزا دیتے وقت (جرم کی) تصریح ضروری ہے۔

میں دس کے جواب میں ایک بھی نہیں کہوں گا

۳۲......امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَلَغَنِيْ أَنَّ رَجُلًاقَالَ لِآخَرَ: وَاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتَ وَاحِدَةً لَتَسْمَعَنَّ عَشْرًا،فَقَالَ لَهُ الْآخَرُ: لٰكِنَّكَ إِنْ قُلْتَ عَشْرًا لَمْ تَسْمَعْ وَاحِدَةً. ❸

---

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: الإمام الشافعي، ج ۹ ص ۱۴۳

❷ عيون الأخبار: كتاب السؤدد، باب الحلم والغضب، ج ۱ ص ۳۹۹

❸ عيون الأخبار: كتاب السؤدد، باب الحلم والغضب، ج ۱ ص ۳۹۹

ترجمہ: مجھے خبر پہنچی کی ایک شخص نے دوسرے سے کہا: اللہ کی قسم! اگر ایک بات کروگے تو ضرور اُس کے جواب میں دس سنوگے، دوسرے نے جواب میں کہا: اگر تم مجھے دس باتیں سناؤگے تو میں تمہیں جواب میں ایک بھی نہیں کہوں گا۔

حضرات صحابہ کرام کے عفوودرگزر کے ایمان افروز واقعات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عفوودرگزر اور امداد کو جاری رکھنا

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا يَـأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (النور: ۲۲)

ترجمہ: اورتم میں سے جولوگ اہل خیر ہیں اور مالی وسعت رکھتے ہیں، وہ ایسی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے، اور انہیں چاہیے کہ معافی اور درگزر سے کام لیں۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہاری خطائیں بخش دے؟ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے واقعہ میں مسلمانوں میں سے حضرت مسطح اور حضرت حسان رضی اللہ عنہما مبتلا ہوگئے تھے جن پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نزول آیات برات کے بعد حد قذف جاری فرمائی۔ حضرت مسطح اور حضرت حسان رضی اللہ عنہما دونوں ہی جلیل القدر صحابی غزوہ بدر کے شرکاء میں سے ہیں مگر ایک لغزش ہوگئی جس سے توبہ صادقہ نصیب ہوئی اور حق تعالیٰ نے جس طرح حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برات نازل فرمادی اسی طرح ان مؤمنین کی توبہ قبول کرنے اور معاف کرنے کا بھی اعلان فرمادیا۔

حضرت مسطح رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عزیز بھی تھے اور مفلس بھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی مالی مدد فرمایا کرتے تھے، جب واقعہ افک میں ان کی گونہ شرکت ثابت ہوئی تو صدیقہ کے والد کی شفقت پدری اور بیٹی کو ایسا سخت صدمہ پہنچانے کی وجہ سے طبعی طور پر حضرت مسطح سے رنج پیدا ہوگیا اور قسم کھا بیٹھے کہ آئندہ ان کی کوئی مالی مدد نہیں کریں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی خاص فقیر کی مالی مدد کرنا کسی خاص مسلمان پر علی التعیین واجب نہیں اور جس کی مالی مدد کوئی کرتا ہے اگر وہ اس کو روک لے تو گناہ کی کوئی وجہ نہیں، مگر صحابہ کرام کی جماعت کو حق تعالیٰ دنیا کے لئے ایک مثالی معاشرہ بنانے والے تھے اس لئے ایک طرف جن لوگوں سے لغزش ہوئی ان کو سچی توبہ اور آئندہ اصلاح حال کی نعمت سے نوازا۔ دوسری طرف جن بزرگوں نے طبعی رنج وملال کے سبب ایسے غریب فقیر کی مدد ترک کرنے کی قسم کھالی ان کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم اس آیت میں دی گئی کہ ان کو یہ قسم توڑ دینا اور اس کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ ان کی مالی امداد سے دستکش ہو جانا ان کے مقام بلند کے مناسب نہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا ان کو بھی عفو ودرگزر سے کام لینا چاہیے۔

چونکہ حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی مالی امداد کرنا کوئی شرعی واجب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ذمہ نہیں تھا اس لئے قرآن کریم نے عنوان یہ اختیار فرمایا کہ اہل علم وفضل جن کو اللہ نے دینی کمالات عطا فرمائے ہیں اور جن کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وسعت وگنجائش بھی ہے ان کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہیے۔ آیت میں دو لفظ ''أُولُوا الْفَضْلِ اور والسَّعَةِ'' اسی معنی کے لئے آئے ہیں۔

اس آیت کے آخری جملے میں جو ارشاد ہوا کہ ''اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ'' یعنی کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے، تو صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا:

بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَن يَغفِرَ اللَّهُ لِيْ فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفقَةَ الَّتِي كَانَ يُنفِقُ عَلَيهِ، وَقَالَ :وَاللَّهِ لا أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! کیوں نہیں، میں ضرور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے اور فوراً حضرت مسطح کی مالی امداد جاری فرمادی اور یہ بھی فرمایا اب کبھی یہ امداد بند نہ ہوگی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحمل مزاجی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سکوت پر تعجب اور تبسم فرماتے رہے، لیکن جب وہ آدمی حد سے ہی آگے بڑھ گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی کسی بات کا جواب دیا، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی میں وہاں سے کھڑے ہوگئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے جا کر عرض کیا: یارسول اللہ! جب تک وہ مجھے برا بھلا کہتا رہا آپ بیٹھے رہے اور جب میں نے اس کی کسی بات کا جواب دیا تو آپ غصہ میں آکر کھڑے ہوگئے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَرُدُّ عَنكَ، فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ، وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَقْعُدَ مَعَ الشَّيْطَانِ. ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ: مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلَمَةٍ فَيُغْضِي عَنْهَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا أَعَزَّ اللَّهُ بِهَا

❶ معارف القرآن: ج٦ ص ٤٧٦، ٤٧٧/صحيح البخاري: كتاب الأيمان والنذور، باب اليمين فيما لا يملك، وفي المعصية وفي الغضب، رقم الحديث: ٦٦٧٩

نَصْرَهُ، وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ، يُرِيدُ بِهَا صِلَةً إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ بِهَا كَثْرَةً، وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ، يُرِيدُ بِهَا كَثْرَةً إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا قِلَّةً . [1]

ترجمہ: تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری جانب سے اِسے جواب دے رہا تھا اور جب تم نے اسے جواب دیا تو درمیان میں شیطان آ گیا، اس لئے میں شیطان کی موجودگی میں نہ بیٹھ سکا۔ پھر فرمایا ابوبکر! تین چیزیں برحق ہیں: جس بندے پر ظلم ہو اور وہ اللہ کی خاطر اس پر خاموشی اختیار کر لے اللہ اس کی زبردست مدد ضرور فرماتا ہے۔ جو آدمی صلہ رحمی کے لئے جود وسخا کا دروازہ کھولتا ہے اللہ اس کے مال میں اتنا ہی اضافہ کرتا ہے۔ اور جو آدمی اپنے اوپر مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے تاکہ اپنا مال بڑھالے اللہ اس کی قلت میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عفو و درگزر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے، حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ وہ مقرب اسی کو بناتے تھے جو عالم اور قاری ہوتا، غرض ایسے لوگ ہی ان کی مجلس میں شامل ہوتے تھے، بوڑھے جوان کی کوئی پابندی نہ تھی۔ عیینہ بن حصن نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ تمہاری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک رسائی ہے ذرا مجھے بھی ان کے پاس لے چلو، حر بن قیس نے کہا: اچھا میں اجازت طلب کرتا ہوں۔ آخر حر نے عیینہ کیلئے اجازت حاصل کر لی، عیینہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو کہنے لگے:

[1] مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ج ۱۵ ص ۳۹۰، رقم الحديث: ۹۶۲۴

هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ،فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ وَلَاتَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ.

ترجمہ: اے خطاب کے بیٹے! نہ تو تم انصاف کرتے ہو اور نہ ہمارے ساتھ کچھ سخاوت سے پیش آتے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ ہوئے اور قریب تھا کہ اسے ماریں، اس وقت حر نے کہا:

يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ،إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:(خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ)،وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ،وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ،وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.❶

ترجمہ: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ (اے پیغمبر) درگزر کا رویہ اپناؤ، اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو، اور بیشک یہ بھی جاہلوں میں سے ہے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! جس وقت حر نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے نہیں بڑھے اور وہ کتاب اللہ کے سامنے بہت زیادہ ٹھہرنے والے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بوڑھی عورت کی گفتگو تحمل سے سننا

ایک عورت اپنے ہاتھ میں لاٹھی لیے آئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو لوگوں کے درمیان کھڑے تھے، بلایا اور ایک طرف لے گئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے قریب ہوئے، اور اس کی بات سننے کے لیے متوجہ ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

❶ صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن،باب :خُذِ العَفْوَ وَأْمُرْ بِالعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ،رقم الحديث: ۴۶۴۲

کافی دیر تک اس کی نحیف آواز کی طرف کان لگائے رکھے اور اس وقت تک اعراض نہیں کیا جب تک کہ اس کی ضرورت کو پورا نہیں کر دیا، اس کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی طرف واپس آئے جو کافی دیر سے کھڑے ان کا انتظار کر رہے تھے، تو کسی شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اس بڑھیا کی خاطر قریش کے آدمیوں کو روکے رکھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا:

وَيْلَكَ وَهَلْ تَدْرِي مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: هٰذِهِ امْرَأَةٌ سَمِعَ اللّٰهُ شَكْوَاهَا مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ، هٰذِهِ خَوْلَةُ بِنْتُ ثَعْلَبَةَ، وَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَنْصَرِفْ عَنِّي إِلَى اللَّيْلِ مَا انْصَرَفْتُ عَنْهَا حَتّٰى تَقْضِيَ حَاجَتَهَا. ❶

ترجمہ: تیرا ناس ہو! جانتے بھی ہو کہ یہ بڑھیا کون تھی؟ اس شخص نے کہا میں نہیں جانتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ خاتون ہیں جن کا شکوہ اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان کے اوپر سنا، یہ خولہ بنت ثعلبہ (رضی اللہ عنہا) ہیں، خدا کی قسم! اگر وہ رات تک میرے پاس سے واپس نہ جاتیں تو میں بھی ان کی ضرورت پوری کرنے تک واپس نہ لوٹتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحمل مزاجی اور بردباری

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کہیں سے بہت سے کپڑے آئے، تو آپ نے لوگوں میں وہ کپڑے تقسیم کر دیئے، ہر آدمی کو ایک کپڑا ملا، پھر آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، آپ کے بدن پر مکمل کپڑوں کا جوڑا تھا، آپ نے فرمایا لوگو! میری بات سنو، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نہ آپ کی بات سنتے ہیں اور نہ مانتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر کہا کہ اے ابو عبد اللہ! کیوں؟ انہوں نے کہا آپ نے ہم میں تو ایک ایک کپڑا تقسیم کیا اور اپنی ذات کے لئے دو کپڑے رکھے،

❶ الرد علی الجهمية للدارمي: ج ۱ ص ۵۳، رقم: ۷۹/ الإصابة في تمييز الصحابة: ج ۸ ص ۱۱۵

(اس لئے کہ اس جیسے ایک کپڑے سے تو لباس نہیں بنتا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ! جلدی نہ کرو، پھر آواز دی، اے عبداللہ! ادھر آؤ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المؤمنین! میں حاضر ہوں، فرمایئے، آپ نے فرمایا میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جو کپڑا میں نے پہنا ہوا ہے کیا یہ تیرا کپڑا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، یہ میرا ہے، (یعنی انہوں نے اپنے حصہ کا کپڑا بھی اپنے والد کو دیا، تو دو کپڑے ملنے سے مکمل لباس بن گیا) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں، اب ہم آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت بھی کریں گے۔ ❶

اسلام جیسا سچا اور انصاف والا مذہب پوری دنیا میں نہیں ہے، رعایا کو خلیفہ وقت پر سوال کرنے کا مکمل حق تھا، اور خلیفہ وقت بھی ناراض نہیں ہوتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مزاج دیکھے کہ آگے سے سیخ پا نہیں ہوئے بلکہ اپنے فرزند حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم جواب دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عفو ودرگزر

تواضع اور سادگی کا یہ حال تھا کہ گھر میں بیسیوں لونڈی اور غلام موجود تھے لیکن اپنا کام آپ ہی کر لیتے تھے اور کسی کو تکلیف نہ دیتے، رات کو تہجد کے لیے اٹھتے اور کوئی بیدار نہ ہوتا تو خود ہی وضو کا سامان کر لیتے اور کسی کو جگا کر اس کی نیند خراب نہ فرماتے۔ اگر کوئی تلخ کلامی کرتا تو آپ نرمی سے جواب دیتے۔ ایک دفعہ جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی، عثمان توبہ کرو اور اپنی اصلاح کرو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھالیا اور کہا:

---

❶ عيون الأخبار: ج ١ ص ١١٨ / مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب: ص ١٤٦ / محض الصواب: ج ٢ ص ٥٧٩

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَوَّلُ تَائِبٍ تَابَ إِلَیْکَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں پہلا توبہ کرنے والا ہوں، جس نے تیری بارگاہ میں رجوع کیا۔

دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کتنی تحمل مزاجی ہے کہ جمعہ کے دن بھرے مجمع میں ایک شخص اٹھ کر کہتا ہے کہ آپ توبہ کرو، تو آپ فوراً قبلہ رخ ہوکر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں، کیا آج کے دور میں یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ کوئی بادشاہ وقت کو اس طرح کہے، اگر کوئی کہے تو پھر اس کی کیا سزا ہوتی ہے؟ لیکن آپ نے اُسے کچھ نہ کہا۔ امیر المؤمنین ہوکر اس قدر صبر وتحمل اور بردباری کی ایسی مثال نہیں ملتی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عفو ودرگزر اور گستاخ کا انجام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر بیان فرمارہے تھے کہ جہجاہ نامی شخص نے کھڑے ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اور اس زور سے ان کے گھٹنے پر ماری کہ گھٹنا پھٹ گیا اور لاٹھی بھی ٹوٹ گئی۔ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالی نے جہجاہ کے ہاتھ کو کھا جانے والی (مہلک) بیماری لگادی جس سے ان کا انتقال ہوگیا۔ ❷

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام کے سامنے اپنے آپ کو بدلے کے لیے پیش کرنا

حضرت ابوالفرات رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا آپ نے اس سے فرمایا: میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مروڑا تھا، لہذا تم مجھ سے بدلہ

❶ تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج۴ ص ۳۶۰

❷ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، باب ما ذكر في قتل عثمان، رقم الحديث: ۳۲۰۳۵/ دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني: الفصل التاسع والعشرون، ص ۵۸۱، رقم الحديث: ۵۲۹

لے لو۔ چنانچہ اس نے آپ کا کان پکڑلیا تو آپ نے اس سے فرمایا:

اُشْدُدْ، یَاحَبَّذَاقِصَاصٌ فِي الدُّنْیَالَاقِصَاصٌ فِي الْآخِرَةِ. ❶

ترجمہ: زور سے مروڑ، دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے، اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔

عدل وانصاف کی مثال قائم کردی، اپنے غلام سے کہا جارہا ہے کہ آقا کا کان مروڑو، ذرا تصور تو کریں کیا یہ آج کل ممکن ہے؟ جی ہاں اگر فکر آخرت ہو تو یہ ممکن ہے، ہمیں کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہیے، اگر خدانخواستہ کسی پر ظلم ہوجائے تو اس سے معافی مانگنی چاہیے اور بدلہ چکادینا چاہیے، دنیا میں ہی معافی تلافی کرلینی چاہیے، ورنہ آخرت کی سزا بہت سخت ہے، خصوصاً حقوق العباد کا معاملہ تو اور بھی نازک ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صبر وتحمل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صبر وتحمل کے پیکر تھے، مصائب وآلام کو نہایت صبر وسکون کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ شہادت کے موقع پر چالیس دن تک جس بردباری، ضبط اور تحمل کا اظہار آپ کی ذات سے ہوا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ سینکڑوں وفا شعار غلام اور ہزاروں معاون وانصار سرفروشی کے لیے تیار تھے مگر آپ نے خونریزی کی اجازت نہ دی اور اپنے اخلاقِ کریمانہ کا آخری منظر دکھا کر ہمیشہ کے لیے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ❷

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے) باہر نکلنے لگے تو ہمیں گھر کے دروازے پر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سامنے سے آتے ہوئے ملے، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جارہے تھے، تو

❶ الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج۳ ص ۴۵

❷ الرياض النضرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج۳ ص ۶۲

ہم ان کے ساتھ واپس ہو گئے کہ سنیں کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کر کے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر بیٹھ جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں اُسے وجود میں لے آئیں، چنانچہ حضرت حسن بھی اور ہم بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے باہر آگئے، تو ہمیں سامنے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آتے ہوئے ملے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جارہے تھے تو ہم بھی ان کے ساتھ واپس ہو گئے کہ سنیں یہ کیا کہتے ہیں؟

چنانچہ انہوں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور ان کی ہر بات مانتا رہا، پھر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی پوری فرمانبرداری کی، پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی ہر بات مانتا رہا اور میں ان کے اپنے اوپر دوہرا حق سمجھتا تھا، ایک والد ہونے کی وجہ سے اور ایک خلیفہ ہونے کی وجہ سے اور اب میں آپ کا پوری طرح فرمانبردار ہوں، آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں (میں ان شاء اللہ اسے پورا کروں گا۔) اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جَزَاكُمُ اللّٰهُ يَا آلَ عُمَرَ خَيْرًا مَرَّتَيْنِ، لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ إِرَاقَةِ الدَّمِ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ إِرَاقَةِ الدَّمِ. (1)

ترجمہ: اے آل عمر! اللہ تعالیٰ تمہیں دگنی جزائے خیر عطا فرمائے، مجھے کسی کے خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، مجھے کسی کے خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(1) الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل الحادي عشر، ج ٣ ص ٦٩

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عفوودرگزر

ایک دن ابومطر نامی شخص نماز کے بعد مسجد سے نکلا تو اس نے پیچھے سے آواز سنی، کوئی کہہ رہا ہے کہ اپنا تہبند اونچا رکھو، کیونکہ یہ چیز تیرے رب سے زیادہ ڈرنے والی اور تیرے کپڑوں کو زیادہ صاف رکھنے والی ہے، اور اگر تم مسلمان ہو تو سر کے بال بھی تراشو، جب اس آدمی نے مڑکر دیکھا تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جن کے ہاتھ میں درّہ بھی تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے اونٹوں کے بازار میں داخل ہوئے اور (وہاں کے تاجروں سے مخاطب ہوکر) فرمایا:

بِيْعُوْا وَلَا تَحْلِفُوا، فَإِنَّ الْيَمِينَ تُنْفِقُ السِّلْعَةَ وَتَمْحَقُ الْبَرَكَةَ.

ترجمہ: معاملہ کرومگر قسمیں نہ کھاؤ، کیونکہ قسمیں کھانے سے سامانِ تجارت تو بک جائے گا لیکن برکت ختم ہوجائے گی۔

پھر آپ ایک بائع کے پاس آئے جو کھجور بیچ رہا تھا، وہاں دیکھا کہ ایک باندی رو رہی ہے، آپ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ باندی نے روتے ہوئے کہا کہ میں نے اس آدمی سے ایک درہم کی کھجوریں خریدی تھیں، میرے مالک نے ان کھجوروں کو لینے سے انکار کردیا اور مجھے کہا کہ بائع کو واپس کرکے اس سے درہم واپس لے لو، اب یہ بائع مجھے درہم نہیں دے رہا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کے بیچنے والے شخص سے فرمایا: اپنی کھجوریں لے لو اور اس کو درہم واپس دے دو، یہ بیچاری اپنے معاملہ میں مجبور ہے، بائع نے انکار کیا اور زور زور سے بولنے لگا، ابومطر نے بائع سے کہا کہ جانتے بھی ہو کہ تمہارے ساتھ گفتگو کرنے والا شخص کون ہے؟ بائع نے تیز لہجہ میں کہا کہ نہیں، کون ہیں یہ؟ ابومطر نے کہا کہ یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، بائع (یہ سن کر) خوف سے تھرتھر کانپنے لگا اور اسی وقت باندی سے کھجوری لیں

اوراس کودرہم واپس دے دیا، پھر کہنے لگا:

أُحِبُّ أَنْ تَرْضَى عَنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: مَا أَرْضَانِي عَنْكَ إِذَا أَوْفَيْتَهُمْ حُقُوقَهُمْ. (1)

ترجمہ: یا امیر المؤمنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہوجائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تو نے حق دار کو پورا پورا حق دے دیا تو میں تجھ سے راضی ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عفو ودرگزر اور تحمل مزاجی کیسی ہے کہ امیر المؤمنین ہوکر بھی معاف کردیا، اورفرمایا کہ حق دار کو حق دو میں تم سے راضی ہوجاؤں گا، گویا میرا تم سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے، دل میں بات نہیں رکھی، اُس نے معافی مانگی تو آپ نے معاف کردیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غیر مسلم ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنو ثقیف کے ایک شخص کو جسے گورنر بنایا تھا، اُسے غیر مسلموں کے ساتھ نرمی اورحسن سلوک کے مطابق رہنے کی وصیت کی، اوران کے حقوق کی رعایت رکھتے ہوئے فرمایا:

لَا تَضْرِبَنَّ رَجُلًا سَوْطاً فِي جِبَايَةِ دِرْهَمٍ،وَلَا تَبِيعَنَّ لَهُمْ رِزْقًا وَلَا كِسْوَةَ شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ وَلَا دَابَّةً يَعْتَمِلُونَ عَلَيْهَا،وَلَا تُقِمْ رَجُلًا قَائِمًا فِي طَلَبِ دِرْهَمٍ،قَالَ:قُلْتُ:يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذًا أَرْجِعَ إِلَيْكَ كَمَا ذَهَبْتُ مِنْ عِنْدِكَ،قَالَ:وَإِنْ رَجَعْتَ كَمَا ذَهَبْتَ وَيْحَكَ إِنَّمَا أُمِرْنَا أَنْ نَأْخُذَ

---

(1) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۲ ص۴۸۶/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج۱۸ ص۶۲/ المنتخب من مسند عبد بن حميد: ج۱ ص۶۲

مِنْهُمُ الْعَفْوَ، يَعْنِي الْفَضْلَ. ❶

ترجمہ: ان کا غلّہ اور گرمی سردی کے کپڑے اوران کے کھیتی اور بار برداری کے کام آنے والے جانور نہ بیچنا، اور پیسوں کی وصولی کے لیے کسی کو (دھوپ میں) کھڑا نہ کرنا۔ اس امیر نے کہا: پھر تو میں جیسا آپ کے پاس سے جارہا ہوں ایسا ہی خالی ہاتھ واپس آجاؤں گا، حضرت علی نے فرمایا: (کوئی بات نہیں) چاہے تم جیسے جارہے ہو ویسے ہی واپس آجاؤ۔ تیرا ناس ہو! ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان سے ضرورت سے زائد مال ہی لیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحمل مزاجی

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی غلام کو آواز دی، اس نے کوئی جواب نہیں دیا، آپ نے دوبارہ بلایا تب بھی وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلا، تیسری آواز میں بھی اس نے جنبش نہیں کی، آپ خود اٹھ کر اس کے پاس تشریف لے گئے، دیکھا کہ لیٹا ہوا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تجھے تین مرتبہ بلایا کیا تو نے میری آواز نہیں سنی تھی؟ کہنے لگا: سنی تھی لیکن میں نے سوچا کہ آپ جواب نہ دینے پر خفا تو ہوں گے نہیں، اس لیے سستی کر گیا۔ آپ نے فرمایا: جا میں نے تجھے اللہ کے لیے آزاد کر دیا۔ ❷

ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بازار میں بیٹھے ہوئے کچھ سودا لیتے تھے دام دینے کے واسطے عمامہ میں سے درہم نکالنے چاہے تو معلوم ہوا کہ کوئی کھول کر لے گیا، آپ نے فرمایا کہ جب میں یہاں بیٹھا تھا اس وقت تک موجود تھے، شاید کوئی

❶ السنن الكبرى للبيهقي: أبواب الشرائط، باب النهي عن تشديد في جباية الجزية، ج ۹ ص ۳۴۵، رقم الحديث: ۱۸۷۳۶

❷ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق، ج ۳ ص ۷۱

اِس کے بعد لے گیا ہو۔لوگ لینے والے کو بددعا دینے لگے کہ الٰہی اس کے ہاتھ کٹ پڑیں اوراس کا برا ہو،پس آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ حَمَلَهُ عَلَى أَخْذِهَا حَاجَةٌ فَبَارِكْ لَهُ فِيهَا وَإِنْ كَانَ حَمَلَتْهُ جُرْاءَةٌ عَلَى الذَّنْبِ فَاجْعَلْهُ آخِرَ ذُنُوبِهِ. ❶

ترجمہ:الٰہی اگراس کو کچھ حاجت (ضرورت) تھی اور لے گیا ہےتو اس کو برکت دے کہ اس کا کام نکل جائے اور اگر گناہ پر جرات کے سبب لے گیا ہوتو اسی گناہ کو اس کا پچھلا گناہ کردے کہ آئندہ پھر ایسا نہ کرے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تحمل مزاجی و بردباری

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر تھے،حلم و بردباری کا یہ حال تھا کہ ایک بار راستے میں جارہے تھے،ایک شخص بانس کا بوجھ لیے جارہا تھا،اس سے ان کا بدن چھل گیا پھراس کے پاس آئے اوراس کا شانہ ہلا کر کہا کہ جب تک نوجوانوں کی حکومت کا زمانہ نہ دیکھ لو تمہیں موت نہ آئے۔(یعنی وہ میری طرح اس کے متحمل نہ ہوں گے۔)

ایک دفعہ آپ سادہ لباس پہن کر نکلے تو لوگ ان کو دیکھ کر کہنے لگے:''کُرک آمد کُرک آمد''،وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں؟لوگ کہتے کہ آپ کو ایک کھلونے سے تشبیہ دیتے ہیں، لیکن وہ یہ سن کر صرف اس قدر کہتے کہ انکا کوئی جرم نہیں نیکی آج کے دن کے بعد ہے۔

اسی قسم کی وضع کی وجہ سے راستہ میں بچے ان کو گھیر لیتے تو بعض لوگ کہتے کہ امیر کے پاس سے ہٹ نہیں جاتے ،فرماتے ان کو جانے دو برائی بھلائی آج کے بعد ہے۔

ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے،چند نوجوانوں سپاہیوں کے سامنے سے گزرے

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب و الحقد و الحسد، ج۳ص ۱۸۴

تو وہ سب ان کو دیکھ کر ہنس پڑے، اور تمسخر آمیز لہجے میں کہا کہ یہی تمہارے سپہ سالار ہیں، ایک شخص نے کہا کہ دیکھئے تو یہ لوگ کیا کہتے ہیں، بولے جانے دو۔ ❶

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عفو ودرگزر

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک سے مشرف باسلام ہو کر اپنے وطن طائف میں واپس آ کر اپنی قوم کو دعوت اسلام دی تو وہ لوگ دشمن ہو گئے اور ان کے قتل کا تہیہ کر لیا، چنانچہ صبح کے وقت انہوں نے اذان دی تو قبیلہ بنو مالک کے ایک شخص نے تیر مارا اور وہی زخم ان کی شہادت کا سبب بن گیا، ان کے خاندان والوں کو خبر ہوئی تو تمام ہتھیار لگا کر آئے اور کہا ہم ایک ایک کر کے مر جائیں گے لیکن بدلہ لئے بغیر ہم کو چین نہ آئے گا، لیکن حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے جو زخمی حالت میں تھے فرمایا کہ میری وجہ سے جنگ وجدل نہ کرو، میں نے باہمی اصلاح کے لئے اپنا خون معاف کر دیا ہے۔ ❷

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عفو ودرگزر

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی شخص نے برا بھلا کہا، تو انہوں نے اس شخص سے کہا: اللہ کے بندے! مجھے برا بھلا کہنے میں مصروف نہ رہو، میل جول کی کوئی تدبیر ہونی چاہیے۔ ہماری وجہ سے جو شخص اللہ تعالیٰ کا نافرمان بنتا ہے، ہم اس سے انتقام نہیں لیتے بلکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ مطیع وفرمانبردار بن جاتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحمل مزاجی

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو دراہم، دنانیر، خوشبوئیں اور سواریاں

---

❶ الطبقات الکبری: الطبقة الثانیة من المهاجرین، ج۴ ص ۶۵، ۶۶

❷ الطبقـات الکبری: ذکر وفـادات العرب علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، وفد ثقیف، ج ۱ ص ۲۳۷

غرض اپنا سب کچھ مکہ اور مدینہ میں لے آئے، پھر مدینہ پہنچ کر، اپنا سارا سامان ومتاع فقراء اور مساکین پر تقسیم کردیا، ایک بدری انصاری صحابی کے پاس انھوں نے دو ہزار درہم اور کپڑے کے دس جوڑے بھیجے، جب قاصد انعامات لے کر ان کے پاس پہنچا تو انصاری صحابی کو سخت غصہ آیا، انھوں نے قاصد سے کہا: کیا معاویہ کو میرے علاوہ کوئی نہیں ملا جسے وہ اپنا یہ حقیر سا عطیہ دیں، جاؤ یہ انہیں واپس لٹا دو۔ قاصد نے کہا: میں انھیں واپس نہیں کرسکتا۔ انصاری صحابی نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا:

اے بیٹے! میں تجھے اس حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو میرا تجھ پر ہے، یہ مال معاویہ کو واپس دے آ، اور اس کے چہرے پر تھپڑ بھی مار، بیٹے نے مال اٹھایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے تو فرمایا: کیا بات ہے؟ لڑکے نے جواب دیا: میرے باپ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ میرے جیسے آدمی کو تم ایسا عطیہ دیتے ہو؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارے باپ کے پاس کون سا قاصد گیا تھا؟ بیٹے نے جواب دیا، ''فلاں'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اس کا برا کرے، اس سے غلطی ہوگئی، اس نے کسی اور کا عطیہ آپ کے والد کو دے دیا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے غلام کو آواز دے کر کہا: اے غلام! دس ہزار درہم، تیس کپڑے، تیس شاندار جوڑے اور تیس خدام ذرا جلدی لے آ۔ غلام نے فوراً سب حاضر کردیا، آپ نے فرمایا: بھتیجے! یہ لے جا، اپنے والد کے ہاں میرا عذر بیان کرنا اور اسے بتانا کہ غلطی مجھ سے نہیں قاصد سے ہوئی ہے، بیٹے نے کہا: امیر المؤمنین! آپ جانتے ہیں کہ باپ کا بیٹے پر حق ہوتا ہے اور اس کا ہر حکم قابل اطاعت ہوتا ہے، اس نے مجھے ایک حکم دیا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے کیسا حکم؟ لڑکے نے کہا: جب انھوں نے

مجھے آپ کے بھیجے ہوئے عطایا دیئے تھے تو یہ کہا تھا کہ میرا تجھ پر جو حق ہے اس کے واسطے معاویہ کے چہرے پر تھپڑ مارنا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سر جھکا کر فرمایا: بھتیجے! اپنے باپ کا حکم پورا کر اور اپنے چچا کے ساتھ نرمی کر، لڑکا آگے بڑھا اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تھپڑ مارا اور سامان لے کر واپس چلا گیا۔ ❶

اسلاف امت کے عفو ودرگزر کے ایمان افروز واقعات

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کے عفو ودرگزر کے پرتاثیر واقعات

ا...... حضرت علی بن حسین المعروف امام زین العابدین رحمہ اللہ کی خادمہ ان کے لیے وضو کا پانی لے کر آرہی تھیں، لوٹا پانی سے بھرا ہوا تھا، جب وہ خادمہ قریب پہنچیں تو اُن کا پاؤں کسی چیز میں الجھ گیا، جس کی وجہ سے وہ بھرا ہوا پانی کا لوٹا حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کے چہرے پر گرا، چہرہ زخمی ہوگیا، کپڑے پانی سے تر ہوگئے، ایسے وقت میں انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے، اور انسان کتنا غضب ناک ہوتا ہے، اور وہ یہ فعل کسی نوکر سے ہو تو غصہ میں اضافہ ہوجاتا ہے، دیکھیں اپنے بیٹے سے گر جائے غصہ تو آتا ہے برداشت کرلیتا ہے، بیوی سے گر جائے غصہ آتا ہے، انسان برداشت کرلیتا ہے، لیکن نوکر کی چھوٹی بات بھی ہو تو اسے انسان بڑھا دیتا ہے، اور نوکر مرد نہ ہو عورت ہو تو پھر تو انسان کا غصہ اور بڑھ جاتا ہے، تو یہ نوکرانی ہے اور چہرہ زخمی بھی ہوگیا، لیکن یہ آل رسول میں سے ہیں، انہوں نے یوں نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو اس خادمہ نے قرآن کریم کی آیت پڑھی ''وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ'' کہ ایمان والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے غصوں کو پی لیتے ہیں۔ تو انہوں نے فوراً اپنے غصے کو پی لیا، کہا: ایمان والے وہ ہوتے ہیں ''وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ'' جو لوگوں کو معاف بھی کرتے ہیں، انہوں نے اسے

---

❶ لطائف ونوادر: باب نمبر ۱۵، ص ۳۰۵، ۳۰۶ / المختار للمقری: ص ۱۲۹، ۱۳۰

معاف بھی کردیا، کہا: ایمان والے تو وہ ہوتے ہیں ”وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ“ جو بڑے نیکوکار بھی ہوتے ہیں، تو کہا: جامیں نے تجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کردیا۔ معاف بھی کردیا، معاف کرنے کے بعد اللہ کی رضا کے لیے آزاد بھی کردیا، یہ ہیں حسن اخلاق کہ جو تکلیف پہنچائے اس کو انسان معاف کردے، اس کے ساتھ حسن سلوک کرے، یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ❶

امام زین العابدین رحمہ اللہ کا اذیت دینے والے کو معاف کرنا

۲......حضرت سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص علی بن حسین (امام زین العابدین رحمہ اللہ) کے پاس آیا اور کہا: فلاں نے آپ کو تکلیف دی اور برا بھلا کہا ہے۔ علی بن حسین نے کہا: ہمیں اُن کے پاس لیکر چلو، چنانچہ دونوں چلے اور وہ شخص سمجھ رہا تھا کہ علی بن حسین رحمہ اللہ اس سے اپنے بدلہ لیں گے، لیکن جب وہاں پہنچے تو آپ نے ان سے کہا:

يَاهٰذَاإِنْ كَانَ مَاقُلْتَ فِيَّ حَقًّافَغَفَرَ اللّٰهُ لِيْ،وَإِنْ كَانَ مَاقُلْتَ فِيَّ بَاطِلًا فَغَفَرَ اللّٰهُ لَكَ. ❷

ترجمہ: اے فلاں! تو نے جو میرے بارے میں کہا اگر وہ سچ ہے تو اللہ تعالیٰ میری مغفرت کرے، اور اگر وہ جھوٹ ہے تو اللہ تعالیٰ تیری مغفرت کرے۔

امام زین العابدین رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی اور برداشت کی نادر مثال

۳......ابو یعقوب مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حسن بن حسن رحمہ اللہ اور علی بن الحسین

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب، ج ۴۱ ص ۳۸۷/ مختصر تاریخ مدینة دمشق: ج ۱۷ ص ۲۴۰

❷ صفة الصفوة: ذکر المصطفین من طبقات أهل المدینة من التابعین ومن بعدهم، ترجمة: علی بن الحسین بن علی، ج ۱ ص ۳۵۴، رقم الترجمة: ۱۶۵

(امام زین العابدین) رحمہ اللہ کے درمیان کچھ ناگواری کی بات ہوئی، چنانچہ حسن بن حسن رحمہ اللہ علی بن الحسین رحمہ اللہ کے پاس آئے، جب کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسجد میں موجود تھے، انہوں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا، دل کی بھڑاس نکال دی، لیکن علی بن حسین رحمہ اللہ خاموش تھے، چنانچہ حسن رحمہ اللہ چلے گئے۔ جب رات ہو گئی تو علی بن حسین رحمہ اللہ نے اِن کا دروازہ کھٹکھٹایا، حسن رحمہ اللہ باہر آئے تو حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ نے اِن سے کہا:

يَاأَخِيْ إِنْ كُنْتَ صَادِقاًفِيْمَاقُلْتَ لِيْ فَغَفَرَ اللّٰهُ لِيْ ،وَإِنْ كُنْتَ كَاذِباً فَغَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ،اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ. ❶

ترجمہ: اے میرے بھائی! اگرتم سچے ہو جوتم نے مجھ سے کہا ہے اللہ مجھے معاف کرے اور اگرتم جھوٹے ہوتو خدا تمہیں معاف کرے ''السلام علیکم۔ یہ کہہ کر چلے گئے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حسن رحمہ اللہ ان کے پیچھے بھاگے، اور اِن کے پیچھے چلتے رہے، اور اپنی غلطی پر ندامت ہوئی اور رونے لگے، اور کہا آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا، تو علی بن حسین رحمہ اللہ نے کہا: تم اس سے بری ہو جوتم نے مجھ سے کہا (یعنی میں نے تمہیں معاف کیا۔)

امام زین العابدین رحمہ اللہ کا گالیاں دینے والے کو ہزار درہم کا ہدیہ

۴......علی بن حسین (امام زین العابدین) رحمہ اللہ مسجد سے باہر نکل رہے تھے کہ ایک آدمی ان سے ملا اور ان کو برا بھلا کہا، تو غلام ان پر ٹوٹ پڑے، تو حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ نے کہا: اس کو چھوڑ دو۔ پھر اس شخص پر متوجہ ہو کر کہا: ہمارے بہت سے عیوب

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من طبقات أهل المدينة من التابعين ومن بعدهم، ترجمة: علي بن حسين بن علي، ج ١ ص ٣٥٤، رقم الترجمة: ١٦٥

اب بھی تم سے پوشیدہ ہیں۔ کیا آپ کی کوئی ضرورت ہے جس میں ہم آپ کی مدد کرسکیں؟ وہ شخص شرمندہ ہوا، تو آپ نے اپنے پاس موجود قیمتی چادر اِس کو دی، آپ نے اس کے لیے ایک ہزار درہم کا حکم دیا، اس شخص نے کہا: ”أَشْهَدُ أَنَّکَ مِنْ أَوْلَادِ الرَّسُوْلِ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں۔ ❶

آنکھوں کے سامنے خادم کے ہاتھوں بچے کے جھلس جانے کے باوجود معاف کردینا

۵...... حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی سے مروی ہے کہ علی بن حسین رحمہ اللہ کے ساتھ کچھ لوگ تھے، ان کا ایک خادم جلد بازی میں تھا کہ اس نے تندور میں شوربا رکھا ہوا تھا، خادم نے جلدی سے لایا، اس کا پاؤں کسی چیز کے ساتھ اٹک گیا، تو اس کے ہاتھ سے شوربا اور گرم سیخ علی بن حسین رحمہ اللہ کے بیٹے پر جو سیڑھیوں کے پاس تھا اِس پر گر گیا، گرم شوربے کی وجہ سے بچے کا بدن جھلس گیا، بچے کا جھلستا بدن دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی، لیکن غصے کو پیتے ہوئے عفوودرگزر کی رہتی دنیا تک ایک متحیرالعقول مثال قائم کردی، خادم سے کہا:

أَنْتَ حُرٌّ لَمْ تَعَمَّدْهُ وَأَخَذَفِيْ جِهَازِ ابْنِهِ. ❷

ترجمہ: تم آزاد ہو، تم نے جان بوجھ کر نہیں کیا، اور اپنے بیٹے کے تجہیز وتکفین میں لگ گئے۔

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من طبقات أهل المدينة من التابعين ومن بعدهم، ترجمة: علي بن الحسين، ج ۱ ص ۳۵۷، رقم الترجمة: ۱۶۵

❷ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من طبقات أهل المدينة من التابعين ومن بعدهم، ترجمة: علي بن الحسين، ج ۱ ص ۳۵۷، رقم الترجمة: ۱۶۵

امام زین العابدین رحمہ اللہ کا تکلیف پہچانے والے کے لیے دعا کرنا

۶......کسی شخص نے حضرت زین العابدین کے حق میں بدگوئی کی اوران پرافترا پردازی کی ،آپ نے فرمایا:اگر میں ویسا ہی ہوں جیسا تو کہتا ہے،تو میں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں اوراگر میں ویسا نہیں تو خدا تجھے بخش دے۔وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اورعذر کر کے آپ کے سر کا بوسہ لیا اور کہا: میں آپ پر قربان ہوں،آپ ایسے نہیں جیسا میں نے کہا:میرے حق میں دعائے مغفرت فرمایئے،آپ نے فرمایا:اللہ تعالی تجھے بخشے،اِس شخص نے کہا:اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھتا اور جسے اپنا رسول بناتا ہے۔(یعنی اللہ تعالی نے آپ کو جوآلِ رسول میں سے بنایا اور ایسے عالی اخلاق اورعفوو درگزر عطا فرمایا،یہ نبوت کے گھرانہ کی نشانی ہے۔)❶

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عفوودرگزر

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا،وہ رات کے وقت گوشت خرید کے لاتا اور سالن شوربا بنا کر تمام لوگوں کو دعوت دیتا،لوگ انکی دعوت کھاتے پھر شراب کی محفل چلتی،اوراس میں گانا بھی ہوتا تھا،کئی دن یہ ہوتا رہا آپ رحمہ اللہ نے کچھ بھی نہیں کہا۔ایک دن ایسا ہوا کہ رات کو جب ان کی یہ محفل لگی تھی تو اس وقت کا جو گورنر تھا اس نے دیکھا کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے گھر کے قریب ایسی حرکت کرتا ہے،حضرت کی عبادت اور ریاضت میں تکلیف ہوتی ہوگی،تو وہ فوراً گیا،اس شخص کو اور جتنے لوگ تھیں سب کو پکڑا اور تھانے میں لے گیا۔امام صاحب رحمہ اللہ صبح فجر کی نماز میں اٹھے تو انہیں پتہ چلا کہ جو قریب میں شخص تھا اس کو تو تھانے لے جایا گیا ہے،امام صاحب رحمہ اللہ نماز پڑھ کے گورنر کے پاس گئے اور کہا کہ یہ ہمارا پڑوسی

❶روض الریاحین:الحکایۃ الحادیۃوالسبعون،ص:۱۱۱

ہے، تم اس کورات کو لائے ہو، گورنر نے کہا یہ شور شرابہ کرتا ہے، محفل جماتا ہے، آپ کی عبادت میں، آرام میں خلل آتا ہے، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم برداشت کرتے ہیں، پڑوسی کا شریعت میں بہت بڑا حق ہے، آج چھوڑ دو! آئندہ غلط حرکت نہیں کریگا، انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے کہنے پر اس کو چھوڑ دیا اور جتنے شخص تھے انہیں بھی چھوڑ دیا۔ جب وہ شخص واپس آیا، امام صاحب رحمہ اللہ سے معافی مانگنے لگا کہ حضرت ساری زندگی میں تکلیف دیتا رہا لیکن آپ کے کیسے اونچے اخلاق ہیں کہ مجھے معاف بھی کیا اور میرے چھڑانے کے لئے خود گورنر کے پاس بھی گئے۔ ❶

اسلاف کے یہ اونچے اور عالی اخلاق تھے، دیکھیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اُسے معاف بھی کیا، اور اُسے چھڑانے کے لئے خود گئے، اور اس عالی اخلاق کا یہ اثر ہوا کہ وہ شخص توبہ تائب ہوا اور بقیہ زندگی اللہ رب العزت کی عبادت وریاضت میں گذاری۔

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کا تحمل

مالک بن دینار رحمہ اللہ کو کسی عورت نے ریاکار کہہ کر آواز دی، آپ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ تیرے علاوہ کسی نے مجھے پہنچانا نہیں۔ ❷

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا عفو ودرگزر

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ایک روز جنگل کی طرف گئے، وہاں انہیں ایک سپاہی ملا، سپاہی نے ان سے پوچھا کہ کیا تو بندہ (غلام) ہے، انہوں نے جواب دیا، ہاں، اس نے آبادی کا پتہ دریافت کیا، آپ نے قبرستان کا راستہ بتلا دیا، اس نے غصہ سے کہا کہ میں آبادی کا پتہ معلوم کر رہا ہوں اور تم قبرستان کا پتہ بتلا رہے ہو، فرمایا:

---

❶ وفيات الأعيان: حرف النون، الإمام أبوحنيفة، ج۵ ص ۴۱۰

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ ص ۱۷۱

قبرستان ہی آبادی ہے، (یعنی لوگ یہیں آکر ہمیشہ کے لئے آباد ہوتے ہیں، جو آتا ہے وہ پھر جاتا کبھی نہیں) یہ سن کر سپاہی بہت زیادہ مشتعل ہوا اور اس نے کوڑے سے اتنا مارا کہ آپ کے سر سے خون بہنے لگا، اسی حالت میں وہ انہیں پکڑ کر شہر میں لے آیا، لوگوں کے دریافت کرنے پر سپاہی نے تمام واقعہ بتلایا، لوگوں نے پہچان کر کہا: یہ تو ابراہیم بن ادہم ہیں۔ سپاہی یہ سن کر گھوڑے سے اترا اور ابراہیم بن ادہم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور معافی مانگنے لگا۔ بعد میں لوگوں نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ نے سپاہی کو دریافت کرنے پر یہ کیوں کہا تھا کہ میں بندہ ہوں، فرمایا: اس نے یہ نہیں معلوم کیا تھا کہ تو کس کا بندہ ہے؟ بلکہ یہ پوچھا تھا کہ کیا تو بندہ ہے اور کیوں کہ میں واقعی (اللہ کا) بندہ ہوں، اس لیے میں نے اعتراف کرلیا۔ جب اس نے مجھے زدوکوب کیا تو میں نے اس کے لیے جنت کی دعا مانگی۔ لوگوں نے کہا: اس نے آپ پر ظلم کیا تھا، فرمایا: مجھے یقین تھا کہ اگر میں نے اس کے ظلم پر صبر کیا تو مجھے ثواب ملے گا، میں نے سوچا یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے مجھے تو ثواب ملے اور میری وجہ سے وہ عذاب میں مبتلا ہو۔ (1)

حضرت سہل تستری رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی اور مجوسی کا قبول اسلام

مشہور بزرگ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ کو دنیا سے رخصت ہوئے زمانہ گزر چکا ہے لیکن ان کی زندگی کی ہر روشن جھلک آج بھی روشنی دکھاتی ہے، حضرت کے پڑوس میں بالکل ہی دیوار کے نیچے ایک مجوسی رہا کرتا تھا، حضرت اپنے پڑوسی کے ساتھ ہر طرح سے اچھا سلوک کرتے، لیکن پڑوسی نہ جانے کیوں حضرت سے دلی بغض رکھتا تھا، دل کی جلن نکالنے کے لئے وہ روزانہ رات گئے دیوار سے اپنے گھر کا کوڑا اور غلاظت

(1) إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق......الخ، ج۳ص ۷۰، ۷۱

حضرت سہل رحمہ اللہ کے گھر میں ڈال دیا کرتا۔ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ بھی ظاہر ہے انسان ہی تھے، اس بدسلوکی پر تکلیف فطرتی بات تھی، لیکن طبیعت پر صبر سے کام لیتے اور خاموشی سے کوڑا اور غلاظت اپنے ہاتھ سے اٹھا کر باہر پھینک آتے، کافی عرصہ تک ایسا ہی ہوتا رہا، مجوسی کوڑا پھینکتا رہا، اور حضرت صاف کرتے رہے، اس دوران حضرت نے خاموشی سے مجوسی کو متوجہ کرنے کی کوشش بھی کی، لیکن پھر بھی وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا، حضرت یہ تکلیف سہتے رہے، لیکن جواب میں صبر اور خاموشی کے سوا کبھی کوئی حرکت نہیں کی، گھر والے زیادہ پریشان ہوتے اور کچھ کرنا چاہتے تو حضرت صبر کی تلقین کرتے، اور رات ہی میں کوڑا کرکٹ اٹھا کر باہر پھینک دیتے، تاکہ گھر والے دیکھ کر مشتعل نہ ہوں، حضرت بیمار ہو گئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی، تو آپ نے پڑوسی مجوسی کو بلوایا، اور تنہائی میں اس سے کہا: بھائی! تم جو رات کو کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے، میں صحت مند تھا اور میں رات ہی میں اٹھا کر پھینک دیا کرتا تھا اور اب میں جس حال میں ہوں تم دیکھ رہے ہو، خدا کے لئے اب تم ایسا نہ کرو اس لئے کہ میرے بعد میرے گھر کے لوگ تمہاری اس حرکت کو برداشت نہ کرسکیں گے اور اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں کوئی سخت تکلیف پہنچا دیں۔

حضرت کے اس انداز سے مجوسی کا دل بھر آیا، شرمندگی سے اس نے سر جھکایا اور بولا حضرت خدا کے لئے مجھے معاف کر دیجئے، بے شک میں نے آپ کو بہت ستایا اور آپ نے جس صبر کا مظاہر کیا یہ بے مثال صبر دینِ اسلام ہی کی بدولت ہے، مجھے معاف کیجئے اور مجھے اسلام کا کلمہ پڑھائیے۔ (۱)

---

(۱) الكبائر للذهبي: الكبيرة الثانية والخمسون، ج۸ ۲۰۸، ۲۰۹

اگر میں خود سنتا تو معاف کر لیتا

امام اعمش رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں ایک شخص کے ساتھ تھا، اس نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کو برا بھلا کہا، میں ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس آیا اور اسکو خبر دی اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں اسکو مارنے والا تھا، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا:

لَعَلَّ الَّذِیْ غَضَبْتَ لَهُ لَوْ سَمِعَهُ لَمْ یَقُلْ شَیْئًا. ❶

ترجمہ: شاید کہ آپ جس کے لیے غصہ ہوئے ہیں اگر وہ خود سن لیتا تو انہیں کچھ نہیں کہتا (یعنی انہیں معاف کر دیتا۔)

میں تکلیف دینے والوں کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہوں

امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خیثمہ رحمہ اللہ کو کچھ لوگ تکلیف دے رہے تھے، تو انہوں نے کہا:

إِنَّ هَؤُلَاءِ یُؤْذُوْنَنِیْ وَلَا وَاللّٰهِ مَا طَلَبَنِی أَحَدٌ مِنهُم بِحَاجَةٍ إِلَّا قَضَیْتُهَا. ❷

ترجمہ: یہ لوگ مجھے تکلیف دے رہے ہیں، حالانکہ اللہ کی قسم! ان میں سے کسی نے مجھ سے کچھ نہیں مانگا، مگر یہ کہ میں نے اُسے ادا کیا۔ (اس کے باوجود ان کا یہ میرے ساتھ برتاؤ ہے۔)

حضرت ابوعثمان حیری رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی اور بردباری

حضرت ابوعثمان حیری رحمہ اللہ کو کسی شخص نے دعوت کے بہانے سے اپنے گھر بلایا، جب آپ اس کے گھر تشریف لے گئے تو اس نے کہا کہ اس وقت تو میں کچھ بھی انتظام نہ کر سکا، آپ واپس چلے آئے، تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ وہ شخص بھاگتا ہوا آیا اور

❶ عیون الأخبار: کتاب السؤدد، باب الحلم والغضب، ج ۱ ص ۴۰۶

❷ حلیة الأولیاء: الطبقة الأولی من التابعین، ترجمة: خیثمة بن عبد الرحمن، ج ۴ ص ۱۱۶

کہنے لگا کہ اس وقت جو کچھ گھر میں موجود ہے اسی پر قناعت کر لیجیے، آپ دوبارہ اس کے ساتھ آ گئے، اس بار بھی اس نے معذرت کر دی، کئی بار ایسا ہی ہوا لیکن آپ نے برانہیں مانا، نہ پیشانی پر شکن آئی اور نہ لب پر شکوہ آیا۔ آخر وہ شخص خود شرمندہ ہوا:

فَأَكَبَّ عَلَى رِجْلَيْهِ وَقَالَ يَا أُسْتَاذ إِنَّمَاأَرَدتُّ أَنْ أَخْتَبِرَكَ فَمَاأَحْسَنُ خَلُقِكَ فَقَالَ إِنَّ الَّذِيْ رَأَيْتَ مِنِّيْ هُوَخُلُقِ الْكَلْبِ إِنَّ الْكَلْبَ إِذَادَعَى أَجَابَ وَإِذَازَجَرَانْزَجَرَ. ❶

ترجمہ: اور پاؤں میں پڑ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کو آزمانا چاہا تھا، سبحان اللہ! آپ کے اخلاق کتنے عظیم ہیں، فرمایا تم میرے جس خلق کی تعریف کر رہے ہو یہ تو کتے میں بھی ہے کہ جب تم اسے بلاتے ہو چلا آتا ہے اور جب دور بھگاتے ہو بھاگ جاتا ہے۔ (یعنی اِس عالی اخلاق کی وجہ سے شیطان کہیں نفس میں کبر وعجب نہ لائے اِس لئے جواب میں یہ کہا کہ یہ صفت تو کتے میں بھی ہے۔)

کپڑوں پر راکھ ڈالنے والے کو معاف کر دیا

حضرت ابو عثمان حیری رحمہ اللہ ایک روز کسی گلی سے گزر رہے تھے، اوپر سے کسی نے ان کے اوپر راکھ ڈال دی، آپ سواری سے اترے اور حق تعالیٰ کے حضور میں سجدہ شکر ادا کیا، کپڑوں سے راکھ جھاڑی اور آگے بڑھ گئے، لوگوں نے کہا کہ اس موذی کو کچھ تو کہیے، جس نے آپ پر راکھ ڈالی ہے، فرمایا:

إِنَّ مَنِ اسْتَحَقَّ النَّارُفَصُوْلِحَ عَلَى الرَّمَادِ لَمْ يَجُزْلَهُ أَن يَّغْضِبَ. ❷

ترجمہ: جو شخص آگ کا مستحق ہے اگر اس پر راکھ ڈال دی جائے تو اُسے غصہ نہیں ہونا چاہیے۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق، ج۳ ص ۷۱

❷ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق، ج۳ ص ۷۱

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کا عفو ودرگزر

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ دجلہ کے کنارہ پر سے گزرے اور وضو کے واسطے بیٹھے اور اپنا قرآن شریف اور کپڑا کنارہ پر رکھا، ایک عورت آئی اور انہیں اٹھا کر لے چلی، حضرت معروف بھی اس کے پیچھے گئے اور اسے خالی تنہا جگہ پر جا پکڑا تا کہ اس کی ہتک نہ ہو، اور فرمایا: تو مت ڈر، اے عورت! میں معروف کرخی ہوں، اے بہن تیرا کوئی بیٹا ہے؟ جو قرآن پڑھے، اس نے کہا: نہیں، کہا خاوند ہے؟ اس نے کہا: نہیں، کہا کوئی بھائی ہے؟ کہا: نہیں، فرمایا: تو قرآن شریف مجھے دیدے اور کپڑا تیرا ہے، تجھے حلال ہے، دنیا اور آخرت میں تجھ میں میری طرف سے کوئی گرفت نہیں۔ اس بات سے عورت کو بہت شرم آئی، پھر کہا کہ میں اللہ سے توبہ کرتی ہوں، پھر کبھی ایسا نہ کروں گی۔ حضرت معروف رحمہ اللہ اس کی توبہ سے بہت خوش ہوئے اور اس کے واسطے دعا فرمائی اور ہر ایک نے اپنا راستہ لیا اور اس عورت پر حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کی صحبت کا بڑا اثر ہوا۔❶

خلیفہ ہارون الرشید کا عفو ودرگزر

خارجی فرقہ کے ایک آدمی نے چند درباری جوانوں کے خلاف کئی مرتبہ فوج کشی کی، بالآخر پکڑا گیا اور دربار میں پیش ہوا۔ ہارون الرشید نے پوچھا کہ بتاؤ میں تمھارے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ اس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ وہ معاملہ کریں جو آپ اپنے لئے خدا کے دربار میں چاہتے ہیں۔ اس پر امیر المؤمنین ہارون الرشید نے اس کو معاف کردیا۔ جب وہ باہر نکلا تو درباریوں نے کہا کہ حضور! ایک شخص آپ کے لوگوں سے جنگ کرتا ہے اور آپ صرف ایک جملہ کی وجہ سے اس کو معاف کردیتے ہیں؟ یہ

❶روض الرياحين: الحكاية الثانية والثمانون بعد الأربع مائة، ص ۳۸۴

مناسب نہیں ہے، مخالفین کے حوصلے اس سے بڑھیں گے، ہارون الرشید نے کہا کہ پھر اس کو بلاؤ، جب وہ آیا تو کہنے لگا: امیر المؤمنین! آپ ان لوگوں کی بات نہ مانئے، اگر اللہ بھی لوگوں کی بات مانتا تو آپ کو بھی خلیفہ نہ بناتا، اس پر ہارون نے پھر اس کو معاف کر دیا۔ ❶

غرض یہ کہ آدمی یہ سوچے کہ جیسے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی میرے گناہوں کو معاف کرے اسی طرح میں بھی دوسروں کے ساتھ عفو ودرگزر کا معاملہ کروں۔

بیٹے اور خاوند کی شہادت پر خاتون کا صبر وتحمل

ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلہ بن اشیم رحمہ اللہ ایک جہاد میں شریک تھے اور انکا ایک بیٹا بھی تھا، انہوں اپنے بیٹے سے کہا: آگے بڑھو اور قتال کرو حتی کہ میں تمہیں ذخیرہ ثواب سمجھوں، پس وہ آگے بڑھا اور شہید ہو گیا، پھر اسکا باپ صلہ بن اشیم رحمہ اللہ آگے بڑھا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔ تو قوم کی عورتیں جمع ہوئیں تو انکی گھر والی معاذہ عدویہ کھڑی ہوئی اور کہا:

إِنْ كُنْتُنَّ جِئْتَنَ لِتُهَنِّئْنَنِيْ فَمَرْحَباً بِكُمْ وَإِنْ كُنْتُنَّ جِئْتَنَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَارْجِعْنَ. ❷

ترجمہ: تم سب کو خوش آمدید! اگر تم مجھے مبارک باد دینے آئی ہو، اور اگر تم اسکے علاوہ آئی ہو (یعنی جزع فزع اور رونے کے لئے) واپس لوٹ جاؤ۔

ثواب کی لذت نے تکلیف کی کڑواہٹ ختم کر دی

حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ کی بیوی ٹھوکر کھا کر گر پڑیں، گرنے سے انکا ناخن ٹوٹ گیا

❶ حياة الحيوان: خلافة هارون الرشيد، ج ۱ ص ۱۱۳

❷ صفة الصفوة: ترجمة: صلة بن أشيم العدوى، ج ۲ ص ۱۲۹ / تسلية أهل المصائب: الباب الأول، ج ۱ ص ۳۴

مگر وہ ہنسنے لگیں، لوگوں نے عرض کیا کہ کیا آپ تکلیف محسوس نہیں کرتیں، کہنے لگیں:
"إِنَّ لَذَّةَ ثَوَابِهِ أَزَالَتْ عَنْ قَلْبِيْ مُرَارَةَ وَجْعِهِ" میں اس تکلیف پر صبر کے ثواب کی لذت سے ہنس رہی ہوں، اس خیال نے میری تکلیف کی کڑواہٹ کو زائل کردیا ہے۔ [1]

ایک بے گناہ قیدی پر سزائیں اور اس کا صبر وتحمل

ابو علی وکیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مقتدر باللہ کے زمانہ خلافت میں شہر بغداد میں قیدیوں کے حالات معلوم کررہا تھا تو میں نے زمین کے نیچے قید خانے میں ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا ایک قیدی دیکھا، جس کی پیٹھ پر ایک لوہے کی اینٹ تھی جس کا وزن ۶۰ رطل تھا، میں نے اس سے اس قصے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں مظلوم ہوں، میں نے اس سے کہا: تم پر کیا گزری؟ کہنے لگا: ایک رات میں اپنے دوست کے یہاں ضیافت میں گیا، میں اس کے یہاں سے اخیر رات کی تاریکی میں نکلا، ابھی میں سڑک کے کنارے پر چل ہی رہا تھا کہ مجھے چوکیداروں کی قندیلیں اور مشعلیں دکھائی دیں، میں خوف زدہ ہوگیا اور مجھے سمجھ نہ آیا کہ میں کیا کروں، اچانک مجھے بانس کا ایک ڈھیر نظر آیا (جو کہ دکانوں کے دروازوں پر لگائے جاتے ہیں) میں نے ان بانسوں کو اِدھر اُدھر کیا اور دکان میں داخل ہوکر وہ بانس اسی طرح دوبارہ لگادیئے، میں دکان کے اندر کھڑا ہوگیا تاکہ جب چوکیدار چلے جائیں تو میں نکل جاؤں، جب چوکیدار اس جگہ پہنچے تو انہیں اس بانس کے ڈھیر میں کچھ گڑ بڑ لگی، کہنے لگے: اس دکان کی تلاشی لو، جب چوکی دار اس جگہ مشعلیں لے کر داخل ہوئے تو میں نے اچانک اس کی روشنی میں دکان کی زمین پر ایک شخص کی لاش دیکھی جس کے سینے پر ایک چھرا گھونپا ہوا تھا، میں بری طرح سے ڈر گیا، ان سپاہیوں نے جب اس لاش کو دیکھا اور

[1] إحياء علوم الدين: كتاب الصبر والشكر، ج۴ ص ۷۳

مجھے اس کے ساتھ کھڑا ہوا دیکھا تو ان کو یقین ہو گیا کہ قاتل میں ہی ہوں۔
مجھے سپاہیوں نے گرفتار کر کے قید کر دیا پھر مجھے بلا کر خوب مارا اور مجھے طرح طرح کی سزائیں دی گئیں لیکن میں جرم ماننے سے انکار ہی کرتا رہا، وہ سمجھتے تھے کہ میں بہت صبر وتحمل کا مظاہرہ کر رہا ہوں اس لیے اور زیادہ اذیتیں دیتے تھے، میرے گھر والے آئے، ان کا حاکم کے رشتہ داروں پر ایک احسان تھا، اس لیے انہوں نے میری سفارش کی اور اپنے ساتھ بہت سے لوگوں کو لائے جنہوں نے میری شرافت کی گواہی دی لیکن ان کی گواہی قبول نہیں کی گئی، چنانچہ ہر قسم کی اذیتیں سہہ لینے کے بعد میرے قتل کی سزا معاف تو ہو گئی مگر مجھے زمین کے نیچے تہہ خانے میں منتقل کر کے اس لوہے کا بوجھ مجھ پر ڈال دیا گیا جو تم دیکھ رہے ہو اور میں سولہ سال سے اسی حال میں ہوں، یہ ہے میرا قصہ۔
ابو علی فرماتے ہیں: مجھے اس کی یہ آزمائش اور مشقت بہت زیادہ معلوم ہوئی اور میں اس کا قصہ سن کر ہکا بکا رہ گیا، تو وہ مجھے کہنے لگا: آپ کو کیا ہو گیا؟ اللہ کی قسم! میں اس حال میں ہونے کے باوجود اللہ کی رحمت اور فضل سے مایوس نہیں ہوا، آہستہ آہستہ مشکلات تو دور ہو ہی جاتی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ آزمائش ختم ہو ہی جاتی ہے۔
ابو علی فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ابھی اس نے یہ بات کی ہی تھی کہ خوب چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہونے لگیں، سلاخیں ٹوٹ گئیں اور حراست ختم ہو گئی، کئی لوگ جیل کے تہہ خانے میں پہنچ گئے اور وہاں سے سب لوگوں کو باہر نکالا، وہ شخص بھی ان لوگوں کے ساتھ نکل گیا، میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا، ہر طرف شور برپا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے ساتھ اور تمام قیدیوں کے ساتھ آسانی کا معاملہ فرمایا۔ (1)

(1) پریشانی کے بعد راحت: ص۱۰۲ تا ۱۰۴/ الفرج بعد الشدة للتنوخي: الباب الخامس، ج۲ ص ۱۴۹ تا ۱۵۱

حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی

حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کی حالت یہ تھی کہ بسا اوقات محلے کے بچے انہیں پتھر مارتے، آپ ان سے کہتے: بچو!

إِنْ كَانَ وَلَابُدَّ فَارْمُوْنِىْ بِالصِّغَارِ حَتّٰى لَاتَدْمُوْا سَاقِىْ فَتَمْنَعُوْنِىْ عَنِ الصَّلَاةِ. ❶

ترجمہ: اگر مارنا اتنا ہی ضروری ہے تو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو تا کہ میرے پاؤں سے خون نہ نکلے اور نماز میں کوئی حرج نہ ہو۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کا عفو و درگزر

حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی ایک لونڈی بغض و عداوت کے سبب ان کو زہر پلا دیا کرتی، مگر وہ ان پر اثر انداز نہ ہوتا تھا، اسی طرح ایک عرصہ گزر جانے کے بعد اس باندی نے خود ابو مسلم رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ ایک عرصہ سے میں آپ کو زہر پلا رہی ہوں، کیا بات ہے کہ وہ آپ پر اثر نہیں کرتا؟ یہ سن کر ابو مسلم نے دریافت کیا: آخر تو کیوں ایسا کرتی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں؟ تو ابو مسلم نے فرمایا کہ زہر کے اثر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب میں کچھ کھاتا پیتا ہوں تو پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم“ پڑھ لیتا ہوں، اور اس باندی کو آزاد کر دیا تا کہ وہ جہاں چاہے اپنے حسب منشاء نکاح کر لے۔

فائدہ: اللہ کے نام کی برکت سے زہر جیسی سم قاتل چیز بھی بے اثر ہو کر رہ گئی۔ ❷

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق، ج۳ ص ۷۱

❷ حکایتوں کا گلدستہ: ص ۹۴

برداشت کرنا مخالف کی رسوائی کے لئے کافی ہے

حضرت عبداللہ بن بکر مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ کو گالی دی، احنف بن قیس رحمہ اللہ خاموش ہوگئے، پھر گالی دی پھر خاموش ہوگئے، اس شخص نے کہا:

وَالْهَفَاهُ مَايَمْنَعُهُ مِنْ أَن يَّرُدَّ عَلَيَّ إِلَّاهَوَانِيْ عَلَيْهِ. ❶

ترجمہ: کتنی عار کی بات ہے! اسے میری بات کا جواب دینے سے کوئی چیز نہیں روکتی سوائے میری حقارت کے۔

حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ کا عفوودرگزر

حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ کو ایک شخص نے گالیاں دیں، آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اور آگے بڑھ گئے، وہ شخص بھی پیچھے پیچھے گالیاں بکتا ہوا چلا، آپ اپنے محلے کے قریب پہنچ کر رک گئے اور اس سے کہنے لگے: اے شخص! جو کچھ گالیاں باقی ہیں وہ بھی یہیں دے دے، ایسا نہ ہو کہ تیری گالیاں سن کر محلے والے مشتعل ہوجائیں اور تجھے ایذاء پہنچائیں۔ ❷

باندی کے ہاتھوں گرم سیخ سے بچہ جھلس کر مرجانے کے باوجود اُسے معاف کردیا

حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے حلم کس سے سیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: قیس بن عاصم رحمہ اللہ سے۔ سائل نے ان کے حلم کا واقعہ دریافت کیا، فرمایا: ان کی ایک باندی ایک سیخ لے کر آئی جس پر کباب بن رہے تھے اور باندی کے ہاتھ سے سیخ چھوٹ کر قیس بن عاصم رحمہ اللہ کے ایک بچے پر گر پڑی،

❶ عیون الأخبار: کتاب السؤدد، باب الحلم والغضب، ج ۱ ص ۳۹۷

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب ریاضة النفس وتهذیب الأخلاق، ج ۳ ص ۷۱

بچہ گرم سیخ کی تکلیف برداشت نہ کر پایا اور مر گیا۔ باندی اس واقعہ سے بہت گھبرا گئی۔ قیس نے اس سے کہا کہ "لَارَوْعَ عَلَيْكِ أَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالَى" کچھ غم نہ کر، میں نے تجھے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا۔ ❶

الزامات اور شہر بدر کرنے والوں کے لئے دُعا کرنا

سعید جریری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عامر بن عبداللہ رحمہ اللہ کو لے جایا گیا، (بعض لوگوں نے ان پر الزام لگایا تھا، ان کے خلاف جھوٹی باتیں پھیلائیں تھیں اور شہر سے نکلوایا تھا، اِن تمام مصائب کے باوجود ایک مرتبہ کچھ لوگ اِن کے ساتھ جمع تھے، اس موقع پر) انہوں نے کہا: میں دعا کرنے والا ہوں تم آمین کہو، لوگوں نے کہا: آؤ ہم بھی یہی چاہتے ہیں، تو انہوں نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ مَنْ وَشٰى بِيْ وَكَذَبَ عَلَيَّ وَأَخْرَجَنِيْ مِنْ مِصْرِيْ وَفَرَّقَ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَانِيْ اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَأَصِحَّ جِسْمَهُ وَأَطِلْ عُمْرَهُ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! جس نے مجھ پر تہمت لگائی، مجھ سے جھوٹ بولا، مجھے شہر سے نکالا، اور مجھے میرے بھائیوں سے جدا کیا، اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں اضافہ کر، اس کے جسم کو تندرست کر، اور اس کی عمر دراز کر۔

سب وشتم کرنے والے کے لئے اللہ کی سزا کافی ہے

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابن عیاش منتوف حضرت عمر بن ذر رحمہ اللہ کو برا بھلا کہتا اور گالیاں دیتا تھا۔ تو حضرت عمر بن ذر رحمہ اللہ ان سے ملے اور کہا:

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۷۱

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عامر بن عبد قيس، ج۲ ص ۹۱

يَا هَذَا لَا تُفَرِّطِ فِي شَتَمِنَا وَأَبْقِ لِلصُّلْحِ مَوضِعًا فَإِنَّا لَا نُكَافِئُ مَنْ عَصَى اللَّهَ فِينَا بِأَكْثَرَ مِنْ أَنْ نُطِيعَ اللَّهَ فِيهِ. ❶

ترجمہ: اے فلاں! ہمیں زیادہ برا بھلامت کہو، اور صلح کے لئے جگہ رکھو، کیونکہ جو لوگ ہم میں خدا کی نافرمانی کرتے ہیں ان کو ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں دیتے جتنا ہم اللہ کی اطاعت کرنے والے کو دیتے ہیں۔ (جو اللہ کا نافرمان ہے اللہ کی سزا اُس کے لئے کافی ہے، اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں، اور جو اللہ کا فرمابردار ہے ہم اُس کی خدمت میں لگے ہوتے ہیں۔)

گھوڑا چوری کرنے والے کے لئے دعا

علاء بن میسّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا گھوڑا چوری ہو گیا، تو اہل مجلس نے اِن سے کہا کہ چور کے لئے بددعا کریں، تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کے لیے دعا کروں گا:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ غَنِيًّا فَأَقْبِلْ بِقَلْبِهِ وَإِن كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنِهِ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! اگر وہ مالدار ہے تو اسکا دل (اپنی یاد میں) قبول کر، اور اگر وہ فقیر ہے تو اسکو (محض اپنے فضل وخزانے سے) مالدار کردے۔

زہر دینے والے کو معاف کردیا

علی بن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو زہر دیا گیا، تو جس نے زہر کھلایا تھا اس سے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے پوچھا: تم نے کیوں

---

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عمرو بن قيس، ج۵ ص ۱۱۳

❷ حلية الأليـاء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: أبو يزيد الربيع بن خثيم، ج۲ ص ۱۱۱

مجھے زہر دی؟ خادم نے کہا کہ فلاں نے مجھے ہزار دینار دیے تھے۔ پوچھا: وہ دنانیز کہاں ہے؟ خادم نے کہا: یہیں ہیں۔ جب دنانیر کولا یا گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اِن سے لئے اوراس کو بیت المال میں جمع کر دیا، اور خادم سے کہا کہ جاؤ، اوراس سے اِس زہر دینے پر کوئی بدلہ نہیں لیا۔ ❶

عفوودرگزر سے قلب میں محبت نصیب ہوتی ہے

عبدالرحمٰن بن عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ کو سنا اور ان کے پاس موجود تھا، اور خزاعہ کی مسجد والوں میں سے ایک آدمی کا ان سے ذکر کیا گیا کہ اس نے آپ کو برا بھلا کہا ہے، تو لوگوں نے اِسے برا بھلا کہا، پھر ہم نے اس شخص کو دیکھا جب وہ آپ کے پاس آیا اور اُس نے سلام کیا تو آپ نے جواب دیا اور اسے خوش آمدید کہا اور اُسے اپنے پاس بٹھایا، میں نے ان سے کہا: کیا آپ نہیں جانتے ہو جس آدمی کو آپ نے اپنے پاس عزت کے ساتھ بٹھایا ہے یہ تو وہی شخص ہے جس نے آپ کو برا بھلا کہا تھا، تو عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ. اِدفَع بِالَّتِي هِيَ أَحسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَينَكَ وَبَينَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ. (حم سجدہ: ۳۴)

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ تم بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو، نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کے آپ کی دشمنی تھی، وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہو جائے گا جیسے وہ (تمہارا) جگری دوست ہو۔ ❷

---

❶ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ثم دخلت سنة إحدى ومائة، ترجمة: عمر بن عبد العزيز، ج۷ ص ۷۰، رقم الترجمة: ۵۵۹

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عبد الرحمن بن مهدي، ج۹ ص ۱۲

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے نہایت غصے کے باوجود معاف کردیا

حضرت ابراہیم بن ابوعبلہ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ایک شخص پر بہت زیادہ غصہ ہوئے، انہوں نے اسکو بلایا، جب اُسے لایا گیا تو اُس کے کپڑے اتار دیئے گئے اور رسیوں سے باندھ دیا گیا اور کوڑا منگوایا، یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ شاید اس کو مار دیا جائے گا، جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ آئے، توانہوں نے فرمایا:

خَلُّوا سَبِيْلَهُ، أَمَا أُتِيَ لَوْلَا أَنِّي غَضبَانُ لِسَوْئَتِهِ. قَالَ: وَتَلَا هَذِهِ الآيَةَ: وَالكَاظِمِينَ الغَيظَ وَالعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحسِنِينَ. ❶

ترجمہ: چھوڑ دو اِسے، جب اِسے لایا گیا تو مجھے اِس کے برے کاموں کی وجہ سے کافی غصہ تھا، لیکن میرے سامنے قرآن کی یہ آیت تھی کہ ایمان والے وہ ہوتے جو غصے کو پینے والے، لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی

علی بن زید حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک قریشی شخص نے ان سے سخت کلامی کی، انہوں نے بڑی دیر تک سر نیچا کرلیا اور پھر فرمایا:

أَرَدتَّ أَن يَّسْتَفِزَّنِي الشَّيْطَانُ بِعِزِّ السُّلْطَانِ فَأَنَالَ مِنكَ الْيَوْمَ مَاتَنَالُهُ مِنِّيْ غَدًا. ❷

ترجمہ: تمہاری مرضی یہ تھی کہ میں حکومت کے جوش میں شیطان کے ہاتھوں استعمال

❶ الزهد لإمام أحمد: ص ۲۴۳، الرقم: ۱۷۲۸

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ ص ۱٦٦

ہوکر آج تمہارے ساتھ وہ بات کروں جس کے سبب کل مجھے پریشانی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے مظلومیت کی حالت ملوں یہ بہتر ہے

ایک شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ایک شخص کی شکایت کرنے لگا جس نے اِس پر ظلم کیا تھا اور اسکو گالی دی تھی، تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنَّکَ إِن تَلْقَی اللّٰہَ وَمَظلَمَتُکَ کَمَا هِيَ خَیرٌ لَّکَ مِنْ أَنْ تَلقَاهُ وَقَدِ انْتَقَصْتَهُ. ❶

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ سے ملے اس حال میں کہ تمہاری مظلومیت اِس طرح ہو (جیسے تم نے بیان کی) یہ بہتر ہے اِس سے کہ تو رب العالمین سے ملے دراں حال ہے کہ تم نے اِس سے بدلہ لیا ہو۔

امام عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کا عفو ودرگزر

حضرت مکی بن ابرہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں امام ابن عون رحمہ اللہ کے پاس تھا، اتنے میں بلال بن ابی بردہ رحمہ اللہ کا ذکر چلا تو لوگ لعنت اور مذمت کرنے لگے، ابن عون رحمہ اللہ چپکے سے سنتے گئے، لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہیں یاد ہے اس نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ آپ اس کو برا نہیں کہتے؟ آپ نے فرمایا:

إِنَّمَا هُمَا كَلِمَتَانِ تَخْرُجَانِ مِنْ صَحِيفَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَعَنَ اللّٰهُ فَلَانًا فَلَأَن يَّخْرُجَ مِنْ صَحِيفَتِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجَ مِنْهَا لَعِنَ اللّٰهُ فُلَانًا. ❷

ترجمہ: قیامت کو نامہ اعمال میں بھی دو باتیں ہوں گی ایک لا الہ الا اللہ اور دوسرے

---

❶ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذم الكذب، ص ٢٦٧، الرقم: ٥٨١

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج٣ص ١٢٦

فلانے نے فلاں کولعنت کی، تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے نامہ اعمال میں کلمہ نکلے نہ کہ کسی پرلعن طعن کرنا۔

بدلہ لینے والا رب العالمین غفلت اور عجز سے پاک ہے

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا أَتَاکَ رَجُلٌ یشکُو إِلَیکَ رَجُلًا ،فَقُل:یَا أَخِی أُعفُ عَنهُ فَإِنَّ الْعَفْوَ أَقـرَبُ لِلتَّقوَی،فَإِنْ قَالَ:لَا یَحْتَمِلُ قَلْبِی الْعَفوَ وَلَکِن أَنتَصِرُ کَمَا أَمَرَنِی اللّٰـهُ عَزَّ وَجَلَّ ،قُل:فَإِن کُنتَ تُحسِنُ تَنْتَصِرُ مَثَلاً بِمَثَلٍ وَإِلَّا فَارْجِعْ إِلَی بَابِ الْعَفْوِ،فَإِنَّ بَابَ الْعَفْوِ أَوسَعُ، فَإِنَّهُ مَن عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَی اللّٰهِ ، وَصَاحِبُ الْعَفوِ یَنَامُ اللَّیلَ عَلَی فِرَاشِهِ ،وَصَاحِبُ الِانْتِصَارِ یُقَلِّبُ الْأُمُورَ.[1]

ترجمہ:اگرکوئی شخص آپ کے پاس آکرکسی کی شکایت کرے،تو کہو:اے بھائی!اسے معاف کردو، کیونکہ معاف کرنا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے،اگر وہ کہے: میرا دل معافی کو برداشت نہیں کرسکتا، میں بدلہ لوں گا جیسا کہ اللہ رب العزت نے مجھے اجازت دی ہے،تو اس سے کہو:اگرتم انصاف کے ساتھ برابر سرابر بدلہ لے سکتے ہوتو ٹھیک، ورنہ معافی کا دروازہ وسیع ہے، جو معاف کردے اور صلح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ہاں ہے۔درگزر کرنے والا رات کو اپنے بستر پر سوتا ہے، اور بدلہ لینے والا چیزوں کو پلٹ دیتا ہے۔

حضرت فضیل رحمہ اللہ برا بھلا کہنے والے کو دعائیں دیتے رہے

حضرت فضیل بن غزوان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ فلاں شخص آپ کو برا کہتا تھا، آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں اس شخص کو جلاؤں گا جس نے اس

[1] حلیة الأولیاء:الطبقة الأولی من التابعین،ترجمة:الفضیل بن عیاض،ج۸ص ۱۱۲

کوامر کیا ہے،لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا کہ شیطان ہے، پھر فرمایا کہ الٰہی تو اس شخص کی مغفرت کر جس نے مجھ کو برا کہا اور فرمایا کہ اس میرے کہنے سے بے شک شیطان جلتا ہوگا کہ میں نے اس شخص کے باب میں خدا کی اطاعت کی۔ ❶

مالی نقصان کرنے پر معاف کردیا

از ہر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کا غلام آیا اور کہا: میں نے اونٹنی کی آنکھ پھوڑ دی۔ ابن عون رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تمہیں برکت دے۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عون رحمہ اللہ سے کہا: میں اونٹنی کی آنکھ پھوڑوں کیا تم یہ کہو گے کہ اللہ تمہیں برکت دے؟ ابن عون رحمہ اللہ نے کہا: میں آپ سے کہوں گا کہ تم اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہو۔ ❷

بادشاہ وقت ہو کرنا قابل تلافی جرم معاف کردیا

حضرت عبیداللہ بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں خلیفہ معتضد باللہ کے دربار میں تھا، اور اس کے خادم کے ہاتھ میں ایک شعلہ تھا، وہ پگھل رہا تھا، وہ خلیفہ کی ٹوپی پر گر گیا، لیکن خلیفہ معتضد جیسے بیٹھا تھا اِسی طرح بیٹھا رہا، اِس نے کوئی نکیر نہیں کی۔ پھر اس نے خادم کو بلایا اور کہا: یہ خادم سو گیا تھا، غلاموں کی تعداد بڑھاؤ (تا کہ اِن پر بوجھ نہ ہو، اور کام کی تھکاوٹ کی وجہ سے انہیں اونگھ نہ آئے) اور اس غلام کو کچھ نہ کہا، عبیداللہ نے کہا: میں نے زمین کو بوسہ دیا اور کہا: اللہ کی قسم، اے امیر المؤمنین، میں نے آج تک اس طرح تحمل مزاجی کے متعلق نہ سنا ہے اور نہ میں نے سوچا کہ اس قدر بھی برداشت ہوسکتی ہے، پھر میں نے ان کے حق میں دعا کی، انہوں نے فرمایا: کیا

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الجاه والريا، ج۳ص ۳۱۴

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عبد الله بن عون، ج۳ص ۳۹

اس کے علاوہ کوئی اور چیز جائز ہے؟

أَنَا أَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْبَائِسَ لَوْدَارَ فِيْ خَلَدِهٖ مَا جَرَى لَذَهَبَ عَقْلُهُ وَتَلَفَ وَإِنَّمَا يَنْبَغِيْ أَن يُلْحَقَ الْإِنْكَارُ بِالْمُتَعَمِّدِ لَا بِالسَّاهِيْ وَالْغَالِطِ. ❶

ترجمہ: میں جانتا ہوں کہ اگر اس غافل سے جو کچھ ہے اس کے بارے میں کبھی اس نے سوچا بھی ہوتا تو اس کا دماغ خراب ہو جاتا، لیکن (سزا وگرفت کا) تعلق جان بوجھ کر کرنے والے سے ہونا چاہیے، بھولے اور بھٹک جانے والے سے نہیں۔

برا بھلا کہنے والے کو پہلو میں بٹھانا

منیر مولی فضل بن عباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، پس ایک شخص آیا اور کہا: میں فلاں کے پاس سے گزر رہا تھا وہ آپ کو برا بھلا کہہ رہا تھا، پس وہب بن منبہ رحمہ اللہ غصہ ہوئے اور اسے کہا: شیطان کو تیرے علاوہ کوئی قاصد نہیں ملا۔ میں وہب بن منبہ رحمہ اللہ کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ وہ برا بھلا کہنے والا شخص آ گیا، وہب بن منبہ رحمہ اللہ کو سلام کیا، آپ نے جواب دیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھا دیا۔ ❷

اگر میں ایسا ہی ہوں تو اللہ مجھے معاف کرے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو السوادر رحمہ اللہ بردبار، حکماء، زاہد اور ثقہ علماء میں سے تھے۔ کسی نے انکو گالی دی اور آپ خاموشی سے جا رہے تھے، جب گھر پہنچے تو

❶ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ثم دخلت سنة تسع وسبعين ومائتين، باب ذكر خلافة المعتضد بالله، ج ۱۲ ص ۳۲۴

❷ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ثم دخلت سنة عشر ومائة، ترجمة: وهب بن منبه، ج ۷ ص ۱۴۲، رقم الترجمة: ۶۰۳

اس سے کہا:"حَسْبُکَ إِنْ شِئْتَ" اگر چاہوتو تمہارے لئے اتنا کافی ہے(یعنی اگر دل کی بھڑاس نکل گئی تو اتنا کافی ہے،اوراگر باقی ہےتو میرا گھر آ گیا ہے۔)

ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوالسوادرحمہ اللہ کو گالی دیتے ہوئے آیا،توانہوں نے فرمایا:" إِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ إِنِّيْ إِذَا لَرَجُلٍ سُوْءٍ" اگر میں اسطرح ہوں جسطرح تو کہہ رہاہےتو میں برا آدمی ہوں۔❶

خلیفہ مامون الرشید اورتحمل مزاجی

عبداللہ بن بواب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ مامون اتنابرداشت کرتے تھے کہ ہمیں غصہ آجاتا تھا،اور بسا اوقات مامون پردے کے پیچھے دجلہ پرآتے،وضوکرتے، مسواک کرتے اورہم ان کے سامنے کھڑے ہوتے،تو ملاح گزرتا اوراونچی آواز سے کہتا: کیاتم سمجھتے ہوکہ یہ مامون میری نظر میں شریف ہے جب کہ اس نے اپنے بھائی کوقتل کیاہے؟راوی فرماتے ہیں:

فَوَ اللَّهِ مَازَادَعَلَى أَنْ تَبَسَّمَ وَقَالَ:مَاالْحِيلَةُ عِنْدَكُمْ حَتَّى أَنْبُلَ فِيْ عَيْنِ هَذَاالرَّجُلِ الْجَلِيْلِ؟❷

ترجمہ:خدا کی قسم!مامون مسکراہٹ کےسوااِسے کچھ نہیں کہا،اور کہا:اس قابل احترام آدمی کی نظر میں مجھے زیادہ شریف وعقلمند بنانے کے لیے آپ حضرات کے پاس کون سی تدبیر ہے؟

❶المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک:ثم دخلت سنة سبع ومائة،ترجمة:سليمان بن يسار،ج۷ص ۱۲۰،رقم الترجمة: ۵۹۱

❷المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک:ثم دخلت سنةثمان وتسعين ومائة،باب ذكرخلافة المأمون،ج۱۰ ص ۶۴

خلیفہ مامون الرشید اور عفوودرگزر

خلیفہ مامون الرشید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَاوَاللّٰهِ أَسْتَلَذُّ الْعَفْوَحَتّٰى أَخَافَ أَن لَّا أُوجَرَ عَلَيْهِ وَلَوْعَلِمَ النَّاسُ مِقْدَارَ مَحَبَّتِيْ لِلْعَفْوِ لِتَقَرَّبُوْاإِلَيَّ بِالذُّنُوْبِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں معافی سے اس حد تک لطف اندوز ہوتا ہوں کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ مجھے اس کا بدلہ (آخرت میں نہ) ملے گا، اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں معافی کو کتنا پسند کرتا ہوں تو وہ گناہوں کے لیے میرے قریب آ جائیں گے۔

مجلس سے اٹھتے ہی میں نے معاف کردیا تھا

حسن بن غالب مقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بکر بن شاذان رحمہ اللہ اور ابوالفضل تمیمی رحمہ اللہ کے درمیان بحث ہوئی، تو ابوالفضل رحمہ اللہ نے ایسی بات کہہ ڈالی جو بکر بن شاذان رحمہ اللہ پر بڑی گراں گذری، پھر دونوں لوٹ گئے۔ پھر تمیمی رحمہ اللہ شرمندہ ہوا اور ابوبکر بن یوسف رحمہ اللہ کے پاس گیا اور ان سے کہا: میں نے بکر بن شاذان کو ایسی بات کہہ دی جس سے وہ ناراض ہوگئے، اور میں اِس پر بہت شرمندہ ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے اور ان کے درمیان صلح کرائیں۔ ابوبکر بن یوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ عصر کی نماز میں باہر آئیں گے۔ پس ابوبکر بن یوسف ان کے پاس آیا تو تمیمی رحمہ اللہ وہاں بیٹھا تھا، تمیمی نے اِس سے کہا: میں سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کردیں۔ بکر نے کہا: "**سُبْحَانَ اللّٰهِ مَافَارَقْتُکَ حَتّٰى أَحْلَلْتُکَ**"، سبحان اللہ! میں نے تم سے جدا ہونے سے پہلے ہی تمہیں معاف

❶ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ثم دخلت سنة ثمان وتسعين ومائة، باب ذكر خلافة المأمون، ج ١٠ ص ٦٥

کر دیا تھا، یہ کہہ کر لوٹ گئے۔ ❶

حضرت لقمان رحمہ اللہ کا کڑوی کو بھی صبر وشکر کے ساتھ کھانا

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت لقمان جو حکیم تو سب کے نزدیک ہیں، نہایت عقلمند اور دانا انسان گزرے ہیں، ایک باغ میں نوکری کر لی، اس سے سبق لینا چاہیے کہ حلال پیشہ کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے، مالک باغ میں آیا اور ان سے ککڑیاں منگائیں اور اس کو تراش کر ایک ٹکڑا ان کو دیا، بے تکلف کھاتے رہے، اس نے یہ دیکھ کر کہ یہ بڑے مزے سے کھا رہے ہیں یہ سمجھا کہ یہ ککڑی نہایت لذیذ ہے، ایک قاش اپنے منہ میں بھی رکھ لی تو وہ کڑوی زہر تھی، فوراً تھوک دی اور بہت منہ بنایا، پھر کہا: اے لقمان! تم تو اس کڑی کو بڑے مزے سے کھا رہے ہو، یہ تو کڑوی زہر ہے، کہا جی ہاں کڑوی زہر تو ہے، کہا پھر تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ کڑوی ہے، کہا میں کیسے کہتا، مجھے یہ خیال ہوا کہ جس ہاتھ سے ہزاروں دفعہ شیریں چیزیں کھائیں اگر اس ہاتھ سے ساری عمر میں ایک دفعہ کڑوی چیز ملی تو اس کو کیا منہ پر لاؤں؟ ❷

اکابر علماء کی تحمل مزاجی اور عفو ودرگزر کے پرتاثیر واقعات

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا عفو ودرگزر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ میں عفو ودرگزر کرنے کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص ان کو قتل کرنے کے ارادے سے ان کے پاس آیا، انہوں

❶ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ثم دخلت سنة خمس وأربع ومائة، ترجمة: بكر بن شاذان، ج ١٥ ص ١٠٤، رقم الترجمة: ٣٠٥٠

❷ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ١١١

نے اس کو اپنے پاس بٹھالیا اور بہت ہی خوش اخلاقی سے پیش آئے، پھر اس کی ظاہری حالت سے اندازہ لگالیا کہ قتل کے ارادے سے آیا ہے، تو اس سے فرمایا: جس ارادے سے آئے ہو اس کو پورا کردو، یہ جملہ سن کر وہ شخص کانپنے لگا اور عاجزی کے ساتھ کہنے لگا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپ کو قتل کرنے بھیجا گیا ہے، یہ کہہ کر بغل سے چھری نکالی اور سامنے رکھ دی، پھر قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھے اس کی سزا دیجئے بلکہ مجھے قتل کردیجئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم سے کوئی بدی کرے تو ہم بھی اس کے ساتھ بدی کریں، بلکہ ایسے شخص کے ساتھ بھی ہم اچھائی ہی کرتے ہیں۔

اس کے بعد بہت ساری دعاؤں کے ساتھ اس شخص کو رخصت کردیا، آپ کے کریمانہ اخلاق کو دیکھ کر پھر یہ ہمیشہ آپ کی مجالس میں بیٹھنے لگا اور پھر اسے حج کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔ ❶

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے والد کا صبر و تحمل

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ نے اپنے مکاتیب میں لکھا کہ ایک مرتبہ (حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے والد) شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ کی شان میں کسی عورت نے گستاخی کی، انہوں نے صبر وسکوت فرمایا۔ اتنے میں دیکھا کہ غیرت الٰہی جوش انتقام میں ہے، شیخ نے فورا ایک شخص سے جو اس وقت موجود تھا کہا کہ اس عورت کو ایک تھپڑ مارو، اس کو تردد ہوا ادھر وہ عورت گر کر مرگئی۔ ❷

❶ ہمارے اسلاف: ص۴۴، ۴۵

❷ الاعتدال فی مراتب الرجال: ص۲۰

مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی قدس سرہ کی خدمت میں ایک شخص آیا کہ میری سفارش نوکری کیلئے فلاں شخص سے کر دیجئے، وہ شخص جس سے سفارش چاہی گئی تھی آپ کا مخالف تھا مگر باوجود اس امر کے آپ نے اپنی خوش خلقی سے رقعہ لکھ دیا، یہ شخص رقعہ لے کر گیا اُس شخص کو جا کر رقعہ دیا، تو اس شخص نے کہا کہ شاہ صاحب سے کہہ دینا کہ اس کو اپنے اس مقام میں رکھ لو، استغفر اللہ، اس بھلے آدمی نے ویسے ہی آ کر روایت نقل کر دی، حضرت فرمانے لگے کہ اگر تیرا مقصود اس طریق سے حاصل ہو جاتا یا اب بھی ہو جائے تو خدا کی قسم مجھے اس سے بھی عذر نہیں، اس سائل نے اس مخالف سے یہ حکایت جا کر نقل کی وہ متاثر اور متضرع ہوا اور آ کر عقیدت ظاہر کی اور اپنی غلطی پر شرم سار ہوا، توبہ تائب ہوا اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ❶

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی

جناب خان صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ وعظ فرما رہے تھے، اثناء وعظ میں ایک شخص اٹھا اور کہا کہ مولوی صاحب ہم نے سنا ہے کہ تم حرامی ہو، آپ نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ میاں تم نے غلط سنا ہے میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ بڈھانہ، پُھلت اور خود دلی میں ہنوز موجود ہیں اور یہ فرما کر پھر وعظ شروع کر دیا۔ ❷

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ اور عفو و درگزر

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کا قیام دہلی میں تھا، حضرت کے خدام

---

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۲۰۷، ۲۰۸

❷ حکایات اولیاء: ص ۴۸

میں سے چند مخصوص تلامذہ ساتھ تھے، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ دوسرے شاگرد مولانا احمد حسن امروہی رحمہ اللہ اور حاجی امیر شاہ خان صاحب مرحوم، مولانا احمد حسن صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ہمجولیوں میں بیٹھ کر فرمایا کہ بھائی لال کنویں کی مسجد کے جو امام ہیں ان کی قرأت بہت اچھی ہے، کل صبح کی نماز ان کے پیچھے پڑھ لیں، شیخ الہند رحمہ اللہ نے غصہ میں آ کر فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی ہے، وہ تو ہمارے حضرت کی تکفیر کرتا ہے ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

اور بڑا سخت لہجہ اختیار کیا، یہ جملے حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے کان میں پہنچے، تو اگلے دن حضرت ان سب شاگردوں کو لے کر اسی مسجد میں پہنچے اور اس امام کے پیچھے جا کر نماز پڑھی، سلام پھیرا تو چونکہ یہ اجنبی تھے، نمازیوں نے دیکھا کہ یہ تو علماء ہیں، پھر پوچھا کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ تو مولانا محمد قاسم نانوتوی ہیں اور یہ ان کے شاگرد مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ اور یہ مولانا احمد حسن امروہی رحمہ اللہ ان کے تلمیذ ہیں، امام صاحب کو سخت حیرت ہوئی کہ میں تو رات دن انہیں کافر کہتا ہوں اور یہ نماز کے لئے میرے پیچھے آ گئے، تو امام صاحب نے خود بڑھ کر مصافحہ کیا اور کہا کہ حضرت میں آپ کی تکفیر کرتا تھا اور میں آج شرمندہ ہوں آپ نے میرے پیچھے نماز پڑھی حالانکہ میں آپ کو کافر کہتا رہا، حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں، میرے دل میں آپ کے اس جذبہ کی قدر ہے اور زیادہ عزت دل میں بڑھ گئی ہے، کیوں؟

اس واسطے کہ آپ کو جو روایت پہنچی ہے کہ میں توہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہوں تو آپ کی غیرت ایمانی کا یہی تقاضا تھا، ہاں البتہ شکایت اس کی ہے کہ روایت کی تحقیق کرنی چاہیے تھی، تو میں یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ یہ خبر غلط ہے اور میں اس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں جو ادنی درجہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

توہین کرے اور اگر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ کے ہاتھ پر ابھی اسلام قبول کرتا ہوں:

أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ❶

اب امام بے چارہ قدموں میں گر پڑا اور بچھا جانے لگا۔

بات صرف یہ تھی کہ ان حضرات کے دلوں میں تواضع باللہ اور ادب مع اللہ اس درجہ رچا ہوا تھا کہ نفسانیت کا شائبہ نہ رہا تھا، استہزاء اور تمسخر تو دور کی بات، اپنے مخالفین کی بھی عزت نفس اور احترام کا خیال رکھتے تھے۔

مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی

حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمہ اللہ نے بخاری شریف پر جو حاشیہ لکھا ہے اس میں آخری چار پارے کے حواشی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے لکھے ہوئے ہیں، انہی کا واقعہ ہے کہ ایک بار مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کہیں جا رہے تھے آپ کے ساتھ کچھ شاگرد اور متوسلین بھی تھے، راستہ میں ایک دیہاتی نے (ان کی سادہ وضع) کو دیکھ کر کہا: ڈاکوؤں کا گروہ جا رہا ہے، شاگردوں نے انہیں مارنا چاہا مگر آپ نے سختی سے منع کر دیا اور گھر واپس آ کر بکس کھولا جس میں سینکڑوں خطوط تھے اور ان میں بڑے شاندار الفاظ میں مولانا کو خطاب کیا گیا تھا، لوگوں کو دکھلایا پھر فرمایا کہ اتنے آدمی اگر ایسا سمجھتے ہیں اور اگر ایک شخص یا چند آدمی ایسا سمجھتے ہیں تو برا ماننے کی کونسی بات ہے۔ ❷

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور عفو درگزر

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو شرک و بدعات کے خلاف خاص طور پر لوگوں کو خبردار فرماتے، ان

❶ خطبات حکیم الاسلام: عنوان: ادب اور اختلاف رائے، ج ۳ ص ۱۷۶، ۱۷۷

❷ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ: اگست ۱۹۷۷ء، ص ۳۰

دنوں بعض رسائل میں بھی ان کے مضامین شائع ہوئے۔ ان ہی دنوں ایک مولوی صاحب بدعات کو رواج دے رہے تھے۔ انہوں نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف طرح طرح کے الزامات عائد کرنا شروع کئے، اشتہارات اور رسائل میں انتہائی بدزبانی اختیار کی، یہ رسائل حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ تک بھی آتے تھے، آپ مولانا محمد یحیی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کو مکمل سنتے، اس لئے کہ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی، خط وکتابت کا تمام کام بھی آپ کے خاص مرید مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہی انجام دیتے تھے، ان رسائل میں انتہائی بدزبانی ہوتی تھی، ان کا سنانا آسان کام نہیں تھا، کچھ دن تک تو سناتے رہے، پھر ہمت جواب دے گئی اور سنانے سے پرہیز شروع کر دیا، چند دن جب اس حالت میں گزرے تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا: یحییٰ! کیا ہمارے دوست نے ہمیں یاد کرنا چھوڑ دیا، بہت دنوں سے کوئی رسالہ میرے خلاف نہیں؟ اس پر مولانا نے بتایا: حضرت! رسائل تو کئی آئے لیکن ان میں گالیوں اور بہتانوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا، میں نے سوچا سن کر بلاوجہ آپ کی طبیعت پریشان ہوگی، اس لئے نہیں سنائے، اللہ کے اس ولی نے جواب میں فرمایا: نہیں! ایسا نہ کرو، ضرور سنایا کرو، میں ان سب کو اس نظر سے سنتا ہوں کہ جو باتیں میرے عیب کی وہ کہتے ہیں، ان میں کوئی بات اگر سچی ہو تو میں اپنی اصلاح کرلوں۔

اَللّٰہُ أَکْبَرُ! یہ ہے حق پرستوں کا شیوہ کہ مخالفین بلکہ دشمنوں کی باتیں بھی ان کی دشنام طرازیوں سے قطع نظر اس نیت سے سنی جائیں کہ اگر اس سے اپنی کوئی غلطی معلوم ہو تو اس سے رجوع کرلیا جائے۔ [1]

---

[1] ہمارے اسلاف: ص ۶۸/ ارواحِ ثلاثہ: ص ۲۱۱، نمبر ۲۰۸/ اکابر دیوبند کیا تھے: ص ۱۶۷، ۱۶۸

مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کا عفو و درگزر

قصبہ بڈولی میں ایک دفعہ مولانا وہاں کی سرائے میں ٹھہرے، برابر میں ایک بنیا مع اپنے لڑکے کے ٹھہرا ہوا تھا اور لڑکے کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے۔ مولانا کی اس سے بات چیت ہوتی رہی جیسا کہ سفر میں عادت ہے کہ مسافر آپس میں بات چیت کیا کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا: میاں جی! کہاں جاؤ گے؟ مولانا نے سب بتلا دیا کہ فلاں جگہ اور فلاں راستہ سے جاؤں۔ اس کے بعد مولانا تہجد پڑھ کر روانہ ہو گئے۔ اس لڑکے کے ہاتھ میں سے کسی نے کڑے اتار لیے، بنیا اٹھا تو دیکھا کڑے ندارد۔ بس اس کی تو روح فنا ہو گئی، دیکھا کہ وہ میاں جی بھی نہیں جن سے بات چیت ہو رہی تھی۔ اس نے کہا: ''ہو نہ ہو ہی لے گئے، یہ کوئی ٹھگ تھا''۔ وہ سیدھا اسی راستے پر روانہ ہوا جس پر مولانا نے جانے کا ارادہ بیان کیا تھا یہاں تک کہ مولانا اس کو مل گئے۔ بس پہنچتے ہی اس نے ایک دھول رسید کی۔ مولانا نے کہا: کیا ہے؟ کہنے لگا: کڑے کہاں ہیں؟ مولانا نے کہا: بھائی! میں نے تیرے کڑے لیے ہیں؟ کہا: ان باتوں سے کیا تو چھوٹ جائے گا؟ میں تجھے تھانے لے چلوں گا۔ کہا: کچھ عذر نہیں میں تھانہ بھی چلا چلوں گا۔

غرض وہ مولانا کو پکڑ کر جھنجھانہ کے تھانہ میں پہنچا۔ اتفاقاً تھانیدار مولانا کا بڑا معتقد تھا۔ اس نے دیکھا کہ مولانا آ رہے ہیں، کھڑا ہو گیا اور دور سے ہی آ لیا۔ یہ دیکھ کر بنئے کے ہوش خطا ہو گئے کہ یہ تو کوئی بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں اور ڈرا کہ اب تو جوتے پڑیں گے، مگر مولانا اس سے کہتے ہیں بھاگ جا بھاگ جا تجھے کوئی کچھ نہ کہے گا۔ تھانیدار نے مولانا سے پوچھا: یہ کون تھا؟ کہا: تم اسے کچھ نہ کہو جانے دو اس کی کوئی چیز کھو گئی تھی اس کی تلاش میں آیا تھا۔

دیکھئے! کیا بے نفسی ہے۔ لطف یہ کہ نرا عفو ہی نہیں بلکہ مولانا اس کے احسان مند بھی ہوئے، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ اس سے مجھے بڑا نفع ہوا، جب لوگ مصافحہ کرتے ہیں، میرے ہاتھ چومتے ہیں تو میں نفس سے کہتا ہوں کہ تو وہی ہے ایک بنیا نے دھول لگائی تھی بس اس سے عجب نہیں ہوتا۔ ❶

مولانا سید احمد صاحب رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی پر گستاخ قتل ہوگیا

حضرت مولانا سید احمد صاحب دہلی کے صاحب زادہ مصطفیٰ سے یہ حکایت سنی تھی کہ ایک بزرگ حلم وبرُدباری میں مشہور تھے، ایک شخص ان کا حلم آزمانے کے لیے ان کے دروازہ پر گیا اور دستک دیکران کو بلایا، وہ تشریف لائے تو اس شخص نے کہا کہ میں آپ کی والدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ وہ ایسی حسین ہیں، ایک فحش سراپا بیان کردیا۔ وہ بزرگ یہ سب سنتے رہے، جب وہ بات ختم کرچکا تو کہا کہ بہتر ہے، مگر وہ عاقلہ بالغہ ہیں اپنے معاملہ کی مختار ہیں، میں ان سے دریافت کرلوں وہ چاہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، یہ کہہ کر گھر کی طرف بڑھے پیچھے مڑکر دیکھا تو اس شخص کا سرکٹا پڑا تھا، انہوں نے دیکھا تو کہا کہ ”قَتَلَهُ صَبْرِیْ“ میرے صبر نے اس کو قتل کردیا۔ اسی لئے ایک نیم مجذوب نے یہ نصیحت کی کہ جب تمھیں کوئی برا کہے تو نہ انتقام لو اور نہ صبر کرو۔ مطلب یہ ہے کہ پورا انتقام نہ لو اور پورا صبر بھی نہ کرو۔ کچھ کہہ لو، تاکہ وہ قہر خداوندی سے بچ جائے۔ ❷

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ ملا حسن کا سبق پڑھا رہے تھے کہ ایک

---

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع، حصہ ششم، ج ۲ ص ۲۳۹، ۲۴۰

❷ حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات: ص ۲۰۹

پیر مرد سفید ریش آ گئے جن کو سنے سنائے کچھ اختلافی مسائل کی شد بد تھی، اول کچھ سوال کئے اور پھر اعتراض کرنے لگے اور مناظرہ کی صورت پیدا ہوگئی۔ مولانا مختصر اور مسکت جواب دے کر خاموش ہو جاتے۔ بڑے میاں عاجز ہو کر خفگی اور سختی سے دو چار جاہلانہ اعتراض کرتے یا کچھ جواب دیتے۔ بڑے میاں تیز ہو رہے ہیں، آواز بلند کرتے ہیں مگر حضرت ہنس ہنس کر آہستہ آہستہ جواب دے رہے ہیں، حضرت شیخ کو عصر کی نماز میں کسی قدر دیر ہو رہی تھی، مگر جب تک اُس نے خود بس نہ کر دی حضرت بیٹھے رہے۔ ❶

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا عفو و درگزر

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے آخری سفر سلہٹ میں ایک مسلم جماعت کے حکم پر پورے ملک کی طرح ''ڈائریکٹ ایکشن ڈے'' منایا گیا۔ جس میں اپنے ایک ''خاص مطالبہ'' کے ساتھ قوم پرور مسلمانوں پر وحشیانہ حملہ کرنا بھی شامل تھا، چنانچہ سلہٹ میں نئی سڑک کی مسجد میں نماز جمعہ سے فراغت پاتے ہی اس فتنہ کا آغاز ہوا، پوری مسجد نمازیوں کے خون سے لت پت ہوگئی، خدا کے فضل و کرم سے حضرت مدنی رحمہ اللہ محفوظ رہے ورنہ اسباب و علل کی دنیا میں حضرت کی زندگی کے آثار نہیں تھے۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد حضرت مدنی رحمہ اللہ سے مولانا عبدالحمید صاحب اعظمی مدظلہ نے تنہائی میں عرض کیا:

''آج تو کربلا کی یاد تازہ ہو جاتی، مگر خدا نے خیر کی اور کسی کو حضرت پر حملہ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی، یقیناً اس قوم نے ظلم کی انتہا کر دی ہے، اگر حضرت نے اس پر صبر کیا تو خدا خود اپنی گرفت میں لے کر اس قوم کو تباہ کر دے گا۔ خدارا اُن کو اللہ کی گرفت سے

❶ حیات شیخ الہند: ص ۱۵۴

بچائیں۔“

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ مولانا اعظمی صاحب نے عرض کیا کہ:

”ان ظالموں کے حق میں بدُعا فرما کراُن سے بدلہ لے لیں تا کہ براہ راست خدا اپنی گرفت میں نہ لے۔“

حضرت نے عجیب لہجہ میں فرمایا:

”بھائی! جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ نہیں لیا تو میں ان کا غلام ہوکر کیا بدل لوں؟ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں وہ اس قوم کو ہدایت دے، اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہوں۔ ❶

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی اور بردباری

ایک مرتبہ ایک قصاب کی درخواست پر میں جونپور گیا، انھیں کے مکان پر مہمان ہوا، وہاں میرے پاس ایک خط پہنچا جس میں چار چیزیں میرے متعلق لکھی تھی:

اوّل یہ کہ......تم جاہل ہو۔

دوسرے یہ کہ......تم جلاہے ہو۔

تیسرے یہ کہ......تم کافر ہو۔

چوتھے یہ کہ......وعظ کرنے بیٹھوتو پگڑی سنبھال کر بیٹھنا۔

میں نے کسی سے اس خط کا تذکرہ نہ کیا، اگلے روز جب وعظ کا وقت آیا تو منبر پر بیٹھ کر میں نے لوگوں سے کہا: صاحبو! وعظ سے پہلے مجھے آپ سے ایک مشورہ کرنا ہے، وہ یہ ہے کہ مجھے خط ملا ہے اس میں چار چیزیں ہیں: پہلے جزو کے متعلق تو مجھے اس لیے کچھ

❶ حکایات وعملیات مدنی رحمہ اللہ: ص ۴۸

کہنا نہیں ہے کہ یہ صاحب جاہل لکھتے ہیں اور میں خود اپنے اجہل ہونے کا معترف ہوں۔اسی طرح دوسرے جزء کے متعلق بھی کچھ کہنا نہیں ہے کیوں کہ اوّل تو جلاہا ہونا کوئی عیب نہیں اور اگر کسی درجہ میں ہو بھی تو وہ غیر اختیاری امر ہے جیسے کوئی اندھا یا کانا ہو تو مآل اس کا بھی یہی ہے کہ یہ کوئی قابل بحث بات نہیں، دوسرے یہ کہ میں یہاں کوئی شادی کرنے تو نہیں آیا کہ میں نسب کی تحقیق کراؤں، تیسرے یہ کہ اگر کسی کا بلا وجہ میرے نسب ہی کی تحقیق کرنا ہو تو میں اپنی زبان سے کیا کہوں میرے وطن کا پتہ اور وہاں کے عمائد کے نام دریافت کر کے ان سے تحقیق کرلیں کہ میں جولاہا ہوں یا کون؟

اسی طرح تیسرے جزء کے متعلق بھی مجھے مشورہ کرنا نہیں ہے کیوں کہ پچھلی حالت کے متعلق مجھے بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ میں کافر تھا یا مسلمان، میں اس وقت سب کے سامنے کلمہ پڑھتا ہوں "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ "اب تو مسلمان ہوگیا اور جب تک ایمان کے خلاف کوئی بات مجھ سے ظاہر نہ ہو اس وقت تک مسلمان ہی کہا جائے گا۔ البتہ چوتھے جزء کے متعلق مجھے آپ حضرات سے مشورہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ وعظ میں میرا معمول ہمیشہ سے یہ ہے کہ بالقصد اختلافی مسائل بیان نہیں کرتا بلکہ حتی الامکان ان سے بچتا ہوں، لیکن اگر دوران تقریر میں کہیں آجاتے ہیں تو پھر رکتا بھی نہیں، البتہ عنوان نرم اور ایسے الفاظ کا اہتمام کرتا ہوں کہ دل آزاری نہ ہوں، اب اگر وعظ کہوں گا اسی آزادی کے ساتھ کہوں گا اس کا نتیجہ پھر جو کچھ بھی ہو اس لیے مشورہ طلب یہ امر ہے وعظ گوئی کوئی میرا پیشہ تو ہے نہیں اور مجھے شوق بھی نہیں لوگوں کی درخواست پر کہہ دیتا ہوں، اب اگر آپ حضرات درخواست کریں اور مشورہ دیں تو میں کہوں ورنہ میں چھوڑ دوں۔

پھر فرمایا کہ آپ مشورہ میں مدد کے لیے میں خود اپنی رائے بھی ظاہر کیے دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ وعظ تو ہونے دیا جائے اور غالباً وہ صاحب بھی اس مجمع میں ہوں گے جن کا یہ خط ہے تو وہ جس جگہ کوئی ناگوار بات محسوس کریں تو اسی وقت مجھے روک دیں، میں اسی وقت وعظ بند کردوں گا بلکہ یا اگر اس میں ان کو کچھ حجاب مانع ہو تو میں آج بعد ظہر شہر چلا جاؤں گا، میرے جانے کے بعد میرے وعظ کی خوب تردید کردیں، یہ کہہ کر میں خاموش ہوگیا اور لوگوں سے کہا کہ اپنی رائے بیان کریں چاروں طرف سے آوازیں آئیں کہ آپ ضرور وعظ کہیں اور آزادی سے کہیں۔ ❶

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا عفو درگزر

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ کے ایک خادم تھے بھائی نیاز، خانقاہ میں آنے جانے والے تمام حضرات انہیں بھائی نیاز کہہ کر پکارتے تھے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خاص منہ چڑھے خادم تھے اور چونکہ حضرت کی خدمت کرتے تھے اور حضرت والا کی محبت بھی حاصل تھی تو ایسے لوگوں میں کبھی ناز بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ تھے تو "نیاز" لیکن تھوڑا سا ناز بھی پیدا ہو گیا تھا، اس لیے خانقاہ میں آنے جانے والوں سے کبھی غصے بھی ہو جایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی صاحب نے حضرت والا رحمہ اللہ سے بھائی نیاز کی شکایت کی کہ حضرت یہ لوگوں کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں اور مجھے انہوں نے برا بھلا کہا ہے، چونکہ حضرت والا کو پہلے بھی ان کی کئی شکایتیں پہنچ چکی تھیں۔

اس لیے حضرت والا رحمہ اللہ نے ان کو بلایا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ میاں نیاز! یہ تم کیا ہر

❶ مجالس حکیم الامت: ص ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴

آدمی سے لڑتے جھگڑتے پھرتے ہو۔انہوں نے سن کر چھوٹتے ہی جواب میں کہا کہ حضرت! جھوٹ نہ بولو اللہ سے ڈرو۔اب یہ الفاظ ایک نوکر اپنے آقا سے کہہ رہا ہے آقا بھی کون سے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ۔

حقیقت میں ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ حضرت! آپ جھوٹ نہ بولیں بلکہ اصل میں ان کا مقصد یہ تھا کہ جن لوگوں نے آپ تک یہ شکایت پہنچائی ہے، انہوں نے جھوٹی شکایت پہنچائی ہے، ان کو چاہیے کہ جھوٹ نہ بولیں اللہ سے ڈریں، لیکن جذبات میں بے اختیار لفظ زبان سے یہ نکلا کہ حضرت! جھوٹ نہ بولو اللہ سے ڈرو، اب دیکھئے کہ اگر ایک آقا اپنے نوکر کو ڈانٹ رہا ہو اور نوکر یہ کہہ دے کہ جھوٹ نہ بولو تو اور زیادہ غصہ آئے گا اور زیادہ اشتعال پیدا ہوگا، لیکن یہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تھے، ادھر انہوں نے کہا کہ جھوٹ نہ بولو اللہ سے ڈرو، ادھر حضرت والا نے فوراً گردن جھکالی اور فرمایا: استغفر اللہ...... استغفر اللہ...... استغفر اللہ اور پھر بعد میں فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ وہ یہ کہ میں نے ایک طرفہ بات سن کر ان کو ڈانٹنا شروع کردیا، حالانکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ کسی ایک کی بات سن کر فوراً فیصلہ نہ کریں جب تک دوسری طرف کی بات بھی نہ سن لیں، پہلے مجھے ان سے پوچھنا چاہئے تھا کہ کیا قصہ ہوا؟ وہ اپنا موقف پہلے بیان کردیتا پھر اس کے بعد کوئی فیصلہ کرتے، لیکن میں نے پہلے ہی ڈانٹنا شروع کردیا تو غلطی مجھ سے ہوئی اور جب اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو تو میں نے کہا کہ اللہ کی طرف رجوع کیا، معلوم ہوا کہ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی اور میں نے استغفر اللہ پڑھا۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا کہ **''کَانَ وَقَّافًا عِنْدَ حُدُوْدِ اللّٰہِ''** اللہ کے حدود کے آگے رک جانے والے، بھائی نوکروں کے ساتھ اور خادموں کے ساتھ اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ بھی حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا چاہیے، ان کے ساتھ کسی

وقت تحقیر کا معاملہ نہ کریں۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین ❶

حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ کا زہر دینے والے طبیب کے ساتھ عفوودرگزر

ایک دفعہ ایک نادان طبیب نے غلطی سے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کو زہر دے دیا، فوراً آپ کو قے ہوگئی اور مرض ترقی کر گیا، ڈاکٹری تشخیص سے پتہ چلا کہ چند منٹ دیر ہو جاتی تو جان بچانا مشکل ہو جاتا، حضرت مولانا سے جس کو ذرا بھی تعلق تھا وہ حکیم صاحب پر آنکھیں نکالتا اور ان کی صورت سے بیزار ہو گیا مگر آپ کو حکیم صاحب کی ندامت اور اپنے خدام کی ان سے یہ وحشت ایک مستقل تکلیف بن گئی کہ وہ بھی کتمان اور ضبط میں رہی، جس کا اثر یہ تھا کہ حکیم صاحب تشریف لاتے تو آپ ان کو سب سے الگ اپنے پاس چار پائی تھے اور وہ اس کو مناسب مرض بتاتے تو آپ استعمال فرماتے ورنہ ان سے ایسی ہی باتیں کرتے جس سے ان کو یقین ہو جاتا کہ حضرت میرے ومعالجہ کے معتقد اور میری حذاقت ومزاج شناسی کے معترف ہیں اور مخلص خدام سے ایک مرتبہ نرم لہجہ میں اس طرح فرمایا کہ حکیم صاحب تو میرے محسن ہیں، غلطی تو ہر بشر کے ساتھ لگی ہوئی ہے مگر جو کچھ کیا وہ محبت وشفقت ہی کی نیت سے کیا ان کو کوئی ترچھی نظر سے دیکھتا ہے تو میرے دل پر برچھی لگتی ہے۔ فاعل مختار بجز اللہ تعالی مولائے کریم کے کوئی نہیں جو ہوا وہ اس کی مشیت سے ہوا، پھر کسی کو کیا حق ہے کہ آلہ واوزار کو سرزنش کرے۔ ❷

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور عفوودرگزر

سید امین گیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

❶ اصلاحی خطبات: غریبوں کی تحقیر نہ کیجئے، ج ۲ ص ۲۱۷ تا ۲۱۹

❷ ایک ہزار پرتاثیر واقعات: ص ۲۴۱

حضرت اقدس حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے ایک روز ''اتحاد بین المسلمین اور اخلاقیات'' کے موضوع پر باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مولوی صاحب اپنی تقاریر میں ہمیشہ مجھے کوستے تھے۔ طعن وطنز تشنیع اور دشنام کا نشانہ بناتے تھے۔ میں نے کبھی ان کی باتوں کا جواب نہ دیا نہ برا منایا۔ ایک روز اتفاق سے سر راہ ان کا آمنا سامنا ہو گیا، انہوں نے مجھے دیکھا تو فوراً ایک دوسرے بازار کا رخ کر لیا، میں بھی ادھر ہی مڑ گیا، وہ ایک مسجد کے استنجاء خانے میں چلے گئے میں مسجد کے باہر انتظار کرتا رہا، جب وہ باہر آئے تو السلام علیکم کہہ کر میں ان کے ساتھ چل پڑا اور کہا کہ مولوی صاحب! آپ مجھے جتنا جی چاہے برا بھلا کہہ لیا کریں مجھے گوارا ہے مگر یہ گوارہ نہیں کہ باہم سلام دعا تک نہ رہے، ایسا تو بے علم کرتے ہیں علماء کا یہ کردار عوام پر کیا اثر چھوڑے گا؟ اگر آپ دیانت داری سے میرے عقیدے کو خلاف شریعت سمجھ کر مجھے برا بھلا کہتے ہیں تو آپ اجر کے مستحق ہیں، اگر خدا نہ کرے دانستہ تعصب سے ایسا کرتے ہیں تو خدا گواہ! میں نے آپ کو معاف کیا۔

یہ الفاظ سن کر وہ بہت نادم ہوئے اور کہا مولوی صاحب! آئندہ میں کبھی آپ کے خلاف کچھ نہ کہوں گا۔ بغل گیر ہوئے اور ہم دونوں اپنی اپنی راہ چل پڑے، پھر واقعی انہوں نے کبھی مجھے برا نہ کہا۔ (1)

حضرت شیخ عبدالوہاب رحمہ اللہ کا عفو ودرگزر

حضرت شیخ عبدالوہاب رحمہ اللہ ایک دن کھانا کھا رہے تھے کہ خادم کے ہاتھ سے پانی کی صراحی آپ پر گر پڑی اور آپ کا لباس پانی سے تر ہو گیا۔ خادم آپ کی ناراضگی کے خوف سے کانپنے لگا، آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا: بھائی تم کیوں لرزتے ہو۔

(1) دو بزرگ: ص ۴۴

غلطی کس انسان سے نہیں ہوتی؟ تم بھی ایک انسان ہو، شاید تمہارا مرتبہ مجھ سے بلند ہو، شاید انوار و برکات تمہارے پاس زیادہ ہوں، شاید حق تعالیٰ کا کرم تم پر زیادہ ہو، اس کے بعد آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ❶

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کا نہایت طعن تشنیع کرنے والے کو معاف کرنا

دلی میں ایک نہایت ہی فاسق و فاجر شخص حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے پڑوس میں رہتا تھا، وہ حضرت کا سخت دشمن تھا، اور ہمیشہ برا بھلا کہتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جو لوگ آپ کی زیارت اور ملاقات کے لئے آتے ان کو بھی برا بھلا کہنے سے گریز نہ کرتا۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک ارادت مند نے حاکم شہر سے اس کی بدعنوانیوں اور گستاخیوں کا ذکر کر کے گرفتار کروادیا۔ حضرت خواجہ رحمہ اللہ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے ارادت مند سے کہا کہ تم نے ہمارے پڑوسی کو کیوں گرفتار کروایا۔ اس نے عرض کی کہ اس شخص کی گستاخیاں آپ کی شان میں حد سے بڑھ گئی تھیں۔ حضرت خواجہ رحمہ اللہ نے فرمایا میں کیا اور میری شان کیا، جو کچھ وہ مجھے کہتا تھا میں اس سے زیادہ گنہگار ہوں۔ مرید نے عرض کی کہ یہ شخص نہایت شریر اور بدباطن ہے، آپ نے فرمایا: بھائی آپ ایک صالح اور نیکوکار آدمی ہو اس لئے دوسرے لوگ تمہیں بدکردار اور بداعمال نظر آتے ہیں۔ میں تو اپنے سے زیادہ برا کسی کو نہیں دیکھتا۔ مرید بہت شرمندہ ہوا اور اسی وقت اس شخص کو رہا کروادیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے آپ کی ایذاء رسانی سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرلی۔ ❷

---

❶ حکایات کا انسائیکلو پیڈیا: ص ۴۰

❷ حکایات کا انسائیکلو پیڈیا: ص ۹۲

حضرت مولانا مسیح اللہ خان رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ حضرت مولانا مسیح اللہ رحمہ اللہ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک نومسلم طالب علم کی ضروریات کفالت آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی، وہ طالبعلم کچھ عجیب طبیعت کے واقع ہوئے تھے، جب ان کے جی میں آتا، عین مجلس میں آ کر ایسی باتیں حضرت والا سے کہہ دیتے جو سننے والوں کو گستاخانہ معلوم ہوتیں، دکان داروں سے قرض کر لیتے اور پھر آ کر تقاضا کرتے کہ مجھے پیسے چاہیے، ایک مرتبہ مجلس میں آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے جوتے ٹوٹ گئے ہیں، اور بنوا دیجئے، حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابھی تو خرید کر دیے تھے، تھوڑے سے ٹوٹے ہونگے ، مرمت کروا دو، انہوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں، آپ دیکھ لیجئے، آپ نے فرمایا: لاؤ، دیکھ لوں، اس پر انہوں نے کہا کہ وہ ہیں باہر آپ دیکھ لیجئے، انکے اس جواب پر حضرت والا رحمہ اللہ مجلس سے اٹھ کر دھوپ میں باہر تشریف لائے، جہاں بہت سے جوتے رکھے تھے، چونکہ آپ کو انکے جوتے کی پہچان نہیں تھی، اس لئے مختلف جوتے اٹھا اٹھا کر فرماتے رہے کہ یہ تمہارے جوتے ہیں؟ اور وہ صاحب اندر ہی اندر سے انکار کرتے رہے، بالآخر جب کچھ دیر گزر گئی تو حاضرین میں سے کسی صاحب نے ان سے کہا کہ تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا آگے بڑھ کر دکھلا دو، اس پر انہوں نے اپنے جوتے دکھائے اور حضرت رحمہ اللہ نے مرمت کیلئے پیسے دیئے، کسی نے ان صاحب کے بارے میں حضرت رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ یہ صاحب ایسی بے تکی باتیں کرتے رہتے ہیں، حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی حضرت تو سب لوگ کہتے ہیں، کوئی ایسا بھی تو ہو جس سے میں اپنے آپ کو سنبھالتا رہوں، اور میری اصلاح ہوتی رہے۔ ❶

❶ نقوش رفتگاں: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ، ص ۴۶۶، ۴۶۷

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کا عفوو درگزر

مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک جگہ تقریر کر رہا تھا، ایک صاحب نے جو اپنے ہی تھے پرچی دی، جس میں لکھا تھا کہ جب یہ مدمقابل کے لوگ گالی دے رہے ہیں تو آپ گالی کیوں نہیں دیتے؟ کیا آپ کے منہ میں زبان نہیں؟ میں نے کہا: ہاں بھائی! میرے منہ میں زبان نہیں۔ زبان حق تعالیٰ شانہ کی نعمت ہے، اس کا حق یہ ہے کہ اس کو اچھے کاموں میں مشغول رکھا جائے، ذکر کریں، تلاوت کریں، وعظ کہیں، غلط جگہ اس کو استعمال کرنا ناشکری ہے، اس لئے میں تو گالی والی زبان سے محروم ہوں، بتایئے اگر کسی شخص کے پاس طرح طرح کے عطر ہوں، خوشبوئیں ہوں اور کوئی آ کر اس سے کہے کہ آپ کے پاس گوبر تو ہے ہی نہیں، تو وہ کہنے والا بے وقوف، پاگل خانہ میں بھیجنے کے لائق ہے، اسی طرح زبان کو سمجھ لو۔ ❶

حضرت مولانا محمد اسعد اللہ رحمہ اللہ کا عفوو درگزر

حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ رحمہ اللہ (ناظم مظاہر العلوم سہارنپور) آپکے تلمیذ رشید اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت کا معمول تھا کہ بعد نماز عصر مکان تشریف لیجا کر گھر کی ضروریات دریافت کرتے اور اس کا انتظام فرماتے۔ ایک مرتبہ حسب معمول دار الطلبہ سے مکان تشریف لیجا رہے تھے، احقر اور دو رفیق ساتھ تھے، مکان کی طرف جانے والی گلی میں ایک موڑ ہے، جب اس جگہ پہنچے تو ایک بھنگی نے پاخانہ کا ٹوکرا پھینکا جس سے کچھ چھینٹیں ایک ساتھی کے کپڑے پڑ گئیں، چند قدم کے بعد ہی فرمایا کہ میں نے اس بھنگی کو سخت بات

---

❶ ملفوظات فقیہ الامت: ج ۲ قسط ۷ ص ۱۱۲

کہہ دی اس کو تکلیف ہوئی ہوگی، اس سے معافی مانگنی چاہیے، بہت تلاش کیا گیا مگر وہ نہ ملا، اس کے بعد حضرت کو جو بے چینی ہوئی اس کا نقشہ ابتک آنکھ کے سامنے ہے۔ عجیب اختلاجی کیفیت تھی، حضرت والا مکان نہ جا سکے، بمشکل اقامت گاہ پر پہنچے، بار بار یہی فرماتے رہے مجھ سے غلطی ہوگئی سب نے تسلی دی کہ حضرت قصور اس بھنگی کا ہے، آپ نے کوئی سخت بات نہیں فرمائی، بہت دیر کے بعد بے چینی تو کم ہوئی لیکن ختم نہیں ہوئی، دوسرے دن کئی بار فرمایا کہ مجھے یاد دلانا بعد عصر اس جگہ چلنا ہے، چنانچہ بعد نماز عصر وہاں تشریف لے گئے، وہ بھنگی وہاں مل گیا، حضرت کے الفاظ مجھے یاد ہیں فرمایا: بھائی! میں نے تم کو کل سخت بات کہہ دی تھی تم کو تکلیف ہوئی ہوگی، معاف کر دو۔ وہ ندامت سے پسینہ پسینہ ہوگیا، اور عاجزی کرنے لگا اور کہا سرکار! ہم آپ کے غلام ہیں، مجھ سے غلطی ہوگئی، مجھے اسطرح ٹوکرا نہ پھینکنا چاہیے تھا۔ مگر حضرت بار بار یہی فرماتے رہے کہ معاف کردو۔ آخر اس نے کہا سرکار! میں نے معاف کردیا۔ اس کے بعد حضرت نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کو کچھ رقم دی جس کی تعداد معلوم نہیں۔ ❶

پورے خاندان کے سکھ قاتل پر قدرت پا کر معاف کردیا

جہان دانش میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے وہ یہ کہ مجھے ایک دن میں کئی آدمیوں نے یہ واقعہ سنایا کہ دن کے ڈیڑھ دو بجے ہسپتال کے بغلی دروازے سے جو ہسپتال کے روڈ کی طرف کھلتا ہے ایک بڑے ڈی ڈول کا مگر نہایت مغموم مسلمان ہسپتال سے نکل کر آرہا تھا، اتنے میں اسی سڑک پر ایک سکھ کا گزر ہوا، اسے دیکھتے ہی مسلمان کی آنکھیں سرخ شعلوں سے بھر گئیں، اس نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا اور پھر اس کو پاؤں

❶ تذکرۃ الصدیق: ج۲ص۲۹۵

سے دبا کر بری طرح پیٹنا شروع کر دیا۔ لاہور کی سڑکیں جہاں ہر وقت آدمیوں کا سیلاب موجیں مارتا رہتا ہے، فوراً سینکڑوں آدمی جمع ہو گئے اور سکھ کو چھڑانے لگے، لیکن اس سردار نے کہا: میں نے اس کے خاندان کو قتل کیا ہے اور وہ بے گناہ تھے، میرا انہوں نے کوئی نقصان نہیں کیا تھا مگر میں اس وقت لالہ کے اکسانے اور بھڑکانے میں آ گیا اور قتل وغارت پر کمر باندھ لی لیکن گھر جا کے جو سوچا تو میرے ضمیر نے میری نیندیں چھین لیں۔ جب سوتا ہوں تو خواب میں وہی ماحول دکھائی دیتا ہے کہ لالہ دونی چند غارتگری کے منصوبے بنا رہے ہیں اور ہم لوگ ان کے اشاروں پر بے گناہوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ پولیس اور فوج ہمارے تعاقب میں ہے اور ہم جنگلوں اور اونچے نیچے ٹیلوں میں دبکتے پھرتے ہیں، فوراً آنکھ کھل جاتی ہے اور پھر صبح تک نیند نہیں آتی۔ آخر میں نے طے کر لیا تھا کہ جب راستے کھل جائیں گے تو لاہور جا کر خود کو ان میاں صاحب کے سپرد کر دوں گا، جو سامنے کھڑے ہیں، میں صرف اسی لئے لاہور آیا تھا، اور ان کے گھر جا رہا تھا کہ ان کے دروازے پر ان کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤں تا کہ روح کو ندامت اور ضمیر کو ملامت سے نجات ملے۔ اتفاق ہے کہ یہ راستے ہی میں مل گئے۔ آپ لوگ مجھ پر کرم کریں، انہیں چھوڑ دیں اور مجھے نہ بچائیں، میں تو انہی کے ہاتھ سے مر کر سکون پا سکتا ہوں اور یونہی میری نجات ہو سکتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ سر جھکا کر بیٹھ گیا اور اس شخص سے کہا: آؤ اپنا کام کرو اور مجھے تکلیف سے چھڑا دو۔ میں خدا سے پہلے تمہارا گناہ گار ہوں، یہ سن کر مسلمان کے سینے میں اپنے اسلاف کی روح عود کر آئی۔ اس نے سردار کو سینے سے لگا لیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا: میں نے اور میرے خدا نے تمہیں معاف کر دیا۔ میرے ساتھ گھر چلو! تم میرے مہمان ہو۔ چنانچہ دونوں باہوں میں باہیں ڈال کر مڑ گئے۔ میں حیران رہ

گیا کہ آج بھی مسلمان امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح کردار کی اسی بلندی پر ہیں اور قاتلوں کو معاف کر سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب اسلام کے ان بنیادی کرداروں کی برکت ہے جن پر اسلام کی تاریخ ناز کرتی ہے۔ ❶

بادشاہ وقت کا نہایت تلخ جملے سن کر بھی معاف کر دینا

سلطان بہلول لودہی رحمہ اللہ جب میں تخت نشین ہوا، یہ نیک دل سلطان اپنی بادشاہت کے زمانہ میں پانچوں وقت کی نماز جماعت سے ادا کرتا تھا۔ شریعت کی پابندی کا بے حد خیال رکھتا تھا، لوگوں کی درخواستوں کو خود دیکھتا اور سب کے ساتھ عدل کرتا، دربار میں تخت پر نہ بیٹھتا اور نہ امراء کو اپنے سامنے کھڑا ہونے دیتا، اس کے امیروں یا لشکر والوں میں کوئی بیمار ہو جاتا تو اسکی عیادت کے لئے ضرور جاتا۔ اگر کسی کو اس سے رنج پہنچ جاتا تو اس کے پاس جا کر معذرت کرتا۔ میدان جنگ میں پہلے دو رکعت نماز پڑھتا، اسلام اور مسلمان کی فلاح کے لئے دعائیں مانگتا پھر جا کر دشمنوں سے مقابلہ کرتا۔ اپنی تخت نشینی کے بعد جب پہلی مرتبہ جمعہ کی نماز پڑھنے جامع مسجد گیا تو خطیب نے خطبہ پڑھنے کے دوران افغانوں کا یہ کہہ کر مذاق اڑایا کہ:

''سبحان اللہ''! یہ بھی عجیب قوم پیدا ہوئی ہے شاید یہ دجال کے پیش رو ہوں۔ ان کی زبان یہ ہے کہ ماں کو مور، بھائی کو رور، گاؤں کو شور اور لشکر کو تور کہتے ہیں۔ اپنی قوم کی اس قدر تضحیک کے باوجود سلطان نے مسکرا کر صرف اتنا کہا کہ:

خطیب صاحب! بس کیجئے ہم لوگ بھی خدا کے بندے ہیں۔ ❷

---

❶ جہاں دانش: اخلاقی مظاہرہ، ص: ۶۱۸ تا ۶۲۰

❷ حکایات کا انسائیکلو پیڈیا: ص ۴۶

سات حفاظ بیٹوں کا ایک دن میں انتقال

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک عالم دین کے سات حافظ بچے دہلی کی مساجد میں ختم قرآن میں مصروف تھے، جب ہر ایک بچہ ختم قرآن مجید سے فارغ ہوا تو ایک مسجد میں سات بھائیوں نے شبینہ شروع کر دیا۔ نمبر کے ساتھ ہر ایک بھائی قرآن مجید سنا رہا تھا، پیچھے بڑی تعداد میں دہلی کے مسلمان کھڑے تھے، تو اس کے دوران ساتوں بھائیوں کو ہیضے کی تکلیف شروع ہوگئی، تراویح درمیان میں چھوٹ گئی اور یوں ایک ہی رات میں سات حافظ بھائی انتقال کر گئے، ان کے والد صاحب نے سات بچوں کے جنازے اٹھائے، فرمایا: اللہ پاک کے اس فیصلے پر میں راضی ہوں اور وہی میرا مولیٰ ہے اور دوسرے دن اس حادثے کے دُکھ میں والد بھی چل بسے، بڑے لوگوں کے امتحانات بھی بڑے ہوتے ہیں، اللہ پاک بغیر حساب کے اور بغیر امتحان کے کامیاب فرمائے۔ ❶

بیوی کیساتھ حسن اخلاق اور عفو ودرگزر پر جنت کا انعام

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا، انتقال کے بعد کسی نے خواب دیکھا کہ وہ شخص جنت میں گھوم رہا ہے، پوچھا کہ اللہ نے آپ کو یہ مقام کیسے دیا؟ تو اس نے کہا کہ میری بیوی بداخلاق تھی، زبان دراز تھی، لیکن میں اسے برداشت کرتا تھا، بداخلاقی کرتی تھی تو میں صبر کرتا تھا، اور میں یہ سوچتا تھا کہ میں طلاق دے دوں، لیکن سوچتا تھا پھر یہ عورت کسی اور سے نکاح کریگی اس کو تکلیف دیگی، اس سے بہتر ہے کہ میں اِس کو برداشت کروں، تاکہ کسی اور کو تکلیف نہ ہو، اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ فرمایا: اس نے میری بندی سے

❶ ایک ہزار پرتاثیر واقعات: ص ۴۲۷

درگزر کا معاملہ کیا، ہم بھی تمہارے ساتھ درگزر کا معاملہ کرتے ہیں۔ اس عمل پر اللہ تعالی نے اسے جنت میں بھیج دیا۔ ❶

دیکھئے بیوی کے ساتھ حسن اخلاق اور عفوودرگزر پر اللہ تعالی نے کتنا بڑا انعام عطا کیا، معافی بھی ہوگئی اور آخرت کی منازل آسان ہوکر جنت میں داخلہ بھی ہوگیا۔

بیٹے کے قاتل کے ساتھ عفوودرگزر متحیر العقول واقعہ

ایک نیک دل شخص نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ایک سو اشرفیاں دے کر بسلسلہ تجارت سفر پر روانہ کیا، قضائے کار پہلی ہی منزل میں ایک ڈاکو نے اسے قتل کر کے تمام مال لوٹ لیا، راستے میں ہر چند کہ قاتل کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہوگیا، اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر وہ مقتول کے گاؤں میں اس کے باپ ہی کے گھر پہنچ گیا اور تمام واردات قتل وغارت سنا کر اس سے چند روز کے لیے پناہ مانگی، تا کہ خطرے کا وقت گزر جائے اور اسے خدمت کے طور پر نصف مال کا لالچ بھی دے دیا، نیک دل باپ نے تھیلی اور مقدار سے صحیح اندازہ کرلیا کہ میرا ہی بیٹا قتل کیا گیا ہے اور یہ مال بھی میرا دیا ہوا ہے، مقتول کے باپ نے تین روز تک اس قاتل کی نہایت خاطر تواضع کی، چوتھے روز اس نے بہتی آنکھوں کے ساتھ عرض کیا کہ جس نوجوان کو تم نے قتل کیا ہے وہ میرا ہی اکلوتا بیٹا تھا، بہتر ہے کہ تم اب یہاں سے چلے جاؤ کیوں کہ خطرے کا وقت گزر چکا ہے، لیکن اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں شفقت پدری وفطرت انسانی سے مجبور ہوکر کسی وقت میرے جذبات انتقام جوش میں آجائیں اور میں مغلوب ہوکر تمہیں قتل کر ڈالوں اور صبر کے ثواب سے محروم ہو جاؤں، چنانچہ اپنے فرزند کے قاتل کو مع مال کے بغیر کسی قسم کا بدلہ لیے رخصت کردیا۔

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۱۰

یہ عفوودرگزر کی ایک نایاب مثال ہے کہ بیٹے کے قاتل پر قدرت پا کر بھی اُس کے مہمان ہونے کا لحاظ رکھا، اوراس کی پناہ کو نہیں توڑا، اور عفوودرگزر کی رہتی دنیا تک ایک نایاب مثال قائم کر گئے۔ ❶

گستاخی کرنے والے سے معذرت کر کے اُس کا پسینہ پونچھنا

ایک مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ کے مزار پر گئے۔ وہاں خادموں نے آپ کی آمد کی خبر سن کر مزار کے قریب آپ کے لئے ایک چادر بچھادی، اتفاقاً وہاں ایک بے ادب فقیر موجود تھا، وہ آپ کا نام سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور آپ کے خلاف اول فول بکنا شروع کر دیا، اتنے میں آپ بھی تشریف لائے، آپ کو دیکھ کر فقیر کا مزاج اور بھی برہم ہو گیا اور اس نے آپ کو سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ حضرت خواجہ رحمہ اللہ کے ماتھے پر شکن تک نہ آئی بلکہ آپ اس فقیر سے معذرت کرنے لگے کہ بھائی معاف کر دو جو کچھ ہوا ہے۔ میری لاعلمی میں ہوا ہے جو کچھ تم میرے حق میں کہتے ہو درست ہے، میں ایسا ہی ہوں بلکہ اس سے بھی برا ہوں۔ آپ کے خادموں نے چاہا کہ اس گستاخ فقیر کو پکڑ کر سزا دیں لیکن آپ نے ان کو سختی سے منع فرما دیا اور قریب جا کر اس کا پسینہ اپنی آستین سے پونچھا اور پھر اسے چادر درہم عنایت فرمائے۔ آپ کا حلم وعفو دیکھ کر وہ سخت نادم ہوا۔ ❷

پہلوان وزنی پتھر اٹھا سکتا ہے معمولی بات برداشت نہیں کر سکتا

ایک دفعہ کسی نیک دل آدمی نے ایک پہلوان کو دیکھا کہ وہ سخت غصے میں ہے حتیٰ کہ غصے کے مارے لال پیلا ہو رہا ہے اور منہ سے جھاگ نکل رہی ہے۔ اس آدمی نے

---

❶ عجیب وغریب واقعات: ص ۹۰

❷ حکایات کا انسائیکلوپیڈیا: ص ۹۳

لوگوں سے پوچھا: اس پہلوان کو کیا ہوا کہ غصے میں پاگل ہو رہا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا: اسے فلاں آدمی نے گالی دی ہے اس لئے طیش میں آیا ہوا ہے۔ اس پر نیک دل آدمی نے کہا: کمال ہے یہ اس قدر کم حوصلہ ہے ہزار من کا پتھر تو اٹھا لیتا ہے مگر ایک بات کی تاب نہیں لاسکتا۔ انسان خاک کا پتلا ہے اگر اس میں خاکساری کا جذبہ نہیں تو آدمی نہیں۔ ❶

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ عفو و درگذر حضراتِ سلف کی زندگی کا اہم ترین باب ہے، اور ہمیں ان کی اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگی میں عفو و درگذر کو لانا چاہیے، اور جن سے دکھ پہنچا ہو اُسے معاف کر دینا چاہیے۔ انتقامی جذبات، بدلہ لینے کی دھن، اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی متکبرانہ سوچ نے ہمارے سماج کو زہریلا بنادیا ہے، انتقام در انتقام نے ماحول کو خونخوار درندے کی شکل میں بدل کر رکھ دیا ہے، سب ایک دوسرے سے خار کھائے بیٹھے ہیں، زندگی کے تلخ جام گھونٹ رہے ہیں، لیکن اسلام کی روح افزا تعلیم پر عمل کو تیار نہیں ہیں، ایسا سماج انتہائی بدنصیب ہے، ناکام ہے، محروم ہے، کمزور ہے۔ خوش حالی، امن وسکون، مضبوط رشتے، مہکتے تعلقات، بابرکت زندگی، پر امن ماحول، کشادہ دلی، قلب سلیم تو عفو و درگذر میں ہے۔ یہ خوشبودار پھول کی طرح ہے، جو اپنے اردگرد کو اپنی خوشبوؤں سے معطر رکھتا ہے۔ اللہ خود معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، معاف کرنے والوں کو جنت اور اجر عظیم کا وعدہ فرماتا ہے، واقعی یہ صفت بہت عظیم اور بابرکت ہے، لیکن افسوس ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے، آج رشتوں میں تلخی، قطع رحمی، آپس کی دوری، تناؤ اور ڈپریشن، خودکشی کا ایک اہم سبب معاف نہ کرنا بلکہ بدلہ لینا اور سالہا سال تک دلوں میں نفرت اور رنجشیں

❶ سنہری کرنیں: ص ۹۷

پالنا ہے، دنیا وآخرت کی سعادت، دنیوی زندگی کے امن وسکون کیلئے ہمیں معاف کرنے کی خوبی اپنانی ہوگی، اسے عام کرنا ہوگا، دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو تحمل مزاجی، بردباری اور عفوودرگزر کی صفت سے متصف فرمائے، اور ہمارے مزاج میں اعتدال اورنرمی لائے، اور معاملات کو حسن اسلوبی کے ساتھ حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

۳۸......تکبر کی مذمت وقباحت اور متکبرین کے بھیانک انجام کے عبرتناک واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَلِکَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ﴾(الأعراف:۱۴۶)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا﴾(الإسراء:۳۷)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾(لقمان:۱۸)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ﴾ (الزمر: ٦٠)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں تکبر جیسے بڑے گناہ کی قباحت بیان کی گئی ہے، تکبر کا مطلب ہے کہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو سب سے بڑا اور اعلیٰ تصور کرنا، تکبر ایسی چیز ہے جو فضائل سے دور کر دیتی ہے اور رذائل کے حصول کا سبب بنتی ہے اور انسان کی ذلت ورسوائی اور رذالت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تکبر اِسے نصیحت سننے نہیں دیتا اور وہ اچھی عادتوں کے قبول کرنے سے پس وپیش کرتا ہے۔

کبر کی حقیقت اور اِس کی قسمیں

کبر کی دو قسمیں ہیں: ظاہری کبر اور باطنی کبر، کبر باطن نفس کی عادت کا نام ہے۔ اور کبر ظاہر سے مراد وہ اعمال ہیں جو اعضاء سے صادر ہوتے ہیں۔ حقیقت میں باطنی

❶ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لو کنت متخذا خلیلا، رقم الحدیث: ۳۶۶۵

❷ صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، رقم الحدیث: ۹۱

عادت ہی کبر ہے، اعمال ظاہری تو اس عادت کا ثمرہ ہیں۔ عادت ان اعمال کی موجب ہوتی ہے، چنانچہ جب اعمال ظاہر ہوتے ہیں تو کہا جاتا ہے: تکبر کیا اور ظاہر نہیں ہوتے تو کہا جاتا ہے اس کے دل میں کبر ہے۔ درحقیقت کبر نفس کی ایک عادت ہے اور وہ یہ ہے کہ نفس اپنے آپ کو دوسرے پر فائق اور برتر سمجھے اور اس میں لذت پائے۔ کبر کے لیے متکبر علیہ (جس پر تکبر کرے) اور متکبر بہ (جس چیز پر تکبر کرے) ضروری ہے، یہ ایک اضافی امر ہے اور اس کے لیے ان لوازمات کی ضرورت ہے۔ ❶

عجب اور کبر میں فرق

عجب اور کبر میں ان ہی لوازمات کا فرق ہے۔ عجب میں معجب کے علاوہ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر انسان کو تنہا پیدا کیا جاتا تب بھی اس کے معجب ہونے کا امکان تھا، متکبر ہونے کا امکان نہیں تھا، اس لیے کہ متکبر کے لیے غیر کی ضرورت ہے۔ جس پر وہ صفات کمال میں اپنے آپ کو فائق تصور کرے، تکبر میں اپنے نفس کو بڑا سمجھنا ہے۔ ساتھ ہی دوسرے کو بھی بڑا یا برابر سمجھتا ہے، اس پر تکبر نہیں کرتا۔ اسی طرح دوسرے کو حقیر سمجھنا بھی تکبر میں کافی نہیں ہے، کیوں کہ کبھی دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے۔ اور اپنے نفس کو اس سے بھی زیادہ حقیر تصور کرتا ہے۔ ❷

تکبر کی سب سے قبیح قسم

تکبر کی سب سے بری قسم وہ ہے جو علم سے مستفید نہ ہونے دے اور قبولِ حق کے لیے مانع ہو اور حق کے اتباع سے محروم کردے۔ کبر کی اس قسم کے متعلق بہت سی آیات وارد ہیں، مثلاً:

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص ۳۴۳، ۳۴۴

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص ۳۴۴

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾(الأنعام:۹۳)

ترجمہ:اوراس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل کی گئی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو، اوراسی طرح وہ جو یہ کہے کہ میں بھی ویسا ہی کلام نازل کردوں گا جیسا اللہ نے نازل کیا ہے؟ اوراگر تم وہ وقت دیکھو (تو بڑا ہولناک منظر نظر آئے) جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے، اورفرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے (کہہ رہے ہوں گے کہ) اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، اس لیے کہ تم جھوٹی باتیں اللہ کے ذمے لگاتے تھے، اوراس لئے کہ تم اس کی نشانیوں کے خلاف تکبر کا رویہ اختیار کرتے تھے۔

﴿فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ﴾(النحل: ۲۹)

ترجمہ:لہذا اب ہمیشہ جہنم میں رہنے کے لیے اس کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، کیونکہ تکبر کرنے والوں کا یہی برا ٹھکانا ہے۔

﴿ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا﴾(مریم: ۶۹)

ترجمہ: پھران کے ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدائے رحمٰن کے ساتھ سرکشی کرنے میں زیادہ سخت تھے۔

﴿إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ

مُسْتَكْبِرُونَ﴾(النحل: ۲۲)

ترجمہ: تمہارا معبود تو بس ایک ہی خدا ہے۔ لہذا جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے دل میں انکار پیوست ہو گیا ہے، اور وہ گھمنڈ میں مبتلا ہیں۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ﴾(سبا: ۳۱)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن پر کبھی ایمان لائیں گے اور نہ ان (آسمانی کتابوں) پر جو اس سے پہلے ہوئی ہیں۔ اور اگر تم اس وقت کا منظر دیکھو جب یہ ظالم لوگ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے تو یہ ایک دوسرے پر بات ڈال رہے ہوں گے۔ جن لوگوں کو (دنیا میں) کمزور سمجھا گیا تھا وہ ان سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مؤمن بن جاتے۔

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾(المؤمن: ۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا بیشک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا

سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ﴾ (الأعراف: ۱۴۶)

ترجمہ: میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو برگشتہ رکھوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں، اور وہ اگر ہر طرح کی نشانیاں دیکھ لیں تو ان پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اگر انہیں ہدایت کا سیدھا راستہ نظر آئے تو اس کو اپنا طریقہ نہیں بنائیں گے، اور اگر گمراہی کا راستہ نظر آجائے تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں گے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا، اور ان سے بالکل بے پرواہو گئے۔

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ہم ان کے دلوں سے قرآن کا فہم اٹھالیں گے۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ ہم ان کے دلوں کو ملکوت سے روک دیں گے۔ امام ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ان آیات میں غور وفکر نہ کرسکیں گے اور نہ ان سے عبرت حاصل کرسکیں گے۔ اسی لیے حضرت عیسی علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے کہ کھیتی نرم زمین میں پیدا ہوتی ہے پتھر پر نہیں ہوتی، اس طرح حکمت متواضع دلوں پر اثر انداز ہوتی ہے، متکبرین کے دلوں میں اس کا اثر نہیں ہوتا۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ جو شخص اپنا سر چھت سے ملاتا ہے وہ چوٹ کھاتا ہے، اور جو سر جھکاتا ہے وہ سایہ اور آرام پاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر حق کے انکار اور لوگوں کے حقیر سمجھنے کو قرار دیا ہے:

اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: متکبر وہ ہے جو حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، رقم الحدیث: ۹۱

تکبر کی تین قسمیں

انسان چونکہ فطرتاً ظلوم وجہول ہے اس لیے کبھی وہ اللہ کی بندگی کو عار سمجھتا ہے، کبھی رسولوں کی اتباع اور اطاعت اور کبھی لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے۔

پہلی قسم: اللہ کی عبادت اور بندگی کو عار سمجھنا

یہ بدترین قسم ہے اور اس کی تحریک جہالت اور سرکشی سے ہوئی ہے، جیسا کہ نمرود نے کہا تھا، اس نے اپنے دل میں یہ عزم کر رکھا تھا کہ میں آسمان کے پروردگار سے لڑوں گا، بہت سے جاہلوں سے اس طرح کی سرکشی کے واقعات منقول ہیں، بلکہ ربوبیت کے تمام دعویداروں کی سرکشی کا یہی عالم ہے، جیسے فرعون اس نے تکبر کی وجہ سے یہ دعوی کیا تھا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں۔ اسے اللہ کے بندہ کہلانے میں شرم آئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾(الزمر: ٦٠)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا بیشک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

﴿لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا﴾(النساء: ۱۷۲)

ترجمہ: مسیح کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھ سکتے کہ وہ اللہ کے بندے ہوں، اور نہ مقرب فرشتے (اس میں کوئی عار سمجھتے ہیں) اور جو شخص اپنے پروردگار کی بندگی میں عار سمجھے،

اور تکبر کا مظاہرہ کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ ان سب کو اپنے پاس جمع کرے گا۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا﴾ (الفرقان: ٦٠)

ترجمہ: اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو یہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہوتا ہے؟ کیا جسے بھی تم کہہ دو، ہم اسے سجدہ کیا کریں؟ اور اس بات سے وہ اور زیادہ بدکنے لگتے ہیں۔

دوسری قسم: رسولوں کی اتباع سے اعراض کرنا

رسولوں پر تکبر کرنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اِن کی اتباع نہ کرے اور ان کی اطاعت کو اپنے لئے عار سمجھے۔ یہ صورت بھی اس لیے پیش آتی ہے کہ آدمی رسالت و نبوت کے منصب پر غور و فکر ہی نہیں کرتا، اس لیے جہالت اور ضلالت کی تاریکیوں میں بھٹکتا رہتا ہے، اور یہ سمجھتا رہتا ہے کہ میں حق پر ہوں ذہن و فکر غور و فکر کی دعوت تو دیتا ہے لیکن نفس کی سرکشی اتنی بڑھ چکی ہوتی ہے کہ امر حق کی اطاعت اور انبیاء کی اتباع پر راضی نہیں ہوتا۔

قرآن کریم میں اسطرح کے تکبر کا بھی ذکر ہے:

﴿فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ﴾ (المؤمنون: ۴۷)

ترجمہ: چنانچہ کہنے لگے: کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں، حالانکہ ان کی قوم ہماری غلامی کر رہی ہے؟

﴿وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ﴾ (المؤمنون: ۳۴)

ترجمہ: اور اگر کہیں تم نے اپنے ہی جیسے ایک انسان کی فرمانبرداری قبول کر لی تو تم

بڑے ہی گھاٹے کا سودا کرو گے۔

﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ﴾(إبراهيم: ١٠)

ترجمہ: اور کہا کہ جو پیغام تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے، ہم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، اور جس بات کی تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اس کے بارے میں ہمیں بڑا بھاری شک ہے۔ ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا: کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو سارے آسمانوں اور زمین کا خالق ہے؟ وہ تمہیں بلا رہا ہے کہ تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کردے، اور تمہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَى رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا﴾(الفرقان: ٢١)

ترجمہ: جن لوگوں کو یہ توقع ہی نہیں ہے کہ وہ (کسی وقت) ہم سے آملیں گے، وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے جاتے؟ یا پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ہم خود اپنے پروردگار کو دیکھ لیں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ اپنے دلوں میں اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھے ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے بڑی سرکشی اختیار کی ہوئی ہے۔

﴿وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا﴾(الفرقان:٧)

ترجمہ: اور یہ کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا بھی کھاتا ہے، اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے؟ اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کے ساتھ رہ کر لوگوں

کوڈراتا؟

﴿فَلَوْلَاأُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْجَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ﴾ الزخرف: ۵۳)

ترجمہ: بھلا (اگر یہ پیغمبر ہے تو) اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے؟ یا پھر اس کے ساتھ فرشتے پرے باندھے ہوئے کیوں نہ آئے؟

﴿وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ﴾ (القصص: ۳۹)

ترجمہ: غرض یہ کہ اس نے اور اس کے لشکروں نے زمین میں ناحق گھمنڈ کیا، اور یہ سمجھ بیٹھے کہ انہیں ہمارے پاس واپس نہیں لایا جائے گا۔

تیسری قسم: لوگوں کو حقیر سمجھنا

یعنی اپنے نفس کو بڑا سمجھے اور دوسروں کو حقیر تصور کرے، اپنی برتری ثابت کرے، اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھے اور باقی لوگوں کوئی حیثیت نہ دے۔

بہرحال مخلوق پر تکبر کرنا ایک عظیم جرم ہے، اور گناہ غضب الٰہی کا سبب ہے۔ قرآن کریم میں ابلیس کا تکبر بیان کیا گیا ہے، اور اس پر سزا بھی تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں، اس نے کہا تھا: میں انسان سے بہتر ہوں۔ اس نے اپنے مادہ اور تخلیق پر تکبر کیا کہ وہ آگ سے پیدا ہوا ہے، اور انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی۔ اللہ نے اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا لیکن اس کا تکبر اس حکم کی تعمیل میں رکاوٹ بنا۔ ابتداء میں اسے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد تھا، انتہا میں اس کے حسد نے امر خداوندی پر کبر کی شکل اختیار کر لی۔ انجام یہ ہوا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد اور رندہ درگاہ ہو گیا۔ بندوں پر تکبر کرنے سے یہ آفت پیدا ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ایک بڑی برائی ہے، اور حدیث میں اِس پر سخت وعید ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر

بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ❶

قرآن کریم کی روشنی میں تکبر کی مذمت وقباحت

تکبر کرنے والوں کو ہدایت نہیں ملتی

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ﴾(الأعراف:١٤٦)

ترجمہ: میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو برگشتہ رکھوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں، اور وہ اگر ہر طرح کی نشانیاں دیکھ لیں تو ان پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اگر انہیں ہدایت کا سیدھا راستہ نظر آئے تو اس کو اپنا طریقہ نہیں بنائیں گے، اور اگر گمراہی کا راستہ نظر آجائے تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں گے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا، اور ان سے بالکل بے پرواہو گئے۔

زمین پر اکڑ کر مت چلو

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا﴾(الإسراء:٣٧)

ترجمہ: اور زمین پر اکڑ کر مت چلو، نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتے ہو۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج٣ص ٣٤٥، ٣٤٦

تکبر کرنے والے اللہ کو پسند نہیں ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ﴾(النحل:۲۳)

ترجمہ: ظاہر بات ہے کہ اللہ وہ باتیں بھی جانتا ہے جو وہ چھپ کر کرتے ہیں، اور وہ بھی جو وہ علی الاعلان کرتے ہیں۔ وہ یقیناً گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ کے محبوب بندے متکبر نہیں ہوتے

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾(لقمان:۱۸)

ترجمہ: اور لوگوں کے سامنے (غرور سے) اپنے گال مت پھلاؤ، اور زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو، یقین جانو اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

متکبرین کا ٹھکانہ جہنم ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ﴾(الزمر:۶۰)

ترجمہ: اور قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، ان کے چہرے سیاہ پڑے ہوئے ہیں۔ کیا جہنم میں ایسے متکبروں کا ٹھکانا نہیں ہوگا؟

ایک اور مقام پر ارشا فرمایا:

﴿قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ﴾
(الزمر:۷۲)

ترجمہ: کہا جائے گا جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کیلئے داخل ہو جاؤ، کیونکہ یہ بہت برا ٹھکانہ ہے انکا جو تکبر سے کام لیتے ہیں۔

تکبر کی بناء پر عبادت سے اعراض کرنے والوں کے لئے جہنم ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ (المؤمن: ٦٠)

ترجمہ: جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں تکبر کی مذمت وقباحت

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ متکبر کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ القِيَامَةِ. (1)

ترجمہ: جو شخص غرور وتکبر کے طور پر اپنے (بدن کے) کپڑے کو زمین پر گھسیٹتا ہوا چلے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت وعنایت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔

متکبر شخص قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ، خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الأَرْضِ

(1) صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا خليلا، رقم الحديث: ٣٦٦٥

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: اس اثناء میں کہ ایک شخص غرور وتکبر کے طور پر اپنی ازار (یعنی تہبند یا پاجامہ) کو زمین پر گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا، تو اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا، اب وہ قیامت تک (اسی طرح) زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

متکبر جنت میں داخل نہیں ہوگا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ. ❷

ترجمہ: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔

تکبر کی سزا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان کے باپ نے انہیں یہ بیان کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلْ بِيَمِينِكَ، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: لَا اسْتَطَعْتَ، مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ. ❸

ترجمہ: اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس آدمی نے (از راہِ تکبر) جواب دیا میں ایسا نہیں کرسکتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اللہ کرے) تجھ سے ایسا نہ ہو۔

❶ صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء: باب حديث الغار، رقم الحديث: ٣٤٨٥

❷ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه، رقم الحديث: ٩١

❸ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما: رقم الحديث: ٢٠٢١

راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے چونکہ تکبر کی وجہ سے یہ بات کہی تھی تو وہ (عمر بھی) اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔

تین گناہ گاروں کے لئے چار سزائیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلاَثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ. ❶

ترجمہ: تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا، اور نہ اِن کی طرف نظر رحمت کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، ایک تو بوڑھا زناکار، دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا تنگ دستی میں تکبر کرنے والا۔

تکبر اللہ کی چادر ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ. ❷

ترجمہ: تکبر میری چادر ہے اور (صفاتی) عظمت (گویا تمہارے اعتبار سے) میرا تہبند ہے، پس جو ان دونوں میں سے کسی ایک میں میرے ساتھ جھگڑا کرے گا یعنی جو تکبر کرے گا، تو میں اس کو آگ میں پھینک دوں گا۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار......الخ، رقم الحديث: ۱۰۷

❷ سنن أبي داود: كتاب اللباس، باب ما جاء في الكبر، رقم الحديث: ۴۰۹۰

تکبر کی وجہ سے جبارین کی فہرست میں نام

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتَّى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِينَ فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ. ❶

ترجمہ: آدمی اپنے آپ کو اس حد تک بلند کرتا ہے کہ اس کا نام جبارین کی فہرست میں شامل ہوجاتا ہے اور اسے بھی وہی عذاب ہوتا ہے جو انہیں ہوتا ہے۔

تین آدمیوں پر آگ مسلط ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ، بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِالْمُصَوِّرِينَ. ❷

ترجمہ: قیامت کے دن دوزخ میں سے ایک گردن نکلے گی، اس گردن میں دیکھنے والی دو آنکھیں ہوں گی، سننے والے دو کان ہوں گے اور بولنے والی زبان ہوگی۔ وہ گردن کہے گی کہ میں تین طرح کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات پر متعین کیا ہے کہ میں ان تین طرح کے لوگوں کو دوزخ میں کھینچ کر لے جاؤں اور لوگوں کے سامنے ان کو ذلیل و رسوا کر کے عذاب میں مبتلا کروں) ان میں سے ایک

❶ سنن الترمذي: أبواب البر والصلة والآداب، باب ما جاء في الكبر، رقم الحديث: ۲۰۰۰

❷ سنن الترمذي: أبواب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة النار، رقم الحديث: ۲۵۷۴

طرح کے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کے ساتھ تکبر وعناد کا برتاؤ کیا (یعنی دنیا میں ان پر حق ظاہر ہوا مگر انہوں نے حق کو قبول نہیں کیا) دوسری طرح کے لوگوں میں ہر وہ شخص شامل ہے جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارا ہے اور تیسری طرح کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تصویر سازی کی ہے۔

تکبر سے درجات گھٹتے ہیں

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَتَوَاضَعُ لِلَّهِ دَرَجَةً، يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهِ دَرَجَةً، وَمَنْ يَتَكَبَّرُ عَلَى اللَّهِ دَرَجَةً، يَضَعُهُ اللَّهُ بِهِ دَرَجَةً، حَتَّى يَجْعَلَهُ فِي أَسْفَلِ السَّافِلِينَ. ❶

ترجمہ: جو شخص اللہ عزوجل کی رضامندی کے واسطے ایک درجہ کا تواضع کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک درجہ تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ گھٹا دے گا، یہاں تک کہ سب سے نچلے درجے میں اس کو رکھے گا۔

تکبر سے حکمت وسمجھداری چھن جاتی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ آدَمِيٍّ إِلَّا فِي رَأْسِهِ حِكْمَةٌ بِيَدِ مَلَكٍ، فَإِذَا تَوَاضَعَ قِيلَ لِلْمَلَكِ: ارْفَعْ حِكْمَتَهُ، وَإِذَا تَكَبَّرَ قِيلَ لِلْمَلَكِ: ضَعْ حِكْمَتَهُ. ❷

ترجمہ: ہر آدمی کے سر میں دانائی ہے، جو ایک فرشتہ کے قبضہ میں ہے، پس بندہ جب

---

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، رقم الحديث: ٤١٧٦

❷ المعجم الكبير: ج١٢ ص٢١٨، رقم الحديث: ١٢٩٣٩/ قال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده حسن/ مجمع الزوائد: كتاب الأدب، باب في التواضع، ج٨ ص٨٢، رقم الحديث: ١٣٠٦٩

تواضع اختیار کرتا ہے تو فرشتہ سے کہا جاتا ہے: اِسے دانائی وحکمت سے نوازو، اور جب تکبر کرتا ہے تو فرشتہ سے کہا جاتا کہ اسکی حکمت ودانائی اس سے چھین لو۔

جہنم متکبرین اور ظالم لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی کریم اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت اور دوزخ آپس میں جھگڑا کریں گی، دوزخ کہے گی کہ: ”أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ“ میں متکبر اور ظالم لوگوں کے لئے مخصوص کردی گئی ہوں۔ اور جنت کہے گی کہ ”مَا لِي لَايَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ“ مجھ کو کیا ہوگیا ہے کہ مجھ میں صرف کمزور اور حقیر لوگ داخل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جنت سے فرمائے گا کہ ”أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ“ تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا رحمت کروں گا۔ اور جہنم سے فرمائے گا کہ ”إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِيْ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ“ تو عذاب ہے میں تیرے ذریعہ سے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دوں گا۔

ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے بھرنے کی ایک حد مقرر ہے، لیکن دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا پاؤں مایلیق بشانہ اس پر رکھ دے گا، تو وہ کہے گی کہ بس بس، اس وقت دوزخ بھر جائے گی، اور ایک حصہ دوسرے حصہ سے مل کر سمٹ جائے گا اور اللہ بزرگ و برتر اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک دوسری مخلوق پیدا کرے گا۔ (1)

(1) صحیح البخاری: کتاب تفسیر القرآن، بَابُ قَوْلِهِ: (وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ)، رقم الحدیث: ۴۸۵۰

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کی نصیحت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی آدمی آیا، جس نے بڑا قیمتی جبہ جس پر دیباج وریشم کے بٹن لگے ہوئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اس ساتھی نے تو مکمل طور پر فارس ابن فارس (نسلی فارسی آدمی) کی وضع اختیار کررکھی ہے، ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس کے یہاں فارسی نسل کے ہی بچے پیدا ہوں گے اور چرواہوں کی نسل ختم ہوجائے گی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جبے کو مختلف حصوں سے پکڑ کر جمع کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے جسم پر بیوقوفوں کا لباس نہیں دیکھ رہا؟ پھر فرمایا: اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

إِنِّی قَاصٌّ عَلَیْکَ الْوَصِیَّةَ: آمُرُکَ بِاثْنَتَیْنِ، وَأَنْهَاکَ عَنِ اثْنَتَیْنِ، آمُرُکَ بِلا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ، وَالْأَرَضِینَ السَّبْعَ، لَوْ وُضِعَتْ فِی کِفَّةٍ، وَوُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِی کِفَّةٍ، رَجَحَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَوْ أَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ، وَالْأَرَضِینَ السَّبْعَ، کُنَّ حَلْقَةً مُبْهَمَةً، قَصَمَتْهُنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، فَإِنَّهَا صَلَاةُ کُلِّ شَیْءٍ، وَبِهَا یُرْزَقُ الْخَلْقُ، وَأَنْهَاکَ عَنِ الشِّرْکِ وَالْکِبْرِ.(1)

ترجمہ: میں تمہیں ایک وصیت کررہا ہوں جس میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے روکتا ہوں، حکم تو اس بات کا دیتا ہوں کہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا اقرار کرتے رہنا، کیونکہ اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا

(1) مسند أحمد: مسند المکثرین من الصحابة، ج ۱۱ ص ۱۵۰، رقم الحدیث: ۶۵۸۳

جائے اور " لَا إِلَـهَ إِلَّا اللَّهُ" کودوسرے پلڑے میں تو " لَا إِلَـهَ إِلَّا اللَّهُ" والا پلڑا جھک جائے گا اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک مبہم حلقہ ہوتیں تو " لَا إِلَـهَ إِلَّا اللَّهُ" انہیں خاموش کرادیتا اور دوسرا یہ کہ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" کا ورد کرتے رہنا کہ یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اس کے ذریعے مخلوق کورزق ملتا ہے۔ اور میں روکتا ہوں تمہیں شرک اور تکبر سے۔

میں نے یا کسی اور نے پوچھا: یارسول اللہ! شرک تو ہم سمجھ گئے تکبر سے کیا مراد ہے؟ کیا تکبر یہ ہے کہ کسی کے پاس دو عمدہ تسموں والے دو عمدہ جوتے ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، پھر پوچھا کیا تکبر یہ ہے کہ کسی کا لباس اچھا ہو؟ فرمایا: نہیں، سائل نے پھر پوچھا کیا تکبر یہ ہے کہ کسی کے پاس سواری ہو جس پر وہ سوار ہو سکے؟ فرمایا: نہیں، سائل نے پوچھا: کیا تکبر یہ ہے کہ کسی کے ساتھی ہوں جن کے پاس جا کر وہ بیٹھا کرے؟ فرمایا: نہیں، سائل نے پوچھا: یارسول اللہ پھر تکبر کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق بات کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور مبغوض کون لوگ ہوں گے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ. (1)

ترجمہ: تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت والے دن میرے سب سے

---

(1) سنن الترمذي: أبواب البر والصلة، باب ما جاء في معالي الأخلاق، رقم الحديث: ٢٠١٨

زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوں، اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ قیامت والے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے، باچھیں کھول کر طویل گفتگو کرنے والے، اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔

متکبرین قیامت کے دن چیونٹیوں کی مانند ہوں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَيُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةَ الْخَبَالِ. (1)

ترجمہ: قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا (یعنی ان کی شکل مردوں کی سی ہوں گی لیکن جسم و جثہ چیونٹیوں کی مانند ہوگا) اور ہر طرف سے ذلت وخواری کو پوری طرح گھیرے گی، پھر ان کو جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف کہ جس کا نام ''بولس ہے'' ہانکا جائے گا، وہاں آگوں کی آگ ان پر چھا جائیگی اور دوزخیوں کا نچوڑ (یعنی دوزخیوں کے بدن سے بہنے والا خون، پیپ اور لہو اِن) کو پلایا جائے گا، جس کا نام '' طينة الخبال'' ہے۔

تین چیزوں سے بری شخص جنت میں داخل ہوگا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ: مِنَ الْكِبْرِ،

(1) سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ماجاء فی صفة أوانی الحوض، باب منه، رقم الحديث: ۲۴۹۲

وَالْغُلُولِ،وَالدَّيْنِ. ❶

ترجمہ: جو روح جسم سے جدا ہوئی اور تین چیزوں سے بری تھی تو وہ جنت میں داخل ہوگی، وہ تین چیزیں تکبر، خیانت اور قرض سے بری ہونا ہے۔

ان تمام اور احادیث مبارکہ پر غور کریں کہ تکبر کس قدر مہلک چیز ہے، اس سے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں نہایت دردناک عذاب ہے، متکبر شخص کا جسم قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں ہوگا، متکبرین کو جہنم میں خون اور پیپ پلایا جائے گا، یہ گناہ اللہ کے عذاب الٰہی کو دعوت دینے والا ہے، اس لئے انسان اس گناہ سے اپنے آپ کو بچائے، حضرات انبیاء علیہم السلام اور اسلافِ امت نے بھی تکبر کی مذمت، قباحت اور اسکے دینی واخروی نقصانات کو بیان کیا ہے۔

تکبر کی مذمت سے متعلق حضرات انبیاء علیہم السلام کے اقوال

اللہ کے ہاں مبغوض انسان کون ہے؟

۱......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے دوران عرض کیا کہ ’’ یَا رَبُّ مَنْ أَبْغَضُ خَلْقِکَ إِلَیْکَ؟ یا اللہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ مبغوض تیرے ہاں کون ہے؟ ارشاد فرمایا اے موسیٰ!

مَنْ تَكَبَّرَ قَلْبُهُ،وَغَلُظَ لِسَانُهُ،وَضَعُفَ يَقِينُهُ،وَبَخِلَتْ يَدُهُ. ❷

جس شخص کا دل متکبر ہے، زبان سخت ہے، یقین کمزور ہے اور ہاتھ بخیل ہے۔

اللہ رب العزت کس کی نماز کو قبول فرماتے ہیں؟

۲......اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ:

❶مسند أحمد: تتمة مسند الأنصار، ج۳۷ ص ۵۳، رقم الحديث: ۲۲۳۶۹

❷تنبيه الغافلين: باب الكبر، ص ۱۸۵

إِنَّمَا أَقْبَلُ صَلاةً مَنْ تَوَاضَعَ لِعَظْمَتِيْ وَلَمْ يَتَعَاظَمْ عَلَى خَلْقِي وَأَلْزَمَ قَلْبَهُ خَوْفِيْ وَقَطَعَ نَهَارَهُ بِذِكْرِيْ وَكَفَّ نَفْسَهُ عَنِ الشَّهَوَاتِ مِنْ أَجْلِيْ. ❶

ترجمہ: میں صرف اس شخص کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے آگے سرنگوں رہتا ہے اور میرے بندوں پر بڑائی اختیار نہیں کرتا، اپنے دل میں میرا خوف رکھتا ہے اور اپنا دن میری یاد میں گزارتا ہے اور میری خاطر نفسانی خواہشات سے اجتناب کرتا ہے۔

تکبر کرنے والے کو میں دھنسادوں گا

۳......ایک دن حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے انس وجن اور چرند و پرند سے فرمایا: نکلو، ان کی آواز پر دو لاکھ انسان اور دو لاکھ جن چلے، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اٹھائے گئے اور اتنے اوپر اٹھائے گئے کہ آسمان میں فرشتوں کی تسبیحات سنی، پھر اتنے نیچے کئے گئے کہ پاؤں سمندر کے ساتھ لگے، انہوں نے وہاں آواز سنی کہ:

لَوْ كَانَ فِي قَلْبِ صَاحِبِكُمْ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ لَخَسَفْتُ بِهِ أَبْعَدَ مِمَّا رَفَعْتُهُ. ❷

ترجمہ: اگر تمہاری کسی ساتھی کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوتو میں نے جس قدر تمہیں بلند کیا ہے اس سے کہیں زیادہ گنا میں اُسے زمین میں دھنسادوں گا۔

صاحب علم آدمی کا تکبر سے بری ہونا نیک بختی کی علامت ہے

۴......حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

طُوبَى لِمَنْ عَلَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كِتَابَهُ ثُمَّ لَمْ يَمُتْ جَبَّارًا. ❸

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص ۴۲۱

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص۴۲۷

❸ التواضع لابن أبي الدنيا: باب في الكبر، ص۲۵۶، الرقم: ۲۰۸

ترجمہ: خوش خبری ہو اس شخص کے لیے جسے اللہ تعالی نے اپنے کتاب کا علم دیا پھر وہ تکبر کی حالت میں نہ مرا۔

تکبر سے بچنے والے کے لئے بشارت ہے

۵...... حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا اسے بشارت ہو جسے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب کا علم دیا اور وہ متکبر نہیں مرا۔ ❶

تکبر کی مذمت وقباحت سے متعلق صحابہ کرام اور اسلافِ امت کے ستائیس اقوال

کسی مسلمان کو ہرگز حقیر مت سمجھو

۱...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تُحَقِّرَنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّ حَقِيرَ الْمُسْلِمِينَ عِنْدَ اللّٰهِ كَبِيرٌ. ❷

ترجمہ: کسی مسلمان کو ہرگز حقیر مت سمجھو، کیونکہ حقیر مسلمان بھی اللہ تعالی کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہوتا ہے۔

کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو

۲...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے، کیونکہ حقیر مسلمان بھی اللہ رب العزت کے نزدیک بہت معزز ہوتا ہے۔ ❸

تکبر والے شیطان کے بھائی ہیں

۳...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اپنا ازار گھسیٹتے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

---

❶ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۲۸۸

❷ الزواجر: الكبيرة الرابعة الكبر والعجب والخيلاء، ص ۱۱۷

❸ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۲۸۹

أَنَّ لِلشَّيْطَانِ إِخْوَانًا. ❶

ترجمہ: شیطان کے بھی بھائی ہوتے ہیں۔

آپ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

تکبر کے سبب نیک اعمال نفع نہیں دیتے

۴......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایسے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اَلْکِبْرُ'' وہ گناہ تکبر ہے۔ ❷

تکبر شیطان کا جال ہے

۵......حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا:

إِنَّ لِلشَّيْطَانِ مَصَالِيَ وَفُخُوْخًا، وَإِنَّ مِنْ مَصَالِيهِ وَفُخُوخِهِ الْبَطَرَ بِنِعَمِ اللَّهِ، وَالْفَخْرَ بِعَطَاءِ اللَّهِ، وَالْكِبْرَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ، وَاتِّبَاعَ الْهَوَى فِي غَيْرِ ذَاتِ اللَّهِ. ❸

ترجمہ: شیطان کے بہت سے پھندے اور جال ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں پر اتراتا ہے اور اس کی عنایات پر فخر کرتا ہے، اس کے بندوں پر تکبر کرتا ہے اور غیر اللہ کی اتباع میں خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔

نجاست سے بھرا ہوا شخص کیسے تکبر کرتا ہے؟

۶......خلافت سے پہلے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ حج کے لیے گئے، وہاں امام

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص ۳۴۰

❷ الزواجر: الكبيرة الرابعة الكبر والعجب والخيلاء، ص ۱۱۷

❸ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: نعمان بن بشير، ج ۶۲ ص ۱۲۴، رقم الترجمة: ۷۸۹۷

طاؤس رحمہ اللہ نے انہیں دیکھا کہ وہ اکڑ کر چل رہے ہیں، آپ نے ان کے پہلو میں ٹھوکا دیا اور فرمایا کہ ''لَیْسَتْ هٰذِهِ مِشْیَةُ مَنْ فِیْ بَطْنِهٖ خَرَاءٌ'' جس کے پیٹ میں غلاظت بھری ہوئی ہو اُس کے لیے یہ چال مناسب نہیں ہے۔ ❶

دو مرتبہ شرمگاہ سے نکلنے والا کیسے تکبر کرتا ہے

۷......احنف بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَجِبْتُ لِمَنْ یَّجْرِیْ فِیْ مَجْرَی الْبَوْلِ مَرَّتَیْنِ کَیْفَ یَتَکَبَّرُ. ❷

ترجمہ: مجھے تعجب ہے اس پر جو پیشاب کے راستے سے دو دفعہ نکلا ہے وہ کیسے تکبر کرتا ہے۔

(ایک مرتبہ والد کے نطفے کی صورت میں اور دوسری مرتبہ والدہ کی شرمگاہ سے دنیا میں آنے کے لئے۔)

تکبر سے عقل کم ہو جاتی ہے

۸......امام ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَادَخَلَ قَلْبُ امْرِئٍ شَیْءٌ مِنَ الْکِبْرِ إِلَّانَقَصَ مِنْ عَقْلِهٖ مِثْلُ مَادَخَلَهٗ مِنْ ذٰلِکَ قَلَّ أَوْکَثُرَ. ❸

ترجمہ: کسی شخص کے دل میں تکبر داخل نہیں ہوتا مگر اس کی اتنی عقل کم ہو جاتی ہے جتنی مقدار میں تکبر داخل ہوتا ہے چاہے وہ کم ہو یا زیادہ۔

❶إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الکبر والعجب، ج۳ص ۴۴۰

❷سیر أعلام النبلاء: الأحنف بن قیس بن معاویة، ج۴ص ۸۶، رقم الترجمة: ۲۹/ الزواجر: الکبیرة الرابعة الکبر والعجب والخیلاء، ص۱۱۷

❸صفة الصفوة: ذکر المصطفین من طبقات أهل المدینة من التابعین ومن بعدهم، ترجمة: أبو جعفر محمد بن علی بن الحسین، ج۱ ص ۳۶۲، رقم الترجمة: ۱۷۱

ابلیس تکبر کے سبب مردود ہوا

۹.....حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ رَأَى اَنَّهُ خَيْرٌ مِنْ غَيْرِهِ فَقَدِ اسْتَكْبَرَ، وَذٰلِکَ أَنَّ إِبْلِيْسَ إِنَّمَامَنَعَهُ مِنَ السُّجُوْدِلِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلام اِسْتِكْبَارُهُ. ❶

ترجمہ: جب کوئی شخص یہ سمجھے کہ وہ دوسرے سے بہتر ہے تو اس نے تکبر کیا، اس لیے اسی چیز نے ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے روکا تھا۔

متکبر آدمی کو توبہ کی توفیق کم ملتی ہے

۱۰.....حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَاكَانَتْ مَعْصِيَةُ الْعَبْدِ مِنَ السَّهْوَةِ تُرْجِيْ مِنْهُ التَّوْبَةُ كَآدَمَ وَإِنْ كَانَتْ مِنَ الْكِبَرِ فَلَا كَإِبْلِيْسَ. ❷

ترجمہ: بندہ سے اگر گناہ شہوت کی وجہ سے سرزد ہوتا ہے تو توبہ کی امید ہے جیسے کہ آدم علیہ السلام کی حالت ہوئی اور اگر تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے تو توبہ کی امید نہیں ہے جیسا کہ شیطان کی حالت ہوئی۔

تکبر اپنے آپ کو اپنے سے نیچے والوں پر فضیلت دیتا ہے

۱۱.....حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَفَى بِکَ مِنَ الْكِبْرِ أَن تَرَى لَکَ فَضْلًا عَلَى مَنْ هُوَ دُوْنَکَ. ❸

---

❶صفة الصفوة: ذكر المصطفين من طبقات أهل المكة من التابعين ومن بعدهم، ترجمة: سفيان بن عيينة، ج ۱ ص ۴۲۵، رقم الترجمة: ۲۱۷

❷نزهة المجالس: باب ذم الكبر، ج ۱ ص ۱۴۷

❸حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عون بن عبد الله، ج ۴ ص ۲۴۷

ترجمہ: تکبر کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ آپ اپنے آپ کو اپنے سے نیچے والوں پر فضیلت دو۔

تکبر لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے

۱۲......ابو وہب مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے پوچھا: تکبر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "أَنْ تَزْدَرِيَ النَّاسَ" آپ لوگوں کو حقیر سمجھو۔ ❶

بدترین تکبر کونسا ہے؟

۱۳......حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ تکبر میں سب سے زیادہ بدترین تکبر کونسا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ "کِبرُ العِبَادَةِ" عبادت پر تکبر کرنا۔ ❷

جنت عدن متکبر شخص پر حرام ہے

۱۴......حضرت وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَـمَّـا خَـلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى جَنَّةَ عَدْنٍ نَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَهَا: أَنْتِ حَرَامٌ عَلَى كُلِّ مُتَكَبِّرٍ. ❸

ترجمہ: اللہ تعالی نے جنتِ عدن کو پیدا کیا تو اس کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تو ہر متکبر پر حرام ہے۔

اپنی اصل اور ماضی کو نہ بھولیں

۱۵......محمد بن واسع رحمہ اللہ نے اپنے صاحبزادے کو اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا تو اسے

❶سیر أعلام النبلاء: الطبقة التامنة، ترجمة: عبد الله بن المبارک، ج۱۰ ص۴۰۷، رقم الترجمة: ۱۱۲

❷حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: جبير بن نفير، ج۵ ص۱۳۳

❸الزواجر: الكبيرة الرابعة الكبر والعجب والخيلاء، ص۱۱۷

بلا کر فرمایا کہ:

أَتَـدْرِیْ مَـنْ أَنْتَ أَمَا أُمُّکِ فَأَشْتَرِیْهَابِمَائَتَیْ دِرْهَمٍ وَأَمَّاأَبُوْکَ فَلا أَکْثَرَ اللّٰهُ فِی الْمُسْلِمِیْنَ مِثْلَهُ. ❶

ترجمہ: کیا تو اپنی حقیقت سے واقف ہے؟ تیری ماں کو میں نے دوسو درہم میں خریدا تھا اور تیرا باپ جیسا ہے اللہ تعالیٰ اس جیسے آدمی اور زیادہ نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے مچھر کے ذریعے تکبر ختم کردیا

۱۶...... حضرت ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ متکبرین میں سے ایک نے کہا کہ میں اس وقت تک باز نہیں آؤں گا جب تک دیکھ نہ لوں کہ آسمان میں کون ہے؟ راوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلوق میں سے سب سے کمزور مخلوق (مچھر) کو اس پر مسلط کیا، پس مچھر اس کی ناک میں داخل ہوا، پھر وہ لوگوں سے کہتا "اِضْـرِبُـوْارَأْسِـیْ فَـضَـرَبُـوْهُ حَتّٰـی نَثَرُوْا دِمَاغَهُ" میرے سر کو مارو، پس لوگ مارتے حتی کہ اس کے دماغ تک بکھر کر خراب ہوگیا۔ ❷

تکبر ایک بیوقوفی ہے

۱۷...... بعض اہل علم سے تکبر کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

حُمُقٌ لَمْ یَدْرِ صَاحِبُهُ أَیْنَ یَضَعُهُ. ❸

ترجمہ: یہ ایک بیوقوفی جسے اس کا مالک نہیں جانتا کہ اسکو کہاں رکھے۔

❶ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الکبر والعجب، ج۳ص ۳۴۰

❷ حلیة الأولیاء: الطبقة الأولی من التابعین، ترجمة: أبو عبیدة بن عبد اللّٰه، ج۴ص ۲۰۵

❸ عیون الأخبار: کتاب السؤددة، باب الکبر والعجب، ج۱ ص ۳۸۳

تکبر سے عبادت ضائع ہوجاتی ہے

۱۸......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلسُّجُودُ يَذهَبُ بِالكِبرِ وَالتَّوحِيدُ يَذهَبُ بِالرِّيَاءِ. ❶

ترجمہ: سجدہ تکبر سے اورتوحید ریاء سے ختم ہوجاتی ہے۔

تکبر سے بچنے کی تین نشانیاں

۱۹......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَن خَصَفَ نَعلَيهِ،وَرَقَّعَ ثَوبَهُ،وَعَفَّرَ وَجهَهُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،فَقَد بَرِئَ مِنَ الْكِبرِ. ❷

ترجمہ: جو اپنے جوتوں کو ٹانکے لگوائے، اور اپنے کپڑوں کو پیوند لگائے، اور اپنے چہرے کو اللہ کے لیے خاک آلود کرے، تو ایسا شخص تکبر سے بری ہے۔

تم ابتداء میں نطفہ اور انتہاء میں بدبودار مردار ہو

۲۰......حضرت مطرف بن عبد اللہ بن شخیر رحمہ اللہ نے مہاب کو دیکھا کہ وہ ریشمی عبا پہنے ہوئے اترا اترا کر چل رہے ہیں، آپ نے ان سے فرمایا: اے ابوعبداللہ! "هٰذِهِ مِشْيَةُ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ" یہ چال اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کرتی ہے۔

مہاب نے ان سے کہا: شاید آپ مجھے نہیں جانتے؟ آپ نے فرمایا:

بَلٰى أَعْرِفُكَ،أَوَّلُكَ نُطْفَةٌ مَذِرَةٌ ،وَآخِرُكَ جِيفَةٌ قَذِرَةٌ،وَأَنْتَ بَيْنَ ذٰلِكَ تَحْمِلُ الْعَذِرَةَ. ❸

ترجمہ: کیوں نہیں میں تمہیں جانتا ہوں، ابتداء میں تو ناپاک نطفہ تھا، اور انتہا میں ناپاک

❶ التواضع لابن أبي الدنيا: باب في الكبر، ص ۲۷۳، الرقم: ۲۲۷

❷ التواضع لابن أبي الدنيا: باب في الكبر، ص ۲۵۶، الرقم: ۲۰۷

❸ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج ۳ ص ۳۴۰

مردار ہو جاؤ گے، اور اب غلاظت سے بھرے ہوئے ہو۔

مہلب یہ سن کر چلا گیا اور وہ چال چھوڑ دی۔

گندگی دھونے والا خالق سے مقابلہ کرتا ہے

۲۱......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعَجَبُ مِنْ اِبْنِ آدَمَ یَغْسِلُ الْخَرْءَ بِیَدِہٖ کُلَّ یَوْمٍ مَرَّۃً أَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ یُعَارِضُ جَبَّارَ السَّمٰوَاتِ. ❶

ترجمہ: ابن آدم پر تعجب ہے کہ وہ دن میں دو چار بار استنجاء کرتا ہے اور اپنے ہاتھ سے اپنی شرم گاہ دھوتا ہے اور پھر جبار السموات سے مقابلہ کرتا ہے۔

تکبر سے فہم اور ذہانت میں کمی آتی ہے

۲۲......حضرت محمد بن حسین بن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا دَخَلَ قَلْبَ امْرِئٍ شَیْءٌ مِنَ الْکِبْرِ قَطُّ إِلَّا نَقَصَ مِنْ عَقْلِہٖ بِقَدْرِ مَا دَخَلَ مِنْ ذٰلِکَ قَلَّ أَوْ کَثُرَ. ❷

ترجمہ: بندے کے دل میں جب بھی تکبر آتا ہے تو اسکی عقل وذہانت میں اس کے بقدر یا اُس سے زائد کمی آجاتی ہے۔

پیشانی سر بسجود کرنا تکبر کے منافی ہے

۲۳......حضرت یحیی بن جعدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَن وَضَعَ جَبِینَہُ لِلّٰہِ سَاجِدًا فَلَیسَ بِمُتَکَبِّرٍ، وَقَد بَرِئَ مِنَ الْکِبْرِ. ❸

ترجمہ: جس نے اپنے پیشانی کو اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہوئے رکھا تو یہ تکبر کرنے والا

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص۳۳۷

❷ التواضع والخمول لابن أبي الدنيا: باب في الكبر، ص ۲۷۲، الرقم: ۲۲۶

❸ الزهد لوكيع: باب البراءة من الكبر وَالْهَمّ في الدنيا: ص ۶۳۶، الرقم: ۳۵۷

نہیں ہے، یقیناً یہ تکبر سے بری ہے۔

تکبر نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے

۲۴......حضرت عبداللہ بن ہبیرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ سے اس برائی کے بارے میں پوچھا گیا جس کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تکبر۔ ❶

تین نعمتیں تین رذائل کو ختم کرتی ہیں

۲۵......حضرت ابو علی جوز جانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تکبر، حرص اور حسد سے مرکب ہے، پس جسے اللہ تعالیٰ ہلاکت سے بچانا چاہے تو اُسے عاجزی، خیر خواہی اور قناعت کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ اور جب اللہ خیر کا اردہ رکھتا ہے تو اُسے نرمی اور شفقت عطا کرتا ہے:

فَإِذَاهَاجَتُ فِيُ نَفُسِهِ نَارُالْكِبُرِ أَدُرَكَهَا التَّوَاضُعُ مِنُ نُصُرَةِ اللَّهِ تَعَالَى، وَإِذَا هَاجَتُ نَارُالُحَسَدِ فِيُ نَفُسِهِ أَدُرَكَتُهَا النَّصِيُحَةُ مَعَ تَوُفِيُقِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، وَإِذَاهَاجَتُ فِيُ نَفُسِهِ نَارُالُحِرُصِ أَدُرَكَتُهَا الُقَنَاعَةُ مَعَ عَوُنِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ. ❷

ترجمہ: پھر جب اس کے نفس میں تکبر کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے تو عاجزی خدا کی نصرت سے اس پر غالب آجاتی ہے، اور اگر اس کے نفس میں حسد کی آگ بھڑکتی ہے تو خیر خواہی اللہ کے فضل سے اس پر غالب آجاتی ہے۔ اور اگر اس کے نفس میں حرص کی آگ بھڑکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے قناعت اس پر غالب آجاتی ہے۔

---

❶ التواضع لابن أبي الدنيا: باب في الكبر، ص ۲۷۴، الرقم: ۲۲۹

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج ۳ ص ۳۴۳

تکبر وعجب سے خوبیاں چھن جاتی ہیں

۲٦......علامہ ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِأَنَّهُمَا يَسْلُبَانِ الفَضَائِلَ وَيَكْسِبَانِ الرَّذَائِلَ، وَلَيْسَ لِمَنِ اسْتَوْلَيَا عَلَيْهِ إِصْغَاءٌ لِنُصْحٍ وَلَا قَبُولٌ لِتَأْدِيبٍ، لِأَنَّ الْكِبْرَ يَكُونُ بِالْمَنْزِلَةِ وَالْعُجْبِ يَكُونُ بِالْفَضِيلَةِ. فَالْمُتَكَبِّرُ يُجِلُّ نَفْسَهُ عَنْ رُتْبَةِ الْمُتَعَلِّمِيْنَ وَالْمُعْجَبُ يَسْتَكْثِرُ فَضْلَهُ عَنِ اسْتِزَادَةِ الْمُتَأَدِّبِيْنَ. ❶

ترجمہ: کیونکہ یہ دونوں (تکبر وعجب) خوبیاں چھین لیتے ہیں اور برائیاں حاصل کرتے ہیں، جن پر انہوں نے قبضہ کرلیا ہے وہ مشورہ نہیں سنتے اور نہ ہی نظم وضبط کو قبول کرتے ہیں کیونکہ غرور رتبہ کی وجہ سے ہے اور تعریف نیکی کی وجہ سے ہے۔ مغرور شخص اپنے آپ کو پڑھے لکھے کے درجے سے بلند کرتا ہے اور متکبر انسان پڑھے لکھے کے درجے کو بڑھا کر اپنی فضیلت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔

کفر کے ارکان چار ہیں

۲۷......علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرْكَانُ الْكُفْرِ أَرْبَعَةٌ اَلْكِبْرُ وَالْحَسَدُ وَالْغَضَبُ وَالشَّهْوَةُ. ❷

ترجمہ: کفر کے ارکان چار ہیں: تکبر۔ حسد، غصہ اور شہوت۔

تکبر اطاعت سے روکتا ہے، حسد نصیحت قبول کرنے سے مانع ہے، غصہ عدل وانصاف قائم کرنے سے مانع ہے، اور خواہشات وشہوت انسان کو عبادت کے لئے فارغ نہیں ہونے دیتیں۔

❶ أدب الدنيا والدين: الباب الخامس: أدب النفس، الفصل الأول، ص ۲۳٦

❷ الفوائد لابن القيم: ص ۱۵۷

تکبر کا باعث دینی یا دنیاوی صفات ہوتی ہیں

تکبر صرف وہ شخص کرتا ہے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اپنے آپ کو بڑا وہ سمجھتا ہے جو اپنے لیے صفات کمال میں سے کسی صفت کا مدعی ہو۔ پھر یہ صفات کمال دنیوی بھی ہوتی ہے اور دینی بھی۔ دینی صفات کمال ''علم اور عمل'' ہے اور دنیوی صفات کمال یہ ''نسب، جمال، قوت اور معاونین کی کثرت'' وغیرہ ہیں۔

تکبر کے سات اسباب

پہلا سبب: علم

تکبر کا پہلا سبب علم ہے، علماء بہت جلد کبر وعجب میں مبتلا ہو جاتے ہیں، پہلے وہ اپنے دل میں علم کے کمال اور جمال کا احساس کرتا ہے، پھر اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر تصور کرتا ہے۔ عام لوگوں کو تو خاطر ہی میں نہیں لاتا بلکہ انہیں ایسے دیکھتا ہے جیسے جانوروں کی طرف دیکھا جاتا ہے، انہیں جاہل سمجھتا ہے ان سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اسے سلام کرنے میں پہل کریں، اگر اتفاقاً وہ اِن کو سلام کرنے میں پہل کر لیتا ہے تو اسے اپنا سلوک سمجھتا ہے اور یہ ایسا احسان تصور کرتا ہے جس پر شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ میں نے یہ سلوک کر کے اس کی عزت افزائی کی ہے۔ اور اس کے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جس کا وہ مستحق نہیں تھا اس لیے یہ ضروری ہے کہ وہ میرے احسان کے جواب میں میری خدمت کرے بلکہ میرا غلام بن کر رہے۔

دوسرا سبب: عمل وعبادت

دوسرا سبب عبادت اور عمل ہے، زاہد وعابد بھی عزت طلبی، جاہ پسندی، کبر اور لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے رذائل سے خالی نہیں ہیں، وہ بھی دنیا اور دین دونوں کے معاملات میں ان رذائل کا اظہار کرتے ہیں۔

دنیا میں اس طرح کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دوسروں کا ان کی زیارت کے لیے آنا ان کا دوسروں کی ملاقات کے لیے جانے سے بہتر ہے، وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی ضرورتیں پوری کریں، ان کی عزت کریں، مجلسوں میں ان کے لیے جگہ بنائیں، ان کا ذکر ورع اور تقوی کے اوصاف کے ساتھ کریں اور تمام امور میں انہیں اوّلیت دیں۔ گویا وہ اپنی عبادت وریاضت کو مخلوق پر احسان تصور کرتے ہیں۔

دینی معاملات میں ان کے تصورات کا عالم یہ ہے کہ وہ اپنے علاوہ سب کو کمتر اور گھاٹے والا سمجھتے ہیں، حالانکہ حقیقت میں برباد وہ خود ہیں، کیوں کہ وہی اس غلط فہمی کا شکار ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ.[1]

ترجمہ: جب کوئی شخص یہ کہے کہ لوگ ہلاک ہوگئے، تو یہ سمجھو کہ سب سے زیادہ ہلاکت اس کے لیے ہے۔

تیسرا سبب: حسب ونسب

جو شخص اعلی نسب رکھتا ہو وہ ان لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے جو اس عالی نسبی سے محروم ہوتے ہیں، اگرچہ وہ علم اور عمل میں اس سے ارفع واعلیٰ ہی کیوں نہ ہوں۔ کبھی اس شخص کے تکبر کا عالم یہ ہوتا ہے کہ اسے معمولی حسب رکھنے والے لوگ زرخرید غلام اور نوکر نظر آتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے اور کھانے پینے میں کراہت محسوس کرتا ہے، زبان کے ذریعے وہ اپنے حسب ونسب پر اس طرح فخر کرتا ہے کہ دوسروں کو نبطی، ہندی اور حبشی کہہ کر پکارتا ہے، یا یہ کہتا ہے تو کون ہے؟ تیرا باپ کیا تھا؟ میں فلاں کا بیٹا، فلاں کا پوتا ہوں، تجھ سا معمولی شخص کب مجھ سے بات کرسکتا ہے، یا میری طرف نظر بھر

[1] صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب،باب النهی عن قول هلک الناس،برقم الحديث:٢٦٢٣

کر دیکھ سکتا ہے۔ یہ نفس کی ایک رگ مخفی ہے۔لیکن جب غضب کی آگ بھڑکتی ہے تو اس رگ کا یک بستہ لہو پگھل جاتا ہے، اور بصیرت کا نور بجھ جاتا ہے، پھر آدمی اپنے نسب کا حوالہ دے کر باتیں کرتا ہے کہ ایک بندہ حقیر بھی اس کا تصور نہیں کرسکتا۔

جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں میرا ایک شخص سے تکرار ہوگیا اور میں نے غصے میں اسے ''ابن السوداء'' (کالی عورت کا بیٹا) کہہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ، إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ. ①

ترجمہ: اے ابوذر! تو نے اسے ماں کے نام سے عار دلائی، بے شک تجھ میں ابھی کچھ زمانہ جاہلیت کا اثر باقی ہے، (یاد رکھو) ماتحت لوگ تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالی نے (اپنی کسی مصلحت کی بنا پر) انھیں تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے، تو جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اس کو بھی وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی کپڑا اسے پہنائے جو خود پہنتا ہے، اور اس کو اتنے کام کا مکلّف نہ بناؤ کہ اس کے لیے مشکل ہو جائے اور اگر کوئی سخت کام اس کے ذمہ ڈالو تو تم خود بھی ان کی مدد کرو۔

دیکھیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو کس طرح اُن کی غلطی سے آگاہ کیا کہ اسلام کی نظر میں سفید اور سیاہ دونوں برابر ہیں، اور انہیں آگاہ کیا

① صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب المعاص من أمر الجاهلية، رقم الحديث: ۳۰/ شعب الإيمان: ج۷ص ۱۳۰، رقم الحديث: ۴۷۷۲

کہ اس طرح کا تصور بھی گناہ اور جہالت ہے، اور یہ جاہلیت والی بات ہے کہ غلامی، یا سیاہ فام ہونے کی وجہ سے کسی کو طعنہ دیا جائے۔

چوتھا سبب: حسن و جمال

حسن کے ذریعہ تکبر عام طور پر عورتیں کیا کرتی ہیں۔ یہ تکبر انہیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنے علاوہ عورتوں کے نقائص بیان کریں، ان کی عیب جوئی کریں اوران کی غیبت کریں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ قد میں اتنی چھوٹی سے ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ قَالَتْ: وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا، فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَأَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا. (1)

ترجمہ: تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اِسے سمندر میں ملا دیا جائے تو کڑوا ہو جائے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کی نقل اتاری، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے۔

عموماً عورتوں میں اور حسین لوگوں میں یہ مرض ہوتا ہے کہ انہیں اپنے حسن پر بڑا ناز ہوتا ہے اور وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو سب سے بہتر اور افضل سمجھتے ہیں۔

پانچواں سبب: مال و دولت

یہ کبر بادشاہ اپنے خزانوں میں، تجار اپنے اموال تجارت میں، کسان اپنے کھیتوں میں خوش پوش اپنے لباس اور سواریوں میں کرتے ہیں۔ یعنی تنگ دست کو حقیر سمجھتے ہیں اور

(1) سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في الغيبة، رقم الحديث: ۴۸۷۵

اس پر تکبر کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اُن سے نمایاں اور بہتر سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں میں چاہوں تو تجھ جیسوں کو خرید لوں اور تجھ سے اچھے لوگوں کو اپنا خادم بناؤں تو کون ہے اور تیرے پاس کیا ہے؟ صرف میرے گھر کا سامان تیرے مال سے زیادہ ہے، میں دن بھر میں اتنا خرچ کر دیتا ہوں جتنا تو سال بھر میں نہیں کما پاتا۔ یہ تمام باتیں مالدار شخص اس لیے کرتا ہے کہ اس کی نظروں میں مال داروں کی اہمیت وعظمت ہے اور فقر کو ناپسند کرتا ہے۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فقر کی فضیلت اور مال داری کی آفات سے واقف نہیں۔ اگر واقف ہوتا تو ایسی باتیں نہ کرتا۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا:

﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا﴾ (الکہف: ۳۴)

ترجمہ: اور اس شخص کو خوب دولت حاصل ہوئی تو وہ اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میرا مال بھی تم سے زیادہ ہے، اور میری جماعت بھی تم سے زیادہ مضبوط ہے۔

﴿فَعَسَى رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا﴾ (الکہف: ۴۰)

ترجمہ: تو میرے رب سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ مجھے تمہارے باغ سے بہتر چیز عطا فرمادے، اور تمہارے اس باغ پر کوئی آسمانی آفت بھیج دے، جس سے وہ چکنے میدان میں تبدیل ہو کر رہ جائے۔

پہلے شخص نے مال اور اولاد کی کثرت پر تکبر کیا تھا۔ اس کا انجام اس قول سے ظاہر ہے:

﴿وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَى مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا﴾ (الکہف: ۴۲)

ترجمہ:اور (پھر ہوا یہ کہ)اس کی ساری دولت عذاب کے گھیرے میں آ گئی، اور صبح ہوئی تو اس حالت میں کہ اس نے باغ پر جو کچھ خرچ کیا تھا، وہ اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا، جبکہ اس کا باغ اپنی چھتریوں پر گرا پڑا تھا، اور وہ کہہ رہا تھا: کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانا ہوتا۔

قارون کے تکبر کی بھی یہی نوعیت تھی ،اللہ تعالی نے اس کے غرور کی یہ کیفیت بیان فرمائی ہے:

﴿فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾(القصص: ۷۹)

ترجمہ: پھر (ایک دن) وہ اپنی قوم کے سامنے آن بان کے ساتھ نکلا۔ جو لوگ دنیوی زندگی کے طلب گار تھے، وہ کہنے لگے :اے کاش! ہمارے پاس بھی وہ چیزیں ہوتیں جو قارون کو عطا کی گئی ہیں۔ یقیناً وہ بڑے نصیبوں والا ہے۔

چھٹا سبب: طاقت وقوت

طاقتور آدمی اپنے آپ کو سب سے بہتر اور کمزور کو بے حیثیت اور حقیر سمجھتا ہے، جہاں بیٹھتا ہے اپنی قوت وطاقت اور بہادری کے تذکرے کرتا ہے ،تا کہ لوگوں سے داد وصول کرے۔

ساتواں سبب: تلامذہ اور مریدین کی کثرت

بعض لوگ اس لیے تکبر کرتے ہیں کہ ان کے تلاندہ و مدگار اور مریدین کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، بادشاہ فوج کی تکثیر سے تکبر کرتے ہیں اور علماء تلامذہ سے،اور شیوخ اپنے مریدوں کی کثرت سے بزعم خود عجب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (1)

(1) إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص۳۳۸ تا ۳۵۳

اقوال وافعال اور عادات میں تکبر

جاننا چاہیے کہ تکبر آدمی کی عادتوں اور طور طریقوں میں ہوتا ہے، جیسے منہ پھلا لینا۔ کن آنکھوں سے دیکھنا، گردن سینے پر ڈالے رکھنا، چارزانو یا تکیہ لگا کر بیٹھنا۔ یا اس کے اقوال میں ہوتا ہے حتی کہ آواز، حروف والفاظ کی ادائیگی کا طریقہ اور جواب دینے کا اُسلوب بھی تکبر سے خالی نہیں ہوتا۔ تکبر چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے حرکات سکنات میں بھی ہوتا ہے، ایک حال سے دوسرے حال میں بدلنا بھی تکبر کا مظہر بن سکتا ہے۔ متکبرین میں بعض ایسے ہیں جو ان تمام افعال واقوال میں تکبر کرتے ہیں اور بعض متکبرین کچھ اُمور میں تکبر کرتے ہیں اور کچھ میں تواضع کرتے ہیں۔ ذیل میں کچھ علامات بیان کی جاتی ہیں۔

تکبر کی بیس علامات

۱......دوسروں سے تعظیم چاہنا

مثال کے طور پر بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ دوسرے ہمارے سامنے دست بستہ کھڑے رہیں، یا ہمیں دیکھ کر کھڑے ہو جایا کریں۔ یہ شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے، اور ایسے شخص کے لئے حدیث میں بڑے سخت الفاظ میں وعید ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ❶

ترجمہ: جو شخص اِس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے سیدھے کھڑے ہوں تو اُسے چاہیے کہ وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے۔

❶ سنن الترمذی :أبواب الأدب، باب ماجاء فی کراھیة قیام الرجل للرجل، رقم الحدیث: ۲۷۵۵

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر محبت تھی کسی سے نہ تھی، لیکن جب صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیوں کہ وہ یہ بات جانتے تھے کہ آپ کو اس طرح کھڑا ہونا پسند نہیں ہے۔ ❶

۲......اکیلا چلنا ناپسند ہو

بعض متکبرین اس وقت تک چلنا پسند نہیں کرتے جب تک ان کے پیچھے پیچھے چلنے والا نہ ہوں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ اس وقت تک اللہ سے دور ہوتا رہتا ہے جب تک کوئی شخص اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ان کے نوکروں اور غلاموں سے ممتاز نہیں کیا جا سکتا تھا، کیوں کہ ان کا ظاہری لباس کسی طرح بھی نوکروں کے لباس سے ممتاز نہ تھا۔ کچھ لوگ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پیچھے پیچھے چلے، آپ نے انہیں روک دیا، اور فرمایا کہ تمہاری یہ حرکت میرے دل میں سے سب کچھ نکال دے گی۔ بعض اوقات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ چلتے تو انہیں آگے بڑھاتے اور خود ان کے پیچھے چلتے۔ ❷

یا تو اس لیے کہ صحابہ کو تعلیم دینا مقصود تھا، یا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح امت کو عجب سے بچنے کا اور تواضع کا درس دینا چاہتے تھے۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الأدب، باب ماجاء فی کراهية قيام الرجل للرجل، رقم الحديث: ۲۷۵۴

❷ شعب الإيمان: ج۳ص ۲۴/شرح السنة للبغوی: ج۱۳ ص ۲۷۱/إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب ج۳ص ۳۵۳، ۳۵۴

۳......دوسروں کی ملاقات کے لیے نہ جانا

بعض متکبرین کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی زیارت وملاقات کے لیے نہیں جاتے، گوان سے دینی نفع ہی کیوں نہ ہوتا ہوں، یہ امر تواضع کی ضد ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ رملہ یا بیت المقدس تشریف لے گئے تو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے یہاں تشریف لائیں اور کچھ احادیث بیان فرمائیں۔ کسی نے عرض کیا: اے ابو اسحاق! آپ ان جیسے بڑے لوگوں کو بھی بلواتے ہیں۔ فرمایا:

إِنَّمَا أَرَدْتُ كَيْفَ تَوَاضُعُهُ قَالَ: فَجَاءَ فَحَدَّثَهُمْ. ❶

ترجمہ: میں اس طرح ان کی تواضع کا امتحان لینا چاہتا ہوں، پس وہ آئے اور احادیث بیان کیں۔

۴......کم تر لوگوں کو ساتھ نہ بٹھانا

یہ بھی متکبرین کی عادت ہے کہ اپنے سے کچھ نچلی سطح کے لوگوں کا اپنے برابر یا پہلو میں بٹھانا پسند نہیں کرتے، بلکہ اپنے سامنے ادب کے ساتھ بٹھلانا پسند کرتے ہیں، یہ امر بھی تواضع کے خلاف ہے۔ ابن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا کہ میرا زانو ان کے زانو سے مس ہوگیا، میں ان سے ہٹ کر بیٹھنے لگا تو انہوں نے میرا دامن پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا کہ تم میرے ساتھ وہ سلوک کیوں کر رہے ہو جو محکوم حاکموں کے ساتھ کیا کرتے ہیں، میں تو تم سب میں برا انسان ہوں۔ ❷

---

❶ حلية الأوليا: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: سفيان الثورى، ج٦ ص٣٦٧

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب ج٣ ص٣٥٤

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کی کوئی باندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک ہاتھ علیحدہ نہ کرتے یہاں تک وہ اپنی ضرورت کے لئے مدینہ میں جہاں چاہے آپ کو لے جائے۔ ❶

۵......مریضوں سے دور رہنا

متکبرین کی بھی عادت ہے کہ وہ مریضوں کے پاس بیٹھنے سے بچتے ہیں اور ان سے دور رہتے ہیں یہ بھی عجب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا اور فرمایا: کُلْ، ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَى اللّٰهِ" اللہ رب العزت پر اعتماد کرتے ہوئے اور بھروسہ کرتے ہوئے کھاؤ۔ ❷

۶......اپنے ہاتھ سے کام کرنا پسند نہ ہو

بعض لوگ اپنا ذاتی گھر کا یا دوسروں کا کوئی کام اپنے ہاتھ سے کرنا پسند نہیں کرتے، وہ چاہتے ہیں کہ اُن کے کام دوسرے لوگ کریں، وہ لوگوں کو حکم دیتے رہیں اور لوگ کرتے رہیں، جب کہ سلف کی عادت تھی کہ وہ خلیفہ وقت ہو کر بھی اپنا کام خود کرتے تھے، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے گھر رات کے وقت ایک مہمان آیا، آپ اس وقت لکھ رہے تھے، اچانک چراغ ٹمٹمانے لگا، ایسا لگا اب بجھ جائے گا، وہ مہمان کہنے لگا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ چراغ صحیح کر دوں۔ آپ نے فرمایا: آدمی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ مہمان سے خدمت لے۔ اس نے عرض کیا کہ کیا میں آپ

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، رقم الحديث: ۴۱۷۷

❷ سنن ابن ماجه: كتاب الطب، باب الجذام، رقم الحديث: ۳۵۴۲

کے خادم کو آواز دوں، آپ نے فرمایا: وہ ابھی سویا ہے۔ پھر آپ خود اٹھے چراغ میں تیل ڈالا اور بتی درست کی، تو مہمان نے کہا: امیر المؤمنین! آپ نے خود کام کیا آپ کو تکلیف ہوگئی، فرمایا:

ذَهَبْتُ وَأَنَا عُمَرُ وَرَجَعْتُ وَأَنَا عُمَرُ وَخَيْرُ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْ كَانَ مُتَوَاضِعًا. ❶

ترجمہ: میں جب اس کام کے لیے اٹھا تب بھی عمر بن عبدالعزیز تھا، اور جب کام سے فارغ ہوکر آیا تب بھی عمر ہی ہوں، بہترین شخص اللہ کے ہاں وہ ہے جو متواضع ہو۔

۷......اپنا سامان اٹھا کر نہ چلنا

بعض متکبرین اپنا سامان اٹھا کر چلنا پسند نہیں کرتے، یہ طریقہ بھی متواضعین کی عادت کے خلاف ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل خانہ کے لیے کوئی چیز اٹھا کر لے جانے سے آدمی کا کمال ختم نہیں ہوتا، اور نہ اس میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جس زمانے میں امیر تھے پانی کا گھڑا بھر کر خو حمام میں لے جایا کرتے تھے۔

ثابت ابن ابی مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بازار سے آتے ہوئے دیکھا، انہوں نے لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رکھا تھا، اور وہ اِن دنوں میں مروان کے گورنر تھے۔ ❷

اصبغ ابن نباتہ کہتے ہیں کہ گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں حضرت عمر رضی اللہ

---

❶ تنبیه الغافلین: باب: الكبر، ص ۱۸۷/الرسالة القشرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۷۷

❷ الزهد لأبی داود: ص ۲۵۴، الرقم: ۲۸۴

عنہ کے بائیں ہاتھ میں گوشت ہے اور دائیں ہاتھ میں درّہ اور وہ بازار میں گھوم رہے ہیں، یہاں تک کہ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔

ایک تابعی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور اپنی چادر میں رکھ کر لے چلے، میں نے عرض کیا لائیے مجھے دیجیے میں لے چلوں، فرمایا عیال دار ہی کے لیے لے کر چلنا زیادہ مناسب ہے۔ ❶

۸......لباس پہننے میں تکبر کا اظہار

لباس پہننے میں بھی تواضع اور تکبر دونوں کا اظہار ہوتا ہے۔ بعض لوگ نہایت مہنگا لباس پہن کر قیمتی جوتے پہن کر، آج کے دور میں مہنگی گھڑی اور موبائل استعمال کر کے عجب و کبر کا اظہار کرتے ہیں، حالانکہ سادگی ایمان میں سے ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلا تَسْمَعُونَ، أَلا تَسْمَعُونَ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ، إِنَّ الْبَذَاذَةَمِنَ الْإِيمَانِ. ❷

ترجمہ: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ سادگی ایمان کا حصہ ہے بلاشبہ سادگی ایمان کا حصہ ہے۔

۹......اپنے ماتحت یا کسی اور اسلامی بھائی کو حقیر جان کر اُس سے مصافحہ کرنے کو ناپسند کرنا، اگر ہاتھ ملانا ہی پڑ جائے تو طبیعت پر ناگواری گزرے۔

۱۰......کسی معظم دینی شخصیت کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا طبیعت پر گراں ہو۔

۱۱......اپنے لباس، اٹھنے بیٹھنے اور گفتگو میں امتیاز چاہنا تاکہ دوسروں کو نیچا دکھا سکے۔

---

❶ الزهد لإمام أحمد: ص ۱۱۰، الرقم: ۷۰۹/مختصر منهاج القاصدين: ص ۲۳۱/ إحياء علوم الدين: ج۳ص ۳۵۵

❷ سنن أبي داود: كتاب الترجل، رقم الحديث: ۴۱۶۱

۱۲......اپنا قصور ہوتے ہوئے بھی غلطی تسلیم نہ کرنا اور معافی مانگنے کے لئے تیار نہ ہونا۔

۱۳...... کسی کی نصیحت یا مشورہ قبول کرنے میں ذلت محسوس کرنا۔

۱۴......اگر کسی کو نصیحت کی یا کوئی مشورہ دیا اور اُس نے کسی معقول وجہ سے قبول نہ کیا تو آپے سے باہر ہو جانا۔

۱۵...... ہر ایک سے بحث کر کے غالب آنے کی کوشش کرنا، دوسرے کی درست بات کو غلط اور اپنی بات کو بھی سب سے بہتر تصور کرنا۔

۱۶...... کسی کو حقیر جان کر اُس کے حقوق ادا نہ کرنا اور اگر اُس سے حق کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جائے تو اسے تسلیم نہ کرنا۔

۱۷...... ہر وقت دوسروں کے مقابلے میں اپنی برتری کے پہلو تلاش کرتے رہنا۔

۱۸......کم قیمت لباس پہننے میں شرم محسوس کرنا کہ لوگ کیا کہیں گے؟

۱۹......امیروں کی دعوت میں پورے اہتمام سے شریک ہونا اور غریبوں کی دعوت کو سرے سے قبول ہی نہ کرنا۔

۲۰......مجلس میں خود بولتے رہنا دوسروں کی بات نہ سننا۔

کبر اور خود پسندی کی ظاہری باطنی نشانیاں

۱......جس کا اثر یہ ہے کہ آدمی کو اپنی رائے یا اعتقاد کے مقابلہ میں امر حق کو قبول کرنے سے نفرت ہوتی ہے۔

۲......دوسروں کے اعتقاد و خیال، رائے و قیاس، صورت و لباس کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

۳......شرعی ضرورت کے بغیر دوسروں کی بُرائی یا عیب و نقص کی بات بیان کرتا ہے، یا رغبت سے سنتا ہے، کبھی ظاہر میں کہہ بھی دیتا ہے کہ غیبت نہ کرو مجھ کو اچھی نہیں لگتی، لیکن اندر سے دل یہی چاہتا ہے کہ یہ میری بات نہ مانے بلکہ اپنی بات منائے جائے۔

۴......تواضع کا کوئی کام کر کے یہ خیال کرنا کہ میں نے تواضع اختیار کی ہے، یہ بھی تکبر کی علامت ہے کیونکہ متواضع کو تو اپنی تواضع کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی، یعنی یہ سوچنا کہ میں تو بڑا آدمی ہوں یہ کام میں نے تواضع اختیار کرنے کی وجہ سے اپنی حیثیت سے کم درجہ کا کیا ہے، یہی تو کبر ہے، اگر اندر بڑائی کا تصور نہ ہوتا تو وہ کام تواضع کو معلوم نہ ہوتا، جیسے کوئی غریب وفقیر آدمی زمین پر بیٹھے تو اس کو کوئی متواضع نہ کہے گا نہ وہ اپنے کو متواضع کہہ سکتا ہے، لیکن امیر آدمی زمین پر بیٹھنے کو تواضع کا کام سمجھتا ہے اور یہی کبر ہے۔

۵......اپنی شہرت کے اسباب اختیار کرنے والا اور گمنامی سے بچنے والا، ہر وقت عرفی وقار کی فکر رکھنے والا آدمی بھی متکبر ہے، اپنی اصلاح کے واسطے ایک متفکر کے لئے اپنے اندر اس علامت کو محسوس کرنا مشکل نہیں۔

۶......اپنے ساتھ امتیازی معاملہ چاہنے والا یعنی گفتگو کرنے میں، بٹھانے اُٹھانے میں اور دیگر لین دین کے معاملات میں اگر اس کی حیثیت کے مطابق کوئی معاملہ نہیں کرتا تو اس کا دل تنگ ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ دل کی تنگی کی وجہ اپنی حیثیت پر نظر ہی ہے اور یہ تکبر ہی ہے۔

۷...... سب سے بڑا متکبر اور فقیری کے راستہ کا ناکام بلکہ اس راستہ کا الٹا چلنے والا وہ صوفی ہے جو اپنے متعلق مشائخ سے خلافت واجازت کی خواہش اور امید رکھتا ہو۔

۸......اپنی تقوی اور دین داری کی مجموعی حالت کے لحاظ سے غیر متوازی طور پر چھوٹی چھوٹی جزئی باتوں میں پاک ناپاک، حلال حرام کا بہت شور کرنا، اسی طرح فرائض کی غفلت کے باوجود مستحبات پر زور وشور دکھلانا۔

چنانچہ اکمال میں لکھا ہے کہ ''واجبات کی ادائیگی میں سستی اور نفلی عبادت میں مسارعت کرنا نفس کے اتباع کی علامت ہے، اسی طرح کوئی دوسرا ان کے مصلے پر پیر رکھ دے

یا لوٹا استعمال کرے تو بس وہ ناپاک ہو جاتا ہے، محض شبہ پر کسی کا کھانا حرام اور اس کے پیچھے نماز ناجائز ہو جاتی ہے، اس قسم کی علامتیں خصوصیت کے ساتھ ان قاری حضرات میں بھی پائی جاتی ہیں جو فن میں تو مہارت حاصل کر لیتے ہیں لیکن کسی بزرگ سے اپنی اصلاح نہیں کرواتے۔ (1)

کبر کا علاج اور تواضع کے حصول کا طریقہ

گزشتہ صفحات میں جو کچھ عرض کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ کبر ایک مہلک بیماری ہے اور مخلوق میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جو اِس مہلک مرض سے محفوظ ہو۔ پھر یہ مرض محض ارادے اور آرزو سے زائل نہیں ہوتا، بلکہ اس کا علاج اور ایسے اعمال وافعال اختیار کرنا ضروری ہے جو اس کا قلع قمع کر سکیں۔ کبر کا علاج دو طریقوں پر کیا جاتا ہے: ایک طریقہ یہ کہ دل سے اس مرض کی جڑیں اکھاڑ دی جائیں، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان اسباب کا ازالہ کیا جائے جن سے آدمی تکبر کرتا ہے۔

کبر کا علمی اور عملی علاج

پہلے طریقہ علاج کی دو صورتیں ہیں: علمی اور عملی۔ ان دونوں علاجوں کے بغیر مکمل طور پر شفاء حاصل نہیں ہوتی۔

علمی علاج یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس اور خالق نفس کی معرفت حاصل کرے، اگر صحیح معرفت حاصل ہوگئی تو امید یہی ہے کہ شام تک اس سے کبر کا مرض زائل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اگر انسان کو اپنے نفس کی معرفت حاصل ہوگئی تو وہ اس نتیجے پر ضرور پہنچے گا کہ نفس انتہائی ذلیل اور حقیر چیز ہے۔ اس کے شایان شان صرف تواضع، عجز و انکساری ہے اور اگر اپنے رب کی معرفت حاصل ہوگئی تو یہ یقین ضرور پیدا ہوگا کہ عظمت اور

(1) ام الامراض: ص ۴۰ تا ۴۲

کبریائی جیسے اوصاف اللہ ہی کے شایانِ شان ہیں۔

کبر کا عملی علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی مخلوق کے لیے متواضعین کے اعمال پر مواظبت کر کے تواضع کی صفت کو اختیار کیا جائے، اور یہی انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور سلف کی صفت تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال میں منقول ہے کہ آپ زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ، وَيَلْبَسُ الصُّوفَ، وَيَلْعَقُ أَصَابِعَهُ، وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَقُولُ: إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے کی سواری پر سوار ہوتے، اون کا کپڑا استعمال کرتے، انگلیاں چاٹتے، زمین پر بیٹھتے اور فرماتے میں اللہ کا بندہ ہوں اس طرح کھاتا ہوں جس طرح ایک غلام کھاتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نیا کپڑا کیوں نہیں پہنتے۔ انہوں نے جواب دیا: میں تو غلام ہوں جس دن مجھے پروانہ آزادی عطا ہو جائے گا نیا لباس پہنوں گا، انہوں نے آخرت کی آزادی کی طرف اشارہ فرمایا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان اسباب کا ازالہ کیا جائے جس کے سبب تکبر ہوتا ہے، اس سے مراد وہ تکبر ہے جو گزشتہ اسباب میں سے کسی ایک سبب سے متعلق ہو۔ کمال حقیقی علم و عمل سے عبارت ہے۔ علم و عمل کے علاوہ جو کچھ ہے وہ فنا ہونے والا ہے، اگرچہ وہ بظاہر کمال ہی کیوں نہ ہو، علم و عمل کے علاوہ ہر کمال کمال وہمی ہے، اس مختصر اور مجموعی

---

❶ الزهد والرقائق لابن المبارك: ص ۳۵۳، رقم الحديث: ۹۹۵

تنبیہ کے بعد عالم سے یہ بات بعید ہے کہ وہ تکبر اور عجب میں مبتلا ہو۔ ❶

تکبر کا بہترین علاج سلام میں پہل کرنا ہے

سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے محفوظ رہتا ہے۔ تکبر کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہر ملنے والے مسلمان کو سلام کرنے میں سبقت کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ. ❷

ترجمہ: سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب کہیں آتے جاتے دو شخص آپس میں ملیں اور دونوں کی حیثیت یکساں نوعیت کی ہو، جیسے: دونوں پیدل ہوں یا دونوں سوار ہوں تو ان میں سے جو شخص سلام میں پہل کرے گا تو وہ تکبر سے محفوظ ہوگا۔

تکبر کے بھیانک اور ہولناک انجام کے عبرتناک واقعات

تکبر کی وجہ سے ایمان سے محروم ہو گیا

ملک غَسَّان کا بادشاہ جبلہ بن ایہم اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا، کچھ دنوں بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کے ارادے سے نکلے تو جبلہ بن ایہم بھی اس قافلے میں شریک ہو گیا۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد ایک دن دورانِ طواف کسی دیہاتی مسلمان کا پاؤں اس کی چادر پر پڑ گیا تو چادر کندھے سے اتر گئی۔ جبلہ بن ایہم نے اس سے پوچھا: تو نے

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص۳۵۸،تا ۳۶۱

❷ شعب الإيمان: باب مقاربة أهل الدين ومو ادتهم، ج ۱۱ ص ۲۰۱، رقم الحديث: ۸۴۰۷

میری چادر پر قدم کیوں رکھا؟ اس نے کہا: میں نے جان بوجھ کر قدم نہیں رکھا غلطی سے پڑ گیا تھا۔ یہ سن کر جبلہ نے ایک زوردار تھپڑ ان کے چہرے پر رسید کیا اور مارا جس کی وجہ سے ان کے دو دانت ٹوٹ گئے اور ناک بھی زخمی ہو گیا۔ یہ دیہاتی مسلمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور جبلہ بن ایہم کے سلوک کی شکایت کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جبلہ بن ایہم کو طلب فرمایا اور پوچھا: کیا تو نے اس دیہاتی کو مارا ہے؟ جبلہ نے کہا: ہاں! میں نے مارا ہے، اگر اس حرم کے تقدس کا خیال نہ ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جبلہ! تو نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا ہے، اب یا تو تو اس دیہاتی سے معافی مانگ یا میں تم سے اس کا قصاص لوں گا۔ جبلہ نے حیران ہو کر کہا: کیا آپ اس غریب دیہاتی کی وجہ سے مجھ سے قصاص لیں گے حالانکہ میں تو بادشاہ ہوں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام قبول کرنے کے بعد حقوق میں تم دونوں برابر ہو۔ جبلہ نے عرض کی: مجھے ایک دن کی مہلت دیجئے پھر مجھ سے قصاص لے لیجئے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی سے دریافت فرمایا: کیا تم اسے مہلت دیتے ہو؟ دیہاتی نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے مہلت دے دی، مہلت ملنے کے بعد راتوں رات جبلہ بن ایہم غسانی ملک شام کی طرف بھاگ گیا اور اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ (1)

حرم میں تکبر کے سبب ایک مال دار شخص بھکاری بن گیا

عمرو بن شیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں مصروف تھا، اتنے میں، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے خچر پر سوار چلا آ رہا ہے۔

(1) فتوح الشام: ذکر فتح حمص، ج ۱ ص ۱۰۰

اس کے آگے آگے غلام اور نوکر چل رہے ہیں جو لوگوں کو سخت سست کہتے ہیں اور انہیں راستہ چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں ،(یعنی لوگوں کو آگے سے زبردستی ہٹا رہے ہیں، اور یہ تکبر کے ساتھ سواری پر بیٹھا ہے،) چند روز بعد میں مکہ مکرمہ سے واپس آ کر بغداد پہنچا۔ وہاں میں نے اسی شخص کو دیکھا، ننگے پاؤں اور ننگے سر پھر رہا تھا، سر اور داڑھی کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے، میں اسے غور سے دیکھنے لگا، اس نے مجھ سے پوچھا: کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: ایک شخص تم سے بڑی مشابہت رکھتا تھا، میں نے اُسے مکہ مکرمہ میں دیکھا تھا جب کہ وہ طواف کر رہا تھا، اور اس کی یہ کیفیت تھی، اس شخص نے کہا: میں وہی شخص ہوں، میں نے اس کی موجودہ حالت پر حیرت ظاہر کی۔ اس نے کہا:

إِنِّي تَرَفَّعْتُ فِي مَوْضِعٍ يَتَوَاضَعُ فِيهِ النَّاسُ. ❶

ترجمہ: میں نے ایسی جگہ تکبر کا مظاہرہ کیا تھا جہاں لوگ تواضع اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے مجھے یہ سزا دی کہ مال وخدام، نوکر چاکر لے لئے ، اور اب حالت ایسی ناگفتہ کے دیکھ کر پہچان نہ سکیں۔ تو تکبر کی وجہ سے اللہ تعالی نے مال ومتاع سب سے محروم کر دیا اور گداگر بنا دیا۔

تکبر کی وجہ سے مردے کا سخت عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا

مرشد بن حوشب کہتے ہیں کہ میں یوسف بن عمرو کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کے پاس ہی ایک شخص بیٹھا ہوا تھا، جس کا چہرہ ایک طرف سے لوہے کی تختی کی طرح تھا۔ یوسف نے اس شخص سے کہا کہ تو اپنی سرگزشت بیان کرتا کہ مرشد کو بھی اس کا علم ہو جائے۔ چنانچہ وہ بیان کرنے لگا کہ میری جوانی فسق وفجور میں گزری، ایک مرتبہ ایک مردہ کے

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص ۳۴۳

لئے رات کے وقت میں نے قبر کھودی۔ جب اس کو دفن کر دیا گیا اور قبر برابر کر دی گئی تو میں نے دیکھا کہ اونٹ کے برابر دو سفید پرندے آئے، ایک اس کے سراہنے اور ایک اس کے پاؤں کی طرف اترا، پھر انہوں نے قبر کھودی اور ایک پرندہ اندر اتر گیا۔ میں قبر کے قریب تھا، میں نے سنا کہ قبر میں وہ پرندہ اس سے پوچھنے لگا کیا تو وہی شخص نہیں ہے جو لباس میں فخر وتکبر کے ساتھ اپنے سسرال جایا کرتا تھا؟ مردے نے جواب دیا، میں تو اس سے کمزور ہوں۔ پھر اس پرندے نے ایک ضرب لگائی جس سے قبر تھل تھل ہو گئی اور قبر سے پانی اور تیل بہہ نکلا، پھر وہ مردہ اور قبر اپنی اصلی حالت پر لوٹ گئے۔ پھر حسب سابق سوال و جواب کے بعد اس نے ضرب لگائی اور قبر سے پانی اور تیل ابل پڑا، اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ پھر اس پرندے نے میری طرف توجہ کر کے کہا، تو یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ یہ کہتے ہی اس نے میرے رخسار پر ایسی ضرب لگائی کہ میں رات بھر وہیں بے ہوش پڑا رہا۔ صبح کے وقت میرا چہرہ ایسا ہو گیا جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ ❶

مشرکین مکہ تکبر کے سبب ایمان سے محروم رہے

اللہ رب العزت نے قریش کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب انہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو وہ کہنے لگے:

لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ (الزخرف: ۳۱)

ترجمہ: یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟

قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ دو بستیوں کے بڑوں سے مراد ولید بن مغیرہ اور ابو مسعود ثقفی تھے، قریش مکہ نے ان کا ذکر اس لئے کیا تھا کہ وہ ظاہری مال و دولت میں نبی

---

❶ القبور لابن أبي الدنيا: ص ۹۹، الرقم: ۹۸/ كتاب الروح لابن القيم: فصل الأمر الْخَامِس أَن النَّار الَّتِي فِي الْقَبْر والخضرة لَيْسَتْ مِنْ نَارِ الدُّنْيَا، ص ۶۸

کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو یتیم انسان ہیں، اللہ رب العزت نے انہیں کیسے ہمارے لئے بھیجا ہے؟

اللہ رب العزت نے فرمایا:

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ. (الزخرف: ۳۲)

ترجمہ: بھلا کیا یہ لوگ ہیں جو تمہارے پروردگار کی رحمت تقسیم کریں گے؟

پھر اللہ رب العزت نے ان کے جہنم میں داخل ہونے کے وقت ان کے اس تعجب کی خبر دی ہے، جبکہ انہوں نے اہل صفہ کو جنہیں وہ حقیر سمجھتے تھے جہنم میں نہ دیکھا تو پھر وہ کہیں گے کہ:

مَا لَنَا لَا نَرَى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ (ص: ۶۲، ۶۳)

ترجمہ: کیا بات ہے کہ ہمیں وہ لوگ (یہاں دوزخ میں) نظر نہیں آ رہے جنہیں ہم برے لوگوں میں شمار کرتے تھے؟

مشرکین کے نزدیک معاذ اللہ اشرار سے مراد حضرت عمار، بلال، صہیب اور مقداد رضی اللہ عنہم تھے۔ ❶

کائنات میں سب سے پہلے تکبر ابلیس نے کیا

اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد تمام فرشتوں اور ابلیس کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، تو تمام فرشتوں نے حکم خداوندی کی تعمیل میں تمام فرشتوں نے ایک ساتھ سجدہ کیا، مگر ابلیس نے انکار کر دیا اور تکبر کر کے کافروں میں سے ہو گیا۔ جب اللہ رب العزت نے ابلیس سے اُس کے انکار کا سبب دریافت کیا تو اکڑ کر کہنے لگا:

---

❶ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۳۸۴، ۳۸۵

﴿قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾ (ص: ٧٦)

ترجمہ: کہنے لگا: میں اس (آدم) سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گارے سے پیدا کیا ہے۔

اس سے ابلیس کی فاسد مراد یہ تھی کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام آگ سے پیدا کئے جاتے اور میرے برابر بھی ہوتے جب بھی میں انہیں سجدہ نہ کرتا، چہ جائیکہ ان سے بہتر ہو کر ان کو سجدہ کروں (معاذ اللہ) ابلیس کی اس سرکشی، نافرمانی اور تکبر پر اس کی حسین صورت ختم ہوگئی اور وہ بدشکل ہو کر سیاہ ہو گیا، اُس کی نورانیت سلب کر لی گئی۔ اللہ رب العزت نے ابلیس کو اپنی بارگاہ سے دُھتکارتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ. وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ﴾ (ص: ٧٧، ٧٨)

ترجمہ: اللہ نے فرمایا کہ اچھا تو نکل جا یہاں سے، کیونکہ تو مردود ہے، اور یقین جان قیامت کے دن تک تجھ پر میری پھٹکار رہے گی۔

مقرب فرشتوں کا رونا

جب ابلیس کے مردود ہونے کا واقعہ ہوا تو حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام رونے لگے، تو رب العالمین نے دریافت کیا (حالانکہ سب کچھ جانتے ہیں) کہ ''تم کیوں روتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: اے رب عزوجل! ہم تیری خفیہ تدبیر سے بےخوف نہیں ہیں۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اسی حالت پر رہنا۔'' [1]

اللہ عزوجل کے مقابلے میں فرعون ونمرود کا تکبر

تکبر کی یہ قسم کفر ہے، جیسے فرعون کا تکبر کہ اُس نے کہا تھا:

---

[1] الرسالة القشيرية: باب الخوف، ص ١٦٦

﴿فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى. فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَى﴾
(النازعات: ۲۴،۲۵)

ترجمہ: اور کہا کہ میں تمہارا اعلیٰ درجے کا پروردگار ہوں، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔

نمرود بھی تکبر کی اسی قسم کا شکار ہوا، اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تو اللہ رب العزت نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی طرف بھیجا، تو اِس نے آپ کو جھٹلایا حتیٰ کہ اِس نے بھی ربوبیت کا دعویٰ کیا اور کہنے لگا میں زندگی اور موت دیتا ہوں، وقت کے پیغمبر کے ساتھ مناظرہ کرنے لگا، اللہ رب العزت نے اِس خبیث کے تکبر ورعونت کو مچھر کے ذریعے خاک میں ملا دیا، حق تعالیٰ نے نمرود کی طرف ایک مچھر کو بھیجا جو ناک کے ذریعے اُس کے دماغ میں گھس گیا اور اللہ عزوجل نے اُس مغرور کو ایک معمولی مچھر کے ذریعے ہلاک کر دیا۔

متکبر بادشاہ واثق باللہ کی عبرت ناک موت

اس چند روزہ زندگی پر مغرور عباسی خلفاء میں سے ایک خلیفہ واثق باللہ تھا، اقتدار نے اس کو موت بھلا دی تھی، وہ یہ سمجھتا تھا کہ اقتدار کا نشہ دائمی ہے، خلیفہ واثق باللہ کا خادم خاص جو ''الواثقی'' کے نام سے مشہور تھا، اس کا بیان ہے کہ واثق جب بیمار ہوا تو اس کی تیمارداری مجھ سے متعلق تھی، حالت واثق کی جب خراب ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس پر غشی طاری ہوگئی ہے، میں نے محسوس کیا کہ وہ ختم ہوگیا ہے، پاس میں جو لوگ تھے ان کو بلایا اور ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ واثق کے قریب جا کر واقعی دیکھئے کہ اس کی روح پرواز کر چکی یا کچھ زندگی کی رمق باقی ہے، لیکن کسی کو اس کے قریب جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی، آخر میں ہی دل کو مضبوط کر کے آگے بڑھا، میں نے آہستہ سے اس

کی ناک پر سانس کا پتہ چلانے کے لئے انگلی رکھی کہ اچانک واثق نے آنکھیں کھول دیں۔

الواثقی کہتا ہے کہ نہ پوچھو کہ اس واقعہ کا مجھ پر کیا اثر مرتب ہوا، اس کے الفاظ ہیں ”فَكِدتُّ أَنْ أَمُوتَ“ (اتنا گھبرایا کہ قریب تھا کہ میں خود مر جاتا) گھبراہٹ اس بات کی تھی کہ موت کے انتساب کو واثق کی زندگی ہی میں گویا ممکن قرار دے دیا (کیونکہ بادشاہوں اور امراء کے لئے سب سے بری اور قابل نفرت شی تو موت ہے، جو دنیا کی عیش وعشرت اور تمام لذتوں سے ان کے تعلق اور رشتہ کو منقطع کر دیتی ہے) باز پرس کے خوف نے اس پر یہ ہیبت طاری کی، لیکن خیر گزری کہ واثق کی آنکھیں آخری دفعہ کھلی تھیں اور پھر ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں۔

الواثقی کہتا ہے کہ ڈر کے مارے میں گر پڑا تھا، تلوار تک ٹوٹ گئی، اور میرے بدن میں کچھ گھس بھی گئی، بہر حال خلیفہ واقعی اس کے بعد مر گیا، تب واثقی نے یہ یقین کر لینے کے بعد کہ در حقیقت اب خلیفہ کی روح پرواز کر چکی ہے لاش پر چادر ڈال دی، اس عرصہ میں واثقی کو محسوس ہوا کہ آنکھوں کے سامنے کوئی چیز حرکت کر رہی ہے، وہ پھر گھبرایا، چادر اٹھائی تو دیکھتا ہے کہ ایک چوہا واثق کی آنکھیں نکالے بھاگے جا رہا تھا، بے ساختہ زبان پر واثقی کے جاری ہو گیا ”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ“ یہی آنکھ تھی جس کی معمولی حرکت سے کچھ دیر پہلے میں مرنے کے قریب ہو گیا تھا، گر پڑا، تلوار ٹوٹی، اور چند لمحوں کے بعد اسی آنکھ کو ایک چوہا نکال کر لے بھاگا۔ (1)

---

(1) تاریخ بغداد: ترجمة: الواثق باللّٰه بن محمد، ج ۱۴ ص ۱۹، ۲۰/تاریخ مدینة دمشق: ج ۷۳ ص ۱۳۳

متکبر شخص کی بخشش نہیں ہوگی

بنی اسرائیل کا ایک شخص اپنی قوم کے ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سجدہ میں پڑ گیا۔ بزرگ نے ان کی گردن پر اپنا پاؤں رکھا اور کہا: اوپر اٹھ اللہ تعالی تیری مغفرت نہیں کرے گا۔ غیب سے ندا آئی کہ اے میری قسم کھانے والے! وہ تو بخشا جائے گا پر تیری بخشش نہیں ہوگی۔ اسی لیے حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات کمبل پوش اور بوسیدہ کپڑے پہننے والا زیادہ متکبر ہوتا ہے، اس لیے کہ ریشمی لباس پہننے والا کمبل پوش کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اور اس کے لیے فضیلت کا اعتقاد رکھتا ہے، جب کہ کمبل پوش یہ سمجھتا ہے کہ افضل صرف میں ہوں۔ ❶

علم کے نتائج نیت اور خواہش کے مطابق ہوتے ہیں

حضرت وہب رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ علم آسمان سے نازل ہونے والی صاف، شفاف میٹھی بارش کی طرح ہے، جسے پودے اپنی جڑوں کے ذریعے پی کر اپنے ذائقے بدلا کرتے ہیں، چنانچہ کڑوے کی کڑواہٹ اور میٹھے کی مٹھاس بڑھتی ہے، اسی طرح لوگ علم کو اپنی ہمتوں اور خواہشات کے مطابق حاصل کرتے ہیں اور اس سے متکبر کا تکبر اور متواضع کا انکسار بڑھتا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جس جاہل کا نصب العین اور مطمع نظر تکبر ہوتا ہے، جب وہ علم حاصل کر لیتا ہے تو اسے ایک ایسی چیز مل جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ تکبر کر سکتا ہے اور وہ تکبر ہی میں بڑھتا چلا جاتا ہے، اور جب کوئی شخص بے علمی کے باوجود اللہ رب العزت سے خائف رہتا ہے تو جب وہ علم حاصل کرتا ہے تو اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے لئے خوفِ خدا کے مکمل دلائل لائے گئے ہیں، چنانچہ اس کا خوف، عجز و انکساری بڑھ جاتی ہے۔ ❷

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص ۳۵۰

❷ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۳۸۵

ہمہ وقت اللہ کی نعمتوں میں ہوتے ہوئے تکبر کس چیز پر؟

حضرت ابوبکر ہذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حسن رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ابن الاہتم کا ادھر سے گزر ہوا، وہ بیت الخلاء جارہا تھا، اس کے جسم پر ریشمی کپڑے تھے، جو اس کی پنڈلی پر تہ بہ تہ لٹکے ہوئے تھے اور قبا کھلی ہوئی تھی اور وہ اترا اترا کر چل رہا تھا۔ حضرت حسن رحمہ اللہ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور فرمایا:

أُفٌّ لَکَ شَامِخٌ بِأَنْفِهِ ثَانِي عِطْفِهِ مُصَعِّرٌ خَدَّهُ يَنْظُرُ فِي عِطْفَيْهِ أَيُّ حُمَيْقٍ أَنْتَ تَنْظُرُ فِي عِطْفَيْکَ فِي نِعَمٍ غَيْرِ مَشْكُورَةٍ وَلَا مَذْكُورَةٍ؟ غَيْرُ الْمَأْخُوذِ بِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا وَلَا الْمُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ مِنْهَا.[1]

ترجمہ: تف ہے اس شخص پر جو ناک پھیلائے ہوئے گردن اکڑائے ہوئے اور کمر لچکائے ہوئے ہے اور اپنی دونوں جانب دیکھ رہا ہے۔ اے احمق! اپنی دونوں طرف کیا دیکھتا ہے، دونوں طرف اللہ کی نعمتیں ہیں جن کا نہ تو نے شکر ادا کیا اور نہ ان کا ذکر زبان پر لایا، اور ان کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے جو حقوق متعین فرمائے ہیں نہ ان کی ادائیگی کی، بخدا لوگ اس طرح چلتے ہیں جیسے پاگل چلا کرتے ہیں، انہیں یہ نہیں معلوم کہ انسان کے ہر عضو میں اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت موجود ہے اور شیطان اِسے کھیل بنانے میں مصروف ہے۔

ابن الاہتم نے یہ بات سنی اور واپس آ کر حضرت حسن رحمہ اللہ سے اپنی شرمندگی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے کیا عذر کرتے ہو، اللہ سے توبہ کرو۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ

[1] التواضع والخمول لابن أبي الدنيا: باب التواضع في اللباس، ص ۲۸۳، الرقم: ۲۳۷

الْجِبَالَ طُولًا﴾(الإسراء:۳۷)

ترجمہ: اور زمین پر اکڑ کر مت چلو، نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتے ہو۔

تکبر کے سبب بنی اسرائیل کے عابد کے تمام اعمال ضائع ہو گئے

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کے کثرتِ گناہ اور فتنہ وفساد کی وجہ سے اُسے بنی اسرائیل کا خلیج کہا جاتا تھا، جس کے معنی ہیں ''اپنے گناہوں سے بنی اسرائیل کو عاجز کرنے والا'' ایک مرتبہ اس کا ایسے انسان سے گزر ہوا جسے بنی اسرائیل کا عابد کہا جاتا تھا، عابد کے سر پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے ہوئے تھا، جب اس گناہ گار نے عابد کو دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا بدبخت ترین آدمی ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا عابد ہے، اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو شاید اللہ رب العزت مجھ پر بھی رحم کر دے، چنانچہ وہ عابد کے پاس جا کر بیٹھ گیا، عابد کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا عابد ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا بدبخت آدمی ہے، یہ میرے ساتھ کیسے بیٹھ سکتا ہے؟ اسے بہت شرم محسوس ہوئی اور اس بدبخت سے کہا یہاں سے اٹھ جاؤ! اس وقت اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کے اس زمانے کے نبی پر وحی فرمائی کہ ان دونوں کو نئے سرے سے عبادت شروع کرنے کا حکم دیجئے، کیونکہ میں نے بدبخت کو بخش دیا ہے اور عابد کے اعمال کو ضائع کر دیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ بادل کا ٹکڑا عابد کے سر سے ہٹ کر بدبخت کے سر پر سایہ فگن ہو گیا۔ یہ بات تم پر اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کر دے گی کہ اللہ رب العزت بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے۔ [1]

[1] مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۳۸۶

تکبر کی وجہ سے قارون اپنے خزانے سمیت زمین میں دھنس گیا

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا یصہر کا بیٹا تھا، بظاہر وجیہ اور خوبصورت تھا، اسی لئے لوگ اِس کے حسن و جمال سے متاثر ہوتے تھے،اس کے ساتھ ساتھ اِس میں یہ کمال بھی تھا کہ وہ بنی اسرائیل میں تورات کا بڑا عالم، بااخلاق انسان تھا، اور لوگ اِس کا ادب واحترام کرتے تھے۔

اللہ تعالی نے قارون کو بہت بڑا خزانہ عطا کیا تھا، ارشادِ ربانی ہے کہ ہم نے قارون کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اُن خزانوں کی کنجیاں ایک مضبوط اور طاقت ور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَه لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَه قَوْمُه لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ .وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾(القصص: ۷۶،۷۷)

ترجمہ: قارون موسیٰ کی قوم کا ایک شخص تھا، پھر اس نے انہی پر زیادتی کی، اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے تھے کہ اس کی چابیاں طاقتور لوگوں کی ایک جماعت سے بھی مشکل سے اٹھتی تھیں، ایک وقت تھا جب اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اتراؤ نہیں، اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا، اور اللہ نے تمہیں جو کچھ دے رکھا ہے اس کے ذریعے آخرت والا گھر بنانے کی کوشش کرو، اور دنیا میں سے بھی اپنے حصے کو نظر انداز نہ کرو، اور جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے تم بھی (دوسروں پر) احسان کرو، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش نہ کرو، یقین جانو اللہ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو جو نصیحت فرمائی وہ یہ ہے کہ جس کو قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے، اسی خیر خواہی والی نصیحت کو سن کر قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن ہو گیا۔ غور کیجئے کہ کتنی مخلصانہ اور کس قدر پیاری نصیحت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ ساری قوم قارون کو سناتی رہی، قارون نے اپنے مال کے گھمنڈ میں اس مخلصانہ نصیحت کو ٹھکرا دیا اور خوب بن سنور کر تکبر اور غرور سے اتراتا ہوا قوم کے سامنے آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بدگوئی اور ایذاء رسانی کرنے لگا۔

جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو قارون حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آیا، تو اُس نے آپ سے طے کیا کہ درہم و دینار اور مویشی وغیرہ میں سے ہزارواں حصہ زکوٰۃ دے گا، لیکن جب گھر جا کر اس نے حساب کیا تو اس کے مال میں سے اتنا بھی بہت کثیر ہوتا تھا، یہ دیکھ کر اس کے نفس نے اتنی بھی ہمت نہ کی اور اس نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو جمع کر کے کہا: تم نے حضرت موسی علیہ السلام کی ہر بات میں اطاعت کی، اب وہ تمہارا مال لینا چاہتا ہے، تو تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا: آپ ہمارے بڑے ہیں، جو آپ چاہیں حکم دیجئے۔ قارون نے کہا: فلانی بدچلن عورت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک معاوضہ مقرر کرو کہ وہ حضرت موسی علیہ السلام پر تہمت لگائے، ایسا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت موسی علیہ السلام کو چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ قارون نے اس عورت کو ہزار دینار، ایک ہزار درہم اور بہت سے وعدے کر کے یہ تہمت لگانے پر تیار کر لیا اور دوسرے دن بنی اسرائیل کو جمع کر کے حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا: بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمائیں۔ حضرت موسی علیہ السلام تشریف لائے اور بنی اسرائیل میں کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: اے بنی اسرائیل! جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں

گے، جو بہتان لگائے گا (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور جو زنا کرے گا اور اس کی بیوی نہیں ہے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر بیوی ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ مر جائے۔ یہ سن کر قارون کہنے لگا: یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ آپ ہی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں، قارون نے کہا: بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اسے بلاؤ۔ وہ آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا پھاڑا اور اس میں راستے بنائے اور تورات نازل کی، تو جو بات سچ ہے وہ کہہ دے، وہ عورت ڈر گئی اور اللہ تعالیٰ کے رسول پر بہتان لگا کر اُنہیں ایذاء دینے کی جرات اُسے نہ ہوئی اور اُس نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے توبہ کرنا بہتر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ جو کچھ قارون کہلانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم یہ جھوٹ ہے اور اُس نے آپ پر تہمت لگانے کے عوض میں میرے لئے کثیر مال مقرر کیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کے حضور روتے ہوئے سجدہ میں چلے گئے اور یہ عرض کرنے لگے: یا اللہ! اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون پر غضب فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی کہ میں نے زمین کو آپ کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا ہے، آپ اسے جو چاہیں حکم دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا: اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے قارون کی طرف بھی اسی طرح رسول بنا کر بھیجا ہے جیسا فرعون کی طرف بھیجا تھا، لہٰذا جو قارون کا ساتھی ہو وہ اس کے ساتھ اس کی جگہ ٹھہرا رہے اور جو میرا ساتھی ہو وہ اس سے جدا ہو جائے۔ یہ سن کر سب لوگ قارون سے جدا ہو گئے اور دو شخصوں کے علاوہ کوئی قارون کے ساتھ نہ رہا۔ پھر حضرت

موسی علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے، تو وہ لوگ گھٹنوں تک دھنس گئے۔ پھر آپ نے یہی فرمایا تو وہ کمر تک دھنس گئے۔ آپ یہی فرماتے رہے حتی کہ وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے۔ اب وہ بہت منتیں کرتے تھے اور قارون آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسمیں اور رشتہ داری کے واسطے دیتا تھا، مگر آپ علیہ السلام نے اس طرف توجہ نہ فرمائی یہاں تک کہ وہ لوگ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہوگئی۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ قیامت تک دھنستے ہی چلے جائیں گے۔ بنی اسرائیل نے قارون اور اس کے ساتھیوں کا حشر دیکھ کر کہا: حضرت موسی علیہ السلام نے قارون کے مکان، اس کے خزانے اور اموال حاصل کرنے کی وجہ سے اس کے لئے بددعا کی ہے۔ یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کا مکان، اس کے خزانے اور اموال سب زمین میں دھنس گئے۔ ①

دن میں کئی دفعہ استنجا کرنے والا کیسے تکبر کرتا ہے؟

وہب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اللہ رب العزت نے جنت عدن کو پیدا فرما کر کہا: تو ہر متکبر پر حرام ہے۔

جناب احنف بن قیس رحمہ اللہ جناب مصعب بن زبیر رحمہ اللہ کے ساتھ چار پائی پر بیٹھا کرتے تھے، ایک دن احنف رحمہ اللہ تشریف لائے تو حضرت مصعب رحمہ اللہ پیر لمبے کئے ہوئے بیٹھے تھے، انہیں دیکھ کر انہوں نے پیر نہیں سمیٹے، حضرت احنف رحمہ اللہ بیٹھ گئے اور انہیں بہت دکھ ہوا، یہاں تک کہ ان کے چہرے پر ناراضگی کی علامت ظاہر ہو گئی، تب انہوں نے کہا تعجب ہے کہ انسان تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ دو مرتبہ شرمگاہ سے نکلا ہے۔

---

① معالم التنزیل للبغوی: سورة القصص آیت نمبر ۸۱ کے تحت، ج۵ ص ۵۲۵ تا ۵۲۷/ التفسیر الکبیر: سورة القصص آیت نمبر ۸۱ کے تحت، ج۲۵ ص ۱۶، ۱۷/ التفسیر المظھری: ج۷ ص ۱۸۳ تا ۱۸۶

جناب حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں تعجب ہے کہ انسان روزانہ ایک یا دو مرتبہ پاخانہ دھوتا ہے اور پھر بھی اللہ رب العزت سے مقابلہ کرتا ہے۔

حضرت محمد بن حسین بن علی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ انسان کے دل میں جتنا تکبر داخل ہوتا ہے اتنا ہی اس کی عقل کم ہوتی ہے، تکبر زیادہ ہو تو عقل بہت کم ہو جاتی ہے اور اگر تکبر تھوڑا ہو تو اس کے حساب سے عقل کم ہوتی ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا شیطان کے کچھ جال ہیں، ان جالوں میں سے یہ جال بھی ہیں: اللہ رب العزت کی نعمتوں پر اترانا، اس کی عطاؤں پر فخر کرنا، بندگانِ خدا سے تکبر کرنا اور اللہ رب العزت کی ناپسندیدہ افعال کی اتباع کرنا۔ ❶

تکبر کے سبب فقیر کو جھڑکنے والا شخص خود فقیر بن گیا

ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا، سامنے بھنی ہوئی مرغی بھی رکھی تھی، اچانک ایک فقیر نے دروازے پر آ کر صدا لگائی۔ وہ شخص دروازے کی طرف گیا اور اس فقیر کو خوب جھڑکا، فقیر یونہی واپس چلا گیا، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصے بعد یہ شخص خود فقیر ہو گیا، سب نعمتیں ختم ہو گئیں، بیوی کو بھی طلاق دے دی، اس نے کسی اور سے نکاح کر لیا، پھر ایک دن ایسا ہوا کہ یہ میاں بیوی اکٹھے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور بھنی ہوئی مرغی سامنے تھی کہ کسی فقیر نے دروازہ کھٹکھٹایا، میاں نے بیوی سے کہا:

اِدْفَعِیْ إِلَیْہِ ھٰذِہِ الدَّجَاجَۃَ، فَخَرَجْتُ بِھَا إِلَیْہِ فَإِذَا ھُوَ زَوْجُھَا الْأَوَّلُ، فَدَفَعْتُ إِلَیْہِ الدَّجَاجَۃَ وَرَجَعَتْ وَھِیَ بَاکِیَۃٌ، فَسَأَلَھَا زَوْجُھَا عَنْ بُکَائِھَا، فَأَخْبَرَتْہُ أَنَّ السَّائِلَ کَانَ زَوْجَھَا، وَذَکَرَتْ لَہُ قِصَّتَھَا مَعَ ذٰلِکَ السَّائِلِ

---

❶ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۲۸۹، ۲۹۰

الَّذِیْ اِنْتَہَرَہُ زَوْجُھَا الْأَوَّلُ، فَقَالَ لَھَا زَوْجُھَا أَنَا وَاللّٰہِ ذٰلِکَ السَّائِلُ. ❶

ترجمہ: یہ مرغی اس فقیر کو دے آؤ، چنانچہ وہ مرغی لے کر دروازے کی طرف گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ فقیر اس کا پہلا شوہر ہے، خیر مرغی اسے دے کر واپس لوٹی تو رو رہی تھی، میاں نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو، بولی کہ فقیر تو میرا پہلا شوہر تھا، غرض پھر سارا قصہ اسے سنایا جو ایک فقیر کو جھڑکنے سے پیش آیا تھا، اس کا میاں بولا اللہ کی قسم! وہ فقیر میں ہی تھا۔

عابد کے تکبر کے سبب سارے اعمال ضائع ہو گئے

بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے، ان میں سے ایک اپنی فسادی طبیعت اور مفسدانہ عادات وافعال کی بنا پر فسادی مشہور ہو گیا تھا اور دوسرا کثرت عبادت کی وجہ سے ''عابد'' کہلاتا تھا، اس نے اس حد تک عبادت کی وہ اللہ کے ہاں اس درجہ مقبول تھا کہ ابر کا ایک ٹکڑا اس پر ہمیشہ سایہ فگن رہتا۔ فسادی نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بہت بدنام ہوں اور یہ ہماری قوم کے انتہائی متقی اور عبادت گزار انسان ہیں، اگر میں ان کے پاس بیٹھوں تو ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ عابد نے سوچا کہ میں عابد ہوں، بھلا یہ خراب آدمی میرے قریب کس طرح بیٹھ سکتا ہے، چنانچہ جب فسادی نے بیٹھنا چاہا اس نے نفرت کا اظہار کیا اور اسے بیٹھنے نہ دیا:

فَأَوْحَى اللّٰہُ إِلَی نَبِیٍّ ذٰلِکَ الزَّمَانِ مُرْھُمَا فَلْیَسْتَأْنِفَا الْعَمَلَ فَقَدْ غَفَرْتُ لِلْخَلِیْعِ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَ الْعَابِدِ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی پر وحی نازل فرمائی کہ ان دونوں سے کہو کہ وہ اپنے عمل کی ازسرنو ابتداء کریں، میں نے فسادی کی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں اور عابد کے اعمال ضائع کر دیئے ہیں۔

---

❶ المستطرف فی کل فن مستظرف: الباب الأول، الفصل الثالث فی الزکاۃ وفضلھا، ص ١٧

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الکبر والعجب، ج٣ص ٣٤٩، ٣٥٠

تکبر کی وجہ سے عابد کے اعمال ضائع ہو گئے

حضرت وہیب بن الورد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اوران کے حواریوں میں سے ایک آدمی ایک چور کے پاس سے گزرے جو اپنے قلعہ میں تھا، جب چور نے انہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں توبہ کا شوق پیدا کر دیا، اس نے اپنے دل میں سوچا یہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام ہیں، اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں، کلمہ کن سے پیدا ہوئے، روح اور اللہ کا کلمہ ہیں اور یہ ان کا حواری ہے اور اے بد بخت! تو کون ہے؟ تو بنی اسرائیل کا ایک چور ہے جو ڈکیتی کرتا ہے اور مال چھینتا ہے اور خون بہاتا ہے، پھر وہ اپنے افعال پر شرمندہ ہو کر تائب ہو کر ان کی طرف اتر آیا، جب ان سے مل گیا تو اپنے جی میں سوچا کہ تو ان دونوں کے ساتھ چلنا چاہتا ہے، تو ان کے ساتھ ساتھ چلنے کا اہل نہیں تو مجرم اور گناہگار کی طرح ان کے پیچھے چل۔

راوی کہتے ہیں حواری نے اسے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پہچان لیا اور اپنے جی میں کہا کہ اس بد بخت خبیث کو دیکھو اور ہمارے پیچھے اس کے چلنے کو دیکھو، اللہ تعالیٰ نے ان کے مافی الضمیر کو جان کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ وحی بھیجی کہ:

أَنْ مُرَّ الْحَوَارِيَّ وَلِصَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنْ يَّسْتَأْنِفَ الْعَمَلَ جَمِيْعًا أَمَّا اللِّصُّ فَقَدْ غَفَرْتُ لَهُ مَاقَدْ مَضَى لِنَدَامَتِهِ وَتَوْبَتِهِ وَأَمَّاالْحَوَارِيُّ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ لِعُجْبِهِ بِنَفْسِهِ وَازْدِرَائِهِ هَذَاالتَّوَّابَ. (1)

ترجمہ: حواری اور چور کو حکم دیں کہ دونوں اپنا عمل نئے سرے سے شروع کریں، چور کی تو میں نے مغفرت کر دی ہے اس کی توبہ اور ندامت کی وجہ سے اور حواری کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں اس کی خود پسندی اور تکبر کی وجہ سے۔

---

(1) صفوة الصفوة: الطبقة الثالثة من أهل مكة، ترجمة: وهيب بن الورد، ج ا ص ۴۲۱

فرعون تکبر کی وجہ سے غرق ہوا

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا ایمان لاؤ تیرا ملک تیرے ہی پاس رہے گا، تو فرعون نے کہا میں ہامان سے مشورہ کرلوں، چنانچہ جب اس نے ہامان سے مشورہ کیا تو اس نے کہا: اب تک تو تو رب رہا ہے، لوگ تیری عبادت کرتے رہے ہیں اور اب تو عبادت کرنے والا بندہ بننا چاہتا ہے؟ فرعون نے یہ مشورہ سنا تو تکبر کی وجہ سے اللہ رب العزت کا بندہ بننے اور موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے سے انکار کردیا، پس اللہ رب العزت نے اسے غرق کردیا۔ ❶

تکبر کی وجہ سے نہایت قد و قامت والے خوبصورت شخص کا جسم ایک بالشت ہوگیا

نوفل بن مساحق کہتے ہیں کہ نجران کی مسجد میں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا بڑا لمبا چوڑا بھر پور جوانی کے نشہ میں گٹھے ہوئے بدن والا، مضبوط جوڑوں والا خوبصورت قد و قامت اور شکل وشباہت والا، نگاہیں جما کر اِس کے جمال وکمال کو دیکھنے لگا، تو اس نے کہا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: آپ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور تعجب ہو رہا ہے، اس نے جواب دیا، تو ہی کیا! خود اللہ تعالیٰ کو بھی تعجب ہو رہا ہے۔
نوفل کہتے ہیں کہ اس کلمہ کے کہتے ہی وہ اُس کا جسم پست ہونے لگا اور اس کا رنگ و روپ اڑنے لگا اور قد چھوٹا ہونے لگا یہاں تک کہ بقدرِ ایک بالشت کے رہ گیا، جسے اس کا کوئی قریبی رشتہ دار آستین میں ڈال کر لے گیا۔ ❷

متکبرانہ چال پر حضرت حسن رحمہ اللہ کی نعمتوں پر تفکر کی دعوت

جناب ابوبکر الہندر رحمہ اللہ سے مروی ہے ہم حضرت حسن رحمہ اللہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے

---

❶ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۳۸۴

❷ تفسیر ابن کثیر: سورۃ القصص آیت نمبر ۸۱،۸۲ کے تحت، ج ٦ ص ۲۳۰، ۲۳۱

تھے کہ ابن الاہتم کا گزر ہوا جو اپنے محل کی طرف جا رہا تھا اس نے متعدد ریشمی عبائیں ایک دوسرے پر پہن رکھی تھیں اور ان کی وجہ سے اس کا گریبان کھلا ہوا تھا، وہ نہایت متکبرانہ انداز میں ایک ایک قدم رکھتا ہوا جا رہا تھا، حضرت حسن رحمہ اللہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور فرمایا افسوس! افسوس! ناک چڑھانے والا، اترا کر چلنے والا، منہ پھیلائے ہوئے اپنے دونوں پہلو دیکھتا ہوا جا رہا ہے، اے بے وقوف! تو اپنے پہلوؤں میں ایسی نعمتوں کو دیکھ رہا ہے جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا، جو اللہ رب العزت کے حکم سے بنائی گئیں اور نہ ہی تو نے اللہ رب العزت کے حقوق کو ادا کیا ہے، تیرے بدن کے ہر ایک عضو میں اللہ رب العزت کی نعمت ہے اور شیطان ہر عضو پر قبضہ کی فکر میں ہے۔ بخدا اپنی فطرت کے مطابق چلنا یا دیوانے کی طرح لڑکھڑا کر چلنے سے بہتر ہے۔

ابن الاہتم نے جب یہ سنا تو آخر معذرت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا مجھ سے معذرت نہ چاہو اللہ رب العزت سے توبہ کرو، کیا تو نے یہ فرمانِ الٰہی نہیں سنا ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (الإسراء:۳۷)

اور زمین پر اترا کر نہ چل، بے شک تو نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ ہی پہاڑوں جتنا طویل ہو سکتا ہے۔ [1]

مالک بن دینار رحمہ اللہ کی عجز وانکساری

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی اعلان کرنے والا مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر اعلان کرے کہ تم میں سے جو سب سے بُرا ہے وہ باہر نکلے، تو اللہ عزوجل کی قسم! مجھ سے پہلے کوئی نہیں نکلے گا، ہاں! جس میں دوڑنے کی زیادہ طاقت ہو وہ مجھ

[1] مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۲۹۱

سے پہلے نکل جائے گا۔ راوی کہتے ہیں جب حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کی یہ بات حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا: اسی وجہ سے تو مالک، مالک بنا ہے۔ ❶

تکبر کے سبب وقت کے امام سورہ فاتحہ بھول گئے

ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید کے یہاں امام کسائی رحمہ اللہ اور امام یزیدی رحمہ اللہ دونوں اکٹھے ہو گئے، اور ان دونوں حضرات میں معاصرت کے وجہ سے قدرے منافرت تھی، اتنے میں ایک جہری نماز کا وقت ہو گیا، لوگوں نے امامت کیلئے امام کسائی رحمہ اللہ کو آگے بڑھا دیا، آپ نے نماز میں سورۂ کافرون پڑھی اور اس میں سہو ہو گیا۔ نماز کے بعد امام یزیدی رحمہ اللہ نے طنز کے طور پر کہا کہ کوفہ کا اتنا بڑا قاری کافرون جیسی چھوٹی سی سورت میں بھول گیا۔ ابن دورقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد دوسری جہری نماز کا وقت آ گیا تو لوگوں نے امام یزیدی رحمہ اللہ کو آگے بڑھا دیا۔ پس یہ سورہ فاتحہ ہی میں بھول گئے، سلام کے بعد امام کسائی رحمہ اللہ نے فرمایا:

اِحْفَظْ لِسَانَکَ لَا تَقُولُ فَتُبْتَلَی　　　إِنَّ الْبَلَاءَ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ

اپنی زبان کی حفاظت رکھو کہ جو بات بھی (طنز وطعن میں) کہو گے تو اس میں مبتلا کر دیئے جاؤ گے، اسلئے (قانون الٰہی یہی جاری ہے کہ) ابتلاء کا مدار و معیار زبان کے نطق و گویائی پر منحصر ہے۔ ❷

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج ۳ ص ۳۴۲

❷ غاية النهاية فى طبقات القراء: ترجمة: على بن حمزة بن عبدالله، ج ۱ ص ۵۳۹، رقم الترجمة: ۲۲۱۲

امام کسائی رحمہ اللہ عجب کی وجہ سے بڑھی غلطی ہوگئی

امام ابوالحسن کسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خلیفہ ہارون الرشید کونماز پڑھائی تو مجھے اپنی قرآت خوشنما اور اچھی معلوم ہوئی۔ پس اچانک مجھ سے ایک ایسی آیت میں غلطی ہوگئی جس میں شاید آج تک کسی بچے نے بھی غلطی نہ کی ہو، وہ یہ کہ میں نے "لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ" (الأعراف: ۱۶۸) پڑھنے کا ارادہ کیا تو یکبارگی میری زبان سے "لَعَلَّهُمْ يَرْجِعِينَ" نکل گیا۔ پس اللہ کی قسم! ہارون الرشید کو یہ جرات تو ہر گز نہ ہوئی کہ یوں کہے۔ "اَخْطَأتَ (آپ نے غلطی کی) البتہ اس نے سلام کی بعد مجھے یہ ضرور کہا "اَیُّ لُغَةٍ هَذِهِ" (اے کسائی! یہ کون سی لغت ہے) میں نے کہا: "يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ يَعْثُرُ الْجَوَادُ" (اے امیر المؤمنین! کبھی کبھی عمدہ گھوڑا بھی پھسل جاتا ہے) خلیفہ نے جواب دیا "اَمَّا هَذَا فَنَعَمْ" (اگر یہ بات ہے تو درست ہے، انسان کبھی خطاء کر جاتا ہے۔) [1]

اپنی اوقات کو کبھی نہ بھولیں

ایاز سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کا ایک ادنی غلام تھا پھر ترقی کرتے کرتے اُن کا محبوب ترین وزیر بن گیا۔ ایاز کی کامیابیاں حاسدین درباریوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں، وہ موقع کی تاک میں رہتے تھے کہ کسی طرح ایاز کو محمود کی نظروں سے گرادیں۔ آخر کار انہیں ایک موقع مل ہی گیا، ہوا یوں کہ ایاز کا معمول تھا کہ روزانہ مخصوص وقت میں ایک کمرے میں چلا جاتا اور کچھ دیر گزار کر واپس آجاتا۔ درباریوں نے محمود کے کان بھرنا شروع کئے کہ ضرور ایاز نے شاہی خزانے میں خرد برد کر کے مال جمع کر رکھا ہے جسے

[1] معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار: الطبقة الرابعة، ج ۱ ص ۷۵/سير أعلام النبلاء: الكسائي أبو الحسن علي بن حمزة، ج ۹ ص ۱۳۳

دیکھنے کے لئے کمرۂ خاص میں جاتا ہے، وہ اس کمرے کو تالا لگا کر رکھتا ہے، کسی اور کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا، محمود کو اگرچہ ایاز پر مکمل اعتماد تھا مگر درباریوں کو مطمئن کرنے کے لئے ایک وزیر کو کہا کہ اُس کمرے کا تالا توڑ ڈالو، وہاں جو کچھ ملے وہ تمہارا ہے۔ وزیر اور دیگر درباری خوشی خوشی ایاز کے کمرے میں جا گھسے مگر یہ کیا! وہاں ایک پُرانے بوسیدہ لباس اور چپلوں کے سوا کچھ تھا ہی نہیں۔ درباریوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ محمود نے ایاز سے ان کپڑوں اور چپلوں کے بارے میں دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ یہ میری غلامی کے دور کی یادگار ہیں، جنہیں دیکھ کر میں اپنی اوقات یاد رکھتا ہوں اور خود کو موجودہ عروج پر تکبر میں مبتلا نہیں ہونے دیتا۔ یہ سن کر محمود اپنے وفادار خادم ایاز سے اور زیادہ متاثر نظر آنے لگا اور درباری رسوا ہو گئے۔ (1)

حسن بصری رحمہ اللہ کے عجب و کبر کا غیبی علاج

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اس قدر منکسر المزاج تھے کہ ہر فرد کو اپنے سے بہتر تصور کرتے، اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن دریائے دجلہ پر کسی حبشی کو عورت کے ساتھ اس طرح شراب نوشی میں مبتلا دیکھا کہ شراب کی بوتل اُسکے سامنے تھی۔ اُس وقت آپ کو یہ تصور ہوا کہ کیا یہ بھی مجھ سے بہتر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ یہ تو شرابی ہے۔ اسی دوران ایک کشتی سامنے آئی جس میں سات افراد تھے اور وہ غرق ہو گئی، یہ دیکھ کر حبشی پانی میں کود گیا اور چھ افراد کو ایک ایک کر کے نکالا۔ پھر آپ سے عرض کیا: آپ صرف ایک ہی کی جان بچالیں، میں تو یہ امتحان لے رہا تھا کہ آپ کی چشم باطن کھلی ہوئی ہے یا نہیں! اور یہ عورت جو میرے پاس ہے، میری والدہ ہیں اور اس بوتل میں سادہ پانی ہے۔ یہ سنتے ہی آپ اس یقین کے ساتھ کہ یہ تو کوئی غیبی شخص ہے اُس کے قدموں میں گر پڑے

(1) معارف مثنوی: حکایت: ایاز اور حاسدین، ص ۳۵۵ تا ۳۶۰

اور حبشی سے کہا کہ جس طرح تو نے چھ افراد کی جان بچائی اسی طرح تکبر سے میری جان بھی بچادے۔ اُس نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نورِ بصیرت عطا فرمائے یعنی کبر و نخوت کو دور کر دے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد کبھی آپ نے اپنے آپ کو بہتر تصور نہیں کیا۔ ❶

جس کے ڈر سے کپڑوں میں پیشاب نکلا بعد میں اُس کی قبر پر پیشاب کیا

محمد بن فضل جر جرائی کہتے ہیں: میں کسکر میں عجیف کی زمین کو سنبھالا کرتا تھا۔ میرے بارے میں یہ بات پہنچائی گئی کہ میں نے خیانت کی ہے اور باغ کو اجاڑ دیا ہے، چنانچہ عجیف نے میرے پاس ایک شخص بھیجا کہ وہ مجھے قید کر دے، تو اس نے مجھے گرفتار کر لیا اور سر من رائی کے مقام پر مجھے اس حالت میں ان کے پاس حاضر کیا گیا، اس نے مجھے دیکھ کر گالیاں دیں اور کہا:

تو نے ساری زمین برباد کر دی اور اس میں خیانت اور لوٹ مار کی، اللہ کی قسم! میں تجھے قتل کر دوں گا اور پھر کہا: کوڑا لاؤ! وہ لایا گیا اور میری قمیص اتاری گئی، جب میں نے یہ دیکھا تو میں حواس باختہ ہو گیا اور میں نے اپنی شلوار میں پیشاب کر دیا۔

اس کے مشیر نے مجھے پیشاب کرتے ہوئے دیکھ لیا تو عجیف سے کہا: اللہ حاکم کو عزت دے، تمہارا دل تو اسی میں پھنسا ہوا ہے، اس کو مارنا اور قتل کرنا تو ہمارے ہاتھ میں ہے۔ یہ چھوٹ تو سکتا نہیں، چنانچہ آپ اس کو قید کرنے کا حکم ہمارے ہاتھ میں ہے دے دیں اور میں اس کے بعد غور و خوض کروں گا تو اگر خبر درست نکلی تو اس کو سزا دینا آپ کے اختیار سے باہر نہیں۔ اور اگر جھوٹی نکلی تو آپ گناہ میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں گے۔

❶ تذکرۃ الاولیاء مترجم: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے حالات ومناقب، انکساری، ص ۲۶، ۲۷

محمد بن فضل کہتے ہیں: پھر دوبارہ مجھے جیل بھیج دیا گیا تو میں کئی دنوں اسی میں پڑا رہا، چناں چہ امیر المؤمنین معتصم نے عموریہ پر چڑھائی کی تو عجیف کے ساتھ جو ہونا تھا وہ ہو گیا، یعنی اسے قتل کر دیا اور جب اس کے مشیر کو اس کی خبر پہنچی تو اس نے مجھے آزاد کر دیا اور میں قید سے چھوٹ گیا اور مجھے چاندی کا ایک سکہ دیا تو میں سر من رائی کے خزانچی (صاحب الدیوان) کے پاس گیا، وہ میرا دوست تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو اسے میری رہائی پر بڑی خوشی ہوئی اور میری خستہ حالی پر افسوس ہوا، اور اس نے میرے سامنے کچھ مال کی پیش کش کی۔

میں نے اس سے کہا: بل کہ تم مجھے کسی کام میں لگوا دو کہ جس کی اجرت سے میں اپنی ضروریات پوری کرلوں۔ چنانچہ اس نے مجھے ربیعہ کے گھروں کے قریب کوئی کام سپرد کر دیا، اور جب تاجروں کو مجھ پر اعتماد ہو گیا تو میں نے ان سے قرض لے لیا تاکہ کچھ کام کرسکوں اور میں نکل پڑا۔ میں جس زمین میں کام کرتا تھا وہاں پر ایک اور زمین تھی جو ''بکراث'' کے نام سے مشہور تھی، تو کام ختم کرنے کے بعد رات گزارنے کے لیے میں وہاں گیا اور وہاں رات گزاری، سو جب صبح ہوئی تو مجھے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی، میں بیت الخلا میں گیا، لیکن وہ بہت گندہ تھا تو میں گھر سے نکل کر صحرا میں کسی ٹیلے کی طرف نکل پڑا، چنانچہ میں ٹیلے پر پہنچا اور جب وہاں بیٹھ کر قضائے حاجت کی۔

تو مالک مکان میرے پاس آیا اور کہنے لگا: کچھ پتا بھی ہے کہ کہاں پیشاب کیا؟

میں نے کہا: مٹی کے ٹیلے پر، تو وہ ہنسا اور کہا: یہ ایک آدمی کی قبر ہے جو عجیف کے نام سے مشہور ہے، وہ بادشاہ کا ایک مقرر کردہ کمانڈر تھا جس سے بادشاہ ناراض ہو گیا اور اسے اپنے ساتھ قید کر کے لایا سو جب وہ اس جگہ پہنچا تو اسے قتل کر دیا۔ اور دیوار کے پاس پھینک کر چلا گیا تو ہم نے اس کے اوپر دیوار گرا دی تاکہ اسے کتوں سے چھپا لیں،

اللہ کی قسم! وہ اس ٹیلے کے نیچے ہے۔ چنانچہ یہ سن کر مجھے اس کے ڈر سے اپنی شلوار میں پیشاب کرنے کے بعد اور پھر اس کی قبر پر پیشاب کرنے سے بڑا تعجب ہوا۔ ❶

ہر ایک کو اپنے سے بہتر سمجھنے کے سبب مستجاب الدعوات بن گیا

ایک عابد کا قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پہاڑ کی سمت محو سفر تھا، اسے خواب میں حکم دیا گیا کہ فلاں کے پاس جاؤ اور اس سے اپنے لیے دعا کراؤ۔ عابد اس کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تیرا کیا عمل ہے جس کی وجہ سے تجھے مستجاب الدعوت بنایا گیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں دن کو روزے رکھتا ہوں اور اسی حالت میں مزدوری کرتا ہوں جو کماتا ہوں اس میں سے کچھ خیرات کرتا ہوں اور کچھ بیوی بچوں کو کھلاتا ہوں، عابد پھر آیا اور کہنے لگا کہ یہ عمل تو اچھا ہے لیکن ایسا تو نہیں کہ سوائے عبادت الٰہی کے کچھ نہ کرتے ہو، ایسے لوگ بھی ہیں جو صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اس کے علاوہ ان کا کوئی دوسرا کام نہیں۔ (یعنی جن کی ساری زندگی عبادت میں گزرتی ہے لیکن اُن کا یہ مقام نہیں،) اس کے بعد پھر خواب میں عابد کو حکم ہوا کہ جاؤ اِن کے پاس اور اس سے پوچھو کہ تمہارا رنگ زرد کیوں ہے، اس نے کہا کہ "مَا رَأَیْتُ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ إِلَّا وَقَعَ لِیْ أَنَّهُ سَیَنْجُوْ وَأَهْلِکُ،" جو شخص بھی مجھے نظر آتا ہے میں اس دیکھ کر یہی سمجھتا ہوں کہ اس کی نجات ہو جائے گی اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ (یعنی ہر ایک کو اپنے سے افضل سمجھتا ہوں اور اپنے اعمال پر اتراتا نہیں ہوں،) عابد نے دل میں سوچا یہ شخص اسی وجہ سے مقبول ہے، اور اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ❷

❶ پریشانی کے بعد راحت: ص۹۲ تا ۹۴/الفرج بعد الشدة للتنوخی: الباب الخامس، ج۲ ص ۲۶ تا ۲۸

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ ص ۳۶۶، ۳۶۷

چار سو خادموں کی مالکہ دو چمڑے مانگنے آئی

محمد بن عبد الرحمٰن ہاشمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے دن میں اپنی ماں کی خدمت میں آیا، میں نے ان کے پاس ایک عورت دیکھی جس کے کپڑے بہت ہی میلے تھے، میری والدہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم ان کو پہچانتے ہو، میں نے کہا کہ نہیں۔ پس انہوں نے فرمایا کہ یہ جعفر برمکی کی ماں عتابہ ہیں۔ (جعفر برمکی ہارون الرشید کا وزیر تھا اور خاندان برامکہ کی فیاضی آج تک مشہور ہے) میں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ اپنے حالات کچھ مجھ سے بیان کیجئے۔

انہوں نے کہا کہ میں مجملاً ایک ایسی بات تم سے کہتی ہوں جسے سن کر تمہیں عبرت حاصل کرنا چاہیے، وہ یہ کہ ایک دن عید کا ایسا بھی تھا جبکہ میرے سر پر چار سو لونڈیاں کھڑی تھیں، اور اِس کے باوجود میں اپنے بیٹے جعفر برمکی کو نافرمان خیال کرتی تھی۔ آج میں تمہارے پاس آئی ہوں اور تم سے بکریوں کی دو کھالیں مانگتی ہوں تا کہ ان میں سے ایک کو بچھاؤں اور دوسرے کا لحاف بناؤں، میں نے ان کو پانچ سو درہم دیئے اور عرض کیا کہ وہ ہمارے پاس اس وقت تک آتی جاتی رہیں جب تک کہ موت ہمارے درمیان تفرقہ نہ ڈالے، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ موت کے ذریعے ہمارے درمیان جدائی ہوگئی۔ ❶

تکبر کے سبب شیخ المشائخ مرتد ہو کر خنزیر چرانے لگے

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ شیخ ابو عبد اللہ مشہور شیخ المشائخ اندلس کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں، ہزاروں خانقاہیں ان کے دم سے آباد، ہزاروں

❶ الوافی بالوفیات: ترجمة: البرمکی وزیر هارون، ج ۱۱ ص ۱۲۶ / إنباء الأمراء بأنباء الوزراء: ترجمة: جعفر بن یحیى بن خالد، ص ۳۴، ۳۵

مدارس ان کے فیوض سے جاری، ہزاروں شاگرد، ہزاروں مریدین، آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ ایک دفعہ بارادہ سفر تشریف لے گئے، ہزاروں مشائخ وعلماء ہمرکاب ہیں جن میں حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ، حضرت شبلی رحمہ اللہ بھی ہیں، حضرت شبلی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ نہایت ہی خیرات وبرکات کے ساتھ چل رہا تھا کہ عیسائیوں کی ایک بستی پر گزر ہوا، نماز کا وقت تک ہو رہا تھا، بستی میں پانی نہ ملا، علاقہ سے باہر ایک کنوئیں پر چند لڑکیاں پانی بھر رہی تھیں، حضرت شیخ کی نگاہ ایک لڑکی پر پڑ گئی، حضرت کی نگاہ اس پر پڑتے ہی تغیر ہونے لگا، حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ اس کی گفتگو کے بعد سر جُھکا کر بیٹھ گئے۔ تین دن کامل گزر گئے کہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، نہ کسی سے بات کرتے ہیں، حضرت شبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سب خدام پریشان حال تھے، تیسرے دن میں نے جرات کرکے عرض کیا یا شیخ! آپ کے ہزاروں مریدین آپ کی اس حالت سے پریشان ہیں، شیخ نے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں، پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آ چکی ہے کہ تمام اعضاء جوارح پر اس کا تسلط ہے، اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو میں چھوڑ دوں۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اے میرے سردار! آپ اہل عراق کے پیرومرشد علم وفضل، زہد وعبادت میں شہرہ آفاق ہیں، آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے، لطفیل قرآن عزیز ہمیں اور ان سب کو رسوا نہ کیجئے۔

شیخ نے فرمایا: میرے عزیز میرا تمہارا نصیب، تقدیر خداوندی ہو چکی ہے، مجھ سے ولایت کا لباس سلب کر لیا گیا ہے اور ہدایت کی علامات اٹھالی گئیں ہیں۔ یہ کہہ کر رونا شروع کیا اور کہا: اے میری قوم! قضاوقدر نافذ ہو چکی ہے، اب کام میرے بس کا نہیں۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا اور حضرت سے رونا شروع کیا، شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے یہاں تک کہ زمین آنسوؤں سے اُمنڈ آنے والے سیلاب سے تر ہوگئی، اس کے بعد ہم مجبور ہوکر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے، جب ہم نے واپس آ کر یہ واقعات سنائے تو شیخ کے مریدین میں کہرام مچ گیا۔ چند آدمی تو اسی وقت غم وحسرت میں عالم آخرت کو سدھار گئے اور باقی لوگ گڑگڑا کر خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں دعائیں کرنے لگے کہ اے مقلب القلوب! شیخ کو ہدایت کر اور پھر اپنے مرتبہ پر لوٹا دے، اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہوگئیں اور ہم ایک سال تک اسی حسرت وافسوس میں شیخ کے فراق میں لوٹتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبر لیں کہ کس حال میں ہیں، تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا اُس گاؤں میں پہنچ کر لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا تو گاؤں والوں نے بتایا کہ وہ جنگل میں سور چرا رہا ہے، ہم نے کہا خدا کی پناہ یہ کیا ہوا؟ گاؤں والوں نے بتایا کہ اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی اس کے باپ نے اس شرط پر منظور کرلیا اور وہ جنگل میں سور چرانے کی خدمت پر مامور ہے، ہم یہ سن کر ششدر رہ گئے اور غم سے کلیجے پھٹنے لگے، آنکھوں سے بیساختہ آنسوؤں کا طوفان اُمنڈنے لگا، بمشکل دل تھام کر جنگل میں پہنچے جس میں وہ سور چرا رہے تھے، دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاری کی ٹوپی اور کمر میں زنار بندھا ہوا ہے اور اس عصا پر ٹیک لگائے ہوئے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں جس سے وعظ اور خطبہ کے وقت سہارا لیا کرتے تھے، جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا، شیخ نے ہمیں اپنی طرف آتا دیکھ کر سر جھکا لیا، ہم نے قریب پہنچ کر اسلام علیکم کہا۔ شیخ نے کسی قدر دبی آواز سے وعلیکم السلام کہا، حضرت شبلی رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ اے شیخ! اس علم وفضل اور حدیث و

تفسیر کے ہوتے ہوئے آج تمہارا کیا حال ہے؟

شیخ نے فرمایا: میرے بھائیو! میں اپنے اختیار میں نہیں، میرے مولی نے مجھے جیسا چاہا وہاں کردیا اوراس قدر مقرب بنانے کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازہ سے دور پھینک دیا، تو پھراس کی قضاء کوکون ٹالنے والا ہے، اے عزیزو! خدائے بے نیاز کے قہر وغضب سے ڈرو، اپنے علم وفضل پرمغرور نہ ہو، اس کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا اے میرے مولی! میرا گمان تو تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تو مجھ کو ذلیل وخوار کر کے اپنے دروازہ سے نکال دے گا، یہ کہہ کر خدا تعالی سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا اور فرمایا: اے شبلی! اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کر۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ نے روتے ہوئے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استغاثہ کرتے ہیں اور ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسہ ہے، ہم سے یہ مصیبت دور کردے کہ تیرے سوا کوئی دفعہ کرنے والا نہیں۔

خنزیرا نکا رونا اوران کی دردناک آواز سنتے ہی ان کے پاس جمع ہوگئے اورانہوں نے رونا اور چلانا شروع کردیا ادھر شیخ بھی زاروقطار رورہے تھے۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ شیخ آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن کو ساتوں قراتوں سے پڑھا کرتے تھے، اب بھی کوئی اس کی آیت یاد ہے؟

شیخ نے کہا اے عزیز! مجھے قرآن میں دو آیات کے سوا کچھ یاد نہیں رہا ایک تو یہ ہے: ﴿وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾ (الحج: ۱۸) (جس کو اللہ ذلیل کرتا ہے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) اور دوسری یہ ہے: ﴿وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾ (البقرة: ۱۰۸) (جس نے ایمان کے

بدلہ میں کفر اختیار کیا تحقیق وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہو گیا۔)

حضرت شبلی رحمہ اللہ نے عرض کیا اے شیخ! آپ کو تو ہزار حدیثیں مع اسناد کے زبانی یاد تھیں اب ان میں سے بھی کوئی یاد ہے؟

شیخ نے کہا صرف ایک حدیث یاد ہے یعنی "مَنْ بَـدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ" (جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کرڈالو۔) ❶

حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے یہ حال دیکھ کر شیخ کو وہیں چھوڑ کر بغداد کا قصد کیا، ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے کہ تیسرے روز اچانک شیخ کو اپنے آگے دیکھا کہ ایک نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں اور بآواز بلند شہادتین " اَشْهَـدُ أَن لَّا إِلَـهَ إِلَّا الـلَّـهُ وَأَشْهَـدُ أَنَّ مُـحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ " پڑھتے جاتے ہیں، اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہی شخص کرسکتا ہے جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت کا اندازہ ہو، بعد میں شیخ سے ہم نے پوچھا کہ کیا آپ کے اس ابتلاء کا کوئی سبب تھا؟ شیخ نے فرمایا: ہاں جب ہم گاؤں میں اُترے اور بت خانوں اور گرجا گھروں پر ہمارا گزر ہوا، آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبر اور بڑائی پیدا ہوئی کہ ہم مؤمن موحد ہیں اور یہ کمبخت کیسے جاہل واحمق ہیں کہ بے حس و بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں، مجھے اُسی وقت ایک غیبی آواز سنائی دی کہ یہ ایمان وتوحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں کہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے، کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار میں سمجھتے ہو؟ اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں ابھی ابتلاء میں ڈال دیں اور مجھے اسی وقت یہ احساس ہوا کہ گویا ایک پرندہ میرے قلب سے نکل

❶ صحيح البخاری: كتاب اسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّينَ وَالْمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِمْ، بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ وَاسْتِتَابَتِهِمْ، رقم الحديث: ٦٩٢٢

کر اڑ گیا جو درحقیقت ایمان تھا۔ فقط: مجھے اس سارے قصہ میں اخیر کا یہ مضمون لکھوانا تھا ورنہ اصل واقعہ تو ''آپ بیتی'' میں مفصل آچکا ہے اور صوفی اقبال صاحب نے اس سے ''اکابر کے سلوک'' میں نقل کیا ہے اور حکیم الیاس نے اس واقعہ کو شیخ اندلس کا ایک عجیب وعبرتناک واقعہ کے نام سے مستقل رسالہ کی صورت میں بھی شائع کیا ہے۔ یہ تکبر ایسی بری بلا ہے کہ شیخ المشائخ تک کو بھی کہاں سے کہاں پہنچادیا۔ اللہ تعالیٰ ہی محض اپنے فضل وکرم سے اس مصیبت عظمیٰ سے بچائے۔ آمین ❶

فخر کرنے والا اپنی قبر وحشر کو یاد رکھے

حضرت حسن رحمہ اللہ کے قریب سے ایک جوان کا گذر ہوا جو خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھا، آپ نے اسے بلا کر فرمایا: اے انسان! اپنی جوانی پر فخر کرتا ہے؟ اپنی عادتوں سے محبت کرتا ہے؟ گویا کہ قبر نے تیرے وجود کو چھپا لیا ہے اور تو نے اپنے اعمال دیکھ لئے ہیں؟ تجھ پر افسوس صد افسوس! جا اور اپنے دل کا علاج کر کیونکہ اللہ رب العزت کو بندوں کے حمد دلوں کی ضرورت ہے۔ ❷

گندگی سے بھرا پیٹ اور تکبرانہ چال

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالنے سے پہلے حج کیا، حضرت طاؤس رحمہ اللہ نے انہیں دیکھا کہ وہ اترا اترا کر چل رہے ہیں۔ طاؤس رحمہ اللہ نے ان کے پہلو کو انگلی سے دبا کر کہا یہ ایسے شخص کی چال نہیں ہے جس کے پیٹ میں گندگی بھری ہو۔ جناب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے معذرت خواہانہ لہجے میں اپنی غلطی

---

❶ ام الامراض: ص۲۷ تا ۲۹/ آپ بیتی: پانچواں حصہ، ج۱ ص۱۶۳ تا ۱۷۰/ المستطرف فی کل فن مستظرف: الباب السادس والعشرون، الفصل الثانی، ج ۱ ص ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵

❷ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص۲۹۱، ۲۹۲

کا اقرار کر کے اپنی اصلاح کی۔ حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو ناز و تکبر سے چلتے ہوئے دیکھ کر بلایا اور کہا جانتے ہو تم کون ہو؟ تمہاری ماں کو میں نے سو درہم میں خریدا تھا اور تمہارا باپ مخلوق خدا میں بہت سے لوگوں سے کم مرتبہ ہے۔ ❶

متکبرانہ چال والا شیطان کا بھائی ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو تہبند گھیسٹ کر چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ شیطان کا بھائی ہے۔ آپ نے یہ جملہ دو یا تین مرتبہ دہرایا۔ ❷

متکبر شخص قتل کرنے کے لئے تیار تھا کہ خود قتل ہو گیا

وضاح بن خیثمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کچھ لوگوں کو جیل سے نکالنے کا حکم کا دیا، سو میں نے انہیں نکال دیا، لیکن حجاج کے کاتب یزید بن ابی مسلم کو چھوڑ دیا تو اس کو مجھ سے نفرت ہو گئی، اور اس نے مجھے قتل کرنے کی نذر مان لی۔

میں اس وقت افریقہ میں تھا جب کہا گیا کہ حجاج کا کاتب یزید بن ابی مسلم، یزید بن عبدالملک کی طرف سے انصار کے غلام محمد بن یزید کی جگہ آیا ہے۔ (یہ عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد کی بات ہے) تو میں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور اس کو میری جگہ کا پتہ چل گیا تو اپنے بندوں کو بھیج کر مجھے گرفتار کرالیا۔

جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: کب سے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ وہ مجھ کو تم پر قابو دے دے۔

میں نے کہا: میں بھی اللہ کی قسم! کب سے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو تم سے بچائے۔

❶ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۲۹۲

❷ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۲۹۲

یزید نے کہا: تو اللہ تعالیٰ نے تم کو مجھ سے نہیں بچایا، اللہ کی قسم! میں تم کو قتل کروں گا، اگر ملک الموت بھی مجھ سے تمہاری روح قبض کرنے میں سبقت کرنے لگے تو میں اس سے بھی سبقت کرلوں گا۔

پھر اس نے تلوار اور چمڑے کا فرش منگایا تو وہ دونوں چیزیں اس کے سامنے حاضر کردی گئیں۔ اس نے میرے بارے میں حکم دیا تو مجھ کو چمڑے کے فرش پر کھڑا کر دیا گیا، میرے ہاتھوں کو کندھوں کے پیچھے باندھ دیا گیا اور میرا سر بھی باندھ دیا گیا اور میرے پیچھے ایک آدمی ننگی تلوار لے کر کھڑا ہو گیا، وہ میری گردن اڑانے والا ہی تھا کہ اتنے میں نماز کھڑی ہوگئی۔ تو یزید نے کہا: اس کو ابھی چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھ لوں اور یہ کہہ کر وہ نماز کے لیے نکل پڑا۔

پھر جب وہ سجدہ میں گیا تو اچانک کچھ لوگوں نے اس پر حملہ کرکے اس کو قتل کردیا، اس کے بعد میرے پاس ایک آدمی آیا جس نے میرے ہاتھ اور سر کی رسی کو کھول دیا اور میں صحیح سلامت لوٹ آیا۔ ❶

متکبر پہلوان کو اللہ تعالیٰ نے بھرے مجمع کے سامنے ذلیل کردیا

مہر عظیم ہمارے پڑوسی گاؤں کا نامی گرامی پہلوان تھا۔ وہ مثالی صحت اور مثالی جسم کا مالک تھا۔ اللہ نے اُسے واقعی بہت خوبصورت بنایا تھا اور اس نے بھی اپنے جسم کو بہت سنبھال کے رکھا ہوا تھا، لیکن اس کی کمزوری یہ تھی کہ وہ تین چار جماعتوں سے زیادہ پڑھ نہیں سکا تھا، اور صحت اور وجاہت نے اسے غیر معمولی غرور میں مبتلا کر دیا تھا، وہ اکھاڑے میں اُترا تو جوانی کی مستی اور غرور میں مدہوش تھا۔ اس کے انگ انگ میں بجلیاں بھری ہوئی نظر آرہی تھیں، وہ کمال پھرتی کے ساتھ ناچ رہا تھا اور حریف کو بار بار للکار

❶ پریشانی کے بعد راحت: ص ۱۸۷، ۱۸۸/الفرج بعد الشدة لابن أبي الدنيا: ص ۷۰، الرقم: ۱۷

رہا تھا، لیکن کوئی بھی اس کے مقابل آنے کی جرأت نہیں کر رہا تھا، تب اس کا تکبّر فرزوں تر ہو گیا اور وہ پکار اٹھا کہ کسی ماں نے وہ بیٹا جنا ہی نہیں جو میرے سامنے آئے اور میرا مقابلہ کرے۔ اس کے للکاروں میں اور ناچ میں کہیں زیادہ شدت آ گئی تھی۔

تب ایک حیرت انگیز منظر نمودار ہوا، تماشائیوں میں سے ایک شخص لنگوٹا باندھے ہوئے باہر آیا اور عظیم کے سامنے جا کھڑا ہوا، اس کا قد ساڑھے چھ چار فٹ سے زیادہ نہیں تھا، جبکہ مہر عظیم بلند قامت تھا اور اس کا قد چھ فٹ سے بھی زیادہ تھا۔

یہ شخص دبلا پتلا اور کسی طرح بھی پہلوان دکھائی نہ دیتا تھا، اسے دیکھ کر مہر عظیم نے فلک شگاف قہقہے لگائے، وہ ہاتھوں کو پوری بلند تک اوپر لے گیا اور انہیں اپنی رانوں پر زور سے گرا دیا، یہ گویا طنز، تمسخر اور حقارت کا ایک غیر معمولی انداز تھا، تماشائیوں نے بھی مہر عظیم پہلوان کے سامنے ایک ناٹے قد کے منحنی سے آدمی کو دیکھ کر بے اختیار قہقہے لگائے ''اوئے کیوں اپنی جان کے دشمن بن گئے ہو، مہر عظیم تمہاری ہڈی پسلی ایک کر دے گا'' چاروں طرف سے آوازیں گونجیں ''شیر کے سامنے خرگوش آ کھڑا ہوا ہے''۔

لوگوں کے قہقہوں اور تبصروں سے مہر عظیم کی گردن مزید تن گئی اور وہ فخر سے دائیں بائیں دیکھنے لگا تو یکا یک دنگ کر دینے والا منظر بن گیا۔ ''چھٹانکی'' پہلوان کمال پھرتی سے نیچے جھکا اور اس نے مہر عظیم کو پنڈلیوں سے پکڑ کر دھم سے زمین پر گرا دیا اور لوگوں کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا کہ عظیم زمین پر چت گرا پڑا ہے۔

عظیم تڑپ کر چیتے کی طرح نہایت تیزی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور خوفناک انداز میں حریف کی طرف بڑھا، لیکن ''دشمن'' نے پھر وہی داؤ آزمایا اور عظیم کو آنِ واحد میں پنڈلیوں سے پکڑ کر دوبارہ زمین پر گرا دیا، وہ ایک بار پھر اٹھا، دوبارہ مقابل پر حملہ آور ہوا، لیکن حریف نے حیرت انگیز طور پر اسے تیسری بار پھر چت گرا دیا اور لپک کر اس

کے سینے پر بیٹھ گیا، عظیم کے دونوں کندھے زمین کو چھو گئے، ریفری نے ناٹے پہلوان کی فتح کا اعلان کر دیا اور مہر عظیم ذلت ورسوائی کا نشان بنا سر جھکائے ماتھے سے پسینہ پونچھتا ہوا میدان سے نکل آیا۔

میں نے یہ حیرت انگیز منظر بڑی توجہ سے دیکھا، اگرچہ میری عمر اس وقت تقریباً بارہ برس تھی لیکن طبعی ذکاوت اور سلامتِ طبع کی وجہ سے میں فوراً ہی اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ مہر عظیم کو اس کے غرور کی سزا ملی ہے اور اس سزا کا انتظام اللہ نے خود کیا ہے۔ ❶

مال ودولت پر تکبر کرنے والے کا بیٹا بھیک مانگ رہا تھا

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم نے یہ واقعہ سنایا کہ ہمارے شہر میں ایک بڑا زمیندار آدمی تھا، انگریزوں کی حکومت نے اسے اتنی زمینیں دیں کہ ریل گاڑی چلتی تو اگلا اسٹیشن اسی کی زمین میں آتا تھا، پھر ریل گاڑی چلتی تو دوسرا اسٹیشن بھی اسی کی زمین ہی میں آتا تھا، پھر ریل گاڑی چلتی تو تیسرا اسٹیشن بھی اس کی زمین میں آتا تھا، گویا ریل گاڑی کے تین اسٹیشن اس کی زمینوں میں آتے تھے، وہ ارب پتی آدمی تھا، اس کا عالیشان گھر تھا، خوبصورت بیوی تھی اور ایک ہی بیٹا تھا اس کی زندگی ٹھاٹھ کی گزر رہی تھی۔

وہ ایک مرتبہ اپنے دوستوں کے ساتھ شہر کے ایک چوک میں کھڑا آئس کریم کھا رہا تھا، اسی دوران اس کے دوستوں نے کہا: کہ آج کل کاروبار اچھا نہیں ہے، کچھ پریشانی ہے، رزق کی تنگی ہے۔

یہ سن کر اس کے اندر ''میں'' آئی اور وہ کہنے لگا: یار! تم بھی کیا ہو؟ ہر وقت پریشان پھرتے ہو کہ آئے گا کہاں سے؟ لیکن میں تو پریشان پھرتا ہوں کہ لگاؤں گا کہاں پر؟

❶ مکافات عمل: ص ۹

میری تو اکیس نسلوں کو بھی کمانے کی پرواہ نہیں ہے۔ جب اس نے تکبر کی یہ بات کی تو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند آئی نتیجہ یہ نکلا کہ وہ چھ مہینوں کے اندر اس دنیا سے رخصت ہو گیا، پیچھے اس کا نوجوان بیٹا تھا اس کی عمر سترہ اٹھارہ سال تھی، وہ اس کی ساری جائداد کا وارث بن گیا، اٹھتی جوانی تھی اور پیسہ بھی بے حد وحساب تھا، اسی طرح اس کے دوست بھی بن گئے جنھوں نے اس کو غلط راستے پر ڈال دیا۔

اس کو شباب اور شراب والے کام سکھا دیئے، اٹھتی جوانی میں یہ جنسی گناہ بڑے Attractive (پرکشش) ہوتے ہیں، آدمی چاہتا ہے کہ کھانا ملے یا نہ ملے البتہ یہ گناہ کرنے کا موقع ضرور ملنا چاہیے، چنانچہ اس کو روزانہ نئے مہمان مل جاتے اس طرح وہ پیسہ پانی کی طرح بہانے لگ گیا، کچھ عرصے کے بعد اس نے بڑے شہروں کا رخ کر لیا، اس نے چند سالوں میں خوب جی بھر کر عیاشی کی، اسے کوئی ایسا دوست ملا جس نے اسے کہا کہ آؤ ذرا ہم تمہیں باہر ملک کی سیر کرواتے ہیں، وہ اسے تھائی لینڈ لے گیا، وہاں پر اس نے چٹی چمڑی (گورے رنگ والی لڑکیوں) سے اس کا تعارف کروا دیا، وہاں کے کلبوں میں بھی دریا کی طرح پیسہ بہایا، وہاں اس نے ساری ساری رات عیاشی کرنے میں گزار دی حتیٰ کہ سارا بینک بیلنس ختم ہو گیا۔

اب نہ صحت رہی اور نہ پیسہ رہا، ایک وہ وقت بھی آیا کہ واپس آ کر اس کو گھر بھی بیچنا پڑ گیا، چنانچہ جب گھر بھی بک گیا تو اس نے فٹ پاتھ پر سونا شروع کر دیا اور جس چوک میں کھڑے ہو کر اس کے باپ نے تکبر کی بات کی تھی اسی چوک میں اس کا یہ بیٹا کھڑے ہو کر بھیک مانگا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ تمہیں ہم نے جو اتنا دیا ہے اس پر تکبر کرتے ہو کہتے ہو کہ میں پریشان ہوں کہ لگاؤں گا کہاں پر اور تم کہتے ہو کہ میری اکیس نسلوں کو بھی کمانے کی پرواہ نہیں، نہیں جہاں تم کھڑے ہو یہیں تمہارا بیٹا کھڑا ہو کر

بھیک مانگا کرے گا۔

میرے دوستو! ہوسکتا ہے کہ باقی گناہوں کی سزا فقط آخرت میں ملے، لیکن تکبر وہ گناہ ہے جس کی آخرت میں سزا تو ملے گی ہی سہی اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا میں بھی ضرور دیا کرتے ہیں۔ ❶

امام صاحب کے حسن اخلاق سے متکبر وفاسق تاجر کی زندگی پلٹ گئی

ایک محلّہ کی مسجد میں تعمیر ومرمت کا کام شروع ہوا تو مطلوبہ رقم اکٹھی ہونے میں دیر ہوگئی۔ کمیٹی انتظامیہ نے امام صاحب سے کہا کہ محلے کے کونے والا بندہ ہے تو بہت بڑا تاجر مگر اپنے فسق وفجور میں انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ اگر آپ میں ہمت ہے تو اس سے بات کرلیں ممکن ہے کوئی صورت بن جائے۔ امام صاحب نے حامی بھرلی اور ایک دن شام کو جا کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ چند لمحے بعد تاجر صاحب اندر سے نمودار ہوئے۔ امام صاحب نے اپنے آنے کی وجہ بتائی، تو صاحب خانہ سٹپٹا گئے اور بولے کہ ایک تو تمہارے سپیکروں کے بار بار چلنے سے ہمارا سکون برباد ہے اور اوپر سے تم میرے گھر تک آپہنچے ہو۔ دوسرے محلے دار مر گئے ہیں جو مجھ سے چندہ لینے کی ضرورت آ پہنچی؟ امام صاحب نے فرمایا: صاحب! اللہ کا دیا ہوا موقع ہے آپ کے لیے، آپ کے دست تعاون کی اشد ضرورت ہے، میں خالی ہاتھ نہیں جانا چاہتا، اللہ تعالیٰ آپ کے مال وجان میں برکت دے گا۔ تاجر نے امام صاحب سے کہا لاؤ اپنا ہاتھ میں تمہیں چندہ دوں۔ امام صاحب نے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا اس تاجر نے امام صاحب کے ہاتھ پر تھوک دیا۔ امام صاحب نے بسم اللہ پڑھ کر تھوک والا ہاتھ اپنے سینے پر مل لیا اور دوسرا ہاتھ اس تاجر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ امداد تو میرے لیے ہوگئی، اب اس

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۲۰۹ تا ۲۱۱/ انمول واقعات: ص ۱۴۶/ بکھرے موتی: ص ۴۰۹، ۴۱۰

ہاتھ پر اللہ کے لیے امداد دی جائے۔اس تاجر کو پتہ نہیں یہ بات کہاں جا کر لگی کہ اس کی کر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور منہ سے استغفر اللہ، استغفر اللہ نکلنا شروع ہو گیا۔

کچھ لمحات شرمندہ ہونے کے بعد اس نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے دھیمے سے لہجے میں کہا، بتایئے کتنے پیسے درکار ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا: ابھی تین لاکھ سے کام چل جائے گا۔ تاجر نے کہا نہیں، مجھے یہ بتایئے کہ آپ کے مکمل پراجیکٹ کے لیے ٹوٹل کتنے پیسے درکار ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا آٹھ لاکھ روپے۔ تاجر صاحب اندر جا کر آٹھ لاکھ کا چیک بنا کر لائے اور امام صاحب کو دیتے ہوئے کہا آج کے بعد اس مسجد کا جو بھی خرچ ہو گا مجھ سے لے لیجئے گا اور آج سے اس مسجد کی تمام ذمہ داری میری ہے۔ یہ سن کر امام صاحب خوش ہوئے اور دعائیں دیتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔

فائدہ: بات کرنے کا انداز، سلیقہ، تمیز اور ادب آ جائے تو بڑے سے بڑا متکبر اور فاسق شخص بھی ہدایت پا سکتا ہے۔ مگر افسوس ہمارے کتنے ہی بے تکے اور طنزیہ جملوں سے لوگ نماز، قرآن اور دین سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اسلام پھیلانا ہے تو اچھے اخلاق اور میٹھے بول کی روایت ڈالنی ہو گی۔ افسوس! طوطا مرچ کھا کر بھی میٹھی بولی بولتا ہے اور انسان میٹھا کھا کر بھی کڑوی بولی! بولتا ہے۔ ❶

تکبر کی وجہ سے ایک پڑھی لکھی خوبصورت لڑکی رشتوں سے محروم ہو گئی

بیٹی اللہ تعالی کی نعمت اور والدین کیلئے راحتِ جان ہے، تمام والدین کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں کی اچھی تربیت کر کے جلد از جلد ان کی شادی کے فریضہ سے سبکدوش ہوں اور ان کا گھرانہ خوشحال رہے، شریعت کا بھی یہی حکم ہے کہ لڑکی کے بالغ

❶ ایک سو واقعات: ص ۱۷۲،۱۷۳

ہوتے ہی جلد مناسب رشتہ دیکھ کراس کی شادی کردی جائے، آج کل نکاح کے سلسلہ میں خودساختہ بے شمار رکاوٹیں پیدا کردی گئی ہیں جن میں سے ایک رکاوٹ وہ ہے جس کی جھلک ذیل کے عبرتناک واقعہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ ہمارے ایک دوست تھے، انہوں نے اپنی بیٹی کا واقعہ سنایا جو چاند جیسی خوبصورت تھی، ذہین اتنی کہ میڈیکل کی ڈاکٹر بن گئی، سینکڑوں رشتے اُسکے آئے، دیکھنے میں حور پری تھی اور ایم بی بی ایس ڈاکٹر بن گئی، بڑے بڑے رشتے آئے مگر اس میں تکبر تھا، جو آتا اس کو حقارت سے ٹھکرا دیتی، اس کی کہیں نظر جمتی ہی نہ تھی، نیک رشتے بھی آئے، مال والے رشتے بھی آئے، ذرا ماں باپ نے رشتے کی بات کی وہ اس میں دس عیب نکالتی کہ یہ بھی کوئی رشتہ ہے، آجاتے ہیں ٹکے ٹکے کے لوگ، ہمیشہ تکبر کی بات کرتی، ماں باپ اسے سمجھاتے کہ بیٹی! نعمت کی ناقدری نہ کرو، اتنے رشتے جہاں تمہارا دل مطمئن ہوتا ہے، بتاؤ ہم تمہارا رشتہ کردیں گے۔

اسے کوئی پسند ہی نہ آیا، خوبصورت سے خوبصورت نوجوان، نیک سے نیک نوجوان، بڑی عزت والی فیملی کے نوجوان، ہر ایک کو حقارت سے ٹھکرا دیتی۔ وہ خود کہتے تھے میری بیٹی پر اللہ کی پکڑ آگئی۔

اللہ کی پکڑ کیسی آئی کہ ایک مرتبہ اس نے کوئی آپریشن کیا تو اس آپریشن تھیٹر میں پتہ نہیں کیا ہوا کہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں کی جلد مردہ ہونی شروع ہوگئی، ایک دو مہینہ کے اندر دونوں ہاتھوں کی جلد مردہ ہو کر بوڑھوں جیسی ہوگئی، اب ایسی حور پری لیکن ہاتھ دیکھو تو بوڑھوں والے، ہر وقت ہاتھ چھپائے رکھتی، دستانے پہنے رکھتی، اب رشتے بھی آنے بند ہوگئے۔

جوعورت آتی اِسے دیکھتی، اس کے ہاتھ دیکھتی اور مجھے اپنے بیٹے کیلئے یہ رشتہ نہیں لینا، انتظار کرتے کرتے عمر بتیس سال ہوگئی، اب اس کو پتہ چلا کہ اب میرا رشتہ کوئی نہیں آرہا اب وہ چاہتی کہ اب میرا کہیں رشتہ ہو جائے اور رشتہ کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہوتا، جتنا تکبر کرتی تھی اللہ نے اتنی ہی ناک رگڑوائی، اب نمازیں پڑھتی، اب سجدے کرتی ہے، اب روتی، اب دعائیں کرتی ہے۔ اب اس کا رشتہ کرنے والا کوئی نہیں، اس کے والد کوئی عمل پوچھنے آئے اور آکر انہوں نے یہ خود تفصیل بتائی، کہنے لگے میری بیٹی اتنی پریشان ہے کہتی ہے کہ دنیا میں اللہ نے میری زندگی کو نشانِ عبرت بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال دیا تھا دماغ خراب ہوگیا۔ جب اللہ تعالیٰ نعمت دے تو انسان نعمت کی قدرت کرے، اللہ کے سامنے جھکے، دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا، تو کئی مرتبہ سزا ایسی ملتی ہے کہ بندے کو پتہ بھی نہیں چلتا، اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچائے۔ آمین ❶

تکبر کے سبب پروفیسر قدرت کی گرفت میں آگیا

پروفیسر کاشمیری کا تعلق بھی ایک دینی تحریک سے تھا، خوبصورت شخصیت کے نستعلیق انسان تھے اور لاہور کے ایک بڑے کالج میں پڑھاتے تھے، مجھے اس کالج کے ہیڈ کلرک مرزا صاحب نے جو بعد میں دیال سنگھ کالج میں آگئے تھے اور اس طرح ان سے کئی سال تک رفاقت رہی، یہ بتایا کہ کاشمیری صاحب عجیب عجیب متضاد خصوصیات کے حامل تھے، صوم وصلوۃ کے پابند، بہت با اصول مگر احساس برتری میں بہت بری طرح مبتلا تھے، چھوٹے طبقے کو تو انسان ہی نہیں سمجھتے تھے یعنی نہ ان کو سلام کرتے تھے، نہ سلام کا جواب دیتے تھے۔

❶ اہل دل کے تڑپا دینے والے واقعات: عجب و کبر، ج ۴، ص ۲۱۰، ۲۱۱

اس سلسلے میں مرزا صاحب نے ایک بہت ہی افسوس ناک واقعہ سنایا، کہنے لگے کہ اس کالج کے سٹاف روم کا چپراسی ایک نوجوان لڑکا تھا اور بہت خوبصورت اور بڑا ہی خوش اخلاق تھا، بے چارہ باپ کی وفات کی وجہ سے میٹرک سے آگے نہیں پڑھ سکا تھا اور یہ حقیر ملازمت اختیار کرنے پر مجبور ہوگیا تھا ورنہ اس کا رویہ بہت باوقار تھا، وہ ایک خود دار نوجوان تھا، مالی تنگی کے باوجود کسی سے سوال نہیں کرتا تھا۔

مرزا صاحب نے بتایا کہ پروفیسر کاشمیری نے اپنی الماری میں شیشے کا ایک گلاس رکھا ہوا تھا، جب بھی ضرورت ہوتی وہ چپراسی کو گلاس نکال کر دیتے اور اسی میں پانی پیتے تھے۔ گرمیوں کا موسم تھا، کاشمیری صاحب نے گلاس اس نوجوان کے حوالے کیا اور اسے پانی پلانے کا حکم دیا، انہوں نے پانی پی لیا تو اس نوجوان نے اسی گلاس میں پانی بھرا اور خود بھی نوش کرلیا، پروفیسر صاحب نے اسے اپنے گلاس میں پانی پیتے ہوئے دیکھ لیا، بس پھر کیا تھا، وہ شدت کے ساتھ سیخ پا ہوگئے، اسے کھینچ کے تھپڑ امارا، اسے خوب برا بھلا کہا، طعنے دیئے کہ تم نے جرات کیسے کی میرے گلاس میں پانی پینے کی اور گلاس اٹھا کر ڈسٹ بن میں پھینک دیا، پروفیسر کاشمیری نے نوجوان چپراسی سے یہ سلوک سب کے سامنے روا رکھا، اس پر وہ لڑکا صدمے سے بے حال ہوگیا اور بری طرح سے رونے لگا اور بڑی دیر تک ہچکیاں لے کر روتا رہا، لوگوں نے اسے بڑی مشکل سے چپ کروایا۔

لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دینداری کا دعوی کرنے والے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ استاد کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری، موصوف کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی، چھوٹا بیٹا کوئی ڈیڑھ سال کا تھا، بہت پیارا، خوبصورت بچہ، سارے گھر میں دوڑتا پھرتا اور خوشیاں بکھیرتا رہتا، اس واقعے کو چند ہی روز گزرے تھے، پروفیسر صاحب کی بیگم گھر کے کاموں میں

مصروف تھی، یہ بچہ اکیلا کھیل رہا تھا، بڑا بھائی اور بہن اسکول گئے ہوئے تھے اور کاشمیری صاحب کالج میں تھے، پتہ نہیں کیا ہوا فریج کا دروازہ کیسے کھل گیا اور پھر فریج کا نچلا حصہ کیسے خالی رہ گیا کہ یہ بچہ فریج میں داخل ہوگیا دروازہ بند ہوگیا اور یہ اندر مقید ہو کے رہ گیا، ماں کاموں سے فارغ ہوئی اس نے دیکھا ننھا کہیں نظر نہ آیا تو اس نے گھر کے ہر کونے میں اسے تلاش کیا، باہر گلی میں آ کر دیکھا لیکن وہ کہیں دکھائی نہ دیا، اس نے جلدی سے خاوند کو فون کیا، پروفیسر صاحب بھاگم بھاگ گھر آئے، محلے دار بھی جمع ہوگئے اور سب نے اردگرد بہت بھاگ دوڑ کی، فوری طور پر مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کرایا، لیکن بچے کا کہیں سراغ نہ ملا، اس جستجو میں کئی گھنٹے گزر گئے اور جب تھک ہار کر کاشمیری صاحب بیٹھے اور انہیں پیاس لگی اور فریج کھول کر پانی پینا چاہا تو ان کے لاڈلے پیارے بیٹے کا جسم وہاں اکڑا پڑا تھا۔ پتہ نہیں اس معصوم کی روح کب پرواز کر گئی تھی۔

غرور اور ظلم اور توہین وتضحیک کا جو انداز پروفیسر کاشمیری نے اپنے غریب چپراسی کے ساتھ اختیار کیا تھا، اس کی دوسری سزا انہیں یہ ملی کہ وہ شوگر کے موذی مرض میں مبتلا ہوگئے، اور اس نے انہیں نچوڑ کر رکھ دیا۔

میرے تجزیے کے مطابق موصوف کو تیسری سزا یہ ملی کہ اللہ نے متذکرہ بیٹے کی حسرت ناک موت کے بعد انہیں مزید اولاد کی نعمت سے محروم کر دیا، حالانکہ متذکرہ حادثے کے وقت ابھی وہ جوان تھے، چنانچہ اب ان کا ایک بیٹا رہ گیا اور ایک بیٹی تھی، بیٹے نے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی اور اسے سعودی عرب میں ملازمت مل گئی اور وہ گزشتہ بیس برس سے بیوی بچوں سمیت بیرونِ ملک مقیم ہے، بیٹی کی شادی ہوگئی اور وہ کبھی کبھار ہی والدین کے گھر کا چکر لگاتی ہے، چنانچہ بہت بوڑھے کاشمیری صاحب اپنی بیمار اور

ضعیف بیگم کے ساتھ یک وتنہا رہتے ہیں اور عمر کے اس حصے میں ان کا کوئی بھی پُرسانِ حال نہیں، دیکھنے میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غریب اور بے نوا بندوں سے بدسلوکی کو برداشت کرتا ہی نہیں اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کو بڑی دیر تک سزا دیتا ہے۔ ❶

تکبر کے سبب پختہ حافظ قرآن سورہ اخلاص بھول گئے

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب نے ایک واقعہ بیان فرمایا:

ہمارے محلے کی مسجد میں ایک حکیم صاحب تھے، کونے پر ان کی دکان تھی، ان کا نام احمد بخش تھا، وہ قرآن پاک کے بڑے اچھے حافظ تھے اور خوب پڑھتے تھے، ہم اس وقت چھوٹے چھوٹے تھے، رمضان المبارک کا دن تھا کسی نے ان سے کہا کہ آج ستائیس کی رات ہوگی اگر آج پورا قرآن سنا دیں تو بڑا مزہ آئے گا ان کا حفظ بھی بڑا پکا تھا۔

وہ کہنے لگے کہ اچھا میں آؤں گا، مسجد کوثر میں انہوں نے سنانا تھا، اس وقت عاجز کی عمر نو سال کے قریب تھی، عاجز بھی وہاں پہنچ گیا، حافظ صاحب نے دو رکعت کی نیت باندھ لی، انہوں نے ایک رکعت میں انتیس پارے پڑھے، ان انتیس پاروں میں ان کی کوئی غلطی بھی نہ آئی، پیچھے آٹھ دس حافظ کھڑے تھے وہ سب چپ رہے کہیں کوئی اٹکن بھی پیش نہ آئی کہ پیچھے سے کوئی لقمہ مل جاتا، پڑھتے چلے گئے انتیس پاروں کے بعد انہوں نے رکوع کیا۔

پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ انہوں نے آخری پارہ بھی کافی پڑھ لیا، جب سورۃ اخلاص یعنی "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھنے لگے تو بھول گئے، کوئی متشابہ لگ گیا، اب وہ اس سورت سے نکلنا چاہتے ہیں مگر نکل نہیں پاتے، جب دو تین دفعہ اس کو لوٹایا اور آگے نہ نکل سکے تو اس وقت ایک غیر حافظ بندے

❶ مکافات عمل: ص ۱۹۷

نے ان کولقمہ دیا اور حافظ نے غیر حافظ سے لقمہ لے کر سورت اخلاص مکمل کی۔
نماز کے بعد لوگ بڑے خوش تھے مگر قاری صاحب کو پسینہ آیا ہوا تھا، جب اٹھ کر جانے لگے تو کسی نے پوچھا: کہ حضرت! کیا بنا؟
کہنے لگے: نہ پوچھو، انتیس پارے پڑھ لئے تو بڑی خوشی ہوئی، جب ''سورہ لہب'' پڑھ رہا تھا تو اس وقت دل میں خود پسندی کی کیفیت پیدا ہوئی کہ اس وقت میرے جیسا بندہ پورے شہر میں نہیں ہوگا جو دو رکعت میں قرآن سنا سکے، میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ''سورہ اخلاص'' میں متشابہ لگوادیا۔
یہ بتادیا کہ یہ تیرا کمال نہیں یہ تو میرا کمال ہے، یہ اللہ رب العزت کا کمال ہوتا ہے کہ وہ اپنے بندے کے لئے قرآن پاک کا یاد کرنا آسان فرمادیتا ہے، اس لئے حفاظ کو اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا چاہیے۔ ❶
بہرحال تکبر سے انسان اپنے آپ کو بچائے، اللہ رب العزت کی ہر نعمت کا شکرادا کرے، دنیا میں کسی کو حقیر نہ سمجھے، ہر مسلمان کو اپنے سے بہتر سمجھئے، زندگی عاجزی اور تواضع میں گزارے، تواضع سے ہی عزت ملتی ہے، اپنے آپ کو بڑے بول سے، متکبرانہ چال وانداز سے بچائے، اللہ رب العزت نے جو کمال عطا فرمایا اِسے ذاتِ باری تعالی کا احسان سمجھئے، چاہے وہ علم کا ہو یا مال و دولت کا یا حسن و جمال کا یا جاہ واقتدار کا، یہ سب رب العالمین کی عطا ہے، ہم گناہ گار، سیاہ کار اس لائق نہیں۔ ہر دن ان کمالات وخوبیوں پر شکرادا کریں تاکہ نعمت میں اضافہ ہو۔ اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

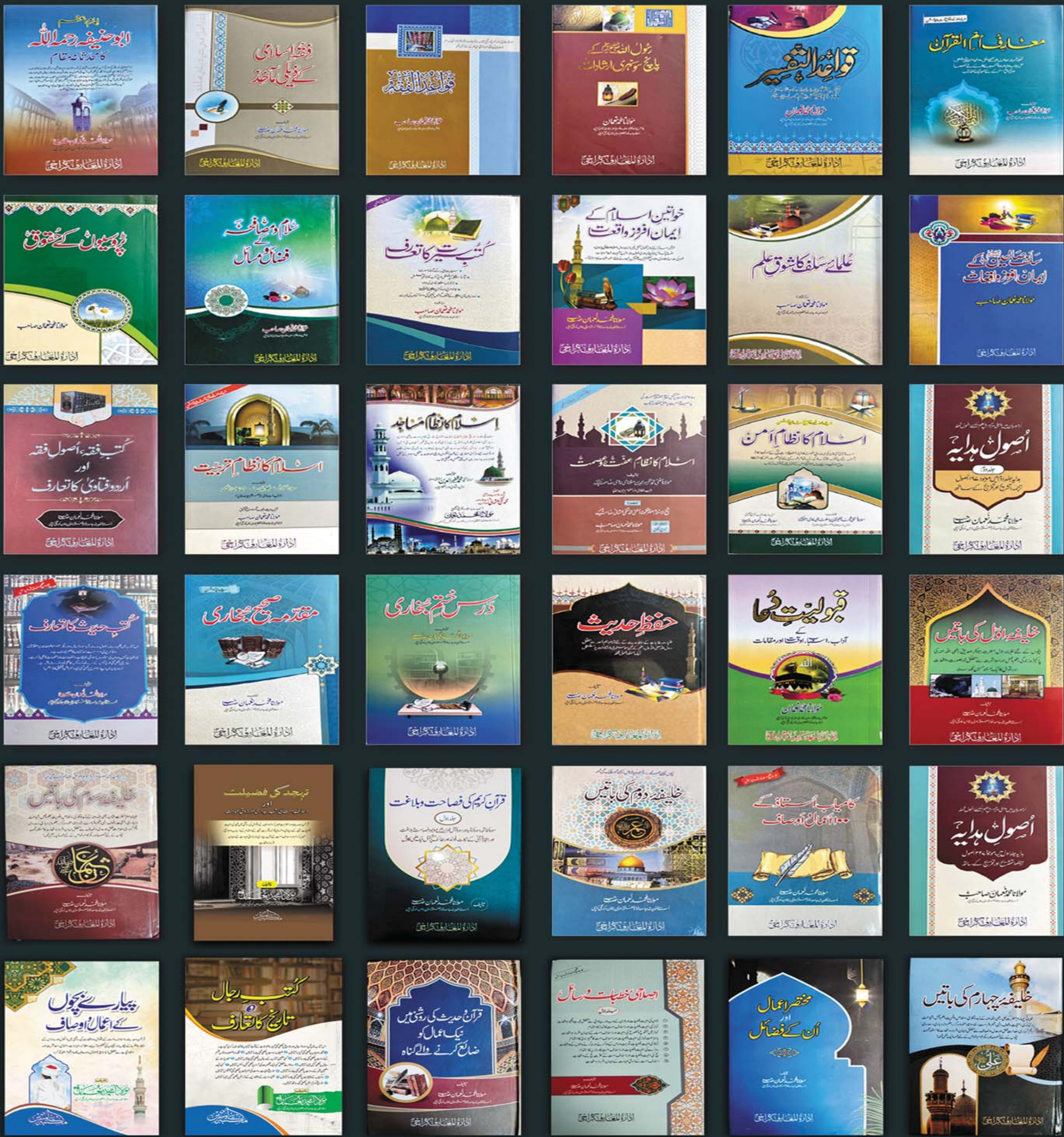
❶ خطبات فقیر: حفاظت قرآن، ج ۶ ص ۱۹۷، ۱۹۸

تالیفات

حضرت مولانا محمد نعمان صاحب حفظہ اللہ

نمبر شمار	کتاب کا نام
1	قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت
2	معارف ام القرآن
3	قواعد التفسیر
4	قرآن وحدیث کی روشنی میں نیک اعمال کو ضائع کرنے والے گناہ
5	قرآن کریم کی روشنی میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ افراد
6	کتبِ حدیث کا تعارف
7	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سونہری ارشادات
8	مقدمہ صحیح بخاری
9	درسِ بخاری
10	حفظِ حدیث
11	خلیفہ اول
12	خلیفہ دوم
13	خلیفہ سوم
14	خلیفہ چہارم
15	کتبِ سیرت کا تعارف
16	قواعد الفقہ
17	فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات



Designed By Uk Printers : 0315-2245330

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی وتحقیقی بیانات، تعارف کتب، دروس ومحاضرات اور تحریری بیانات جمعہ کیلئے ان واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

03112645500 - 03191982676